زنجانی جنتری

۲۰۰۶

۲۰۰۸ - ۲۰۰۹ - ۲۰۱۰ - ۲۰۱۱

۲۰۱۲ -

پاکستان کو توڑنے کی صہیونی سازشیں
جرم ایٹمی پاور

میں مشکل کشائ شیر خدا سے کھتا ہوں۔ (شاہ زنجانی)

میں زمیندار اور سیاست کا طالب علم ہوں ۔ ہر محبِ وطن کی طرح مجھے بھی پاکستان سے بے پناہ محبت ہے۔ پاکستانی اور عالمی سیاست کا مشاہدہ جاری رہتا ہے۔ پاکستان کو توڑنے کیلئے دس ممالک کا ایجنڈا آجکل گردش کر رہا ہے۔ انٹرنیٹ پر پاکستان کی تقسیم کے نقشے گردش میں ہیں۔ میں اکثر و بیشتر پیر و مرشد **شہزادہ سید انتظار حسین شاہ زنجانی** کی خدمت میں حاضر ہوتا رہتا ہوں اور اپنے خدشات بیان کرتا رہتا ہوں۔ **ہمارا جرم کیا ہے؟** پاکستان ان دنوں امریکی اور اتحادی افواج کے گھیرے میں ہے۔ پاکستان میں طالبان کے نام پر غیر ملکی ایجنسیاں بھی سرگرم عمل ہیں اور آئے دن ہونے والے دہشت گردی کے واقعات نے قوم کو ذہنی طور پر شدید صدمے سے دوچار کر رکھا ہے۔ اتنے دھماکے اگر امریکہ میں ہوتے تو آدھا امریکہ کینیڈا شفٹ ہو گیا ہوتا۔ **9/11 کے بعد امریکہ میں دہشت گردی کا کوئی واقعہ نہیں ہوا** جبکہ **11x9=99** سے زیادہ افسوس ناک واقعات دہشت گردی اب تک پاکستان میں ہو چکے ہیں۔ امریکی افواج کا یوں دندناتے پھرنا ہمارے پڑوسی برادر دوست ملک ایران اور چین کیلئے بھی کسی خطرہ سے کم نہیں۔ **(1) امریکہ (2) روس (3) برطانیہ (4) فرانس (5) چین (6) بھارت (7) شمالی کوریا (8) اسرائیل اور (9) پاکستان** یہ نو ممالک ایٹمی اسلحہ رکھتے ہیں۔ **امریکہ اور U.N.O.** کو کسی ملک پر اعتراض نہیں۔ کیونکہ یہ سب کے سب غیر مسلم ہیں۔ **اور یہ سب اپنے آپ کو ایک ہی سمجھتے ہیں**۔ ماسوائے پاکستان اقوام عالم کے نقشہ کو دیکھیں تو تمام سازشیں آج کل پاکستان کے گرد جاری ہیں۔ پاکستان کی خودمختاری داؤ پر لگی ہوئی ہے۔ صدر زرداری نے **60** سال سے جدوجہد کرنے والے کشمیری مجاہدین کو کیوں دہشت گرد کہہ دیا ہے؟ واللہ اعلم پاکستان جغرافیائی طور سے گھرا ہوا ہے۔ **کیا ہمارا جرم ایٹمی پاور ہونا ہے**، یہ خطرات بتدریج ایران اور چین کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ امریکہ اور اس کے اتحادیوں کے سبب ہم شدید اقتصادی بحران کا شکار ہو چکے ہیں۔ اس وقت ہمیں امریکہ کی بجائے چین سے ہی کسی اچھے برتاؤ کی توقع ہے۔ حدیث رسولؐ ہے کہ علم حاصل کرو خواہ تمہیں چین جانا پڑے۔ ہمیں چین جانا چاہیے یہی وہ اندیشے ہیں جو مجھے بے چین رکھتے ہیں۔ ایک دن قبلہ شاہ زنجانی صاحب کی خدمت میں حاضر تھا آپ مایوس سائلوں کی خدمت کر رہے تھے میں نے پھر اپنے خدشات بیان کیے۔ آپ نے بے اختیار فرمایا چودھری صاحب **میں مشکل کشا شیر خدا سے کہتا ہوں** مسلم امہ پر جب بھی مصیبت آئی مولا علیؑ نے ہی مدد فرمائی پھر آپ نے نادعلی پڑھی۔ مولا علیؑ سے مدد مانگنا سنت رسول خداؐ ہے۔ پاکستان کی مشکل کشائی کیلئے میں انہیں سے کہتا ہوں۔ **اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ تو نے وطن عطا کیا اب تو ہی ہمیں لیڈر بھی عطا کر دے کہ اس مایوس قوم میں خوشی کی لہر جاگ اٹھے** ۔ پھر آپ نے قرآن کی آیت **88** سورہ ہود کی پڑھی۔ بَقِيَّتُ اللّٰهِ خَيْرٌ لَّكُمْ (ترجمہ: خدا کا بقیہ تمہارے لیے سب سے اچھا ہے۔) امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ یہ آیت ظہور قائم آل محمدؐ کی علامات میں سے ہے۔ وقت ظہور حضرت دیوار کعبہ سے پشت لگا کر کھڑے ہوں گے اور تین سو تیرہ خالص مومن آپ کے پاس جمع ہوں گے۔ حضرت سب سے پہلے اسی آیت کی تلاوت کریں گے۔ اس وقت سب لوگ یا بقیۃ اللہ کہہ کر آپؑ سے خطاب کریں گے۔ میں نے گزارش کی امام آخر زنجانی جنتری **2008**ء کی طرح اس مرتبہ قارئین زنجانی جنتری **2009**ء کو امام اول حضرت علی شیر خداؑ کی معارفت کرائیں پھر شہزادہ حافظ سید محسن علی زنجانی نے تحقیقی کام شروع کیا۔ شہزادہ حافظ زنجانی نے جو تحقیق معارفت مولا علیؑ کی کی وہ پیش خدمت ہے۔ دعا ہے کہ امام زمانہ کا جلد ظہور ہو اور فتنوں سے دنیا کو نجات ملے۔

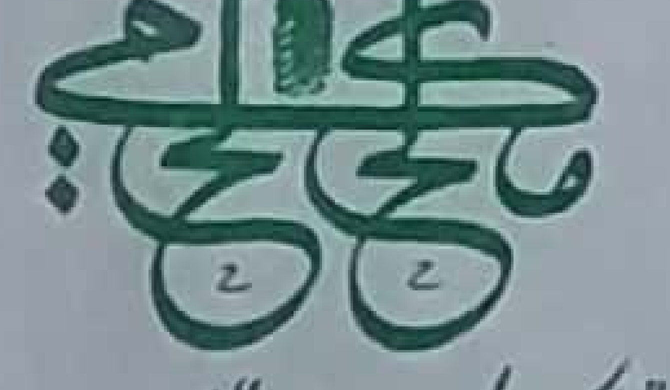

محمدؐ   ۹۲   علیؑ   ۱۱۰

محمدؐ اور علیؑ لحمک لحمی!
طلسم اس کا میں سمجھاؤں تجھے سن!
محمدؐ سے جو حرفِ م لے لے
علیؑ کے ع کو بھی اک ف ط چن!
کیا جمع تو حاصل ایک سو دس
علیؑ ظاہر ہوئے، سر کو ذرا دھن!
جو باقی حمد اور لی رہ گئے ہیں
وہ اعداد محمدؐ مظہر کن!

نتیجہ فکر: منجم اعظم الحاج سید ناظر حسین زنجانیؒ

چودھری واجد علی خان (سابق ایم پی اے) جنڈیالہ کلساں (نارنگ منڈی) کالا خطائی روڈ ضلع شیخوپورہ
Phone; Res: 056-2215005 Mobile: 0300-4259249

عَلی مَعَ الحقُ وَالحَقُ مَعَ عَلی

مولائے کائنات امیر المومنین حضرت علیؑ کا مختصر التعارف

ہدیہ تحقیق وریسرچ (نامکمل) جناب امیر المومنینؑ: شہزادہ سید محسن علی زنجانی
(0300-4303429)

قاعدہ لطف کی بنا پر خداوند کریم کے لیے یہ لازم ہے کہ وہ لوگوں کی طرف ایسی ہستی کو بھیجے جو انہیں اس کے راستے کی ہدایت کرے، اس کے عذاب سے ڈرائے، صراط مستقیم کی دعوت دے، ان کے لیے دین کے احکام بیان کرے اور ان کے لیے وہ طریقہ کار قائم کرے جو خدا ان سے چاہتا ہے۔ تاکہ اللہ کی طرف سے ان پر حجت قائم ہو جائے۔ ایسی ہی ہستی، بشیر ونذیر اور ہدایت کرنے والے رسول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تھے جن کی صداقت کی تائید ان کے معجزات نے اور براہین کی تصدیق ان کے قول نے کی۔ قرآن کریم ان کا ہمیشہ رہنے والا معجزہ و برہان ہے۔ جو خدا کی طرف سے نازل شدہ ہے جسے باطل کبھی ختم نہیں کر سکتا اور چودہ سو سال سے یہ قرآن نوع بشر کو چیلنج کر رہا ہے کہ اس کی مثل لے آؤ۔ پھر اس قرآن نے اپنے کیے ہوئے چیلنج میں تخفیف کی تاکہ انہیں ان کی عاجزی و بے بسی دکھلائے۔ پس فرمایا ''اس جیسی دس سورتیں لے آؤ''۔ پھر مزید کمی کی اور فرمایا ''اس جیسی ایک سورۃ لے آؤ''۔ اس کے بعد جب ان کی عاجزی و ذلت دخواری ظاہر ہو گئی تو فرمایا: ''کہہ دو اگر انسان اور جن سب کے سب اس بات پر جمع ہو جائیں کہ اس قرآن کی مثل لے آئیں تو ہرگز ایسا نہ کر سکیں گے اگرچہ وہ ایک دوسرے کی مدد بھی کریں۔'' پس حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ کی طرف سے لوگوں پر رسول ہیں تاکہ انہیں گمراہی و جہالت سے نکالیں۔ آنحضرتؐ کو جو حکم دیا گیا تھا اسے انہوں نے پہنچایا اور جو ذمہ داری سونپی گئی تھی اسے نبھایا۔ آپ کے لیے ضروری تھا کہ مقام اعلیٰ کی طرف پلٹ جائیں اور وہ موت کہ جس سے فرار نہیں آپ تک آ پہنچے۔ ''بے شک تمہیں اور انہیں مرنا ہے۔'''' یہ اللہ کی سنت ہے ان لوگوں کے بارے میں پہلے گزر چکے ہیں اور تم اللہ کی سنت میں ہرگز کوئی تبدیلی نہیں پاؤ گے۔'' ضروری تھا کہ حضور اکرم ﷺ کے بعد مندرجہ ذیل صورتوں میں سے کوئی ایک انجام پذیر ہوتی:۔ (۱) اس دین لغو کر دیا جائے اور اسلام کے احکام باطل کر دیے جائیں۔ اس اعتبار سے کہ آپ کی نبوت کا تعلق صرف آپ کی زندگی سے ہو اور وہ ختم ہو جائے تو لوگ اپنی جہالت کے گزشتہ زمانے کی طرف پلٹ جائیں۔ (۲) لوگوں کو ان کی ثقافت و تدین پر اعتماد کرتے ہوئے چھوڑ دیا جائے اس لیے کہ وہ اس بات کی قدرت رکھتے ہیں کہ اپنے معاملات کو خود ہی سدھار لیں اور جو راستہ آنحضرت ﷺ نے ان کے لیے معین کیا ہے خود ہی اس پر چلتے رہیں۔ قطع نظر اس سے کہ آپ کی شریعت کو کسی نگران، مفسر اور اس کے حدود قائم کرنے والے کی ضرورت ہو۔ (۳) تیسرے یہ کہ آپ کے بعد امت کو یہ اختیار ہو کہ وہ جمع ہو کر اپنے میں سے کسی کو امام منتخب کر لیں اور اسے اپنے امور کا نگران قرار دیں۔ (۴) یا یہ کہ آنحضرت ﷺ اپنی امت کے لیے خود امام و ہادی کا تقرر کر جائیں اور لوگوں کو اس کی اتباع کا حکم دیں۔ اب اگر ہم حقیقت کی طرف پلٹیں اور اپنے دلوں سے بغض وعناد اور تعصب کی گرہیں کھول کر ان امور میں منطقی بحث کریں تو ہم محسوس کریں گے کہ پہلا مفروضہ (شریعت کو لغو قرار دینا) باطل ہے۔ کیونکہ یہ آخری شریعت ہے اور وہ راستہ ہے کہ جسے تمام نوع بشر کے لیے اللہ تعالیٰ نے معین کر دیا ہے۔ ''اللہ کے نزدیک اسلام ہی دین ہے''۔ (آل عمران۔۱۹)

اگر شریعت محمدی آپ کی زندگی ہی سے وابستہ ہوتی تو عبث و فضول تھی۔ کیونکہ اکثر انسانوں تک تو آپ کی دعوت پہنچی ہی نہ تھی۔ نہ ہی ہدایت و سلامتی کی راہ ان کے لیے واضح ہوئی تھی اور یہ بات اور جہت بھی عبث تھی کیونکہ وہ عظیم قربانیاں اور فدیے جو آنحضرتؐ نے اس دین و شریعت کے لیے دیے وہ اس لائق تھے کہ آزادانہ طور پر باقی رہتے اور ان پر کوئی آنچ نہ آتی۔

ہم دیکھتے ہیں کہ سیاسی مفکرین اور مختلف عقائد کے حامل گروہ، اپنے افکار کی بنیادوں اور اپنے عقائد کی رسوم کو صدیوں تک برقرار رکھنے کا بھرپور انتظام کرتے ہیں۔ لہٰذا اس مفروضے کے بطلان کے لیے طویل بحث کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ اس کا فاسد ہونا واضح ہے اور اس امت یا دیگر امتوں میں سے کوئی بھی اس کا قائل نہیں۔

دوسرا مفروضہ کہ، لوگوں کو انکی عقل و تدبر پر اعتماد کرتے ہوئے ان کی حالت پر چھوڑ دیا جائے، پہلے سے بھی زیادہ لغو ہے۔ ایک لشکر کے لیے ممکن نہیں کہ وہ بغیر سپہ سالار کے ہو اور کوئی بھی اس لشکر کے افراد کو جمع کرنے اور ان کے امور کی نگرانی کے لیے نہ ہو۔

اسی طرح ایک قبیلے کے لیے سردار کی ضرورت ہے۔ جو ان کے حالات نگہبانی اور ان کے حقوق کا تحفظ کرے۔

بلکہ خداوند کریم نے تو اس چھوٹے سے جسم انسانی کے لیے بھی ایک مرجع ورئیس قرار دیا ہے کہ جس کی طرف حواس انسانی رجوع کرتے ہیں اور انسانی فکر و عمل کا سارا نظام اسی سے مربوط ہے۔

لہٰذا کس طرح سرکار رسالتؐ مخلوق کو، ان کی عقل و قابلیت کے بھروسے پر آزاد چھوڑ دیتے۔ فرض کریں کہ صحابہ کرام اور وہ لوگ جو ان کے گرد و پیش تھے، بلندی و رفعت کے اس درجہ پر فائز تھے کہ ان کے لیے ممکن تھا کہ وہ قرب رسولؐ اور ان سے براہ راست احکام حاصل کرنے کی وجہ سے ہادی و حاکم اور رہبر سے بے پرواہ تھے۔ مگر دور کے شہروں اور قبیلوں کا کیا بنے گا اور آئندہ نسل کا کیا حال ہوگا۔ کون ان کے لیے احکام بیان کرے گا۔ کون حدود جاری کرے گا، کون انہیں دین کی تعلیم دے گا، تجاوز کرنے والوں کو کون سزا دے گا اور کفار کے حملوں سے ان کا دفاع کون کرے گا؟ ہاں! یا اسی صورت میں ممکن ہوتا اگر خداوند کریم نوع انسانی کو ملائکہ کے نوع میں بدل دے اور اس قافلہ کو آسمانوں کے رہنے والوں جیسا بنا دے۔ وہ بے شک اس سے بلند و بالا ہیں۔ ان کے بارے میں بدگمانی نہیں کی جا سکتی۔ اور وہ نافرمانی کرنے سے بری ہیں۔

تیسرے مفروضے (کہ امت خود اپنے میں سے کسی کو حاکم و سلطان بنائے) کی تردید کے سلسلہ میں یوں ہے کہ یہ ممکن ہی نہیں کہ لوگ کسی معین شخص پر جمع ہو جائیں۔ چاہے وہ شخص کمال و عرفان کی کتنی ہی خوبیوں کا مالک کیوں نہ ہو۔ اور یہ کیسے ممکن ہے کہ لوگ کسی ایک شخص پر مجتمع ہو جائیں جبکہ وہ آراء و افکار اور خواہشات و میلانات اور توجیہات میں مختلف ہوں۔

آج کے دستوری و جمہوری دور میں لوگ اور مختلف قبائل اپنے نمائندے منتخب کرتے ہیں اور وہ نمائندے حکومت کا انتخاب کرتے ہیں۔ اس حکومت کو ہر قسم کی تائید حاصل ہوتی ہے۔ اس کے باوجود بھی ہر ملک میں تھوڑے عرصے بعد حکومت پر اعتراضات شروع ہو جاتے ہیں اور ہر نشست و محفل میں حکومت کی سیاست پر تنقید ہوتی ہے۔ اور مخالف فریق اس حکومت پر تہمتوں اور الزامات کی بھرمار کر دیتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ حکومت ختم ہو جاتی ہے اور نئی حکومت کے انتخاب کے لیے جماعتیں پھر سے میدان میں آ جاتی ہیں۔ نئے نمائندوں میں سے کچھ منتخب ہو کر سامنے آتے ہیں جو کہ اس پارٹی کے بہترین لوگ ہوتے ہیں۔ یہ نمائندے اگرچہ گزشتہ پارٹی سے لوگوں کا رخ موڑ لیتے ہیں۔ لیکن ان کے مقابلے میں دوسری جماعتیں اور پارٹیاں میدان میں آ جاتی ہیں۔ بعض اوقات یہ پہلی پارٹیوں سے کم نہیں ہوتیں۔ لہٰذا یہ ناممکن ہے کہ لوگ کسی خاص شخص پر مجتمع ہو جائیں۔ چاہے اس میں کتنے ہی فضائل و خصائل کیوں نہ ہوں۔

پھر اگر فرض کر لیں کہ شرق سے لے کر مغرب تک کے سب لوگ کسی ایک شخصیت پر جمع بھی ہو جائیں تو کیا ان کا یہ انتخاب خدا کے انتخاب و اختیار سے بہتر و افضل ہوگا اور کیا لوگوں کی فکر و نظر، خدائی فکر و نظر سے بہتر ہو گی؟ ہرگز نہیں۔ کسی مسلمان کے لیے یہ احتمال بھی نہیں کیا جا سکتا کہ وہ اس کا قائل ہو۔ کیونکہ انسان کو کتنا ہی علم و معرفت حاصل ہو، وہ اپنے انتخاب میں غلطی کر جاتا ہے اور درستی اور حکمت کی وجوہ بھی بے اثر ہو جاتی ہیں۔

امام کا انتخاب خداوند تبارک و تعالیٰ کے خصوصیات و اختیارات میں سے کوئی اختیار نہیں دیا گیا۔ (قصص۔۶۸)

جیسا کہ دیگر امور دین کی کیفیت ہے۔ مثلاً نوع بشر کو رکعات نماز کی تعداد میں رائے دینے کا حق نہیں اور نہ ہی خدا نے زکوٰۃ کے نصاب میں ان سے مشورہ لیا ہے۔ نہ ہی اسلامی تعلیمات ان کی رائے

Scanned with CamScanner

سے صادر ہوتی ہیں اور حلال وحرام کے فرض ہونے کا بھی یہی معاملہ ہے بلکہ خدا تعالیٰ نے انہیں ان چیزوں کا حکم دیا ہے اور ان پر واجب قرار دیا ہے کہ وہ انہیں معلوم کریں اور ان پر عمل کریں۔

امامت کیسے ثابت ہوتی ہے:۔

امامت دو چیزوں سے ثابت ہوتی ہے۔ ا۔قرآن اور رسولؐ کی نص امام پر۔ ۲۔امام کے ہاتھوں پر معجزہ ظاہر کرنا۔

آپ امیر المومنینؑ کی امامت پر انشاء اللہ قرآن اور رسول اکرم ﷺ کے بہت سے نصوص پڑھیں گے۔ جیسا کہ تاریخ نے آپ کے بہت سے معجزات اور مختلف کرامات پر مہر تصدیق ثبت کی ہے۔ آج چودہ صدیاں گزرنے کے بعد بھی ہمیں آپ کے معجزات نہج البلاغہ کے ہر خطبے میں نظر آتے ہیں۔ اس کے علاوہ آپ کے وہ محیر العقول جوابات اور فیصلے ہیں کہ اگر لوگ جمع ہو جائیں تو ان میں سے ایک جواب بھی نہیں دے سکتے جو آپ فی البدیہہ دیتے تھے اور نہ ہی وہ فیصلے کر سکتے تھے جو آپ کرتے تھے۔

اب جبکہ امیر المومنین حضرت علیؑ کی امامت نص رسولؐ اور آپ کے ہاتھ پر معجزات کے ظہور سے ثابت ہوتا ہے تو آپ کی اولاد کی امامت رسولؐ کی نص اور ان میں سے ہر ایک کی دوسرے پر نص سے ثابت ہوتا ہے اور ان کے ہاتھوں پر معجزات بھی صادر ہوتے ہیں۔ صلوات اللہ علیہم اجمعین۔

امام کے لیے کون سی شرائط کا ہونا ضروری ہے : نبی کریم ﷺ ساری مخلوق سے افضل، اور زہد میں سب سے بڑھ کر، علم وشجاعت میں سب سے بلند تر اور اکرم تھے۔ آپ تمام درجات کمال کے حامل، صفات حمیدہ سے متصف اور اخلاق کریمہ سے متخلق تھے۔ کیونکہ اگر وہ تمام مخلوقات سے افضل نہ ہوتے تو پھر وہ کسی دوسرے کی ہدایت کے محتاج ہوتے اور اگر وہ تمام مخلوق سے زیادہ احکام الٰہی کی نافرمانی سے بچنے والے اور متقی نہ ہوتے تو دین ودنیا کے امور کے امین قرار نہ پاتے اگر ساری دنیا سے زیادہ زاہد و پرہیزگار نہ ہوتے تو ان کا دنیا کی طرف متوجہ ہونا لوگوں کو ان کے دین سے دور کر دیتا اگر وہ تمام مخلوق سے زیادہ عالم نہ ہوتے تو وہ بندوں کے درمیان حق کے ساتھ فیصلے نہ کر پاتے اور نہ ان کے سامنے حلال وحرام کو بیان کر سکتے اور اگر وہ جنگوں میں سب سے زیادہ شجاع اور بہادر نہ ہوتے اور دشمن کے مقابلہ میں پامردی نہ دکھا سکتے تو ان کے لشکر کے شکست کھا جانے اور جنگ میں نقصان پہنچنے پر ان کی کمزوری کا بہت برا اثر پڑتا اگر آپ تمام لوگوں سے زیادہ کریم وشریف نہ ہوتے تو آپ کا امر نبوت وتبلیغ صحیح نہ ہو سکتا اور آپ کے ساتھی تتر بتر ہو جاتے۔ کیونکہ لوگ دنیا کے لالچی اور مصالح اور غرائض کے ساتھی ہوتے ہیں۔

لہٰذا نبیؐ کے لیے ضروری ہے کہ وہ صفات کریمہ کے بلند درجات پر فائز ہو اور اخلاق حمیدہ کی انتہا کو پہنچا ہوا ہو۔ کیونکہ لوگ اسی سے اخلاق کی تعلیم حاصل کرتے ہیں اور اسی سے اخذ کمال کرتے ہیں۔ چنانچہ جو اعلیٰ صفات اور قابل تعریف خوبیاں ہم نبیؐ کے لیے ضروری سمجھتے ہیں، نبیؐ کے بعد وہی امام کے لیے معین ہیں۔ کیونکہ امام، نبی کا قائمقام ہے، اس کے احکام کی نشر واشاعت کرنے والا اور اس کے حلال وحرام کو بیان کرنے والا ہے۔

امام کون ہے؟ : رسولؐ اکرم کے لیے ضروری ہے کہ وہ لوگوں کے لیے اللہ کے حکم سے امام کو نصب ومعین کریں۔ تاکہ وہ ان کے لیے دین کو قائم رکھے اور خیر ونیکی کے منارے روشن کرے۔ نیک کام کرنے والوں کو جزا اور برے کام کرنے والوں کو سزا دے۔ انہیں احکام الٰہی کی تلقین کرے اور ان کے لیے حلال وحرام واضح کرے۔ اس کے سامنے شہادتیں اور گواہیاں قائم ہوں اور وہ لوگوں کے لیے حدود قائم کرے تو وہ کون امام ہے جسے رسولؐ خدا نے مقرر کیا ہے۔

بے شک وہ حضرت علی ابن ابی طالب سلام اللہ علیہ ہی ہیں کہ جنھیں رسولؐ خدا بعثت سے لے کر وصال تک، ہمیشہ ہر مجلس و محفل اور ہر مجمع و نشست اور قریب و دور کے سامنے متعارف کراتے رہے۔

دعوتِ ذی العشیرہ : ابتدائے بعثت میں رسول اکرمؐ نے بنی ہاشم کو دعوت دی، جب وہ لوگ آپ کے پاس جمع ہو گئے تو آپ نے ان سے کہا، کون ہے جو اس معاملے میں میری آواز پر لبیک کہتا ہے۔ اس میں میری مدد کرتا ہے اور میرا ہاتھ بٹاتا ہے۔ تاکہ وہ میرا بھائی، وصی، وزیر، وارث اور خلیفہ بنے تو کسی شخص نے جواب نہ دیا۔ پس امیر المومنین حضرت علیؑ نے کہا، یارسول اللہ! میں اس امر میں آپ کی مدد کروں گا اور آپ کا ساتھ دوں گا۔ تو آنحضرتؐ نے فرمایا اے علیؑ! تو ہی میرا بھائی، وصی، وزیر، وارث اور میرے بعد خلیفہ ہے۔ پس وہ لوگ اٹھ کر جانے لگے اور جناب ابو طالبؑ سے کہنے لگے کہ یہ دن آپ کو مبارک ہو، آپ اپنے بھتیجے کے دین میں داخل ہوئے ہیں۔ تو اس نے آپ کے بیٹے کو آپ پر امیر مقرر کر دیا ہے۔

بھنا ہوا پرندہ اور حضرت علیؑ کی آمد : آنحضرت ﷺ کی خدمت میں ایک بھنا ہوا پرندہ بطور ہدیہ پیش کیا جاتا ہے تو آپ یہ دعا فرماتے ہیں: ''خدایا میرے پاس اسے بھیج جو تیری مخلوق میں تجھے سب سے زیادہ محبوب ہو تاکہ تیرے محبوب کے ساتھ مل کر یہ پرندہ کھاؤں'' تو حضرت علی سلام اللہ علیہ تشریف لاتے ہیں۔

موسیٰؑ و ہارونؑ کی نسبت : ایک اور موقع پر حضرت علی سلام اللہ علیہ سے رسول اکرمؐ نے فرمایا کہ تمہیں مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہارونؑ کو موسیٰؑ سے تھی۔ مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

علیؑ کل ایمان : جب حضرت علیؑ کو عمر عبدود عامری کے مقابلے میں بھیجتے ہیں تو فرماتے ہیں ''ایمان کل۔ کفر کل کے مقابلے میں جا رہا ہے''۔

علیؑ کی ضرب — جب حضرت علیؑ عمر بن عبدود کا سر قلم کر کے لاتے ہیں تو فرمایا ''خندق کے دن، **علیؑ کی ایک ضرب، ثقلین کی عبادات سے بہتر ہے''۔**

جنگ خیبر کے موقع پر آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں:۔ ''کل میں علم ایسے مرد کو دوں گا جو اللہ اور اس کے رسولؐ سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کا رسولؐ اس سے محبت کرتے ہیں۔ وہ اس وقت تک پلٹ کر نہیں آئے گا جب تک خدا اس کے ہاتھ پر فتح نہیں دے گا''۔ چنانچہ آپ حضرت علیؑ کو بلاتے ہیں اور انہیں اپنا علم دے کر میدان جنگ کی طرف روانہ کرتے ہیں۔ حضرت علیؑ، مرحب کو قتل کرتے ہیں اور فتح کی تکمیل آپ کے ہاتھوں پر ہوتی ہے۔ **نفس رسولؐ:** پھر انہیں لے کر میدان مباہلہ میں جاتے ہیں۔ کیونکہ وہی آپ کے نفس ہیں۔ ''کہہ دو آؤ ہم بلائیں اپنے بیٹوں کو اور اپنی عورتوں کو اور تمہاری عورتوں کو اور اپنے نفسوں کو اور تمہارے نفسوں کو''۔ **چادر کے نیچے** : کبھی حضرت علیؑ کو اپنی چادر میں لے کر خدا تعالیٰ کے اس ارشاد کو پڑھتے ہیں:۔ ''پس اللہ کا یہ ارادہ ہے اے اہل بیتؑ کہ تم سے ہر قسم کی رجس و پلیدگی کو دور رکھے اور تمہیں پاک رکھے جس طرح پاک رکھنے کا حق ہے''۔ **مسجد میں ایک دروازہ** : حضورؐ مسجد نبوی کی طرف سے لوگوں کے دروازے بند کرا دیتے ہیں سوائے حضرت علی سلام اللہ علیہ کے دروازے کے۔ پھر ان کے بارے میں فرماتے ہیں۔ **باب مدینہ العلم** : ''میں علم کا شہر ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ ہیں''۔ اسی طرح ایک اور حدیث میں فرماتے ہیں:۔ **وعدوں کو پورا کرنے والا** : ''اے علیؑ تو میرا وصی، میرا قرض ادا کرنے والا اور میرے وعدوں کو پورا کرنے والا ہے''۔ اس قسم کی سینکڑوں احادیث آنحضرت ﷺ نے بیان فرمائی ہیں۔ اور یہ سب تیاری تھی حضرت علیؑ کو لوگوں کے لیے امام مقرر کرنے اور انہیں عوام کے لیے علم ونشان معین کرنے کی۔ **علیؑ مولائے کائنات** : ان تمام احادیث کی آخری حدیث، روز غدیر والی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اعلان فرمایا کہ میں اس سال حج پر جاؤں گا اور یہ میرا آخری حج ہوگا۔ قریب ہے کہ مجھے بارگاہ الٰہی سے دعوت ملے اور میں اسے قبول کروں۔ لہٰذا مسلمان تمام اطراف سے حاضر ہو جاتے ہیں۔ آنحضرتؐ انہیں حج کراتے ہیں۔ حج سے فارغ ہونے کے بعد آپ مدینہ منورہ کی طرف لوٹتے ہیں اور سب مسلمان بھی آپؐ کے ساتھ ساتھ ہیں۔ یہاں تک کہ جب اس مقام پر پہنچتے ہیں جہاں سے راستے الگ الگ ہوتے ہیں اور جہاں سے حاجیوں کو اپنے شہروں کو منقسم ہونا ہوتا ہے آپؐ سب کو اترنے کا حکم دیتے ہیں۔ جو آگے جا چکے ہیں انہیں واپس بلایا جاتا ہے اور جو پیچھے رہ جاتے ہیں ان کا انتظار کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد، جب تمام مسلمان اکٹھے ہو جاتے ہیں، تو آپ حکم دیتے ہیں کہ پالانوں کا منبر بنایا جائے۔ اپنے اس حکم کی تعمیل کے بعد، آپؐ مسلمانوں کے درمیان خطبہ ارشاد فرماتے ہیں جس میں اپنے بعد کے لیے علیؑ کو امام مقرر کرنے کا اعلان فرماتے ہیں۔ پھر حضرت علی علیہ السلام علیہ کا ہاتھ پکڑ کر اسے بلند کرتے ہیں یہاں تک کہ دونوں کے بغلوں کی سفیدی نظر آتی ہے اور فرماتے ہیں:۔ **''جس جس کا میں مولا ہوں پس اس اس کا علیؑ مولا ہے** ۔ خدایا اسے دوست رکھ جو علیؑ کو دوست رکھے اس سے دشمنی رکھ جو علیؑ سے دشمنی رکھے اور اس کی مدد ونصرت فرما جو علیؑ کی مدد کرے اور اس کو چھوڑ دے جو علیؑ کو چھوڑ دے''۔ پھر ان کے لیے ایک علیحدہ خیمہ نصب فرماتے ہیں اور تمام مسلمانوں کو حکم دیتے ہیں کہ امیر المومنین کہہ کر انہیں سلام کرو۔ پس اس وقت جبرائیل یہ آیت لے کر نازل ہوتے ہیں:۔ **''آج میں نے تمہارے دین کو مکمل کیا اور تم پر اپنی نعمت کو تمام کیا اور تمہارے لیے دین اسلام کو پسند کیا''۔**

آئمہ علیہم السلام کے بارے میں رسولؐ اکرم کی نصوص : اس بارے میں احادیث رسولؐ کہ امام بارہ ہیں، عجیب وغریب صورت کے درجہ تواتر کو پہنچی ہوئی ہیں شاید یہ مبالغہ نہ ہوگا اگر میں یہ کہوں کہ یہ احادیث ان احادیث سے کم نہیں ہیں جو مثلاً نماز اور روزے کے بارے میں وارد ہوئی ہیں یہ احادیث سوائے آئمہ اہل بیتؑ کے کسی پر منطبق نہیں ہوتیں۔

جب کوئی شخص ان احادیث کے تواتر، راویوں اور اپنی کتب میں درج کرنے والے علماء کی کثرت کی وجہ سے ان کا انکار اور ان کی سند میں کوئی خدشہ نہ کر سکا تو بعض حاسدین نے چاہا کہ ان کے مفاہیم و دلائل بدل دیے جائیں اور کچھ لوگوں نے ان کی غلط تاویلیں شروع کر دیں۔ مگر حاسدین جو حربے بھی استعمال کریں اس سے یا تو بیان کردہ تعداد ائمہ کم

Scanned with CamScanner

ہو جاتی ہے یا زیادہ۔ پس خلفائے راشدین کی تعداد تو کم ہے اور امویوں کی زیادہ ہے اور عباسیوں کی ان سے بھی زیادہ۔

کچھ لوگوں نے چاہا کہ دونوں گروہوں میں سے کچھ حضرات کو ایکدوسرے سے منتخب کر کے تعداد کو پورا کیا جائے۔ تا کہ یوں بارہ کی تعداد مکمل ہو جائے۔ ہاں وہ مجبور ہوئے ہیں کہ حکام ظلم و جور اور ضال و گمراہ۔ مثلاً یزید، عبدلملک بن مروان اور اس کے بیٹے کو ائمہ میں داخل کریں۔ مگر اس کے باوجود بھی ان کے لیے تعداد پوری نہیں ہوئی اور ان کا نصاب درست نہیں ہو سکا۔ چنانچہ ایسے نام شامل کرنے سے وہ ذلیل و رسوا ہوئے ہیں کیونکہ وہ اس تعداد سے کم ہیں جو ائمہ امت اور عدیل قرآن کریم کے طور پر رسول اکرمؐ چاہتے تھے۔ جبکہ یہاں ایسی احادیث بھی موجود ہیں کہ جن میں ائمہ معصومینؑ کے ناموں کی تصریح ہے۔ اور جن میں ان کی کثرت اور ثبوت کی وجہ سے کسی قسم کی تنقید نہیں کی جا سکتی (۱)۔

اور میرا نظریہ یہ ہے کہ ممکن ہے منکر، رسول اکرم ﷺ کی بعض احادیث کا انکار کریں مگر وہ احادیث جو ائمہ اثنا عشر کے بارے میں نص ہیں، ان کے راویوں اور ان اپنی کتب میں درج کرنے والے علماء اسلام کی کثرت کی وجہ سے ان سے انکار ممکن نہیں، تاویل کرنے والے کے لیے امکان ہے کہ وہ بعض احادیث کی تاویل یا تفسیر غلط کرے مگر ایسا بھی ممکن نہیں کیونکہ یہ احادیث سوائے ائمہ اہل بیت علیہم السلام کے کسی پر منطبق اور صادق ہی نہیں آتیں۔

جناب شیخ سلیمان قندوزی کہتے ہیں کہ بعض محققین کا کہنا ہے کہ وہ احادیث جو دلالت کرتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے بعد امام بارہ ہیں، کثرت سے وارد ہوئی ہیں اور مشہور و معروف ہیں۔

شرح زمانی اور تعریف مکانی سے معلوم ہوتا ہے کہ ان احادیث سے رسول اللہؐ کی مراد یہی آپ کے اہل بیتؑ اور عزت کے بارہ امامؑ ہی ہیں۔ کیونکہ یہ ممکن نہیں کہ آپؐ کے اصحاب میں سے خلفاء پر ان احادیث کو محمول کیا جائے کیونکہ وہ بارہ سے کم ہیں اور نہ ہی اموی بادشاہوں پر محمول کر سکتے ہیں کیونکہ وہ بارہ سے زیادہ ہیں۔ پھر سوائے حضرت عمر بن عبدالعزیز کے دیگر خلفاء کے واضح اور فاش ظلم و جور اور دونوں گروہوں کا بنی ہاشم میں سے نہ ہونا بھی اسی پر دلالت کرتا ہے کہ یہ احادیث ان پر صادق نہیں آتیں۔

عبدالملک کی جابر سے روایت اور آنحضرتؐ کے اس فقرے میں اپنی زبان کو مدھم کرنا، اس بات کا رجحان ظاہر کرتی ہے کہ وہ لوگ بنی ہاشم کی خلافت کو اچھا نہیں سمجھتے تھے۔ اور اسے بنی عباس کے بادشاہوں پر منطبق کرنا بھی ناممکن ہے کیونکہ وہ عدد مذکور سے زیادہ ہیں اور انہوں نے اس فرمانِ الٰہی کا بھی پاس نہیں کیا: یعنی۔ میں اپنے اقربا کی مودت کے علاوہ کوئی اجر نہیں مانگتا۔ اور حدیث کساؑ کی بھی رعایت نہیں کی۔ لہٰذا اس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں کہ ان احادیث کو آپ کے اہل بیت اور عترت میں سے بارہ اماموں پر محمول کیا جائے کیونکہ وہ اپنے اہل زمانہ سے زیادہ عالم، ارفع، سب سے زیادہ صاحبانِ ورع و تقویٰ عالی نسب، صاحب فضیلت اور اللہ کے ہاں سب سے زیادہ مکرم و محترم تھے۔ ان کا علم اپنے جد کی وراثت اور علم لدنی ہونے کے ناتے ان سے متصل تھا۔

اس طرح اہل علم و تحقیق اور اہل کشف و توفیق نے ان ہستیوں کا تعارف کرایا ہے اور وہ ان ہی معانی کی تائید کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کی مراد ان کے اہل بیتؑ میں سے بارہ امام تھے۔

حدیث ثقلین اور وہ احادیث جو اس کتاب میں اور دیگر کتب میں مذکور ہیں اسی مندرجہ بالا معنی کی شہادت دیتی ہیں اور اسی قول کو ترجیح دیتی ہیں۔ جابر بن سمرہ کی روایت کے مطابق آپ کا یہ ارشاد کہ ان سب آئمہ پر امت مجتمع ہوگی، سے آنحضرتؐ کی مراد یہ ہے کہ امت ان سب کی امامت کے اقرار پر ان کے قائم مہدی علیہ السلام کے ظہور کے وقت مجتمع ہو جائے گی۔

یہ احادیث دو قسم کی ہیں:۔(اول) وہ کہ جن میں بغیر ناموں کے ائمہ اثنا عشر کا ذکر ہے۔(دوم) وہ کہ جن میں ائمہ کا ذکر ان کے ناموں کے ساتھ آیا ہے یا ان کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور بعض کے نام لیے گئے ہیں۔ **قسم اول کی چند احادیث** : ☆ جابر بن سمرہ سے روایت ہے، میں نے رسولؐ کو فرماتے سنا بارہ امیر ہوں گے۔ پھر آپ نے ایک بات کی جسے میں سن نہ سکا تو میرے باپ نے کہا آپ نے فرمایا ہے کہ وہ سب قریش میں سے ہوں گے۔ ☆ جابر بن سمرہ ہی سے روایت ہے وہ کہتا ہے میں نے رسول اکرم ﷺ کو کہتے ہوئے سنا، لوگوں کے معاملات اس وقت تک چلتے رہیں گے جب تک ان پر بارہ مرد ولی و حاکم رہیں گے۔ پھر پیغمبر خدا نے کوئی بات کہی جو مجھ سے مخفی رہ گئی تو میں نے اپنے باپ سے پوچھا کہ رسول اکرمؐ نے کیا فرمایا تھا، اس نے کہا، وہ سارے قریش میں سے ہوں گے۔ ☆ عون بن جحیفہ نے اپنے باپ سے روایت کی ہے، وہ کہتا ہے کہ میں اپنے چچا کے ساتھ رسولؐ اللہ کے پاس تھا آپ نے فرمایا میری امت کا معاملہ اس وقت تک درست رہے گا جب تک اس میں بارہ خلفا رہیں گے۔ پھر آپ نے کوئی بات کہی اور اپنی آواز کو مدھم کیا تو میں نے اپنے چچا سے پوچھا کہ آپ نے کیا فرمایا۔ اس نے کہا، حضرت نے فرمایا کہ وہ سب قریش میں سے ہوں گے۔ ☆ داؤد بن ہند شعبی سے بو وہ جابر بن سمرہ سے روایت کرتا ہے کہ میں نے نبی کریم کو کہتے سنا کہ اس امت کے بارہ امیر ہوں گے۔ ☆ آنحضرتؐ نے فرمایا اس امت کے بارہ قیم اور نگران ہوں گے۔ ☆ آنحضرتؐ نے فرمایا یہ دین بارہ خلفا تک غالب و محفوظ رہے گا جو سب کے سب قریش میں سے ہوں گے۔ عرض کیا گیا تو پھر کیا ہوگا آپ نے فرمایا پھر فتنہ و فساد ہوگا۔ ☆ رسول اکرمؐ نے فرمایا یہ امر خلافت غالب رہے گا اور جو ان سے دوری کرے گا۔ اس کے خلاف ان کی مدد کی جائے گی اور یہ بارہ خلفاء قریش میں سے ہوں گے۔ ☆ جابر بن سمرہ سے روایت ہے میں نے رسول اللہ کو یہ کہتے ہوئے سنا میرے بعد بارہ امیر ہوں گے پھر ایسی بات کہی جو مجھ سے مخفی رہی۔ پس فرمایا وہ سب کے سب قریش میں سے ہوں گے۔ ☆ شعبی نے مسروق سے روایت کی ہے کہ ہم ابن مسعود کے پاس تھے اور اس کے سامنے مصاحفِ قرآن پیش کر رہے تھے کہ اچانک ایک نوجوان نے اس سے کہا کیا تمہارے نبیؐ نے تمہیں کچھ بتایا تھا کہ ان کے بعد کتنے خلفاء ہوں گے۔ ابن مسعود نے کہا کہ تم تو نو عمر ہو اور اس معاملے سے متعلق تم سے پہلے مجھ سے کسی نے سوال نہیں کیا اور کہا کہ ہاں رسول اکرمؐ نے فرمایا کہ میرے بعد بارہ خلفا ہوں گے جو نقیبانِ بنی اسرائیل کی تعداد کے برابر ہوں گے۔ ☆ سماک بن حرب سے روایت ہے کہ میں نے جابر بن سمرہ سے سنا۔ وہ کہتا تھا کہ میں نے رسول اللہ کو خطبہ دیتے ہوئے سنا۔ آپ فرما رہے تھے یاد رکھو اسلام بارہ خلفاء تک عزیز و غالب رہے گا۔ پھر آپ نے ایک ایسی بات کہی جو میں سمجھ نہ سکا تو میں نے اپنے باپ سے پوچھا کہ آپ نے کیا فرمایا ہے اس نے کہا کہ سب قریش میں سے ہوں گے۔ ☆ شعبی نے جابر بن سمرہ سے روایت کی ہے، وہ کہتا ہے کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا۔ یہ دین بارہ خلفاء تک ہمیشہ عزیز و غالب رہے گا۔ جو مسلمانوں سے دوری اختیار کرے گا اس کے خلاف ان کی مدد کی جائے گی۔ پھر آپ نے آہستہ سے بات کی جسے لوگوں نے سننے نہ دیا۔ اس کے متعلق میں نے اپنے باپ سے سوال کیا تو اس نے کہا کہ وہ سب قریش میں سے ہوں گے۔

احادیث کی دوسری قسم : ☆ عبایہ بن ربعی کے واسطے سے جابر سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا میں انبیاء کا سردار ہوں اور علی اوصیاء کے سردار ہیں اور میرے بعد میرے اوصیاء بارہ ہیں جن کے پہلے علیؑ اور آخری قائم مہدیؑ ہیں۔ ☆ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ کو یہ کہتے سنا کہ میں اور علیؑ حسنؑ و حسینؑ اور اولاد حسینؑ سے نو افراد پاکیزہ و معصوم ہیں۔ ☆ آنحضرتؐ نے اپنے چچا حضرت عباسؓ سے فرمایا۔ اے چچا میری اولاد میں سے بارہ خلفاء مالک امر خلافت ہوں گے۔ پھر کچھ ناپسندیدہ امور اور عظیم سختی کے دن آئیں گے۔ حتیٰ کہ میری اولاد میں سے مہدیؑ ظہور کریں گے۔ خدا ان کا معاملہ ایک ہی رات میں درست کر دے گا۔ پس وہ زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے جیسا کہ وہ ظلم و جور سے پر ہو گی۔ جب تک خدا چاہے گا وہ زمین پر رہیں گے پھر دجال خروج کرے گا۔ ☆ جابر بن یزید جعفی سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے جابر بن عبداللہ انصاریؓ سے سنا وہ کہہ رہے تھے کہ جب خدا نے اپنے نبیؐ پر یہ آیت: ''یعنی۔ اے ایمان والو! اطاعت کرو اللہ کی اور اس کے رسولؐ کی اور جو تم میں سے صاحبانِ امر ہوں۔'' نازل کی تو میں نے عرض کی یا رسول اللہ ہم اللہ اور رسولؐ کو تو پہچانتے ہیں یہ اولی الامر کون ہیں کہ جن کی اطاعت اللہ نے اپنی اطاعت کے ساتھ لازم قرار دی ہے؟ فرمایا اے جابر! وہ میرے خلفاء ہیں اور میرے بعد مسلمانوں کے امام ہیں جن کے پہلے علی بن ابی طالبؑ ہیں۔ پھر حسنؑ اور حسینؑ اور پھر علی بن الحسینؑ پھر محمد بن علیؑ جو تورات میں باقر کے نام سے مشہور ہیں اور عنقریب اے جابر! تمہاری ان سے ملاقات ہوگی پس جب ان سے ملاقات کرو تو ان کو میرا سلام کہنا۔ پھر جعفرؑ بن محمدؑ پھر موسیٰؑ بن جعفرؑ پھر علیؑ بن موسیٰؑ پھر محمدؑ بن علیؑ پھر علیؑ بن محمدؑ پھر حسنؑ بن علیؑ پھر وہ جو میرا ہم نام اور ہم کنیت ہے اور اللہ کی زمین میں حجت ہے (حضرت امام مہدیؑ عجل اللہ فرجہ) اور اس کے بندوں میں بقیۃ اللہ (باقی رہ جانے والے امام و ہادی) حسنؑ بن علیؑ کے فرزند جن کے ہاتھوں میں اللہ تعالیٰ اس زمین کے مشارق و مغارب کو فتح کرے گا اور وہ (امام مہدیؑ) اپنے شیعوں اور اولیاء سے غائب ہوں گے اور ان کی غیبت میں ان کی امامت کے قول پر وہی ثابت قدم رہے گا۔ جس کے دل کا امتحان اللہ نے ایمان کے ذریعے لیا ہے۔ جابر کہتا ہے میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ! کیا اس کی غیبت میں شیعہ اس سے فائدہ و نفع اٹھا سکیں گے تو فرمایا کہ ہاں اس کی قسم جس نے مجھے مبعوث نبوت کیا ہے کہ شیعہ اس کے نور سے روشنی حاصل کریں گے۔ جیسا کہ لوگ سورج سے استفادہ کرتے ہیں چاہے اسے بادلوں میں چھپا رکھا ہو۔ ☆ حضرت علیؑ اور ان کی اولاد کے بارے میں فضیلت آنحضرت ﷺ کی ایک حدیث میں وارد ہے کہ جابر بن عبداللہ انصاری کھڑے ہو گئے اور عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ! وہ کون سے ائمہ ہیں جو امام علی بن ابی طالبؑ کی اولاد میں سے ہیں۔ تو آنحضرتؐ نے فرمایا کہ وہ جوانانِ جنت کے سردار حسنؑ و حسینؑ، عبادت کرنے والوں کے سردار اپنے زمانے کے علی بن الحسینؑ، پھر محمد بن علیؑ اور عنقریب ان سے ملو گے تو اے جابر! تم انہیں میرا سلام کہنا، پھر ان کے بعد جعفر صادق بن محمد علیہ السلام ان کے بعد کاظم موسیٰ بن جعفرؑ، ان کے بعد علی الرضا بن موسیٰؑ، ان کے بعد محمد تقی بن علیؑ پھر علی نقی بن محمدؑ اور ان کے بعد حسنؑ بن علیؑ اور ان کے بیٹے محمد قائم بالحق، میری امت کے مہدی جو زمین کو عدل و انصاف سے پر کر دیں گے جس طرح وہ ظلم و جور سے پر ہو گی، اے جابر! یہ ہیں میرے خلفاء، میرے اوصیاء، میری اولاد اور میری عترت۔ جو ان کی اطاعت کرے گا اس نے میری اطاعت کی جو ان کی نافرمانی کرے گا اس نے میری نافرمانی کی اور جو ان سب کا یا ان میں سے کسی ایک کا انکار کرے گا تو اس نے میرا انکار کیا۔ ☆ عمار بن یاسر سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہؐ کے ساتھ ایک غزوہ میں شریک تھا۔ اس غزوہ میں حضرت علی سلام اللہ علیہ

Scanned with CamScanner

نے دشمن کے سرکردہ علمداروں عمرو بن عبداللہ جمحی اور شیبہ ابن نافع کو قتل ان کی جماعتوں کو منتشر اور تتر بتر کیا تو میں رسول اللہؐ کے پاپاس آیا اور عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ! حضرت علیؑ نے تو اللہ کی راہ میں جہاد کا حق ہی ادا کر دیا ہے تو آپؐ نے فرمایا کیونکہ وہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں۔ وہ میرے علم کا وارث، میرے قرض کا ادا کرنے والا، میرے وعدے کا پورا کرنے والا اور میرے بعد خلیفہ ہے اور اگر وہ (علیؑ) نہ ہو تو میرے بعد خالص مومن کی پہچان نہ ہو سکے۔ اس کی جنگ میری جنگ اور اس کی صلح میری صلح ہے اور میری صلح اللہ کی صلح ہے۔ یاد رکھو وہ میرے دو نواسوں کا باپ ہے اور میرے بعد کے ائمہ اسی کی صلب سے ہیں۔ جنہیں خدا ائمہ راشد بنا کر بھیجے گا اور انہی میں سے اس امت کا مہدیؑ ہو گا۔ ☆ عبداللہ بن مسعود کے واسطے سے رسول اللہؐ سے ایک حدیث ہے۔ جس میں ائمہ علیہم السلام کا ذکر ہے۔ اس حدیث میں آپ فرماتے ہیں ائمہ، حسینؑ کی صلب میں سے ہیں اور ان میں سے نواں مہدیؑ ہے۔ ☆ سعید بن مسیب کے واسطے سے عمرو بن عثمان بن عفان سے مروی ہے کہ میرے باپ نے کہا کہ میں نے رسول اللہؐ سے سنا آپ فرما رہے تھے کہ میرے بعد بارہ امام ہیں جن میں سے نو حسینؑ کی صلب میں سے ہیں اور ان میں سے ہی امت کا مہدیؑ ہے۔ ☆ آنحضرتؐ نے فرمایا میرے بعد بارہ امام ہیں۔ جن میں سے نو حسینؑ سے ہیں اور ان کا نواں قائم ہے پھر فرمایا ہم سے منافق کے علاوہ کوئی بغض نہیں رکھے گا۔ ☆ امام حسین علیہ السلام سے مروی ہے، آپ فرماتے ہیں کہ میں اپنے نانا جان رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہوا آپؐ نے مجھے اپنے زانو مبارک پر بٹھایا اور مجھ سے فرمایا کہ اللہ نے تیری صلب سے نو ائمہ کو انتخاب کیا ہے۔ جن کا نواں قائم ہو گا اور وہ سب کے سب فضل و منزلت میں اللہ کے ہاں برابر ہوں گے۔ ☆ حدیث معراج میں آنحضرتؐ سے منقول ہے۔ پس میں نے نظر اٹھا کر دیکھا تو مجھے بارہ نور نظر آئے اور ہر نور میں ایک سبز رنگ کی سطر تھی جس پر میرے اوصیا میں سے ایک ایک وصی کا نام تھا۔ ان کے پہلے علیؑ اور آخری قائم مہدیؑ تھے۔ میں نے عرض کیا اے میرے پروردگار! یہی میرے بعد میری وصی ہیں، تو ندا آئی اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ میرے اولیاء، دوست، منتخب اور تیرے بعد میری مخلوق پر میری حجت ہیں اور تیرے اوصیاء ہیں۔ مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم ہے کہ میں زمین کو ان کے آخری مہدیؑ کے ذریعے سے ظلم سے پاک کر دوں گا اور اسے مشرق و مغرب کا مالک بنا دوں گا۔ ہواؤں کو اس کے لیے مسخر و مطیع اور سخت بادل اس کے زیر فرمان کر دوں گا۔ اسے اسباب سے بے نیاز اور اپنے لشکر ملائکہ سے اس کی امداد کروں گا۔ یہاں تک کہ میری دعوت بلند ہو گی اور ساری مخلوق میری توحید پر جمع ہو جائے گی۔ پھر میں اس (مہدیؑ) کی حکومت کو دوام دوں گا اور قیامت تک اپنی حکومت و دولت کو اپنے اولیاء کی طرف منتقل کرتا رہوں گا۔ ☆ امیر المومنین علی علیہ السلام نے فرمایا، رسول اللہؐ کا ارشاد ہے کہ میرے بعد بارہ ائمہ ہوں گے، جن میں اے علیؑ! پہلے تم ہو اور آخر قائم ہے کہ جس کے ہاتھوں پر خدا زمین کے مشارق و مغارب کو فتح کر دے گا۔ ☆ جندل بن جنادہ نے رسول اللہؐ سے آپؐ کے اوصیاء کے بارے میں سوال کیا تو آنحضرتؐ نے فرمایا کہ ان (اوصیاء) میں سے اول علیؑ ہیں جوان کے سردار اور باپ ہیں پھر ان کے بیٹے حسن و حسین علیہم السلام ہیں۔ پس ان سے تمسک رکھو اور تمہیں جاہلوں کی جہالت دھوکا نہ دے اور جس وقت علی بن الحسینؑ زین العابدینؑ کی ولادت ہو گی تو خدا تیرا فیصلہ کر دے گا (یعنی تو انتقال کر جائے گا) اور اس دنیا میں سے تمہارے لیے آخری زادِ توشہ دودھ اور شربت ہو گا۔ جندل نے کہا ہم نے تورات اور کتب انبیاء میں ایلیا، شبر اور شبیر کے بارے میں پڑھا ہے پس یہ اسماء تو علی، حسن اور حسین علیہم السلام ہیں۔ تو حسینؑ کے بعد کون ہیں اور ان کے نام کیا ہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا جب حسینؑ کی مدت ختم ہو جائے گی تو پھر حسینؑ کے بیٹے علیؑ ہیں جن کا لقب زین العابدینؑ ہو گا۔ ان کے بعد ان کے بیٹے محمدؑ ہیں جن کا لقب باقرؑ ہو گا پس ان کے بعد ان کے فرزند جعفرؑ ہوں گے جنہیں صادق کے نام سے پکارا جائے گا۔ ان کے بعد ان کے بیٹے موسیٰؑ ہوں گے جو کاظمؑ کے نام سے پکارے جائیں گے۔ ان کے بعد ان کے بیٹے علیؑ ہیں جو رضاؑ کے نام سے پکارے جائیں گے ان کے بعد ان کے بیٹے محمدؑ ہیں جو تقیؑ کے نام سے پکارے جائیں گے۔ ان کے بعد ان کے بیٹے علیؑ ہیں جو نقیؑ اور ہادیؑ کے نام سے پکارے جائیں گے۔ پھر ان کے بیٹے حسنؑ ہوں گے جو عسکریؑ کے لقب سے پکارے جائیں گے۔ پھر ان کے بیٹے محمدؑ ہیں جو مہدیؑ اور قائم اور حجتؑ کے لقب سے پکارے جائیں گے۔ پس وہ غائب رہیں گے۔ پھر وہ ظہور کریں گے اور زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے جس طرح وہ ظلم و جور سے پر ہو گی۔ پس خوشخبری ہے ان لوگوں کے لیے جو ان کی غیبت کے زمانے میں صبر و استقامت سے کام لیں گے اور خوشخبری ہے ان کے لیے جو ان کی محبت پر قائم رہیں گے۔ یہ وہی لوگ ہیں جن کی تعریف و توصیف خدا نے اپنی کتاب میں کی ہے اور ارشاد فرمایا ہے:۔ ''ہدایت ہے ان متقیوں کے لیے جو غیب پر ایمان رکھتے ہیں'' پھر فرمایا: ''یہی (متقین) اللہ کی جماعت ہیں اور یقیناً اللہ کی جماعت ہی غالب ہے۔'' ☆ سلمان محمدیؓ سے روایت ہے کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وقت حسین علیہ السلام آپؐ کے زانو پر تھے۔ آپؐ ان کی دونوں آنکھوں کا بوسہ لیتے تھے اور ان کا منہ چومتے تھے اور فرما رہے تھے تم سردار اور سرداروں کے باپ ہو۔ تم امام، امام کے بیٹے اور ائمہ کے باپ ہو۔ تم حجت ہو، حجت کے بیٹے اور تیری صلب میں سے نو حجتیں ہیں اور تم ان کے باپ ہو کہ جن میں سے نویں (مہدیؑ) ان کے قائم ہیں۔ ☆ عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں رسول اللہؐ نے فرمایا میرے خلفاء میرے اوصیاء اور میرے بعد مخلوق پر اللہ کی حجتیں بارہ ہیں۔ ان میں سے پہلا میرا بھائی اور آخری میرا بیٹا ہے۔ عرض کیا گیا اے اللہ کے رسولؐ آپ کے بھائی کون ہیں۔ فرمایا علی بن ابی طالبؑ۔ عرض ہوا کہ آپ کے بیٹے کون ہیں۔ فرمایا مہدیؑ جو زمین کو عدل و انصاف سے پر کرے گا جس طرح وہ ظلم و جور سے پر ہو گی۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ بشیر و نذیر بنا کر بھیجا ہے اگر دنیا میں صرف ایک ہی دن رہ جائے تو خدا اس دن کو اتنا طویل بنا دے گا کہ اس میں میرا بیٹا مہدیؑ ظہور کرے گا۔ پس حضرت عیسیٰ بن مریم روح اللہ نازل ہوں گے اور وہ اس کے پیچھے نماز پڑھیں گے زمین اپنے پروردگار کے نور سے جگمگا اٹھے گی اور اس کی سلطنت و حکومت مشرق و مغرب تک جا پہنچے گی۔ ☆ آنحضرتؐ نے فرمایا میں انبیاء کا سردار ہوں اور علیؑ اوصیاء کے سردار ہیں اور میرے اوصیا بارہ ہیں جن میں سے پہلے علی بن ابی طالبؑ اور آخری مہدیؑ ہیں۔ ☆ آنحضرتؐ نے فرمایا میرے بعد بارہ ائمہ ہیں ان میں سے پہلے علی بن ابی طالبؑ اور آخری قائم ہیں اور وہی میرے خلفاء، اوصیاء اور اولیاء ہیں اور میرے بعد میری امت پر اللہ کی طرف سے حجت ہیں جو ان کا اقرار کرے وہ مومن اور جو ان کا انکار کرے وہ کافر ہے۔ ☆ حکیم بن جبیر کے ذریعے ابوطفیل عامر بن واثلہ کے واسطے سے زید بن ثابت سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ کہتے سنا کہ علی ابن ابی طالبؑ نیکوں کے قائد اور فاجروں کے قاتل ہیں جو ان کی نصرت کرے وہ منصور ہے اور جو ان کی مدد نہ کرے وہ محروم نصرت ہے۔ جو علیؑ میں شک کرے اس نے اسلام میں شک کیا۔ اپنے اصحاب میں سے بہترین شخص جسے میں چھوڑے جا رہا ہوں علیؑ ہے۔ اس کا گوشت میرا گوشت ہے اور اس کا خون میرا خون ہے اور وہ میرے نواسوں کا باپ ہے۔ جن میں سے حسینؑ کی صلب میں سے نو امام ظاہر ہوں گے کہ جن میں سے اس امت کا مہدیؑ ہے۔ ☆ حجاج بن ارطاۃ نے عطیہ عوفی سے اور اس نے ابوسعید خدری سے روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ وہ امام حسینؑ سے فرما رہے تھے کہ تو امام، امام کا بیٹا اور امام کا بھائی ہے تیری صلب میں سے نو ائمہ ابرار ہیں اور ان میں سے نواں قائم ہے۔ ☆ ابوسعید خدری سے ہی روایت ہے، وہ کہتا ہے کہ میں نے رسول اللہؐ کو کہتے سنا کہ میرے بعد بارہ ائمہ ہیں۔ نو صلب حسینؑ میں سے ہیں جن کا نواں قائم ہے۔ پس خوشخبری ہے اس کے لیے جو ان سے محبت کرے۔ ☆ ابوذر غفاریؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہؐ سے یہ سنا کہ جو مجھ سے اور میری اہل بیتؑ سے محبت کرے تو ہم اور وہ ان دو کی طرح ہوں گے۔ یہ فرما کر آپؐ نے اپنی شہادت کی انگلی اور درمیانی انگلی کی طرف اشارہ کیا پھر فرمایا میرا بھائی (علیؑ) اوصیاء میں سے بہترین ہیں اور میرے دو نواسے (حسنؑ و حسینؑ) اسباط میں سے بہترین ہیں اور عنقریب خدا، حسینؑ کی صلب میں سے ائمہ ابرار کو پیدا کرے گا اور اس امت کا مہدیؑ ہم میں سے ہی ہے۔ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ آپ کے بعد کتنے امام ہیں۔ فرمایا، نقیبانِ بنی اسرائیل کی تعداد کے برابر۔ ☆ ابوسعید خدری سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہؐ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میرے بعد بارہ امام ہیں۔ جن میں سے نو حسینؑ کی صلب میں سے ہیں اور جن کے نویں قائم ہیں۔ ☆ ابوسعید خدری سے منقول ہے کہ میں نے رسول اللہؐ سے سنا وہ فرما رہے تھے میرے بعد بارہ خلفاء ہیں جن میں سے نو حسینؑ کی صلب میں سے ہیں۔ جن کا نواں قائم اور مہدیؑ ہے۔ خوشی اور بشارت ہے ان سے محبت کرنے والوں کے لیے اور ہلاکت ہے ان سے بغض اور دشمنی رکھنے والوں کے لیے۔ ☆ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اے علیؑ! اجب میں حوض کوثر پر آؤں گا تو تم ساقی کوثر ہو گے۔ حسنؑ مخالفین کو دور کریں گے اور حسینؑ۔ حکم دیں گے۔ علی بن الحسینؑ انتظام کے لیے سب سے پہلے موجود ہوں گے۔ محمد بن علیؑ ناشر (قبروں سے اٹھانے والے) جعفر بن محمدؑ سائق (ہنکانے والے) موسیٰ بن جعفرؑ دوستوں اور دشمنوں کا شمار کریں گے۔ اور منافقین کا قلع قمع کریں گے علی بن موسیٰؑ مومنین کو مزین کریں گے۔ محمد بن علیؑ اہل جنت کو ان کے درجات تک پہنچائیں گے۔ اور علی بن محمدؑ شیعوں کے خطیب ہوں گے اور ان کا حور العین سے ازدواج کریں گے۔ حسن بن علیؑ جنت کے چراغ و سراج ہوں گے کہ جن سے اہل جنت روشنی حاصل کریں گے اور مہدیؑ ان کے شفیع ہوں گے اور قیامت کے دن خدا جسے چاہے اور پسند کرے گا اسی کو اذنِ شفاعت دے گا۔ ☆ ابوہارون عبدی کی وساطت سے ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہتے سنا کہ میری اہل بیتؑ اہل زمین کے لیے امان ہیں جس طرح ستارے اہل آسمان کے لیے امان ہیں۔ عرض کیا گیا اے اللہ کے رسولؐ آپؐ کے بعد آپ کے اہل بیت میں کتنے امام ہیں۔ فرمایا، میرے بعد بارہ امام ہیں جن میں سے نو حسینؑ کی صلب میں سے ہوں گے جو کہ امین اور معصوم ہیں اور اس امت کا مہدیؑ ہم میں سے ہے۔ یاد رکھو میرے اہل بیتؑ اور عترت میرے گوشت اور خون میں سے ہے۔ یاد رکھو میرے اہل بیتؑ اور عترت میرے گوشت اور خون سے ہیں۔ کیا ہو گیا ہے ان قوموں کو جو مجھے ان کی وجہ سے تکلیف پہنچاتی ہیں یا پہنچائیں گی۔ خدا انہیں میری شفاعت نصیب نہ کرے۔ ☆ ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہؐ کو یہ کہتے سنا: اے حسنؑ تم امام، امام کے بیٹے اور امام کے بھائی ہو اور نو ائمہ ابرار تمہاری اولاد میں ہوں گے جن کے نویں قائم ہیں۔ پس عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسولؐ آپ کے بعد کتنے امام ہیں۔ فرمایا بارہ۔ جن میں سے نو حسینؑ کی صلب میں سے ہوں گے۔

امیر المومنین امام علی علیہ السلام

:ابوالحسن علی بن ابی طالب علیہ السلام بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچازاد بھائی ہیں۔ جنہوں نے سب سے پہلے

Scanned with CamScanner

آپ کی دعوت پر لبیک کہی۔ آپ کے دین کو گلے لگایا اور آپ کے ساتھ نماز پڑھی۔ آپ فضائل و مناقب میں سے اس امت کے افضل ترین، کارہائے نمایاں میں جامع ترین اور کتاب و سنت کے سب سے بڑے عالم ہیں۔ اللہ کے لیے ان کا اخلاص اور اس کی عبادت اور اس کے دین کی راہ جہاد میں اگر ان کی تلوار سب سے زیادہ کام نہ دکھاتی تو دین کا قیام نہ ہوتا اور نہ ہی کفار کا زور اور قہر و غلبہ ٹوٹتا۔ یقیناً نوع انسانی نے اپنی طویل تاریخ میں رسول اعظمؐ کے بعد علی ابن ابی طالبؑ سے زیادہ صاحب فضیلت ہستی کبھی نہیں دیکھی اور رسول اللہ کے بعد مخلوق میں سے کسی کے فضائل و مناقب پر تاریخ نے ایسی مہر تصدیق ثبت نہیں کی جیسی علی بن ابی طالبؑ کے لیے ثبت کی ہے۔ اس شخصیت کے مناق کس طرح شمار کیے جاسکتے ہیں۔ کہ جس کی عمرو بن عبدود پر خندق کے دن کی ایک ضرب ثقلین کی عبادت سے افضل تھی۔ اس کے فضائل کس طرح شمار ہو سکتے ہیں کہ جس کے مناقب اس کے دوستوں نے خوف کے مارے چھپائے اور دشمنوں نے حسد و کینہ کی وجہ سے چھپائے، اس کے باوجود بھی ان کے فضائل کی اشاعت نے مشرق و مغرب کو پر کر رکھا ہے۔ وہ وہی ہیں جن کے بارے میں رسول اعظم ﷺ کا ارشاد ہے کہ اگر تمام لوگ ان کی محبت پر جمع ہو جاتے تو خدا جہنم کی آگ پیدا ہی نہ کرتا۔ حضرت علی علیہ السلام کی شان میں اتنا کچھ لکھا جاسکتا ہے کہ جس کے لیے کئی جلدیں بھی ناکافی ہیں اور نہ ہی ان کے فضائل شمار میں آسکتے ہیں۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ اگر درخت قلمیں بن جائیں اور سمندر سیاہی بن جائیں اور جن و انس لکھنے اور حساب کرنے والے ہوں تو بھی امیر المومنینؑ کے فضائل کا احاطہ و شمار نہیں ہوسکتا۔ پس ضروری ہے کہ اس تذکرۂ علویہ کی تحریر میں اختصار سے کام لیا جائے اور اتنا ہی کافی ہے کہ ان کی بعض خصوصیات و مناقب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آپؑ کے دیگر فضائل کا تذکرہ کرلیں۔ آپ کا اسم گرامی علی ہے۔ آپ کے والد کا نام ابوطالب (عبد مناف) ہے۔ آپ کی والدہ فاطمہ بن اسد بنت ہاشم ہیں۔ آپ کے دادا عبدالمطلب بن ہاشم ہیں۔ آپ کے بھائی طالب، عقیل اور جعفر ہیں۔ آپ کی بہنیں ام ہانی اور جمانہ ہیں۔

آپ کی ولادت با سعادت: آپ جمعہ کے دن رجب کی تیرہ تاریخ کو کعبہ میں رسول اکرمؐ کی ولادت کے تقریباً تیس سال بعد پیدا ہوئے۔ **حلیہ مبارک**: آپ کا قد میانہ، باریک ابرو، موٹی آنکھیں، چہرہ حسن و جمال میں چودھویں رات کے چاند کی طرح، گندمی رنگ، سر کے اگلے حصے میں بال نہیں تھے اور سر کے پچھلے حصے کے بال تاج کی طرح گول تھے، آپ کی گردن موٹی تھی، شکم بڑا اور پشت طویل تھی۔ سینہ چوڑا، ہتھیلیاں گوشت سے بھری ہوئی تھیں، جوڑ مضبوط تھے بازو اور کندھے میں فرق معلوم نہ ہوتا تھا۔ جسم گندھا ہوا تھا۔ کہنی سے نیچے کا حصہ موٹا تھا کندھے چوڑے اور ہڈیاں شیر کی طرح مضبوط تھیں۔ آپ کی ریش مبارک، مبارک سینہ کو زینت دیتی تھی۔ پٹھے مضبوط تھے پنڈلیاں زیادہ موٹی نہیں تھیں۔ آپؑ نے سب سے پہلے اسلام کا اعلان کیا۔ **ازواج**: آپ مشہور ترین ازواج یہ ہیں:۔ فاطمۃ الزہرا علیہا السلام، خولہ بنت جعفر بن قیس، خثعمیہ، ام حبیب بنت ربیعہ، ام البنین بنت حزام بن خالد بن دارم، لیلیٰ بنت مسعود دارمیہ، اسماء بنت عمیس خثعمیہ، ام سعید بنت عروہ بن مسعود ثقفی۔

بیٹے:۔ آپ کے بیٹوں کے نام یہ ہیں: حسنؑ، حسینؑ، محسنؑ، محمد۔ (کنیت ابوالقاسم) عمرو۔ عباسؑ۔ جعفر عثمان۔ عبداللہ۔ محمد اصغر (کنیت ابوبکر) عبیداللہ۔ یحییٰ۔ **بیٹیاں**: آپ کی بیٹیوں کے نام یہ ہیں:۔ زینبؑ کبریٰ، زینبؑ صغریٰ (کنیت ام کلثوم) رقیہ۔ ام الحسن۔ رملہ نفیسہ۔ زینب صغری رقیہ صغریٰ۔ ام ہانی۔ ام الکرام۔ جمانہ (کنیت ام جعفر) امامہ۔ ام سلمہ۔ میمونہ خدیجہ۔ اور فاطمہ۔ **آپ کی کنیتیں**:۔ ابوالحسنؑ، ابوالحسینؑ، ابوالسبطینؑ، ابوریحانتینؑ اور ابوترابؑ (یہ کنیت رسول اللہ نے عطا فرمائی تھی)۔ (اور آپکو سب سے زیادہ پسند تھی) **آپ کے القاب**: امیر المومنین۔ مرتضیٰ۔ وصی۔ حیدر۔ یعسوب المومنین اور یعسوب الدین۔ **آپ کی خصوصیات**: (ا) آپ خانہ کعبہ میں پیدا ہوئے اور آپ سے پہلے اور بعد اس میں کوئی پیدا نہیں ہوا۔ (ب) مواخات کے موقع پر رسول اللہ نے اپنے اور حضرت علیؑ کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا۔ (ج) آپ علمدار رسولؐ تھے۔ (د) بعض سریوں میں آنحضرت ﷺ نے حضرت علیؑ کو امیر بنایا لیکن حضرت علیؑ پر کسی کو امیر مقرر نہیں کیا۔ (ہ) رسول اللہ کی طرف سے آپ نے سورہ برأت کی تبلیغ کی۔ **آپ کی بیعت**: 18 ذی الحجہ 10ھ کو غدیر خم کے مقام پر رسول اکرمؐ کے حکم سے آپ کی بیعت کی گئی اور 35ھ ماہ ذی الحجہ میں حکومت آپ کے سپرد کی گئی۔ **چند اہم باتیں**: آپ کا دارالحکومت کوفہ۔ آپ کے شاعر نجاشی، اعور شنی۔ آپ کی انگوٹھی کا نقش اللہ الملک وعلی عبدہ (شہنشاہ خدا ہے اور علیؑ اس کا بندہ ہے)۔ آپ کے دور کی جنگیں جمل، صفین، نہروان۔ آپ کا علم لشکر جو رسول اللہ کا علم لشکر تھا۔ آپ کے آثار نہج البلاغہ۔ آپ کے صحابی سلمان فارسی۔ آپ کے کاتب عبداللہ بن ابی رافع۔ **شہادت**: آپ کو عبدالرحمٰن بن ملجم مرادی، خارجی لعین نے 19 ماہ رمضان 40ھ میں مسجد کوفہ میں، جبکہ آپ نماز صبح میں مشغول تھے، ضرب لگائی اور آپ کی شہادت اسی ماہ کی اکیسویں رات کو ہوئی۔ آپ کو امام حسنؑ نے نجف اشرف میں دفن کیا اور خوارج کے شر کے خوف سے آپ کی قبر کا نشان مخفی رکھا۔ آج آپ کی قبر اطہر رفعت و بلندی میں آسمان سے باتیں کرتی ہے، اس کی چوکھٹوں پر سونے کی اینٹیں جمی ہوئی ہیں اور دنیا کے چاروں اطراف سے مسلمان اس کی زیارت کا شرف حاصل کرتے ہیں۔ **امام علیؑ کے فضائل و کمالات**: رسول اکرم ﷺ کے بعد دنیا کسی ایسے شخص کو نہیں پہچانتی جو امام امیر المومنینؑ کی طرح فضائل و مکارم اخلاق کا جامع ہو۔ وہ سابقین سے سبقت لے گئے اور بعد میں آنے والوں کو عاجز کر دیا۔ آپ کے فضائل ان گنت ہیں اور مناقب کی کوئی انتہا نہیں۔ اس عظیم شخصیت کے مناقب کس طرح شمار ہو سکتے ہیں جس کے بارے میں رسول اعظمؐ نے عمرو بن عبدود عامری کے مقابلہ کے لیے ان کے نکلتے وقت فرمایا:۔ آج ایمان کل، شرک کل کے مقابلے میں جارہا ہے اور جب آپ عمرو بن عبدود کو قتل کر چکے تو فرمایا:۔ خندق کے دن عمرو پر علیؑ کی ضربت جن و انس کی عبادت پر بھاری ہے۔ مجاہد سے روایت ہے کہ ایک شخص نے ابن عباس سے سوال کیا اور کہا کہ حضرت علی بن طالبؑ کے فضائل کس قدر زیادہ ہیں۔ میرا گمان ہے کہ وہ تین ہزار ہیں۔ تب ابن عباس نے کہا کہ وہ تین ہزار کی نسبت تیس ہزار سے زیادہ قریب ہیں۔ اس کے بعد ابن عباس نے کہا اگر درخت قلمیں بن جائیں، سمندر سیاہی ہو جائیں اور جن و انس لکھنے والے اور حساب کرنے والے ہوں تو بھی امیر المومنینؑ کے فضائل شمار نہ کرسکیں گے۔ اس شخص کے فضائل کس طرح شمار ہو سکتے ہیں جو سب سے پہلے اسلام لایا۔ سب سے پہلے زیادہ عبادت کی اور سب سے زیادہ زاہد و پرہیز گار تھا۔ جو سب سے زیادہ سخی تھا اور جس نے سب سے زیادہ جہاد کیا۔ جو کتاب و سنت کا سب سے بڑا عالم اور گفتگو میں سب سے زیادہ فصیح اور طاقت کے موقع پر زیادہ چشم پوش و درگزر کرنے والا تھا۔ ان کے اسلام کے بارے میں گفتگو پورے اسلام کی گفتگو ہے۔ وہ نہ ہوتے تو نہ اسلام قائم ہوتا اور نہ ہی کوئی اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا۔ اسلام کئی ایک ستونوں سے قائم ہوا۔ رسول اکرمؐ کی دعوت سعی کوشش، جہاد اور دین کی نشر و اشاعت کی راہ میں آپ کا سب کچھ نثار کر دینا۔ اسی طرح آپؐ کے چچا حضرت ابوطالبؑ کا آپؐ کی حمایت کرنا اور کسی حالت میں بھی آپ کا ساتھ نہ چھوڑنا۔ دشمنوں سے آپ کی حفاظت کرنا، پھر حضرت علیؑ کا جہاد اور حضرت خدیجہؑ کا مال و دولت۔ ان سب امور کے علاوہ حضرت علیؑ کا رسول اکرمؐ کی دعوت پر سب سے پہلے لبیک کہنا سب اسلام کے اہم ستون ہیں۔

تمام مفسرین و مورخین کا اجماع ہے کہ حضرت علی سلام اللہ علیہ ہی پہلے شخص تھے جنہوں نے اسلام کی حقانیت کی گواہی دی۔ وہ خود فرماتے ہیں، میں پہلا شخص ہوں جس نے آنحضرتؐ کی تصدیق کی۔ اہل تفاسیر کا کہنا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے پیر کے دن اعلان نبوت کیا اور حضرت علیؑ نے منگل کے دن اظہار اسلام کیا۔ اشعث بن قیس کے بھائی عفیف کندی نے کہا۔ میں نے ایک جوان کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ پھر ایک لڑکا آیا وہ اس کے دائیں طرف کھڑا ہو گیا۔ پھر ایک عورت آئی وہ ان دونوں کے پیچھے کھڑی ہو گئی تو میں نے عباس سے کہا یہ تو ایک امر عظیم ہے تو اس نے کہا اے ہوتجھ پر یہ محمدؐ ہے اور یہ علیؑ اور خدیجہؑ ہیں۔ میرے اس بھتیجے نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ تمام آسمانوں اور زمینوں کے مالک، اس کے پروردگار نے اسے اس دین کا حکم دیا ہے۔ خدا کی قسم اروئے زمین پر ان تینوں کے علاوہ اس دین پر کوئی نہیں۔

عفیف اسلام لانے کے بعد کہا کرتا تھا:۔ کاش میں اس دن ایمان لاتا تو علیؑ کے ساتھ دوسرا ہوتا۔ حضرت علی علیہ السلام کی عبادت کے بارے میں اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے خندق کے روز فرمایا کہ علیؑ کا عمرو پر ضرب لگانا ثقلین کی عبادت پر بھاری ہے۔ اور فرزند ابوطالبؑ کی تو ساری زندگی عبادت ہے اور ان کی تمام حرکات و سکنات اطاعت ہیں۔ ان کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے رسول اکرم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔ ابن ابی الحدید کہتا ہے:۔ اس جوان مرد کے بارے میں تیرا کیا گمان ہے جس کا اپنے در والہی اور عبادت پر محافظت کا یہ عالم تھا کہ اس کا مصلی لیلۃ الھریر میں بھی دونوں صفوں کے درمیان بچھا ہوا تھا۔ جہاں آپ اپنی ہر رات نماز ادا کرتے تھے۔ جبکہ تیر آپ کے آمنے سامنے اور دائیں بائیں سے گزرتے تھے۔ لیکن آپ ان کی پرواہ نہ کرتے تھے اور اس وقت تک کھڑے نہ ہوتے تھے جب تک اپنے وظائف سے فارغ نہ ہو جاتے۔ اور اس جوان کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے جس کی پیشانی طویل سجدوں کی وجہ سے اونٹ کے زانو کی طرح سخت ہو گئی تھی۔ جب ہم آپ کی دعاؤں اور مناجات میں غور کریں تو ہمیں معلوم ہوگا کہ ان میں خدا کی تعظیم و تجلیل، اس کی ہیبت کے لیے خضوع، اس کی عزت و جبروت کے مقابلے میں خشوع اور اس کے سامنے اپنی پستی کا اقرار کس قدر زیادہ ہے۔ آپ کے اخلاص سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ باتیں کس دل سے نکل رہی ہیں اور کس زبان سے جاری ہو رہی ہیں۔ امام علی بن الحسینؑ زین العابدینؑ سے جو عبادت کی انتہا تھے جب پوچھا گیا کہ آپ کی عبادت کو آپ کے جد بزرگوار کی عبادت سے کیا نسبت ہے تو آپؑ نے فرمایا:۔ "میری عبادت کو میرے دادا جان سے وہی نسبت ہے جو ان کی عبادت کو رسول اللہ کی عبادت سے تھی۔"

آپؑ کا زہد: جہاں تک آپؑ کے زہد اور دنیا سے بے اعتنائی کا تعلق ہے تو زمانے نے کوئی ایسا حاکم نہیں دیکھا کہ شہر جس کے زیر نگیں اور حکومتیں جس کی مطیع ہوں مگر وہ صرف تین درہم کا کرتہ پہنے اور وہ پھر بھی لمبا نظر آئے تو اسے تلوار کی دھار سے کاٹ دے۔ ابونوار پارچہ فروش کہتا ہے کہ ایک دن حضرت علی علیہ السلام میرے پاس تشریف لائے۔ آپؑ کے ساتھ ایک غلام بھی تھا۔ آپؑ نے مجھ سے کھدر کی دو قمیصیں خریدیں اور غلام سے کہا ان میں سے ایک پسند کرلو۔ اس نے ایک لے لی اور دوسری حضرت علیؑ نے پہن لی۔ پھر ہاتھ لمبا کیا اور فرمایا جو میرے ہاتھوں کی لمبائی سے زیادہ ہے اسے کاٹ دو۔ میں نے کاٹ دیا تو آپؑ نے اس کو رکھ لیا اور قمیص پہن کر تشریف لے گئے۔ آپؑ کا ہی قول ہے کہ میں نے اپنی قمیص کو اتنے پیوند لگوائے ہیں کہ اب مجھے پیوند لگانے والے سے شرم آتی ہے۔ جب مجھے کسی نے کہا

Scanned with CamScanner

اسے پھینک کیوں نہیں دیتے تو میں نے اس سے کہا دور ہٹو، صبح کے وقت قوم رات کو چلتے رہنے کی تعریف کرتی ہے۔ اسی طرح آپ کا کھانا بھی لباس سے بہتر نہ تھا۔ آپ جو کی ایک روٹی سے زیادہ نہیں کھاتے تھے۔ عبداللہ بن ابی رافع کہتے ہیں کہ میں عید کے دن آپ کے پاس حاضر ہوا تو آپ ایک مہر شدہ تھیلی لائے ہم نے اس میں جو کی روٹی کے خشک ٹکڑے دیکھے، جنہیں آپ کھانے لگے میں نے عرض کیا اے امیرالمومنینؑ اس تھیلی پر آپ مہر کس لیے لگاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا مجھے خدشہ ہے کہ حسن وحسین (علیہما السلام) اس میں گھی یا زیتون نہ ملا دیں۔ احنف بن قیس نے حضرت معاویہ سے کہا میں حضرت علیؑ کے پاس ان کی افطار کی رات حاضر ہوا تو آپ نے مجھ سے فرمایا کہ اٹھو اور حسنؑ وحسینؑ کے ساتھ کھانا کھالو۔ پھر آپ نماز کے لیے کھڑے ہو گئے۔ جب فارغ ہوئے تو اپنا مہر زدہ تھیلا منگوایا اور اس میں سے کچھ پسے ہوئے جو نکال کر پھر اس پر مہر لگا دی میں نے عرض کیا کہ اے امیرالمومنینؑ! میں نے کبھی آپ کو بخیل نہیں پایا۔ اس وقت اس جو کے آٹے پر آپ نے مہر کیوں لگائی ہے آپ نے فرمایا میں نے بخل کی وجہ سے اس پر مہر نہیں لگائی بلکہ مجھے ڈر ہے کہ کہیں حسنؑ وحسینؑ اس میں گھی یا کوئی اور چیز نہ ملا دیں۔ میں نے عرض کیا کہ کیا یہ حرام ہے فرمایا نہیں لیکن ائمہ حق پر لازم ہے کہ وہ کھانے اور لباس میں کمزور ترین فرد رعیت کی تاسی کریں اور ان میں سے کسی چیز میں جس پر وہ قدرت نہ رکھتے ہوں، ممتاز نہ ہوں۔ تا کہ انہیں فقیر دیکھ کر، جس حالت میں وہ ہیں اللہ ان سے راضی رہے اور تونگر انہیں دیکھ کر زیادہ شکر اور تواضع کرے۔

آپؑ کی سخاوت: اس شخص سے زیادہ کون سخی ہے۔ جو اپنے افطار کا کھانا مسکین کو دے کر رات بھوک کی حالت میں گزار دے۔ دوسری رات یتیم کو اور تیسرے رات اسیر کو کھانا دے دے۔ یہاں تک کہ خدا اس کی شان میں سورۃ نازل کرے۔ ترجمہ:۔ "اور وہ اس (خدا) کی محبت میں مسکین یتیم اور اسیر کو کھانا کھلاتے ہیں (اور کہتے ہیں) کہ ہم اللہ کی رضا کے لیے کھانا کھلاتے ہیں۔ تم سے کوئی جزا اور شکریہ نہیں چاہتے۔ ہم اپنے پروردگار سے (اس کے) بہت ہی سخت دن سے ڈرتے ہیں۔" مولا علیؑ کی سخاوت کے بارے میں حضرت معاویہ کہتے ہیں، علیؑ وہ ہے کہ اگر ان کی ملکیت ایک کمرہ سونے کا بھرا ہوا اور دوسرا بھوسے سے بھرا ہو تو وہ سونے کو بھوسہ سے پہلے خرچ کریں گے۔ شعبی نے آپ کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہے:۔ وہ (علیؑ) سب سے زیادہ سخی تھے۔ آپ نے بصرہ کا بیت المال جنگ جمل کے بعد تقسیم کیا۔ جس میں سے ہر سپاہی کا حصہ پانچ سو درہم تھا۔ حضرت علیؑ نے بھی اس میں سے اپنے لیے ایک ہی سپاہی کا حصہ لیا۔ اسی اثناء میں ایک شخص جو میدان جنگ میں حاضر نہیں تھا آ گیا اور کہنے لگا اے امیرالمومنینؑ! میں دلی طور پر آپ کے ساتھ تھا اگرچہ میرا جسم غائب تھا۔ لہٰذا مجھے مال غنیمت میں سے کچھ دیجئے تو آپ نے اپنا لیا ہوا حصہ اسی کو عطا کر دیا اور مال غنیمت میں سے آپ کے لیے کچھ بھی نہ بچا۔

آپؑ کا جہاد: جب ہم آپ کے جہاد کی بات کریں تو ہم دیکھتے ہیں کہ آپ رسول اللہ کے ساتھ تمام جنگوں میں حاضر ہوئے اور ان میں آگے رہنے والے شہسوار، شیر غالب اور مسلمانوں کے علمدار آپ ہی تھے۔ "بدر کبریٰ" کے درمیان میں آپ نے پینتیس مشرکین کو جہنم رسید کیا اور دیگر مسلمانوں اور ملائکہ نے بھی اتنے ہی قتل کیے۔ جنگ احد میں بھی آپ نے ہی مشرکین کے سارے علمدار قتل کیے۔ جب خالد بن ولید کے حملے سے مسلمان شکست کھا گئے تو آپ نے ثابت قدمی سے رسول اللہ ﷺ کا دفاع کرتے رہے اور مشرکین کے دست آپ سے دور کرتے تھے۔ مورخین وارباب سیر نے اس دن جبرائیل کی پکار اور منادی کا ذکر بھی کیا ہے۔ وہ کہہ رہا تھا: لافتی الا علی لاسیف الا ذوالفقار۔ اسی طرح جنگ خیبر میں کئی ایک مہاجرین علم لے کر میدان میں گئے مگر ان میں سے ہر ایک جلد ہی شکست سے دوچار ہو کر شہادت پائی۔

آپؑ کے دوست: کوفہ میں بعض لوگوں نے آپ کے منبر پر جلوہ افروز ہونے کے بعد حضرت عمر وابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما کے بارے میں دریافت یا تو آپ نے فرمایا یہ دونوں میرے اچھے ساتھی اور دوست تھے۔ تم لوگ جب بھی ان کا ذکر کرو تو ان کیلئے اچھی دعا کرو۔ (تاریخ خلفاء)۔ یہاں تک کہ نبی کریمؐ نے فرمایا! "میں کل علم ایک مرد کو دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اور اس کا رسولؐ اس سے محبت کرتے ہیں۔ جو بڑھ چڑھ کر حملے کرنے والا ہے اور بھاگنے والا نہیں اور وہ اس وقت تک پلٹ کر نہیں آئے گا جب تک خدا اس کے ہاتھ پر فتح نہ دے گا۔" صبح ہوئی تو رسول اللہ نے حضرت علیؑ کو بلایا اور انہیں علم دیا۔ آپ ایک ایک ویر .... دوڑتے ہوئے میدان جنگ کی طرف گئے۔ یہاں تک کہ آپ نے مرحب کو قتل کر دیا اور قلعہ کا دروازہ اکھاڑ پھینکا۔ بہت سے یہودیوں کو قتل کیا اور مسلمانوں کو مکمل فتح نصیب ہوئی۔ جنگ خندق جسے احزاب بھی کہتے ہیں کے دن، ابوسفیان اور تمام مشرکین چڑھ آئے۔ ان کا پروگرام تھا کہ رسول اللہ اور تمام مسلمانوں کو ختم کر دیا جائے۔ پس حضرت علیؑ نے ان کے قائد عمرو بن عبدود عامری کو قتل کر دیا۔ مشرکین کے لشکر کو شکست ہوئی اور وہ پیٹھ دکھا کر بھاگ گئے۔ اسی بنا پر رسول اکرمؐ کے فرمان کے مطابق عمرو پر آپ کی ضربت ثقلین کی عبادت سے افضل ہے۔ جنگ حنین میں دس افراد کے سوا تمام مسلمان بھاگ کھڑے ہوئے۔ ان دس افراد میں سے نو بنی ہاشم میں سے تھے اور وہ سب کے سب ثابت قدم رہتے ہوئے نبی کریمؐ کا دفاع کرتے رہے اور دشمنوں کے دستوں کو آپ سے دور کرتے رہے۔ یہاں تک کہ آپ نے مشرکین کے علمدار ابوجرول کو قتل کیا۔ چنانچہ قبیلہ ہوازن اپنے سردار کا حشر اور آپ کی شدید جنگ دیکھ کر بھاگ کھڑا ہوا اور مسلمانوں کو مکمل فتح ہوئی۔ اسی طرح رسول اللہ کے زمانہ کی دوسری جنگوں اور غزوات میں بھی آپ کا نمایاں کردار رہا ہے۔ بنی الدین فاستقام ولولا ...... ضرب ماضیک ما استقام البناء۔ ترجمہ:۔ دین کی بنیاد رکھی گئی اور وہ قائم ہو گیا اور اگر تیرے گزرے ہوئے بزرگوں کی ضرب نہ ہوتی تو اس کی بنیاد سیدھی نہ ہو سکتی تھی۔

آپؑ کا علم: جہاں تک آپ کے علم کی بات ہے تو خود آپ کا اپنا قول ہے کہ "مجھے رسول اللہؐ نے ہزار باب علم کی تعلیم دی۔ جس کے ہر باب سے ہزار باب کھلتے تھے۔" عالم امت، ابن عباس سے کہا گیا کہ تیرے علم کو تیرے چچا زاد بھائی (علیؑ) سے کیا نسبت ہے۔ تو اس نے کہا کہ جو بارش کے ایک قطرے کی وسیع سمندر سے ہوتی ہے۔ خود آنجنابؑ کا ارشاد ہے کہ اگر میرے لیے مسند علم بچھائی جاتی تو میں بسم اللہ الرحمن الرحیم کی اس قدر تفسیر بیان کرتا کہ تحریری صورت میں وہ ایک اونٹ کا بار ہو جاتی۔ یہ بھی آپ کا ہی فرمان ہے کہ اگر میرے لیے مسند علم بچھائی جائے تو اہل تورات کے درمیان توریت سے، اہل انجیل کے درمیان انجیل سے، اہل فرقان کے درمیان فرقان وقرآن کے مطابق فیصلے کروں۔ اور میں کتاب اللہ کی ہر آیت کے بارے میں جانتا ہوں کہ وہ کب اور کس کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ آپ ہی نے لوگوں کے مجمع کے سامنے فرمایا ہے:۔ "مجھ سے سوال کرو قبل اس کے کہ میں تم میں نہ رہوں۔ قسم ہے اس ذات جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے تم مجھے کسی چیز کے بارے میں سوال نہیں کرو گے جو تمہارے اور قیامت کے درمیان ہونے والی ہے اور نہ کسی فتنہ سے جو سو افراد کو گمراہ کرتا ہے اور سو افراد کو بخشتا ہے مگر یہ کہ میں اس میں شور مچانے والے، اس کے قائد اس کے ہانکنے والے، ان کی سواریوں کے بیٹھنے کی جگہ اور ان کے سامان اتارنے کے مقام تک کی اطلاع دے سکتا ہوں اور یہ بھی بتا دوں گا کہ ان میں سے کون کون قتل ہو گا اور کون کون اپنی موت سے مرے گا۔ سعید بن مسیب کا قول ہے کہ لوگوں میں سے کوئی شخص بھی یہ نہیں کہہ سکا کہ جو چاہو مجھ سے سوال کرو۔ سوائے علی بن ابی طالبؑ۔ عثمان بن عفان نے کہا اگر علیؑ نہ ہوتے تو عثمان ہلاک ہو جاتا۔

آپؑ کی فصاحت وبلاغت: آپ کی فصاحت وبلاغت کا کیا کہنا۔ آپ ہی سے لوگوں نے فصاحت وبلاغت سیکھی اور آپ ہی کے کلام سے لکھنے والوں نے اپنی تحریروں اور خطباء نے اپنے خطبوں کو مزین کیا۔ عبدالحمید بن یحییٰ کاتب کہتا ہے کہ میں نے حضرت علیؑ کے ستر خطبے یاد کیے اور پھر روانی ہی روانی آ گئی۔ ابن نباتہ کا قول ہے:۔ میں نے خطابت کا ایسا خزانہ یاد کیا ہے جسے خرچ کرنا وسعت اور کثرت ہی دیتا ہے کیونکہ میں نے علی بن ابی طالبؑ کے مواعظ کی سو فصلیں یاد کی ہیں۔ حضرت علی علیہ السلام سے معاویہ بن ابوسفیان کی عداوت اور مکر وفریب کے باوجود، جب محفن بن ابومحفن نے اس (معاویہ) سے کہا کہ میں تیرے پاس لوگوں میں سے کلام کرنے میں زیادہ عاجز شخص (علیؑ) کی طرف سے آیا ہوں۔ تو اس نے کہا وائے ہو تجھ پر وہ (علیؑ) کس طرح لوگوں میں سے زیادہ عاجز الکلام ہو سکتا ہے۔ خدا کی قسم! قریش کے لیے فصاحت کا طریقہ اس کے علاوہ کسی نے نہیں بتایا۔ آپ کے کلام کا ایک مجموعہ نہج البلاغہ ہے جو مخلوق کے کلام سے مافوق اور خالق کے کلام کے نیچے ہے۔ علماء اس کو یاد کرنے اور اس کی شرح کرنے میں سرگرداں ہیں۔ جناب علامہ الحجۃ امینی نے نہج البلاغہ پر لکھی گئی شرحوں کا ذکر کرتے ہوئے اسی (80) سے زیادہ شرحیں گنوائی ہیں۔

آپؑ کا عفو ودرگزر: عفو وبخشش اور چشم پوشی میں آپ کا موقف اہل بصرہ سے کیے گئے حسن سلوک سے واضح ہے۔ آپ نے انہیں معاف کر دیا۔ جب آپ کا ان پر قبضہ ہو گیا تو اپنے اصحاب کو ان کی جان و مال پر تصرف سے باز رہنے کا حکم دیا۔ آپ کے منادی نے ندا دی کہ جو ہتھیار پھینک دے وہ امان میں ہے اور جو اپنے گھر میں داخل ہو جائے وہ بھی امان میں ہے۔ آپ کا عفو وبخشش سب کے لیے تھی۔ یہاں تک کہ قوم کے سرداروں اور لشکر کے قائدین تک کو معاف کر دیا۔ آپ نے حضرت عائشہؓ کے بارے میں بھی درگزر سے کام لیا اور بہترین انتظام کے ساتھ انہیں مدینہ کی طرف واپس کیا گیا حتیٰ کہ سب سے بڑے دشمن مروان تک سے بھی چشم پوشی سے کام لیا۔ ابن زبیر جو اہل بصرہ میں یہ کہہ کر خطبہ دیتا تھا کہ (معاذ اللہ) کمزور علی بن ابی طالب تمہارے پاس آیا ہے۔ اس کو جب آپ کے پاس لایا گیا تو آپ نے فرمایا کہ چلے جاؤ میں پھر تمہیں نہ دیکھوں۔ جیسا کہ آپ نے سعید بن عاص کو بھی معاف کر دیا جب وہ مکہ میں آپ کے قابو میں آیا تھا۔ آپ کے فضائل ومناقب پر مشتمل جلدی میں لکھا ہوا یہ مختصر سا کتابچہ ہے ورنہ آپ کے فضائل ومناقب کے لیے جلدیں چاہئیں جیسا کہ عبداللہ بن عباس کا قول ہے گزر چکا ہے کہ اگر درخت قلمیں بن جائیں، سمندر سیاہی بن جائیں اور تمام جن وانس لکھنے اور حساب کرنے لگیں تو بھی امیرالمومنینؑ کے فضائل ومناقب کا احاطہ ممکن نہیں ہو گا۔

امام علی علیہ السلام قرآن کریم کی نظر میں: حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں اتنا کچھ قرآن کریم میں نازل ہوا ہے کہ جتنا کسی دوسرے کے بارے میں نہیں ہوا اور تفاسیر وسیرت کی کتب ان آیات سے پر ہیں جو آنجنابؑ کی شان میں وارد ہوئی ہیں۔ عبداللہ بن عباس کہتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام کی شان میں تین سو آیات نازل ہوئی ہیں۔ مزید کہتے ہیں کہ قرآن میں "یا ایھا الذین آمنو" جہاں کہیں نازل ہوا ہے علیؑ ان کے امیر اور شریف ہیں۔ عبداللہ بن عباس ہی کہتے ہیں کہ کسی شخص کے بارے میں، میں نے اس طرح نہیں سنا کہ جیسا رسول اللہؐ نے علیؑ کے بارے میں فرمایا ہے:۔ "علیؑ قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن علیؑ کے ساتھ ہے۔ یہ دونوں ایک دوسرے سے ہرگز جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ

Scanned with CamScanner

حوض کوثر کے کنارے میرے پاس آئیں گے۔ ذیل میں ان آیات میں سے جو حضرت علیؑ کے بارے میں نازل ہوئی ہیں۔ صرف تین پر اکتفا کیا جاتا ہے:۔

☆**ارشادی ربانی ہے**: ترجمہ:۔ اور جو لوگ رات کو یا دن کو اور چھپا کر یا دکھا کر خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں تو ان کے لیے ان کے پروردگار کے پاس اجر و ثواب ہے اور قیامت کے دن ان پر کسی قسم کا خوف نہ ہوگا اور نہ وہ آزردہ خاطر ہوں گے۔'' (بقرہ۔۲۷۴)۔ واحدی نے اپنی تفسیر میں مرفوعاً اپنی سند کے ساتھ ابن عباس سے نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت علی بن ابی طالبؑ کے پاس صرف چار درہم تھے اور اس کے علاوہ کچھ نہ تھا۔ پس آپؑ نے ایک درہم رات کے وقت دیا۔ دوسرا دن کے وقت اور ایک درہم چھپا کر اور ایک اعلانیہ طور پر صدقہ کر دیا تو اللہ سبحانہٗ تعالیٰ نے مندرجہ بالا آیات نازل فرمائی۔ موفق بن احمد نے حموینی، ثعلبی، مالکی اور ابونعیم حافظ سے ان کی اسناد کے ساتھ مجاہد کے واسطے ابن عباس سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام کے پاس چار درہم تھے آپؑ نے رات کے وقت، ایک دن کے وقت، ایک چھپا کر اور ایک لوگوں کے سامنے صدقہ دیا تو یہ آیت نازل ہوگئی۔ (ترجمہ) ''پس تمہارا ولی اللہ ہے، اس کا رسولؐ اور وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے ہیں نماز قائم کرتے ہیں اور حالت رکوع میں زکوٰۃ دیتے ہیں''۔ سیوطی نے درمنشور میں خطیب کی کتاب المتفق سے ابن عباس سے روایت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت علیؑ نے حالت رکوع میں اپنی انگوٹھی صدقہ میں دی تو نبی اکرم ﷺ نے سائل سے پوچھا کہ یہ انگوٹھی تجھے کس نے دی ہے سائل نے کہا کہ رکوع کرنے والے نے تو اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی۔ عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابوالشیخ اور ابن مردویہ نے خدا کے اس فرمان (انما ولیکم اللہ) کے بارے میں ابن عباس سے روایت کی ہے انہوں نے کہا کہ یہ آیت علی بن ابی طالبؑ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ طبرانی کی کتاب اوسط میں اور ابن مردویہ نے عمار بن یاسر سے روایت کی ہے کہ حضرت علیؑ کے پاس ایک سائل جا کھڑا ہوا۔ جبکہ آپؑ نماز نافلہ میں رکوع کی حالت میں تھے تو آپؑ نے انگوٹھی اتار کر سائل کو دے دی۔ پس وہ سائل رسول اللہ کے پاس آیا اور آپ سے یہ واقعہ بیان کیا تو نبی اکرمؐ پر یہ آیت نازل ہوئی (انما ولیکم اللہ) پس رسول اللہ نے اصحاب کے سامنے اس آیت کی تلاوت کی اس کے بعد فرمایا: ترجمہ: ''جس جس کا میں مولا ہوں اس اس کا علی مولا ہے۔ خدایا اسے دوست رکھ جو علیؑ کو دوست رکھے اور اسے دشمن رکھ جو علیؑ سے دشمنی کرے۔ شیخ اور ابن مردویہ نے علی بن ابی طالبؑ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیات رسول اللہ پر ان کے گھر میں نازل ہوئی (انما ولیکم اللہ ورسولہ) پس رسول اللہ گھر سے نکل کر مسجد میں تشریف لائے اس وقت لوگ مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے کوئی رکوع میں تھا تو کوئی سجدہ میں اور کوئی قیام میں اچانک ایک سائل آنحضرت ﷺ کے پاس آیا۔ آپ نے اس سے پوچھا کیا تجھے کسی نے کچھ دیا ہے۔ کہنے لگا اس راکع (رکوع کرنے والے) علی بن ابی طالبؑ نے مجھے اپنی انگوٹھی دی ہے اور اس کے علاوہ کسی نے کچھ نہیں دیا۔ ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور ابن عساکر نے سلمہ بن کہیل سے روایت کی ہے کہ حضرت علیؑ نے حالت رکوع میں اپنی انگوٹھی صدقہ میں دی تو یہ آیت (انما ولیکم اللہ ورسولہ۔۔۔) نازل ہوئی۔ طبرانی، ابن مردویہ اور ابونعیم نے رافع سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ کی خدمت میں اس وقت حاضر ہوا جبکہ آپ کھڑے تھے اور آپ پر وحی نازل ہو رہی تھی (یہاں تک کہ) آپ ایک ساعت تک کھڑے رہے پھر آپ متوجہ ہوئے اور فرما رہے تھے (انما ولیکم اللہ ورسولہ) حمد ہے اس خدا کی جس نے علیؑ کے لیے اپنی نعمتوں کو تمام کیا اور علیؑ کو خدا کی طرف سے یہ فضیلت مبارک ہو۔ ابن مردویہ نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ حضرت علی ابن ابی طالبؑ نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک سائل آیا اس وقت آپؑ رکوع میں تھے تو آپؑ نے اسے اپنی انگوٹھی دے دی، تب یہ آیت ایمان والوں کی شان میں نازل ہوئی جن کے سید و سردار حضرت علیؑ ہیں۔ درمنثور اور کشاف میں ہے ''وھم راکعون'' میں واؤ حال کے لیے ہے۔ یعنی وہ یہ عمل رکوع میں کرتے ہیں جو کہ اللہ کے لیے خشوع و خضوع اور تواضع و انکسار کرنا ہے۔ اس وقت جب وہ نماز پڑھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں۔ اور بعض کہتے ہیں کہ وہ زمانہ حال ہے۔ ''یؤتون الزکوٰۃ'' کی وجہ سے جس کے معنی ہیں وہ نماز میں حالت رکوع میں زکوٰۃ دیتے ہیں اور یہ آیت حضرت علی بن ابی طالبؑ کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ اس عالم میں آپؑ نماز میں حالت رکوع میں تھے اور سائل کے سوال پر اس کے سامنے اپنی انگوٹھی پھینک دی۔ وہ کہتے ہیں کہ اگر آپ کہیں کہ یہ بات کس طرح صحیح ہو سکتی ہے کہ یہ آیت علیؑ کے بارے میں ہو۔ جبکہ اس میں الفاظ جمع کے ہیں تو میں کہوں گا کہ اس کے نزول کا سبب ایک ہی ہستی تھی اگرچہ یہ آیت جمع کے الفاظ کے ساتھ آئی ہے تا کہ لوگ اس جیسے عمل کے لیے راغب ہوں اور اس سے اس جیسا ثواب حاصل کریں۔

☆ارشاد الٰہی ہے:۔ (ترجمہ) کیا تم لوگوں نے حاجیوں کی سقائی اور مسجد الحرام کی آبادی کو اس شخص کے ہمسر بنا دیا ہے جو خدا اور روز آخرت پر ایمان لایا اور خدا کی راہ میں جہاد کیا خدا کے نزدیک تو یہ لوگ برابر نہیں ہیں۔ خدا ظالموں کی حمایت نہیں کرتا۔ واحدی نے اپنی کتاب اسباب النزول میں حسن، شعبی اور قرطبی سے روایت کیا ہے کہ حضرت علیؑ، عباسؓ اور طلحہ بن شیبہ نے ایک دوسرے پر فخر کیا۔ پس طلحہ نے کہا میں صاحب بیت اللہ ہوں اور اس کی چابی میرے پاس ہے اور اگر میں چاہوں تو اس میں رہ سکتا ہوں۔ عباسؓ نے کہا میں صاحب سقایہ (حاجیوں کو پانی پلانے والا) ہوں اور اس کا نگران ہوں۔ تو حضرت علیؑ نے فرمایا میں اس کے علاوہ کچھ نہیں جانتا کہ میں نے سب لوگوں سے پہلے چھ ماہ نماز پڑھی ہے اور میں صاحب جہاد ہوں۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔ (اجعلتم سقایۃ۔ الخ) یہاں تک کہ فرمایا: (ترجمہ) ''جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جان سے جہاد کیا وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں زیادہ عظیم درجہ رکھتے ہیں۔ اور وہی لوگ فائز و کامیاب ہیں۔

امام علیہ السلام احادیث رسولؐ کی روشنی میں: رسول اکرم ﷺ اپنی بعثت سے لے کر وفات تک ہمیشہ ہر مجلس و محفل اور مجموع میں امیر المومنینؑ کے فضائل و مناقب بیان کرتے اور تعارف کراتے رہے۔ امام عالی مقام کی شان میں رسول اعظمؐ کی وارد احادیث کا احصاء و شمار ممکن ہی نہیں، حدیث و سیرت کی کوئی ایسی کتاب نہیں جس میں فضائل امیر المومنینؑ کی کثیر تعداد نہ ہو۔ ارباب صحاح ستہ اور علماء حدیث نے اپنی کتب میں ان احادیث کے مستقل فصول و ابواب تحریر کیے ہیں جو حضرت علی علیہ السلام کی فضیلت میں آئی ہیں۔ اہل اسلام کے عظیم علماء میں سے ایک بہت بڑی تعداد نے آپؑ کے فضائل میں مستقل کتابیں لکھی ہیں اور سید المرسلینؐ سے آپؑ کے بارے میں جو کچھ وارد ہوا ہے اسے مدون کیا ہے۔ اس مختصر مضمون میں ہم آپؑ کی فضیلت کی تین احادیث ثبت کرتے ہیں۔ ☆ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:۔ یعنی۔ علیؑ حق کے ساتھ ہیں اور حق علیؑ کے ساتھ ہے۔ ☆ حضرت عمرؓ بن خطاب نے کہا:۔ (ترجمہ) میں رسول اللہؐ پر گواہی دیتا ہوں کہ میں نے آپؐ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ اگر ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں ایک پلڑے میں رکھ دی جائیں اور علیؑ کا ایمان دوسرے پلڑے میں رکھ دیا جائے تو علی بن ابی طالبؑ کا ایمان بھاری ہوگا۔ ☆ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں سعد ابن ابی وقاص سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ نے غزوۂ تبوک کے موقع پر حضرت علیؑ کو اپنا جانشین بنا کر مدینہ میں چھوڑا تو حضرت علیؑ نے عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ! کیا آپؐ مجھے عورتوں اور بچوں پر خلیفہ اور جانشین بنا رہے ہیں تو آپؐ نے فرمایا:۔ (ترجمہ) کیا تمہیں یہ پسند نہیں کہ تمہیں مجھ سے وہ منزلت حاصل ہو جو ہارونؑ کو موسیٰ علیہ السلام سے تھی مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے''۔

امیر المومنینؑ کی سیرت کے چند نمونے: حضرت رسول اکرم ﷺ کی سیرت و اخلاق کا اسلام کی نشر و اشاعت میں بہت حصہ تھا۔ تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ بہت سے عرب آنحضرتؐ کے اخلاق کریمہ سے ہی متاثر ہو کر دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ اللہ جل شانہ نے آپؐ کی مدح کرتے ہوئے فرمایا ہے:۔ ''(اے رسولؐ) بے شک آپ خلق عظیم پر فائز ہیں''۔ ارشاد خداوندی ہے:۔ ''اور اگر تم سخت مزاج اور سخت دل ہوتے تو لوگ تمہارے اردگرد سے تتر بتر ہو جاتے۔'' اسی طرح آپؐ کی سیرت کے دوسرے پہلو، لباس، کھانا اور آپؐ کی عبادت، اسوۂ حسنہ اور سیرت اعلیٰ مثال تھی۔ پس رسول اللہ ﷺ کے چچا زاد بھائی امیر المومنینؑ بھی آپؐ ہی کی سیرت و طریقہ پر چلے ہیں۔ حضرت علیؑ کی روشن سیرت، رسول اعظمؐ کی سیرت کا دوام و استمرار تھا اور آپؐ کے اخلاق کی نقل بمطابق اصل تھی۔ اس زمانے میں امت مسلمہ اس سیرت پر بنیاد رکھنے اور ان اخلاق کریمہ کے اپنانے کی کس قدر محتاج ہے؟ میں سمجھتا ہوں کہ سیرت امام کے حوالے سے سب سے زیادہ اہم بات اس اخلاق کریمہ کو اپنانا اور ان کی رہبری میں چلنا ہے تا کہ ہماری سعادت و خوشحالی کی امیدیں پوری ہو سکیں۔ ان صفحات میں آپؑ کی سیرت کے چند نمونے درج کیے جاتے ہیں۔ ☆ سوید بن غفلہ سے روایت ہے:۔ میں ایک دن حضرت علی علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ اس وقت آپ کے گھر میں سوائے ایک پرانی چٹائی کے کچھ نہیں تھا۔ آپ اس چٹائی پر تشریف فرما تھے۔ میں نے عرض کیا اے امیر المومنینؑ! آپ مسلمانوں کے بادشاہ ہیں اور ان پر بیت المال پر حاکم ہیں۔ آپ کے پاس وفود آتے رہتے ہیں جبکہ آپ کے گھر میں اس چٹائی کے علاوہ کچھ نہیں۔ تو آپؑ نے فرمایا اے سوید اس منتقل ہونے والے گھر (دنیا ظاہری) میں (اصلی) گھر کا اثاثہ نہیں رکھا جاتا۔ ہمارے قیام کا گھر تو آگے ہے۔ ہم نے اپنا مال و متاع اس کی طرف منتقل کر دیا ہے اور خود بھی اس میں منتقل ہو رہے ہیں۔ سوید کہتا ہے کہ آپ کی گفتگو نے مجھے رُلا دیا۔ ☆ امیر المومنینؑ ایک دفعہ لوگوں سے ملنے باہر تشریف لائے۔ اس وقت آپؑ نے ایک پیوند لگی چادر اوڑھ رکھی تھی۔ لباس کے سلسلے میں لوگوں نے اظہار کیا تو آپؑ نے فرمایا اسے پہننے سے دل میں خشوع و تذلل پیدا ہوتا ہے مومن جب یہ (چادر) میرے اوپر دیکھتا ہے تو اس کی اقتداء کرتا ہے۔ ☆ ہارون بن عنترہ کہتا ہے کہ مجھ سے میرے باپ نے بیان کیا:۔ میں خورنق کے مقام پر علی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ایک کمبل کے نیچے نظر آ رہے تھے۔ میں نے عرض کیا اے امیر المومنینؑ! خدا نے آپؑ اور آپ کے اہل بیتؑ کے لیے اس مال میں وہ حصہ مقرر کیا ہے جو عام اور وسیع ہے اس کے باوجود آپ اپنے نفس کے ساتھ کیا کچھ کرتے ہیں؟ آپؑ نے فرمایا: خدا کی قسم! میں تمہارے مال میں سے کچھ نہیں لیتا اور میری یہی چادر ہے جس میں، میں مدینہ سے اپنے گھر سے نکلا تھا۔ میرے پاس اس کے علاوہ کچھ بھی نہیں۔ ☆ سوید بن غفلہ کا بیان ہے:۔ میں علی علیہ السلام کی خدمت میں قصر الامارہ میں حاضر ہوا میں نے دیکھا کہ آپ کے سامنے ایک کاسہ رکھا ہوا ہے۔ جس میں ترش دودھ تھا اس کی سخت ترشی کی بو مجھے بھی آ رہی تھی۔ آپؑ کے ہاتھ میں ایک روٹی تھی جس پر جو کے چھلکے نظر آ رہے تھے۔ آپؑ اس روٹی کو اپنے ہاتھ سے توڑتے اور جب وہ ہاتھ سے نہ ٹوٹتی تو اسے اپنے زانو سے توڑتے اور اسے اس کاسہ میں ڈالتے۔ پس فرمایا! نزدیک ہو جاؤ اور

Scanned with CamScanner

ہمارے ساتھ کھاؤ میں نے عرض کیا: میں روزے سے ہوں آپؑ نے فرمایا میں رسول اللہؐ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جسے روزہ اس کے پسندیدہ کھانے سے روک لے تو اللہ پر حق ہے کہ اسے جنت کے کھانوں سے کھلائے اور بہشت سے مشروب میں سے پلائے۔ وہ کہتا ہے میں ۔ پؑ کی کنیز سے جو آپؑ کے قریب کھڑی تھی کہا: وائے ہو تم پر اے فضہ! کیا اس ضعیف بزرگ کے بارے میں تم اللہ سے نہیں ڈرتی ہو اور اس کے کھانے میں سے چوکر بھی نہیں نکال سکتی؟ تو اس کنیز نے کہا کہ ہمیں آپؑ نے پہلے سے ہی منع کر رکھا ہے کہ ہم آپؑ کی روٹی کا آٹا نہ چھانیں۔ ☆صعصعہ بن صوحان وغیرہ جو آپؑ کے شیعوں اور اصحاب میں سے تھے کہتے ہیں: امیر المومنین علیہ السلام ہمارے درمیان ہماری طرح ہی رہتے تھے۔ اور نرم مزاجی انتہائی تواضع اور ہماری حاجت براری میں آسانی اور سہولت کا باعث بنتے تھے۔

☆آپ نے ہزار غلام اپنے ہاتھ کی کمائی سے آزاد کرائے تھے۔ ☆امام ابوالحسن علی بن احمد واحدی وغیرہ نے اپنی سند کے ساتھ ائمہ تفسیر سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ علیؑ نے ایک مرتبہ شام سے لے کر صبح تک کھجوروں کو پانی دینے کے بدلے کچھ مقدار جو حاصل کرنے کے لیے اپ ؑپ کو اجیر بنایا۔ صبح ہوئی اور آپؑ نے وہ جو لیے تو ان میں سے ایک تہائی پیسے گئے اور اس سے حریرہ (دودھ، چینی اور آٹے سے تیار شدہ کھانا) بنایا۔ جب وہ پک گیا تو ایک مسکین آیا۔ آپ نے وہ کھانا اسے دے دیا پھر اس کی دوسری تہائی پکائی گئی جب وہ تیار ہوا تو یتیم آ گیا۔ اس نے سوال کیا تو اس کو دے دیا گیا۔ باقی تہائی سے پھر کھانا تیار ہوا جب وہ پک چکا تو مشرکین میں سے اسیر آیا اس نے سوال کیا تو وہ اسے کھلا دیا۔ اور حضرت علیؑ، فاطمہؑ اور حسنؑ و حسینؑ بھوکے رہ گئے پس اللہ تعالی نے اس واقعہ کی اطلاع اپنے نبیؐ کو دی۔ چونکہ یہ ایثار صرف رضائے خدا، اس کے ثواب کے حصول اور اس کے عتاب سے نجات کے لیے تھا اس لیے خدا نے یہ آیت نازل کی: (ویطعمون الطعام علی حبہ ۰۰۰۰ الخ) پس خدا تعالی نے ان کی تعریف کی اور اس حالت کی جزاو بدلے کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: (ترجمہ) پس خدا نے انہیں اس دن کے شر اور برائی سے بچا لیا۔ اور انہیں شادابی اور سرور نصیب ہوا اور ان کے صبر کی بناء پر جنت اور ریشمی لباس کا بدلہ دیا وہ اس میں تکیہ لگا کر مسہریوں پر ہوں گے۔" (آخر آیات تک) پس منقبت کے لحاظ سے شدید ضرورت کے باوجود ان کی یہ عبادت اور کھانا کھلانا کافی ہے اور اگر ایسا نہ ہوتا تو اس واقعہ کی شان وعظمت نہ ہوتی اور نہ ہی خدا اس سلسلے میں اپنے رسولؐ پر آیات نازل کرتا۔ ☆صالح نامی تھیلے بیچنے والے ایک شخص سے روایت ہے وہ کہتا ہے: میری امیر المومنینؑ سے ملاقات ہوگئی۔ اس وقت آپ کے پاس خشک کھجوریں تھیں آپ نے انہیں اٹھا رکھا تھا میں نے عرض کی: اے امیر المومنینؑ! یہ کھجوریں مجھے دے دیں میں آپؑ کی بجائے اٹھا کر گھر پہنچا آتا ہوں۔ فرمایا! صاحب اہل وعیال ان کے اٹھانے کا زیادہ حق رکھتا ہے پس آپ نے وہ کھجوریں مجھے نہ دیں اور خود انہیں اپنے گھر لے گئے۔ پھر اسی چادر کے ساتھ واپس لوٹے جس میں وہ کھجوریں تھیں اور ان کے چھلکے لگے ہوئے تھے اور لوگوں کو نماز جمعہ پڑھائی۔ ☆آپ نے ابن ملجم (علیہ اللعن) کی ضرب لگنے کے بعد فرمایا: اے حسنؑ! مجھے ضرب لگانے والے کو دیکھنا (یعنی اس کی خبر لینا) اسے میرے کھانے میں سے کھلانا، میرے پینے کی چیزوں میں سے پلانا۔ اگر میں زندہ رہا تو اپنے حق کے بارے میں زیادہ حقدار ہوں اور اگر میں اس دنیا سے رخصت ہو گیا تو اسے صرف ایک ضرب لگانا اور اس کا مثلہ (کان، ناک وغیرہ کاٹنا) نہ کرنا کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کہتے سنا کہ مثلہ کرنے سے پرہیز کرنا چاہیے اگرچہ کاٹنے والا کتا ہی کیوں نہ ہو۔ پھر آپ نے فرمایا: اے اولاد عبدالمطلب! میں تمہیں اس حالت میں نہ پاؤں کہ مسلمانوں کا خون بہاتے پھرو اور کہو کہ امیر المومنین ہو گئے ہیں۔ یاد رکھو میرے بعد میرے قاتل کے علاوہ کوئی دوسرا شخص قتل نہ کیا جائے۔

آپ کے ارشاداتِ گرامی: کسی صحابی اور خلیفہ کے خطبات، مواعظ، خطوط و وصیتیں اور حکمت و دانائی کی باتیں اس قدر مدون و تحریر نہیں ہوئیں جس قدر حضرت علی علیہ السلام کی۔ یہ نہج البلاغہ ہی ہے جس کی عظمت کے سامنے فصحاء اور بلیغین کی گردنیں جھکتی ہیں اور وہ اس کی جلالت کے سامنے بچھے جاتے ہیں۔ وہ ہر مسلمان کے لیے باعث فخر اور ہر موضع کے لیے باعث عزت ہے۔ نبی پاک ﷺ کی سیرت واحادیث کے بعد اور مخلوق کے کلام سے بلند ہے۔ ابن ابی الحدید نے کہا کہ امیر المومنینؑ کے کلام کو دیکھو گے تو اسے قرآن کریم کے الفاظ سے مشتق پاؤ گے۔ اسی کے معانی اور راستوں سے شاخیں لی گئی ہیں اور وہ اس کے قدم بقدم ہے۔ یہ ایسا کلام ہے کہ قرآن کے راستے پر چلا گیا ہے اسکی نظیر اور اس کا مدمقابل کوئی نہیں۔ ان کا کلام یہ صلاحیت رکھتا ہے کہ کہا جائے کہ اس کے بعد کوئی کلام اس سے زیادہ فصیح وبلیغ، جزیل، اعلیٰ وارفع، گراں بہا اور عمدہ نہیں ہے، سوائے آپ کے ابن عمؐ کے کلام کے اور اس امر کو کوئی نہیں سمجھ سکتا سوائے اس کے جس کے قدم -------- اس فن کو جاننے میں راسخ ہوں۔ سب لوگ موتی چننے کی صلاحیت نہیں رکھتے بلکہ سونے کے انتخاب کی صلاحیت بھی نہیں رکھتے۔ اگلے چند صفحات میں آپؑ کے کلام کے چند نمونے تحریر کیے جاتے ہیں۔

1- دعوتِ جہاد اور ترک جہاد کرنے والوں کی مذمت: جہاد پر ابھارنے والوں کے حق میں اور جہاد سے پہلوتہی کرنے والوں کی مذمت میں آپ کے خطبہ کا مفہوم کچھ یوں ہے: اما بعد! جہاد جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے جسے خدا نے اپنے خالص دوستوں کے لیے کھول رکھا ہے۔ یہ پرہیزگاری کا لباس، اللہ کی محکم زرہ اور مضبوط سپر ہے۔ پس جو شخص اسے چھوڑ دیتا ہے اور اس سے پہلو بچاتا ہے خدا اسے ذلت وخواری کا لباس پہناتا اور مصیبت وابتلاء کی ردا اوڑھا دیتا ہے اور وہ ذلتوں اور خواریوں کے ساتھ ٹھکرا دیا جاتا ہے۔ اور مدہوشی وغفلت کا پردہ اس کے دل پر چھا جاتا ہے۔ جہاد کو ضائع وبرباد کرنے کی وجہ سے حق اس کے ہاتھ سے لے لیا جاتا ہے، ذلت اسے سہنا پڑتی ہے اور انصاف اس سے روک لیا جاتا ہے۔ میں نے اس قوم سے لڑنے کے لیے رات میں بھی اور دن میں بھی، اعلانیہ بھی اور پوشیدہ بھی تمہیں پکارا اور للکارا ہے۔ تم سے کہا ہے کہ قبل اس کے کہ وہ جنگ کے لیے بڑھیں تم ان پر دھاوا بول دو۔ خدا کی قسم جن افراد اور قوم پر ان کے گھروں کی حدود کے اندر ہی حملہ ہو جاتا ہے وہ ذلیل وخوار ہوتے ہیں لیکن تم نے جہاد کو دوسروں پر ٹال دیا اور ایک دوسرے کی مدد سے پہلو بچانے لگے یہاں تک کہ تم پر غارت گریاں ہوئیں۔ تمہارے شہروں پر زبردستی قبضہ کر لیا گیا اسی بنی غامد کے آدمی (سفیان بن عوف) ہی کو دیکھو کہ اس کی فوج کے سوار (شہر) انبار پر پہنچ گئے ہیں اور حسان بن حسان بکری کو قتل کیا اور تمہارے محافظ سواروں کو سرحدوں سے ہٹا دیا اور مجھے تو یہ اطلاعات بھی ملی ہیں کہ اس جماعت کا ایک آدمی مسلمانوں اور ذمی عورتوں کے گھروں میں گھس جاتا ہے اور ان کے پاؤں سے کڑے، ہاتھوں سے کنگن اور گلوبند اور گوشوارے اتار لیتا ہے اور ان کے پاس اس سے بچنے کا کوئی ذریعہ نظر نہ آتا تھا۔ سوائے اس کے کہ انا للہ وانا الیہ راجعون کہتے ہوئے صبر سے کام لیں یا خوشامدیں کر کے اس سے رحم کی التجا کریں۔ وہ لدے پھندے ہوئے پلٹ گئے۔ کسی کے زخم آیا نہ کسی کا خون بہا۔ اب اگر کوئی مسلمان ان سانحات کے بعد رنج وملال سے مر جائے تو اسے ملامت نہیں کی جا سکتی بلکہ میرے نزدیک ایسا ہی ہونا چاہیے۔ العجب ثم العجب خدا کی قسم ان لوگوں کا باطل پر متحد ہونا اور تمہاری جمعیت کا حق سے منتشر ہو جانا دل کو مردہ کر دیتا ہے اور رنج واندوہ بڑھا دیتا ہے۔ تمہارا برا ہو تم غم وحزن میں مبتلا رہو، تم تو تیروں کا از خود نشانہ بنے ہوئے ہو تمہیں ہلاک وتاراج کیا جا رہا ہے مگر تمہارے قدم حملے کے لیے نہیں اٹھتے وہ تم سے لڑ بھڑ رہے ہیں اور تم جنگ سے جی چراتے ہو۔ اللہ کی نافرمانیاں ہو رہی ہیں اور تم راضی ہو رہے ہو۔ گرمیوں میں تمہیں ان کی طرف بڑھنے کے لیے کہتا ہوں تو تم یہ کہتے ہو کہ یہ انتہائی شدت کی گرمی کا زمانہ ہے۔ اتنی مہلت دیجیے کہ گرمی کا زور ٹوٹ جائے اور اگر سردیوں میں چلنے کے لیے کہتا ہوں تو تم یہ کہتے ہو کہ کڑاکے کا جاڑا پڑ رہا ہے اتنا ٹھہر جائیے کہ سردی کا موسم گزر جائے۔ سردی اور گرمی سے بچنے کی یہ سب باتیں ہیں (جب تم سردی اور گرمی سے اس طرح بھاگتے ہو) تو پھر خدا کی قسم! تم تلواروں کو دیکھ کر اس سے کہیں زیادہ بھاگو گے، اور مردوں کی شکل وصورت والے نامردو! تمہاری عقل بچوں کی سی اور تمہاری سمجھ حجلہ نشین عورتوں کی مانند ہے۔ میں تو یہی چاہتا تھا کہ نہ تم کو دیکھتا نہ تم سے جان پہچان ہوتی۔ یہ ایسی شناسائی ہے جو ندامت کا باعث اور رنج واندوہ کا سبب بنتی ہے۔ اللہ تمہیں مارے، تم نے میرے دل کو پیپ سے بھر دیا ہے اور میرے سینے کو غیظ وغضب سے چھلکا دیا ہے۔ تم نے مجھے غم وحزن کے پے در پے جرعے پلائے نافرمانی کر کے میری تدبیر اور رائے کو تباہ کر دیا۔ یہاں تک کہ قریش کہنے لگے کہ علیؑ ہے تو مرد شجاع لیکن جنگ کے طور طریقوں سے واقف نہیں۔ اللہ بھلا کرے، کیا ان میں سے کوئی ہے جو مجھ سے زیادہ جنگ کی مزاولت رکھنے والا اور میدان وغا میں مجھ سے کار نمایاں کیے ہوئے ہو۔ میں تو ابھی بیس برس کا بھی نہ تھا کہ حرب وضرب کے لیے اٹھ کھڑا ہوا اور اب تو ساٹھ سے بھی اوپر ہو گیا ہوں۔ لیکن اس کی رائے ہی کیا جس کی بات نہ مانی جائے۔

2- ضربِ شہادت کے بعد وصیت: جب آپ کو ابن ملجم (علیہ اللعن) ضرب لگا چکا تو آپؑ نے حسن وحسین علیہما السلام سے فرمایا: میں تم دونوں کو وصیت کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈرتے رہنا۔ دنیا کے خواہش مند نہ ہونا اگرچہ وہ تمہارے پیچھے لگ جائے اور دنیا کی کسی ایسی چیز پر نہ کڑھنا جو تم سے روک لی جائے۔ جو کہنا حق کے لیے کہنا اور جو کرنا ثواب کے لیے کرنا۔ ظالم کے دشمن اور مظلوم کے مددگار بنے رہنا۔ میں تم کو، اپنی اولاد کو، اپنے کنبے کو اور جن تک میرا یہ نوشتہ پہنچے سب کو وصیت کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈرتے رہنا۔ اپنے معاملات درست اور آپس کے تعلقات سلجھائے رکھنا کیونکہ میں نے تمہارے نانا رسول اللہؐ کو فرماتے سنا ہے کہ آپس میں کشیدگیوں کو مٹانا عام نماز روزہ سے افضل ہے۔ یتیموں کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا ان کے کام ودہن کے لیے فاقہ کی نوبت نہ آئے اور تمہاری موجودگی میں وہ تباہ وبرباد نہ ہو جائیں۔ اپنے ہمسایوں کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا کیونکہ ان کے بارے میں تمہارے پیغمبرؐ نے برابر ہدایت کی ہے اور آپ اس حد تک ان کے لیے سفارش فرماتے رہے کہ ہم لوگوں کو یہ گمان ہونے لگا کہ آپ انہیں بھی ورثہ دلائیں گے۔ قرآن کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا ایسا نہ ہو کہ دوسرے اس پر عمل کرنے میں تم سے سبقت لے جائیں۔ نماز کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا کیونکہ وہ تمہارے دین کا ستون ہے۔ اپنے پروردگار کے گھر کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا۔ اسے جیتے جی خالی نہ چھوڑنا کیونکہ اگر یہ خالی چھوڑ دیا گیا تو پھر عذاب سے بچ نہ پاؤ گے۔ جان، مال اور زبان سے راہ خدا میں جہاد کرنے کے بارے میں اللہ کو نہ بھولنا اور تم پر لازم ہے کہ آپس میں بہت میل ملاپ رکھنا اور ایک دوسرے کی اعانت کرنا۔ ایک دوسرے کی طرف پیٹھ پھیرنے اور تعلقات توڑنے سے پرہیز کرنا۔ نیکی کا حکم دینے اور برائی سے منع کرنے سے کبھی ہاتھ نہ اٹھانا ورنہ بدکردار تم پر مسلط ہو جائیں گے پھر دعا مانگو گے تو قبول نہ ہوگی۔ (پھر ارشاد فرمایا) اے عبدالمطلب کے بیٹو! ایسا نہ ہونے پائے کہ تم، امیر المومنین قتل ہو گئے، امیر المومنین قتل ہو

Scanned with CamScanner

گئے کے نعرے لگاتے ہوئے مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلنا شروع کر دو۔ دیکھو میرے بدلے میں صرف میرا قاتل ہی قتل کیا جائے اور دیکھو جب میں اس ضرب سے مر جاؤں تو اس ایک ضرب کے بدلے میں ایک ہی ضرب لگانا۔ اور اس شخص کے ہاتھ پیر نہ کاٹنا (مثلہ نہ کرو، چہرہ وغیرہ کا بگاڑنا)۔ کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ خبردار کسی کے بھی ہاتھ پیر نہ کاٹو (مثلہ نہ کرو) اگرچہ وہ کاٹنے والا کتا ہی ہو۔

3- حارث ہمدانی کے نام مکتوب :- قرآن کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اس سے پند و نصیحت حاصل کرو۔ اس کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام سمجھو۔ اور گزشتہ حق کی باتوں کی تصدیق کرو۔ گزری ہوئی دنیا سے باقی دنیا کے بارے میں عبرت حاصل کرو۔ کیونکہ اس کا ہر دور دوسرے دور سے ملتا جلتا ہے اور اس کا آخری بھی اپنے اول سے جا ملنے والا ہے۔ یہ دنیا سب کی سب فنا ہونے والی اور بچھڑ جانے والی ہے۔ دیکھو اللہ کی عظمت کے پیش نظر حق کی بات کے علاوہ اس کے نام کی قسم نہ کھاؤ۔ موت اور موت کے بعد کی منزل کو بہت زیادہ یاد کرو۔ قابل اطمینان شرائط کے بغیر موت کی تمنا نہ کرو۔ ہر اس کام سے بچو جو آدمی اپنے لیے پسند کرتا ہو اور عام مسلمانوں کے لیے ناپسند کرتا ہے۔ ہر اس کام سے دور رہو جو چوری چھپے کیا جا سکتا ہو مگر اعلانیہ کرنے میں شرم دامن گیر ہوتی ہو۔ ہر اس فعل سے کنارہ کش رہو کہ جب اس کے مرتکب ہونے والے سے جواب طلب کیا جائے تو وہ خود بھی اسے برا قرار دے یا معذرت کرنے کی ضرورت پڑے۔ اپنی عزت و آبرو کو چہ میگوئیوں کے تیروں کا نشانہ نہ بناؤ۔ جو سنو اسے لوگوں سے واقعہ کی حیثیت سے بیان کرتے پھرو۔ کہ جھوٹا قرار پانے کے لیے اتنا کافی ہوگا اور لوگوں کو ان کی ہر بات پر جھٹلانے نہ لگو کہ یہ پوری پوری جہالت ہے۔ غصے کے وقت بردباری اختیار کرو اور اللہ نے جو نعمتیں تمہیں بخشی ہیں (ان پر شکر بجالاتے رہو) ان سے۔ بہبودی چاہو اس کی دی ہوئی نعمتوں میں سے کسی نعمت کو ضائع نہ کرو اور اللہ نے جو انعامات تمہیں بخشے ہیں ان کا اثر تم پر ظاہر ہونا چاہیے۔

یاد رکھو کہ ایمان والوں میں سب سے افضل وہ ہے جو اپنی طرف سے اور اپنے اہل و عیال کی طرف سے مال سے خیرات کرے۔ کیونکہ تم آخرت کے لیے جو کچھ بھی بھیج دو گے وہ ذخیرہ بن کر تمہارے لیے محفوظ رہے گا اور جو کچھ پیچھے چھوڑ جاؤ گے اس سے دوسرے فائدہ اٹھائیں گے۔ اس آدمی کی صحبت سے بچو جس کی رائے کمزور اور افعال برے ہوں کیونکہ ہر آدمی اپنے ساتھی جیسا سمجھا جاتا ہے۔ بڑے شہروں میں رہائش رکھو کیونکہ وہ مسلمانوں کا اجتماعی مرکز ہوتے ہیں۔ غفلت اور بے وفائی کی جگہوں سے بچو اور ان مقامات سے پرہیز کرو جہاں اللہ کی اطاعت میں مددگاروں کی کمی ہو۔ صرف مطلب کی باتوں میں اپنی فکر یکائی کو محدود رکھو۔ بازاری جگہوں میں اٹھنے بیٹھنے سے گریز کرو۔ کیونکہ یہ شیطان کی بیٹھکیں اور فتنوں کی آماجگاہیں ہوتی ہیں۔ جو لوگ تم سے پست حیثیت کے ہیں ان کو زیادہ دیکھا کرو کیونکہ یہ تمہارے لیے شکر کا ایک راستہ ہے۔ جمعہ کے دن نماز میں حاضر ہوئے بغیر سفر نہ کرنا۔ مگر یہ کہ خدا کی راہ میں جہاد کے لیے جانا ہو یا کوئی معذوری درپیش ہو۔ اپنے تمام کاموں میں اللہ کی اطاعت کرو کیونکہ اللہ کی اطاعت دوسری چیزوں پر مقدم ہے۔ اپنے نفس کو بہانے بنا کر عبادت کی راہ پر لاؤ۔ اور اس کے ساتھ نرم رویہ رکھو دباؤ سے کام نہ لو۔ جب وہ دوسری فکروں سے فارغ البال اور آزاد ہو اس وقت اس سے عبادت کا کام لو مگر جو واجب عبادتیں ہیں ان کی بات دوسری ہے انہیں تو بہر حال ادا کرنا ہے اور وقت پر بجالانا ہے۔ دیکھو ایسا نہ ہو کہ موت تم پر اس حال میں آئے کہ تم اپنے پروردگار سے بھاگے ہوئے دنیا طلبی میں لگے ہو۔ فاسقوں کی صحبت سے بچے رہنا کیونکہ برائی، برائی کی طرف بڑھا کرتی ہے۔ اللہ کی عظمت و توقیر کا خیال رکھو۔ اور اللہ کے دوستوں سے دوستی کرو۔ اور غصے سے ڈرو کیونکہ یہ شیطان کے لشکروں میں سے ایک بڑا لشکر ہے۔

آپ کے چند مختصر ارشادات :- آپ کے جو مختصر اور مفید جملے ہم تک پہنچے ہیں ان کا احصار و شمار نہیں ہو سکتا۔ ان میں سے نہج البلاغہ میں تقریباً پانچ سو جملے ہیں اور لبنانی ادیب امین نے آپ کے ایک سو جملوں کا ایک باغیچہ مستقل کتاب میں لگایا ہے۔ آپ کے ایک ہزار فقرے ایک الگ کتاب میں چھپے ہیں اور کچھ لوگوں نے آپ کے دو ہزار ارشادات لے کر شائع کیے ہیں۔ یہ مختصر ارشادات اخلاق و عرفان اور آداب و علوم کے ان مطالب پر محیط ہیں جن پر دوسرے لوگوں کے طویل مقالے پورے نہیں اترے۔ ان میں ہماری اخلاقی بیماریوں کا مفید علاج اور اجتماعی مشکلات کا مجرب حل ہے۔ آپ نے فرمایا:- **1-** جب تجھے اپنے دشمن پر قدرت حاصل ہو تو اس قدرت پانے کا شکرانہ اس کو معاف کرنا قرار دو۔ **2-** جس شخص کو اس کا عمل پیچھے کر دے اسے اس کا نسب آگے نہیں بڑھا سکتا۔ **3-** بڑے بڑے گناہوں کا کفارہ مصیبت زدہ کی فریاد رسی اور دردمند کی تکلیف کو دور کرنا ہے۔ **4-** اے ابن آدم! جب تم اپنے پروردگار کو دیکھو کہ تم پر پے در پے انعامات کی بارش کر رہا ہے جبکہ تم اس کی نافرمانی کر رہے ہو تو اس کی گرفت سے ڈرو۔ **5-** جب تم پیچھے کی طرف جا رہے ہو اور موت تمہاری طرف بڑھ رہی ہو تو پھر بہت جلد ملاقات ہونے والی ہے۔ **6-** زبان ایک درندہ ہے اگر اسے اکیلا چھوڑ دیا جائے تو پھاڑ کھائے۔ **7-** مجھے اس پر تعجب ہے جو نا امید ہے جبکہ وہ استغفار اور طلب بخشش کر سکتا ہے۔ **8-** جو اپنے اور خدا کے درمیان اصلاح کر لے تو خدا اس کے اور لوگوں کے درمیان معاملات کو درست کر دے گا۔ اور جو اپنی آخرت کے معاملے کو درست کر لے خدا اس کی دنیا کے معاملات کو صحیح کر دے گا اور جس شخص کے لیے اس کے نفس میں واعظ موجود ہو خدا اس کی طرف سے اس پر ایک حافظ و نگہبان ہے۔ **9-** اگر تجھے خالق کی عظمت کا احساس ہو جائے تو مخلوق تیری نگاہ میں حقیر ہو جائے گی۔ **10-** ظالم کے ظلم پر قابو پانے کا دن اس دن سے کہیں زیادہ سخت ہوگا جب ظالم مظلوم، کے خلاف اپنی طاقت دکھاتا ہے۔ **11-** مخلوق کی اطاعت، خالق کی نافرمانی میں جائز نہیں۔ **12-** لوگ اپنی دنیا درست کرنے کے لیے امور دین میں سے کسی چیز کو نہیں چھوڑیں گے مگر یہ کہ خدا ان پر ایسی چیز کو کھول دے گا جو ان کے لیے اس سے زیادہ مضر ہوگی۔ **13-** جو شخص اپنے نفس کو تہمت کی جگہوں پر رکھے تو پھر جو اس کے بارے میں بدگمانی کرے اسے ہرگز ملامت نہیں کر سکتا۔ **14-** جو شخص خدا کی طرف غضب کے نیزے کی دھار کو تیز کرے وہ باطل کے سخت ترین افراد کو قتل کرنے کے قابل ہو جائے گا۔ **15-** معاد و قیامت کے لیے بدترین زاد راہ بندگان خدا پر تجاوز اور ظلم و عدوان ہے۔ **16-** خدا سے ڈر چاہے یہ ڈر قلیل ہی کیوں نہ ہو اور اسے اپنے اور خدا کے درمیان پردہ قرار دو چاہے باریک ہی کیوں نہ ہو۔ **17-** اللہ کا ہر نعمت میں ایک حق ہے جو اسے ادا کرے اس نے اس نعمت میں اضافہ کیا اور جو اس میں کوتاہی کرے وہ زوال نعمت کے خطرے سے دوچار ہوگا۔ **18-** اعمال میں سب سے افضل وہ ہے جس کے لیے تم اپنے نفس کو مجبور کرو۔ **19-** دنیا کی کڑواہٹ آخرت کی مٹھاس ہے اور دنیا کی مٹھاس آخرت کے لیے کڑواہٹ ہے **20-** اے فرزند آدم اپنے مال میں اپنے نفس کا وصی بن جا اور اس میں وہ کچھ (اضافہ یا کمی) کر جس کو ترجیح دیتا ہے کہ تیرے (مرنے کے) بعد اس میں کیا جائے۔ **21-** جب تم فقیر ہو جاؤ تو صدقہ دے کر اللہ سے تجارت کرو۔ **22-** غیرت مند کبھی زنا نہیں کرتا۔ **23-** تنہائیوں میں خدا کی نافرمانی سے بچو کیونکہ جو گواہ ہے وہی منصف ہے۔ **24-** سخت ترین گناہ وہ ہے جسے اس کا مرتکب معمولی اور حقیر سمجھے۔ **25-** پاکدامنی فقر اور شکرانہ تونگری کی زینت ہے۔

امیر المومنینؑ کی طرف سے جوابات کے چند نمونے :- اکثر اوقات امام علیہ السلام کی خدمت میں مشکل سوالات پیش کیے جاتے جن کا تفصیلی جواب آپ فی البدیہ اور ایک ہی لحظے میں دے دیتے۔ بعض اوقات علماء نصاریٰ اور اہل کتاب کے بزرگ جو نسل در نسل علماء کے خاندان سے تعلق رکھتے تھے سوالات اٹھاتے۔ جب لوگ عاجز رہتے۔ آخر کار آپ ہی کی طرف رجوع کیا جاتا۔ پس آپ ہی ایسے اہم امور میں جائے پناہ تھے اور شدائد و مشکلات میں آپ ہی ملجا و ماویٰ تھے۔ **1-** ایک عرب، امیر المومنینؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ میں نے ایک کتے کو دیکھا کہ جس نے بکری سے (جنسی) ملاپ کیا اور اس سے بچہ پیدا ہوا۔ تو اس بچے کے بارے میں کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا: اس کو کھانے میں آزماؤ۔ اگر وہ گوشت کھائے تو کتا ہے اور اگر گھاس کھائے تو بکری ہے۔ عرب نے کہا: میں نے اسے دیکھا کہ کبھی وہ گھاس کھاتا ہے اور کبھی گوشت۔ آپ نے فرمایا: پانی پینے میں اس کا امتحان کرو۔ اگر گھونٹ گھونٹ کر کے پیے تو بکری ہے اور اگر زبان سے چاٹ کر پیے تو کتا ہے۔ عرب نے کہا: میں نے کبھی اسے گھونٹ بھر کر پیتے دیکھا ہے اور کبھی چاٹ کر۔ آپ نے فرمایا: پھر چوپاؤں کے ساتھ چلنے میں اس کی پہچان کرو۔ اگر وہ ان کے پیچھے پیچھے رہتا ہے تو کتا ہے اور اگر آگے یا درمیان میں رہتا ہے تو بکری ہے۔ اس نے کہا: کبھی اسے اس طرح دیکھتا ہوں اور کبھی اُس طرح۔ آپ نے فرمایا: بیٹھنے میں اس کا امتحان کرو اگر گھٹنے ٹیک کر بیٹھتا ہے تو بکری ہے اور اگر وہ پچھلے پاؤں پر بیٹھتا ہے تو کتا ہے۔ اس عرب نے کہا: کبھی اس طرح بیٹھتا ہے اور کبھی اُس طرح۔ آپ نے فرمایا: اسے ذبح کرو اگر اس میں اوجھری ہے تو بکری ہے اور اگر صرف انتڑیاں ہیں تو کتا ہے۔ امام عالی مقامؑ کے اس فیصلے سے عرب مبہوت ہو کر رہ گیا۔ **2-** روایت ہے کہ ایک شخص کو حضرت عمر بن خطاب کے پاس لایا گیا۔ ہوا یہ تھا کہ ایک جماعت نے اس سے پوچھا۔ تم نے کس حال میں صبح کی تو اس نے جواب دیا:- میں نے اس حال میں صبح کی ہے کہ میں فتنہ کو دوست رکھتا ہوں اور حق کو ناپسند کرتا ہوں اور یہود و نصاریٰ کی تصدیق کرتا ہوں۔ جسے نہیں دیکھا اس پر ایمان رکھتا ہوں اور جو چیز پیدا نہیں ہوئی اس کا اقرار کرتا ہوں۔ پس حضرت عمر نے کسی کو حضرت علیؑ کے پاس بھیجا۔ جب آپ تشریف لائے تو حضرت عمر نے اس عرب کی گفتگو بتائی۔ آپ نے فرمایا کہ وہ سچ کہتا ہے وہ فتنہ سے محبت کرتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:- "تمہارے اموال اور اولاد فتنہ ہیں"۔ اور حق کو ناپسند کرتا ہے۔ یعنی موت کو ناپسند کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے:- "اور موت کی غشی حق کے ساتھ آئی"۔ یہودی و نصاریٰ کی تصدیق کرتا ہے۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:- "یہودی کہتے ہیں کہ نصاریٰ حق پر نہیں اور نصاریٰ کہتے ہیں کہ یہودی حق پر نہیں"۔ اور اس پر ایمان رکھتا ہے کہ جسے دیکھا نہیں۔ اس سے مراد ہے کہ اللہ عزوجل پر ایمان رکھتا ہے۔ اس کا اقرار کرتا ہے جو پیدا نہیں ہوئی یعنی قیامت۔ اس پر حضرت عمر نے کہا:- میں اللہ سے ہر اس مشکل کے لیے پناہ مانگتا ہوں جس کے حل کے لیے علیؑ نہ ہوں۔ **3-** کعب بن الاحبار نے آپ سے سوال کیا۔ اے ابوالحسنؑ! مجھے اس کی خبر دیجیے جس کا باپ نہیں اور اس کی جس کا قوم و قبیلہ نہیں۔ اور جس کا قبلہ نہیں۔ تو آپ نے فرمایا: جس کا باپ نہیں وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں اور جس کا قوم و قبیلہ نہیں وہ حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔ اور جس کا قبلہ نہیں وہ مسجد الحرام ہے وہ خود قبلہ ہے جبکہ اس کا کوئی قبلہ نہیں۔ پھر آپ نے فرمایا: اور سوال لاؤ اے کعب! اس نے کہا مجھے ان تین چیزوں کے بارے میں خبر دیجیے کہ جنہوں نے رحم مادر میں ایڑیاں نہیں رگڑیں۔ آپ نے فرمایا: وہ عصائے موسیٰ، ناقہ ثمود اور ابراہیم کا مینڈھا ہے۔ فرمایا۔ پوچھو اے کعب! اس نے پوچھا: اے ابوالحسن! ایک بات رہ گئی ہے اگر آپ نے وہ بتا دی تو آپ کو مانوں۔ آپ نے فرمایا، کعب وہ بھی لے آؤ۔ وہ کہنے لگا: وہ قبر جو اپنے صاحب کو لے کر چلتی رہی، کیا ہے؟ آپ نے فرمایا وہ مچھلی ہے۔ جس کے شکم میں اللہ نے حضرت یونسؑ کو قید رکھا۔

امیر المومنینؑ کے فیصلے: بارہا آپ کے سامنے مشکل معاملات پیش کیے گئے جن سے فیصلہ کرنے والے عاجز رہے۔ فکر حیران رہی اور عقل کی رسائی ممکن نہ ہوئی ایسے معاملات میں جب بھی آپ کی طرف رجوع کیا گیا تو آپ ان کے ملجاوماویٰ قرار پائے۔ اور فصل خطاب (ایسا خطاب جو حق وباطل کے درمیان فاصلہ ہو) اور حکم فصل (ایسا حکم جو معاملہ کو چکادے) آپ ہی کے پاس ہے۔ ایسا ہونے میں کوئی تعجب کی بات نہیں کیونکہ آپ ہی وہ شخصیت ہیں جن کے بارے میں رسول اعظمؐ کا ارشاد ہے۔ "اقضاکم علی" یعنی تم میں سب سے بڑے قاضی اور فیصلے کرنے والے علی ہیں۔ ابن سعد اور باقی علماء جمہور نے ذکر کیا آپ کہتے ہیں کہ مجھے رسول اللہؐ نے یمن کی طرف بھیجا تو میں نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول آپ مجھے بھیج رہے ہیں جبکہ میں نوجوان ہوں اور نہیں جانتا کہ ان کے درمیان قضاوت کیسے کروں۔ تو آپؐ نے میرے سینے پر ہاتھ رکھا اور اس کے بعد فرمایا۔ خدایا اس کے دل کو ہدایت کی راہ پر گامزن رکھ کر اس کی زبان کو ثبات دے۔ "قسم ہے اس ذات کی جس نے دانے کو چیرا میں نے دو افراد کے درمیان فیصلہ کرنے میں کبھی شک نہیں کیا۔ ہمارے سامنے بہت سی ایسی کتب ہیں جو آنجنابؑ کے فیصلوں کے بارے میں لکھی گئی ہیں۔ ہم نے ان میں سے کچھ فیصلے اخذ کیے ہیں۔ ☆ شریح کہتا ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب کے زمانے میں فیصلے کیا کرتا تھا۔ ایک دن ایک شخص میرے پاس آیا اور مجھ سے کہا۔ اے ابوامیہ میرے پاس ایک شخص نے دو عورتیں بطور امانت چھوڑیں۔ جن میں سے ایک آزاد اور حق مہر والی تھی اور دوسری کنیز۔ پس میں نے ان کو ایک ہی گھر میں رکھا آج صبح ہوئی تو ان دونوں نے ایک لڑکا اور ایک لڑکی کو جنم دیا ہے اور دونوں لڑکے کی مدعی اور لڑکی سے انکاری ہیں ان کے درمیان فیصلہ کرو۔ میرے پاس اس کا کوئی حل نہیں تھا۔ پس میں حضرت عمر کے پاس آیا اور ان کے سامنے یہ قصہ بیان کیا۔ انہوں نے کہا تو نے کیا فیصلہ دیا ہے؟ میں نے کہا: مجھے اگر اس کا فیصلہ معلوم ہوتا تو میں آپ کے پاس نہ آتا۔ پس حضرت عمر نے ان تمام اصحاب پیغمبرؐ کو جو موجود تھے۔ بلایا اور مجھے حکم دیا کہ انہیں وہ قصہ سناؤں تو میں نے سارا قصہ سنا دیا حضرت عمر نے کہا کہ میں جانتا ہوں کہ اس کے حل کا مقام کہاں ہے اور کہاں سے یہ فیصلہ لیا جا سکتا ہے۔ تو اصحاب نے کہا گویا آپ کی مراد ابوطالبؑ کے فرزند ہیں انہوں نے کہا ہاں اور انہیں (حضرت علیؑ کو) چھوڑ کر اور کہاں جا سکتے ہیں۔ اصحاب کہنے لگے کہ کسی کو بھیجو کہ وہ علیؑ کو بلا لائے حضرت عمر نے کہا نہیں اس کے لیے ہاشم کی بلندی اور علم کی ترجیح وفضیلت ہے۔ جس کی وجہ سے ان کے پاس جانا ہوگا نہ کہ انہیں بلایا جائے۔ اور فیصلے کے لیے ان کے گھر ہی جانا پڑے گا۔ لہٰذا ہمارے ساتھ ان کے گھر چلو۔ پس ہم امیر المومنینؑ کی خدمت میں ایک باغ میں حاضر ہوئے جہاں وہ زمین کو ہموار کر رہے تھے اور اس آیت کی تلاوت کر رہے تھے۔ ترجمہ: "کیا انسان گمان کرتا ہے کہ اسے باطل اور فضول چھوڑ دیا جائے گا" اور رو رہے تھے انہوں نے اتنی دیر آپ کو مہلت دی کہ وہ سکون میں آئے۔ پھر ہم نے ان سے اجازت طلب کی پس آپ باغ سے نکل کر ان کے پاس آئے اس وقت آپ کے جسم پر ایک قمیض تھی جس کی آستین نصفا نصف ہو چکی تھی۔ پس حضرت علیؑ، حضرت عمر کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا آپکو کون سی چیز ادھر لے آئی تو انہوں نے کہا کہ ایک عرض ہے اور مجھے حکم دیا تو میں نے آپ کے سامنے وہ قصہ بیان کیا۔ آپ نے فرمایا: آپ نے کیا فیصلہ کیا ہے۔ میں نے عرض کی مجھے اس کا حکم معلوم نہیں ہے تو آپ نے زمین سے کچھ مٹی اٹھائی اور فرمایا اس معاملے میں فیصلہ کرنا تو اس (مٹی) سے بھی زیادہ معمولی ہے۔ پھر آپ نے دونوں عورتوں کو اپنے سامنے بلوایا اور ایک پیالہ منگوایا۔ پھر وہ پیالہ ان میں سے ایک کو دیا اور فرمایا کہ اس میں اپنا دودھ دوھو۔ اس نے اس میں دودھ دوہا۔ پھر آپ نے اس پیالے کا وزن کیا اور دوسری کے سپرد خالی پیالہ کیا اور اسے بھی دودھ دوہنے کو کہا تو اس نے بھی ایسا ہی کیا۔ پھر اسے وزن کیا اور جس عورت کا دودھ وزن میں کم تھا اسے کہا اپنی بیٹی لے جاؤ اور جس کا دودھ ثقیل اور وزن میں زیادہ تھا اس سے فرمایا کہ اپنا بیٹا لے لو۔ پھر آپ حضرت عمر کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کیا تمہیں معلوم نہیں کہ خدا نے عورت کو مرد سے کم سطح پر رکھا ہے اور اس کی عقل اور میراث مرد کی عقل ومیراث سے کم رکھی ہے اور اسی طرح اس کا دودھ بھی اس کے دودھ سے کم ہے تو حضرت عمر نے کہا اے ابوالحسنؑ! حق نے تو آپ کو چاہا لیکن آپ کی قوم نے انکار کیا۔ آپ نے فرمایا۔ اے ابوحفص! چھوڑو اس بات کو۔ "فیصلے کا دن ہی وعدہ گاہ ہے۔" ☆ امیر المومنینؑ کے سامنے ایک مقدمہ پیش کیا گیا کہ ایک شخص کے سر پر ضرب لگائی گئی ہے جس کی وجہ سے اس کا کہنا ہے کہ وہ نہ کچھ دیکھ سکتا ہے، نہ سونگھ سکتا ہے اور نہ ہی بول سکتا ہے۔ آپ نے فرمایا اگر وہ اپنے دعویٰ میں سچا ہے تو اس کے لیے تین دیات ثابت ہیں تو عرض کیا گیا یہ کیسے معلوم کیا جائے تاکہ اس کا سچ یا جھوٹ ثابت ہو سکے۔ تو آپ نے فرمایا اس کا آنکھوں کے بارے میں دعویٰ کرنا کہ وہ ان میں سے کچھ نہیں دیکھ سکتا تو اس کا ثبوت وعدم ثبوت ممکن ہے۔ وہ اس طرح کہ اس سے مطالبہ کیا جائے کہ وہ اپنی آنکھیں سورج کی طرف بلند کرے۔ اگر وہ صحیح وسالم ہوا تو اپنی آنکھیں جھپکنے سے نہیں روک سکے گا اور اگر اس کا دعویٰ سچا ہے کہ وہ نہیں دیکھ سکتا تو اس کی آنکھیں کھلی رہیں گی۔ رہا اس کا یہ دعویٰ کہ سونگھنے کی قدرت اس سے سلب ہو گئی ہے تو ضروری ہے کہ کوئی جلتی ہوئی چیز اس کی ناک کے قریب لائی جائے اگر وہ صحیح ہوا تو جلنے والی چیز کی بو اس کے دماغ کی طرف جائے گی اور اس کی آنکھوں سے آنسو اور پانی نکلے گا اور سر میں درد محسوس کرے گا۔ رہی یہ بات کہ وہ بولنے کی قدرت نہیں رکھتا تو اس کے صحیح غلط ہونے کی پہچان سوئی کے ساتھ کی جائے۔ وہ اس کی زبان میں چبھوئی جائے۔ اگر وہ بول سکتا ہے تو سرخ رنگ کا خون نکلے گا اور اگر معاملہ ویسا ہی ہے جیسے دعویٰ کرتا ہے تو خون سیاہ رنگ کا خارج ہوگا۔ ☆ حضرت صادق آل محمد علیہ السلام سے روایت ہے کہ حضرت علیؑ کے زمانے میں ایک شخص مقام جبل سے حج کے لیے آیا۔ اس کے ساتھ اس کا ایک غلام بھی تھا غلام سے کوئی غلطی ہوئی تو اس کے آقا نے اسے پیٹا اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ وہ کہنے لگا کہ تو میرا مولا وسردار نہیں بلکہ میں تیرا آقا ہوں۔ اب مالک غلام کو، دھمکیاں دیتا اور غلام مالک کو آخر مالک نے کہا اے اللہ کے دشمن! جس طرح چاہو رہو یہاں تک کہ ہم کوفہ پہنچیں اور میں تجھے امیر المومنینؑ کے پاس پہنچاؤں گا۔ جب وہ امیر المومنینؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو جس شخص نے غلام کو مارا تھا کہا کہ یہ میرا غلام ہے۔ اس سے غلطی اور گناہ ہوا تو میں نے اس کو مارا۔ اب یہ میرے خلاف کود پڑا ہے۔ دوسرا کہنے لگا خدا کی قسم! یہ میرا غلام ہے میرے باپ نے مجھے اس کے ساتھ بھیجا تھا تاکہ یہ مجھے پڑھائے لکھائے اور اب یہ میرے خلاف ہو گیا اور میرے غلام ہونے کا دعویٰ کرتا ہے تاکہ میرا مال لے لے۔ آپ نے دیکھا کہ یہ بھی قسمیں کھاتا ہے اور وہ بھی قسمیں کھاتا ہے اور دونوں ایک دوسرے کی تکذیب کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اس وقت چلے جاؤ اور آج رات آپس میں تصفیہ کر لو اور میرے پاس صرف حق کے ساتھ آنا۔ جب صبح ہوئی تو آپ نے قنبر سے فرمایا، دیوار میں دو سوراخ کر دو اور آپ کا دستور تھا کہ صبح اٹھتے تو تعقیبات پڑھتے رہتے یہاں تک کہ سورج نیزے برابر چڑھ آتا۔ پس وہ دونوں شخص آئے اور دوسرے لوگ بھی اکٹھے ہوئے اور کہنے لگے کہ ان پر ایسا قضیہ وارد ہوا ہے کہ جیسا پہلے کسی پر نہیں ہوا۔ اور اس سے نہیں نکل سکیں گے۔ پھر آپ نے ان دونوں سے کہا اب کیا رائے ہے؟ تو دونوں نے ایک دوسرے پر غلام ہونے کی قسم کھائی، لہٰذا آپ نے فرمایا کہ کھڑے ہو جاؤ میں نہیں سمجھتا کہ تم سچ بولو گے چنانچہ آپؑ نے دونوں سے کہا کہ ایک ایک سوراخ (دیوار) میں سر داخل کرو۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا۔ اے قنبر! جلدی سے رسول اللہؐ کی تلوار میرے پاس لے آؤ۔ میں ان میں سے اس تلوار کے ساتھ غلام کی گردن اڑانا چاہتا ہوں۔ حضرت فرماتے ہیں کہ غلام نے جلدی سے اپنا سر باہر نکال لیا لیکن دوسرا شخص اس سوراخ میں سر داخل کیے رہا۔ تو حضرت علیؑ نے غلام سے کہا کیا تو نے یہ ظاہر نہیں کیا تھا کہ تو غلام نہیں ہے؟ اس نے کہا ہاں! لیکن اس نے مجھے مارا تھا اور مجھ پر زیادتی کی تھی۔ پس اس کے لیے امیر المومنینؑ نے (زیادتی نہ کرنے کا) پختہ وعدہ لے کر غلام کو اس کے سپرد کر دیا۔ ☆ حضرت عمر بن خطاب کے پاس ایک عورت لائی گئی جس نے ایک انصاری نوجوان کا دامن پکڑا ہوا تھا۔ وہ عورت اس پر عاشق تھی۔ جب اس نوجوان نے اس کا ساتھ نہ دیا تو اس کے خلاف حیلہ بنایا۔ اس عورت نے انڈا لیا اس کی زردی پھینک دی اور سفیدی اپنے کپڑوں اور رانوں پر ڈال دی۔ پھر حضرت عمر کے پاس چیختی چلاتی ہوئی آئی اور کہنے لگی اس شخص نے مجھ پر زیادتی کی اور مجھے میرے خاندان میں رسوا کیا اور اس کے فعل کا یہ ثبوت ہے۔ حضرت عمر نے عورتوں سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ اس کے بدن اور کپڑوں پر منی کا اثر تو ہے۔ حضرت عمر نے نوجوان کو سزا دینا چاہی تو وہ فریاد کرنے لگا اور کہنے لگا میرے بارے میں تحقیق کرو۔ خدا کی قسم! میں نے برا کام نہیں کیا اور نہ ہی اس کا ارادہ کیا ہے اس نے مجھے ورغلایا ہے مگر میں نے اپنے آپ کو اس سے محفوظ رکھا اور بچایا ہے۔ حضرت عمر نے کہا اے ابوالحسنؑ! آپ ان کے بارے میں کیا فرماتے ہیں۔ تو حضرت علیؑ نے اس چیز کو دیکھا جو کپڑے پر لگی تھی۔ آپ نے سخت کھولتا ہوا گرم پانی منگوایا اور اسے کپڑے پر ڈالا تو وہ سفیدی جم گئی۔ پھر اس کو اٹھا کر آپ نے سونگھا اور اس کا ذائقہ معلوم کیا، پھر عورت کو سختی سے جھڑکا تو اس نے (اپنے جھوٹ) کا اعتراف کر لیا۔ ☆ آپ نے ایک نوجوان کو روتے ہوئے دیکھا۔ اس کے گرد کچھ لوگ تھے جو اسے چپ کرانے کی کوشش کر رہے تھے۔ اس کا قصہ یوں تھا کہ اس کا باپ کچھ لوگوں کے ساتھ سفر پر گیا تھا۔ واپسی پر انہوں نے دعویٰ کیا کہ وہ وفات پا گیا ہے اور اس کے مال وثروت کے بارے میں لاعلمی کا اظہار کیا جبکہ اس کے پاس بہت سارا مال تھا۔ قاضی شریح نے ان کے حق میں فیصلہ دے کر انہیں بری کر دیا تھا۔ آپ نے ان اشخاص کو بلایا اور ایک مخصوص فوجی دستہ منگوا کر ان میں سے ہر شخص پر دو فوجی متعین کر دیے۔ پھر انہیں بلایا اور ان کی چیزوں پر نظر ڈالی اور ان سے کہا یہ تم کیا کہتے ہو؟ گویا مجھے معلوم نہیں کہ تم نے اس جوان کے باپ کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے۔ پھر ان کے بارے میں حکم دیا اور انہیں الگ الگ کر دیا اور ان میں سے ہر ایک کو مسجد کے ایک ستون کے ساتھ کھڑا کر دیا۔ پھر آپؑ نے اپنے کاتب عبداللہ بن ابی رافع کو بلایا اور فرمایا جو کچھ میں لکھواؤں اسے لکھ لو۔ پھر آپؑ نے لوگوں سے کہا جب میں تکبیر کہوں تو تم بھی تکبیر کہنا۔ پھر ان میں سے ایک کو بلایا اور اس سے پوچھا کہ تم لوگ کس دن اپنے گھروں سے نکلے تھے اور کس مہینے، کس سال کس دن اور کس جگہ اس نوجوان کا باپ فوت ہوا تھا اور اسے کیا بیماری تھی۔ کتنی مدت بیمار رہا اس کی تیمارداری کون کرتا تھا۔ وہ کس دن مرا تھا اسے کفن کس نے پہنایا تھا اور کن کپڑوں میں تم نے اسے کفن دیا تھا کس نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی تھی اور کس نے اسے قبر میں اتارا تھا۔ وہ شخص آپؑ کے سوالات کے جوابات دیتا رہا۔ جب آپؑ نے سوالات ختم کر لیے تو تکبیر کہی...... آپؑ کے سب صحابہ نے بھی تکبیر کہی۔ وہ جو باقی لوگ تھے شک میں پڑ گئے اور انہیں اس بات کا یقین سا ہو گیا کہ ان کے ساتھی نے ان کے اور اپنے خلاف اقرار کر لیا ہے۔ آپؑ نے حکم دیا اس شخص کو قید خانے میں بند کر دیا جائے۔ پھر آپؑ نے دوسرے کو بلایا اور اس سے فرمایا، گویا تو نے گمان کر لیا ہے کہ مجھے معلوم نہیں کہ تم نے اس جوان کے باپ کے ساتھ کیا کیا ہے۔ تو وہ شخص کہنے لگا کہ میں تو

Scanned with CamScanner

ان جیسا ہی ایک ہوں۔ میں اس کے قتل کو ناپسند کرتا تھا۔ جب اس شخص نے اقرار کرلیا تو آپؑ نے باقیوں کو یکے بعد دیگر بلانا شروع کیا اور سب نے اقرار کرلیا۔ پھر آپؑ نے اسے بلایا جسے قید کرنے کا حکم دیا تھا تو اس نے بھی اسی طرح اقرار کرلیا۔ پس آپؑ نے اس شخص کا مال اور خون ان لوگوں کے ذمے قرار دیا۔ ☆ حضرت عمر کے پاس ایک غلام کا مقدمہ لایا گیا کہ ایک غلام نے اپنے آقا کو قتل کردیا ہے۔ چنانچہ حضرت عمر نے اس کے قتل کا حکم دے دیا تو حضرت علیؑ نے اس شخص کو بلایا اور اس سے پوچھا کیا تو نے اپنے آقا کو قتل کیا ہے غلام نے کہا جی ہاں فرمایا کیوں قتل کیا ہے کہنے لگا کہ وہ مجھ پر غالب آگیا اور مجھ سے بدفعلی کی۔ حضرت علیؑ نے مقتول کے وارثوں سے کہا کیا تم نے اپنے مقتول کو دفن کردیا ہے۔ انہوں نے کہا جی ہاں۔ فرمایا کب دفن کیا ہے کہنے لگے ابھی ابھی۔ تو آپؑ نے حضرت عمر سے کہا اس غلام کو قید میں رکھو اور اس کے بارے میں کوئی کاروائی نہ کرو جب تک تین دن نہ گزر جائیں۔ پھر آپؑ نے مقتول کے ورثا سے کہا کہ جب تین دن ہو جائیں تو ہمارے پاس آنا۔ جب تین دن گزر گئے تو وہ لوگ آئے۔ پس حضرت علیؑ نے حضرت حضرت عمر کا ہاتھ پکڑا اور اس شخص کی قبر تک پہنچے۔ امیر المومنینؑ نے مقتول کے وارثوں سے پوچھا کیا اس کی یہی قبر ہے تو انہوں نے تصدیق کی۔ آپؑ نے فرمایا اسے کھودو اجب وہ لحد تک پہنچے تو فرمایا میت نکالو۔ تو انہوں نے لحد میں اس کے کفن کے ٹکڑے دیکھے مگر اسے نہ پایا تو حضرت علیؑ کو بتایا۔ پس آپؑ نے فرمایا اللہ اکبر خدا کی قسم نہ میں نے جھوٹ بولا اور نہ ہی مجھے جھوٹی خبر دی گئی میں نے رسولؐ اللہ کو یہ کہتے سنا کہ میری امت میں سے جو شخص قوم لوط والا عمل کرے گا پھر اسی حالت میں مر جائے تو اسے اتنی مہلت دی جاتی ہے کہ قبر میں رکھا جائے۔ جب وہ قبر میں رکھا جاتا ہے تو تین دن سے زیادہ اس میں نہیں رہتا۔ یہاں تک کہ اسے قوم لوط کے ہلاک ہونے والے لوگوں میں پھینک دیا جاتا ہے اور انہیں کے ساتھ محشور ہوتا ہے۔ ☆ عاصم بن حمزہ سے روایت ہے کہ ایک لڑکا اور عورت حضرت عمر کے پاس آئے لڑکے نے کہا خدا کی قسم یہ میری ماں ہے جس نے نو ماہ مجھے اپنے شکم میں رکھا اور پورے دو سال مجھے دودھ پلایا ہے۔ اب اس نے میرے بیٹا ہونے سے انکار کردیا ہے اور مجھے اپنے سے دھتکار دیا ہے اور یہ گمان کرتی ہے کہ مجھے پہچانتی ہی نہیں پس اس عورت کے ساتھ اس کے چار بھائی اور چالیس قسم کھانے والے اس عورت کے حق میں گواہی دینے لگے کہ یہ لڑکا ظالمانہ دعویٰ کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ اس عورت کو اس کے قبیلے میں ذلیل ورسوا کرے اور یہ عورت تو باکرہ ہے اور اس سے کسی نے شادی نہیں کی۔ تو حضرت عمر نے حکم دیا کہ اس لڑکے پر حد جاری کی جائے۔ اس لڑکے نے حضرت علیؑ کی طرف دیکھا اور کہا یا امیر المومنینؑ! میرے اور میری ماں کے درمیان فیصلہ کیجئے۔ پس حیدر کرارؑ نبی اکرمؐ کی جگہ پر جا بیٹھے اور فرمایا: اے عورت! تیرا کوئی ولی یا سرپرست ہے اس نے کہا جی ہاں! میرے چار بھائی ہیں۔ آپؑ نے ان جوانوں سے کہا کہ کیا تمہیں اور تمہاری بہن کو میرا فیصلہ قبول ہے؟ تو آپؑ نے فرمایا میں اللہ کو اور حاضرین کو گواہ کرتا ہوں کہ میں اس عورت کی چار سو درہم مہر پر اس لڑکے سے شادی کرتا ہوں اور مہر کی ادائیگی میرے مال میں سے ہوگی۔ اے قنبر! درہم لے آؤ وہ درہم لے آیا تو آپؑ نے اس لڑکے سے فرمایا یہ درہم لے کر اپنی بیوی کی گود میں ڈال دے اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنے گھر لے جا۔ تو وہ عورت چیخ اٹھی۔ الامان! اے ابن عم رسول اللہؐ۔ خدا کی قسم یہ میرا بیٹا ہے میرے بھائیوں نے ایک پست شخص سے میری شادی کی تھی جس سے میں نے یہ لڑکا جنا۔ جب یہ بالغ ہوگیا اور عالم شباب کو پہنچا تو انہوں نے ناک چڑھایا اور اسے برا سمجھا اور مجھ سے کہا کہ اس کو بیٹا ماننے سے انکار کرو۔ اور میں نے ان کے خوف کی وجہ سے ایسا کیا۔ پس اس عورت نے لڑکے کا ہاتھ پکڑا اور اسے لے کر چلی گئی۔ تو حضرت عمر نے پکار کر کہا: "اگر علیؑ نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتے۔"

آپؑ کی مختصر دعاؤں کے چند نمونے

منجملہ ان چیزوں کے جن سے ہمارے ائمہ علیہم السلام مخصوص تھے، ایک دعا ہے اور یہ ایسی خوبی ہے کہ جس میں ان کا کوئی شریک نہیں اور ایسی کرامت و بزرگی ہے جو ان کا خاصہ ہے۔ سید الاہل استاد عبدالعزیز کہتا ہے، اہل بیت علیہم السلام سے بڑھ کر کوئی شخص بھی اس "صفتِ دعا" میں فضیلت نہیں رکھتا تھا۔ اور ان کے لیے "صحیفہ سجادیہ" ہی کافی ہے جو کہ زبور آل محمدؐ، دائرہ علم کبریٰ، معارف و اخلاق کا مجموعہ اور الٰہیات میں واحد وسیع میدان کی حیثیت رکھتا ہے۔ سینکڑوں علماء ان کی دعاؤں کو جمع کرنے کے درپے ہیں اور ان پر بہت سی کتابیں لکھی گئی ہیں۔ یہ ان کتب کے علاوہ ہیں جو سوانح اور سیر پر مشتمل ہیں۔ امیر المومنین علیہ السلام کی بہت سی دعائیں وارد ہوئی ہیں۔ اگر انہیں کو ہم جمع کرلیں تو اس کتاب سے کئی گنا بڑی کتاب بن جائے۔ پس آپ کی مختصر دعاؤں پر انحصار کیا جاتا ہے:۔ ☆ آپؑ کی دعا یہ ہے:۔ ترجمہ: خدایا! ہم حرص و لالچ کے ہیجان میں آنے، غیظ و غضب کے ابھرنے، حسد کے غلبہ کرنے، صبر کے کمزور ہونے، قناعت کے تھوڑے ہونے اور خلق کی شکستگی سے، خواہش و شہوت کے اصرار سے اور بے موقع غیرت و حمیت کے غلبہ سے، ہوا و ہوس کی پیروی سے، ہدایت کی مخالفت سے، غفلت کی اونگھ سے، مشقت و زحمت میں پڑنے سے اور باطل کو حق پر ترجیح دینے سے، گناہوں پر اصرار کرنے سے، گناہ زیادہ کرنے اور اطاعت کم کرنے سے، مالداروں سے فخر و مباہات کرنے سے اور فقراء پر عیب لگانے سے، اپنے محکوموں پر سخت گیری سے اور جو ہمارے ساتھ نیکی کرتے ہیں ان کا شکریہ ترک کرنے سے تیری پناہ مانگتے ہیں اور ہم اس سے بھی پناہ مانگتے ہیں کہ ہم ظالم کا کندھا مضبوط کریں یا مصیبت زدہ کی مدد چھوڑ دیں یا ہم ایسی چیز کا ارادہ کریں جو ہمارا حق نہیں ہے، یا علم کے بغیر بات کریں اور ہم تجھ سے پناہ مانگتے ہیں کہ ہم کسی کو دھوکا دینے کی نیت کریں، اپنے مال اور اعمال پر اترائیں، طول طویل امیدیں باندھیں، بدباطنی کی وجہ سے چھوٹے گناہوں کو حقیر سمجھنے سے اور یہ کہ ہم پر شیطان کا غلبہ ہو، یا زمانہ ہمارا سہارا بنے یا بادشاہ ہم پر ظلم کرے۔ ہم تجھ سے مدد چاہتے ہیں اسراف و فضول خرچی کی محبت سے اور قدر کفایت کے فقدان سے اور دشمنوں کی طعن و تشنیع سے اور دوستوں کے فقر و فاقہ سے اور تنگی کی زندگی سے یا وعدہ گاہ کے بغیر موت سے۔ اے اللہ! ہم تجھ سے پناہ مانگتے ہیں حسرت عظمیٰ سے، مصیبت کبریٰ سے اور بری بازگشت سے، ثواب کی محرومیت سے اور عتاب کے نازل ہونے سے۔ خدایا! ہمیں ان تمام حالتوں سے، اپنی رحمت، احسان اور جود و سخا کی وجہ سے پناہ دے۔ بے شک تو ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ ☆ جب آپ چاند کی طرف دیکھتے تو یہ دعا مانگتے: خدایا! میں تجھ سے اس ماہ کی خیر و اچھائی، نور و روشنی کا طلبگار ہوں، اس کی برکت و پاکیزگی اور اس کا رزق چاہتا ہوں اور تجھ سے اس ماہ میں اور اس کے بعد بھی خیر چاہتا ہوں۔ اس میں یا اس کے بعد کے شر سے پناہ مانگتا ہوں۔ خدایا! اس ماہ کو امن و امان، سلامتی، برکت و تقویٰ اور جو تجھے محبوب اور پسندیدہ فعل ہے اس کی توفیق کے ساتھ ہم پر داخل کر۔ ☆ آپؑ کی ایک دعا ہے: لا الٰہ الا اللہ کانٹے اور درخت کی تعداد کے برابر، لا الٰہ الا اللہ بالوں اور ریشوں کی تعداد کے مساوی، لا الٰہ الا اللہ بارش کے قطروں کے برابر، لا الٰہ الا اللہ پتھر اور ڈھیلوں کی تعداد کے مساوی، لا الٰہ الا اللہ آنکھوں کی نگاہوں کی تعداد کے برابر، لا الٰہ الا اللہ رات کی تاریکی میں اور صبح کی روشنی میں، لا الٰہ الا اللہ چٹیل میدانوں اور پتھروں کی تعداد میں، لا الٰہ الا اللہ آج کے دن سے لے کر اس دن تک جب صور پھونکا جائے گا۔ **(4)** آنجناب کی ایک دعا جو آپ واجب نماز کے بعد مانگتے تھے: خدایا! میں تجھ سے تیرے پوشیدہ، خزانہ صفت، پاک و پاکیزہ اور مبارک نام کے ساتھ سوال کرتا ہوں۔ تیرے اسم اعظم اور سلطنت قدیم کے نام پر سوال کرتا ہوں۔ اے عطیات کے بخشنے والے، اے قیدیوں کو رہا کرنے والے، اے جہنم کی آگ سے گردنوں کو چھڑانے والے میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ محمدؐ و آل محمدؐ پر رحمت نازل فرما اور میری گردن جہنم کی آگ سے آزاد کردے اور مجھے دنیا سے صحیح و سالم اٹھالے اور جنت میں امن و امان کے ساتھ داخل کردے اور میری دعا کی ابتدائی فلاح، اس کا وسط کامیابی اور اس کا آخر صلاح و درستی قرار دے۔ بے شک تو ہر طرح کے غائب کا جاننے والا ہے۔ ☆ صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ امیر المومنینؑ سجدہ شکر میں کہا کرتے تھے:۔ اے وہ کہ جو اصرار کرنے والوں کے اصرار پر جود و کرم کے علاوہ کچھ زیادتی نہیں کرتا۔ اے وہ کہ جس کے لیے آسمانوں اور زمین کے خزانے ہیں۔ اے وہ کہ جس کے پاس دقیق و جلیل خزانے ہیں اور میری برائی تیرے لیے مجھ سے حسن سلوک کرنے میں مانع نہیں ہے۔ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ مجھ سے وہ سلوک کر جس کا تو اہل ہے اور تو یقیناً جود و کرم اور عفو کا اہل ہے۔ اے رب! تو سزا دینے پر قادر ہے اور اے پروردگار! میں اس کا مستحق ہو چکا ہوں۔ تیرے سامنے نہ میری کوئی حجت ہے اور نہ کوئی عذر۔ میں اپنے تمام امور میں تیرے پاس مجبور ہو کر آیا ہوں۔ میں ان کا اعتراف کرتا ہوں تا کہ تو مجھے معاف کردے۔ تو ان (گناہوں) کو مجھ سے بہتر جانتا ہے۔ اے خدا! ہر اس گناہ سے جس کا میں مرتکب ہوا ہوں اور ہر اس خطا سے جو مجھ سے سرزد ہوئی ہے اور ہر برائی سے جس کو میں نے کیا ہے۔ میں نے تیری ہی طرف سکون و قرار پایا ہے۔ پس بخش دے اور رحمت نازل فرما اور اس سے درگزر فرما جسے تو جانتا ہے۔ بے شک تو زیادہ عزیز و غالب اور زیادہ کریم ہے۔ ☆ آپؑ کی ایک دعا ہے: خدایا! میری زبان کو جھوٹ سے، دل کو نفاق سے، عمل کو ریا اور دکھاوے سے اور میری نگاہوں کو خیانت سے پاک رکھ۔ نے شک تو ہی خیانت کرنے والی آنکھوں کو اور سینوں کے اندر چھپے ہوئے رازوں کو جانتا ہے۔ ☆ آپؑ کی دعا ہے جو آپ صبح کے وقت پڑھتے تھے: حمد ہے اس اللہ کی جس نے مجھے اپنا نفس پہنچوایا اور مجھے دل کا اندھا بنا کے نہیں چھوڑا۔ تعریف ہے اس خدا کی جس نے مجھے امتِ محمدؐ میں سے قرار دیا۔ حمد ہے اس اللہ کی جس نے میرا رزق اپنے ہاتھ میں رکھا ہے اور اسے لوگوں کے ہاتھ میں نہیں رکھا۔ حمد ہے اس اللہ کی جس نے میری پردہ پوشی کی اور لوگوں کے درمیان مجھے رسوا نہیں کیا۔ ☆ آپؑ کی ایک اور دعا ہے: پاک و منزہ ہے وہ ذات جس کے نشان نہیں مٹتے۔ منزہ ہے وہ جس کے خزانے ختم نہیں ہوتے۔ منزہ ہے وہ جس کے فخر کے لیے مضمحل نہیں۔ پاک ہے وہ کہ جس کے پاس جو کچھ ہے ختم نہیں ہوتا۔ منزہ ہے وہ کہ جس کی مدت ختم ہونے والی نہیں۔ پاک و پاکیزہ ہے وہ ذات جس کے امر میں کوئی شریک نہیں اور پاک و منزہ ہے وہ کہ جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔ ☆ آپؑ کی دعا ہے: خدایا! میرے ان گناہوں کو بخش دے کہ جنہیں تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے اور اگر میں ان کی طرف دوبارہ لوٹوں تو تو میری طرف مغفرت کے لیے لوٹ۔ خدایا! میرے وہ گناہ بخش دے جن کے بارے میں میں نے (نہ کرنے کی) قسم کھائی تھی اور اس کے باوجود تو نے مجھ سے اس عہد کی وفا نہیں پائی۔ خدایا! میرے وہ اعمال بخش دے کہ جن کے ذریعے میں نے تیرا قرب حاصل کرنا چاہا۔ پھر میرے دل نے اس کی مخالفت کی۔ خدایا! نگاہوں کے اشارے، الفاظ کی کاٹ، دلوں کی شہوت اور زبان کی بیہودہ باتیں بخش دے۔ ☆ آپؑ کی ایک دعا جو آپ ختم قرآن کریم کے بعد پڑھا کرتے تھے یہ ہے: خدایا! قرآن کے ذریعے میرے سینے کو کھول دے اور قرآن کے ساتھ میرے بدن کو عمل میں لے آ۔ قرآن ہی میری

Scanned with CamScanner

نگاہوں کو روشن کردے اور قرآن کے ساتھ میری زبان کو کھول دے اور جب تک تو مجھے باقی رکھے اس پر میری مدد و اعانت فرما کیونکہ تیرے بغیر کوئی قوت و طاقت نہیں ہے۔

آپؑ کے اشعار کا نمونہ :ہمارے سامنے آپؑ کے بہت سے دیوان ہیں جو کئی اصناف کے عمدہ اشعار، بہترین نظم اور پروئے ہوئے موتیوں کے حامل ہیں۔ اگر ان دیوانوں کی ورق گردانی کریں تو ان میں زیادہ تر آداب و اخلاق اور کامل و عرفان کے اشعار ملیں گے۔ آپؑ کی کتنی ہی نظمیں ہیں جو سچائی کی مدح اور جھوٹ کی مذمت، حسن کی تحسین اور قبیح کی مذمت، عدل و احسان کا حکم اور ظلم و عدوان سے نہی۔ برائی کرنے والے سے چشم پوشی اور قدرت رکھتے ہوئے معاف کرنے اور اسی طرح کے دیگر مکارم اخلاق کے بارے میں ہیں۔ ان صفحات میں آپ کے اشعار کے چند نمونے پیش کیے جاتے ہیں:۔ ☆ آپ علم کی فضیلت کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں:۔ لوگ شکل و صورت میں ایک دوسرے کے برابر ہیں۔ ان کا باپ آدمؑ اور ماں حواؑ ہے۔ اگر ان کی اصل میں کوئی شرف ہو سکتا ہے کہ جس پر وہ فخر کریں تو وہ گیلی مٹی اور پانی ہے۔ اہل علم کے علاوہ کسی کے لیے کوئی فضیلت نہیں۔ جو ہدایت حاصل کرنا چاہیں وہی ہدایت کی رہبری کرتے ہیں۔ انسان کی قدر و قیمت وہی چیز ہے جو اس کو حسین بنائے اور جاہل لوگ صاحبان علم کے دشمن ہوتے ہیں۔ ہم علم پر قائم ہیں اور اس کا بدل نہیں چاہتے کیونکہ سب لوگ مردہ اور اہل علم زندہ ہیں۔ ☆ دنیا کے بارے میں ارشاد ہے: تم دنیا سے بچو کیونکہ اس کی ڈیوڑھی فنا کی جگہ ہے محل بقا نہیں۔ جس (دنیا) کی صاف و شفاف چیزیں بھی گندگی سے ملی ہوئی ہیں اور اس کی راحت و آرام تختی کا ساتھی ہے۔ ☆ جود و سخا پر شوق دلانے کے لیے فرمایا:۔ جب تمہارے پاس مال دنیا آئے تو تمام لوگوں پر اس کی سخاوت کرو۔ کیونکہ دنیا الٹی بدلتی رہتی ہے اور جب یہ کسی کی طرف بڑھ رہی ہو تو اسے سخاوت فنا نہیں کر سکتی ہے اور اسے بخل باقی نہیں رکھ سکتا جب یہ ہاتھ سے جا رہی ہو۔ ☆ آپ نے عقل کے بارے میں فرمایا: خدا نے انسان کے لیے جو چیزیں تقسیم کی ہیں ان میں سے افضل عقل ہے۔ اچھائیوں میں سے کوئی چیز اس کے مقابل نہیں آسکتی۔ جب خدائے رحمان کسی کی عقل کو مکمل کردے تو اس کے اخلاق و اطوار اور حاجات و ضروریات کامل کی بھی تکمیل ہو جاتی ہے۔ عقل صحیح ہو تو انسان کو لوگوں کے درمیان زینت ملتی ہے۔ اگرچہ اس پر کسب کے راستے بند ہوں۔ لوگوں کی عقل کی کمی کسی کو عیب دار بنا دیتی ہے۔ اگرچہ اس کی اصل و نسل اور منصب و مقام بلند ہی کیوں نہ ہو۔ اور جو شخص عقل و شجاعت میں غالب ہو تو کوشش کرنے والا امر معاش میں اس پر غالب آجاتا ہے۔ ☆ آداب کی تشویق کے لیے فرمایا: چاہے تو کسی کا بیٹا بھی ہو اکتساب آداب کر۔ کیونکہ قابل تعریف آداب تجھے نسب سے مستغنی کر دیں گے۔ کسی بھی صاحب حسب کو اس کا نسب بے پرواہ نہیں کر سکتا۔ جب تک اس کی زبان اور ادب اسے ایسا کرنے پر مجبور نہ کرے۔ جوانمرد وہ ہے جو کہے کہ میں وہ کچھ ہوں نہ ہو وہ کہ جو کہے میرا باپ ایسا تھا۔

آپؑ کے صدقات و اوقاف :امام عالی مقام کی زندگی کے ہر پہلو میں عظمت ہمیں انتہائی درجے پر ملے گی اور آپؑ کی رفعت و بلندی اپنے آخری درجے کو چھوتی ہے۔ عبادت، دعا، خلوص، جہاد، اخلاق، کرم، کثرت صدقات اور دیگر فضائل و مناقب جن کا احاطہ و شمار ممکن نہیں ہر ایک میں آپؑ اعلیٰ ترین مثال ہیں۔ اس باب میں خدا کی راہ میں آپؑ کے صدقات و اوقاف کے بارے میں کچھ گفتگو ہوگی۔ اگرچہ آپؑ کی بلندیٔ مقام اور رفعت مناسبت سے یہ فہرست بہت طویل ہے۔ آپؑ کے پاس جب چار درہم تھے تو ان میں سے ایک رات کو صدقہ دیا، ایک دن کو، ایک چھپا کر اور ایک اعلانیہ طور پر اللہ تعالیٰ نے آپؑ کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی: "وہ لوگ جو اپنا مال (خدا کی راہ میں) رات کے وقت اور دن میں اور پوشیدہ اور اعلانیہ طور پر خرچ کرتے ہیں"۔ آپ ہی ہیں کہ جنہوں نے اپنی انگوٹھی حالت رکوع میں صدقہ کی تو آپ کی شان میں خدا کا یہ ارشاد نازل ہوا۔ ترجمہ:۔ "وہ لوگ جو نماز قائم کرتے ہیں اور حالت رکوع میں زکوۃ دیتے ہیں"۔ مؤرخین نے آپؑ کی بہت سی جاگیروں کا ذکر کیا ہے جو آپؑ کی ملکیت تھیں۔ مثلاً عین ابی نیزر اور بغیغات وغیرہ۔ آپؑ نے انہیں صدقہ قرار دیا تھا اور آپؑ کا ہی ارشاد ہے:۔ "تم مجھے دیکھ رہے ہو کہ میں نے بھوک سے پیٹ پر پتھر باندھ رکھا ہے۔ حالانکہ میرے صدقات کی قیمت اس وقت چالیس ہزار دینار ہے۔" محمد بن ہشام کہتا ہے کہ حسین علیہ السلام مقروض ہو گئے تھے تو معاویہ نے عین ابونیزر کے دو لاکھ دینار آپ کی خدمت میں بھیجے مگر آپ نے اسے لینے سے انکار کر دیا اور فرمایا۔ میرے والد نے اسے صدقہ قرار دیا تھا تاکہ وہ اپنے چہرے کو جہنم کی آگ سے محفوظ رکھ سکیں لہٰذا میں اسے نہیں لوں گا۔ آپ کے صدقات کے بارے میں ایک مثال بطور نمونہ ہم پیش کرتے ہیں: ابونیزر بیان کرتا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام میرے پاس تشریف لائے اس وقت میں ابونیزر اور بغیغات کا نگران تھا۔ مجھ سے فرمایا، تمہارے پاس کوئی کھانے کی چیز ہے۔ میں نے کہا کہ ایسا کھانا ہے جو میں امیر المومنینؑ کے لیے پسند نہیں کرتا۔ اسی زمین کا کدو ہے۔ جس میں ساگ ڈال کر پکایا ہے۔ تو آپؑ نے فرمایا، اسے میرے پاس لے آؤ۔ پس آپؑ ربیع (ایک نہر کا نام) کے کنارے گئے، اس میں اپنے ہاتھ دھوئے اور اس کدو میں سے کچھ کھایا۔ پھر نہر کی طرف گئے اور ریت سے اپنے دونوں ہاتھ دھوئے اور انہیں خوب صاف کیا۔ پھر اپنے شکم پر مسح کیا اور فرمایا: جو شخص اپنے شکم میں آگ داخل کرے تو خدا اسے اپنے سے دور رکھے گا۔ پھر آپؑ نے کدال اٹھایا اور چشمہ میں اتر گئے اور کھودنا شروع کر دیا۔ مگر پانی نکلنے میں دیر ہوگئی تو آپؑ باہر نکل آئے۔ اس وقت آپؑ کی پیشانی پر پسینہ آگیا تھا جسے آپؑ نے اپنی آستین سے صاف کیا۔ پھر دوبارہ چشمے میں اترے۔ جب آپؑ (کھود کھود کر) ہانپنے لگے تو چشمے سے پانی اس طرح پھوٹا جیسے اونٹنی کی گردن ہوتی ہے۔ پس آپؑ نے فرمایا! میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ صدقہ ہے اور جو عبارت آپؑ نے اس کے وقف نامے میں لکھی یہ تھی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ وہ ہے جسے علی امیر المومنینؑ نے صدقہ قرار دیا ہے۔ یہ دو مشہور جاگیریں عین ابی نیزر اور بغیغات اہل مدینہ کے فقراء اور مسافروں کے لیے صدقہ ہیں تاکہ ان دونوں (جاگیروں) کے ذریعے سے قیامت کے دن اس کے چہرے کو آگ کی گرمی سے بچائے۔ ان کو نہ بیچا جا سکتا ہے اور نہ ہی ہبہ کیا جا سکتا ہے۔ یہاں تک کہ اللہ اس کا وارث ہو اور وہی بہترین وارث ہے۔ مگر یہ کہ حسنؑ و حسینؑ کو ان کی ضرورت ہو تو یہ جاگیریں ان کی ملکیت ہیں اور ان دونوں کے علاوہ اور کوئی ان میں حق نہیں رکھتا۔ اے امیر المومنینؑ! آپ پر سلام ہو۔ آپؑ نے زندگی کے ہر موڑ پر درس اور مقامات عبرت چھوڑے ہیں۔ اگر ہم ان سے فیض حاصل کریں تو ہماری دنیا اور آخرت دونوں سنور جائیں اور ہم اس خطۂ ارض پر سب سے زیادہ سعید اور نیک بخت امت قرار پائیں۔ لیکن ہمارے نفس ہمیں وسواس میں ڈالتے ہیں اور ہماری بدبختی ہم پر غالب آجاتی ہے اور اللہ ہی سے مدد حاصل کی جا سکتی ہے۔

امام علیہ السلام صحابہ اور تابعین کی نظر میں :علی بن ابی طالب علیہ السلام کی فضیلت کے بارے میں صحابہ اور تابعین کے اقوال سے استدلال

آپؑ کے بارے میں صحابہ کے اقوال : ☆ حضرت ابوبکر نے امیر المومنینؑ سے کہا۔ "اے فرزند ابوطالبؑ! آپ ہر مومن مرد اور عورت کے مولا ہو گئے"۔ ☆ حضرت عمر بن الخطاب نے کہا۔ "اگر علی نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتے۔" نیز کہا:۔ "میں کسی مشکل مسئلہ کے لیے زندہ نہ رہوں کہ جس کے حل کے لیے ابوالحسنؑ نہ ہوں"۔ مزید کہا:۔ "جب علی علیہ السلام مسجد میں موجود ہوں تو کوئی شخص فتویٰ نہ دے"۔ نیز کہا۔ "خدا مجھے فرزند ابوطالبؑ کے بعد زندہ نہ رکھے"۔ پھر کہا: علیؑ ہم میں سے سب سے بڑے قاضی ہیں۔ مزید کہا۔ "خدایا! مجھے کسی مشکل کے لیے باقی نہ رکھنا جس کے حل کے لیے فرزند ابوطالبؑ نہ ہوں۔" ☆ حضرت عثمان بن عفان نے کہا: "اگر علیؑ نہ ہوتے تو عثمان ہلاک ہو جاتے"۔ ☆ عبداللہ بن مسعود نے کہا: "ہم یہ باتیں کیا کرتے تھے کہ مدینے میں سب سے بڑے قاضی علی بن ابی طالبؑ ہیں"۔ ☆ سعید بن مسیب نے کہا:۔ لوگوں میں سے علی ابن ابی طالبؑ کے علاوہ کوئی نہیں تھا جو "سلونی" کا دعویٰ کرے۔ ☆ سعد بن ابی وقاص سے جب حضرت معاویہ نے پوچھا کہ تجھے ابوتراب کو سب و شتم کرنے سے کون سی چیز مانع ہے تو اس نے کہا جب تک مجھے وہ تین باتیں یاد ہیں جو رسول اللہؐ نے کہی تھیں تو میں ہرگز انہیں سب و شتم نہیں کروں گا۔ اگر ان میں سے ایک بات بھی میرے لیے ہوتی تو وہ مجھے سرخ رنگ کے اونٹوں سے زیادہ محبوب تھی۔ میں نے رسول اللہؐ کو علیؑ سے اس وقت یہ کہتے سنا جب آپؐ انہیں ایک جنگ کے موقع پر مدینہ میں چھوڑے جا رہے تھے۔ آپؑ نے علیؑ سے کہا۔ اے اللہ کے رسولؐ! آپ مجھے عورتوں اور بچوں کے ساتھ چھوڑ رہے ہیں تو رسول اللہؐ نے فرمایا: "کیا تم راضی نہیں ہو کہ تمہیں مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہارونؑ کو موسیٰؑ سے تھی مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں"۔ "میں نے خیبر کے دن آنحضرتؐ کو کہتے سنا۔ "کل میں علم ایسے جوانمرد کو دوں گا جو اللہ اور اس کے رسولؐ کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اس کا رسولؐ اسے دوست رکھتے ہیں۔" پس ہم نے اس علم کی طرف گردنیں لمبی کیں لیکن آپؐ نے فرمایا کہ علیؑ کو بلاؤ۔ علیؑ آئے در آنحالیکہ انہیں آشوب چشم تھا۔ آپؐ نے ان کی آنکھوں میں لعاب دہن لگایا اور انہیں علم دیا اور اللہ نے انہیں فتح نصیب کی۔ نیز جب یہ آیت نازل ہوئی کہ: آؤ ہم اپنے بیٹوں کو بلائیں تم اپنے بیٹوں کو بلاؤ، ہم اپنی عورتوں کو بلائیں تم اپنی عورتوں کو اور ہم اپنی جانوں کو بلائیں تو تم اپنی جانوں کو بلاؤ۔ تو رسول اللہؐ نے علیؑ و فاطمہؑ اور حسنؑ و حسینؑ کو بلایا اور فرمایا خدایا! یہ ہیں میرے اہل بیت۔ ☆ زید بن ارقم نے کہا۔ "پہلا شخص جس نے رسول اللہؐ کے ساتھ نماز پڑھی علی بن ابی طالبؑ تھے۔ ☆ امیر المومنینؑ کی وفات کے بعد امام حسن بن علیؑ نے خطبہ پڑھا اور فرمایا کہ آج رات اس شخص کی رحلت ہوئی ہے کہ عمل میں جس سے نہ پہلے لوگ سبقت لے سکے اور نہ ہی بعد والے اس کے عمل کو پا سکیں گے۔ وہ رسول اللہؐ کی معیت میں جہاد کرتے اور انہیں اپنی جان پر زخم کھا کے بچاتے تھے۔ آنحضرتؐ انہیں اپنا علم دے کر بھیجتے پس جبریل انہیں دائیں طرف اور میکائیل بائیں طرف سے گھیر لیتے اور جب تک خدا ان کے ہاتھ پر فتح نہ دیتا لوٹ کر واپس نہ آتے۔ ☆ حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں: میں نے کوئی مرد نہیں دیکھا جو رسول اللہؐ کو علیؑ سے زیادہ محبوب ہو۔ نیز یہ بھی کہا: یاد رکھو کہ علیؑ سب لوگوں سے زیادہ سنت کے عالم تھے۔ ☆ قیس بن سعد عبادہ نے امیر معاویہ بن ابوسفیان سے کہا: خدا نے محمد مصطفیٰ ﷺ کو عالمین کے لیے رحمت بنا کر بھیجا اور انہیں ہر جن و انس، گورے کالے اور سرخ کے لیے مبعوث فرمایا، اپنی نبوت کے لیے منتخب کیا اور اپنی رسالت کے ساتھ مخصوص کیا۔ پس جنہوں نے سب سے پہلے ان کی تصدیق کی اور ایمان لائے وہ ان کے چچازاد بھائی علی بن ابی طالب علیہ السلام تھے اور حضرت ابوطالبؑ ان کے دشمنوں کو دور رکھتے اور کفار و قریش کے درمیان ان کی حفاظت فرماتے تاکہ وہ آنحضرتؐ کو تکلیف نہ پہنچائیں اور آنحضرتؐ سے کہا کہ آپ اپنے پروردگار کا پیغام و رسالت پہنچائیں۔ پس آنحضرتؐ ظلم و اذیت سے محفوظ رہے۔ یہاں تک کہ ان کے چچا ابوطالبؑ فوت ہو گئے اور اپنے بیٹے

Scanned with CamScanner

(علیؑ) کو ہاتھ بٹانے اور ان کی مدد کرنے کا حکم دے گئے۔ پس علیؑ نے آنحضرتؐ کا ہاتھ بٹایا اور آپؐ کی نصرت کی۔ اور ہر سختی وشدت اور تنگی وخوف میں اپنی جان اور نفس کو آنحضرتؐ کی سپر کیا۔ اس وجہ سے خدا نے علیؑ کو قریش اور تمام عرب وعجم میں سے مخصوص کیا اور انہیں ہر عزت واکرام بخشا۔ پس رسول اللہ ﷺ نے اولاد عبدالمطلب کے چالیس افراد جن میں ابو طالبؑ اور ابولہب بھی تھے، کو اکٹھا کیا اور فرمایا: تم میں سے کون اس بات کو قبول کرتا ہے کہ وہ میرا بھائی، میرو وزیر اور میری امت میں میرا خلیفہ ہو اور میرے بعد ہر مومن کا ولی اور حاکم بنے؟ پوری قوم خاموش رہی یہاں تک کہ آپؐ نے اس کا تین مرتبہ اعادہ کیا۔ پس علیؑ نے کہا: کہ میں ہوں اے اللہ کے رسولؐ! آپ پر خدا کی رحمت اور درود ہو۔ اس وقت رسول اللہؐ نے اپنا سر علیؑ کی گود میں رکھ دیا علیؑ کے منہ میں اپنا لعاب دہن ڈالا اور فرمایا: خدایا اس کے سینے کو علم و فہم اور حکمت سے معمور کردے پھر حضرت ابو طالبؑ سے فرمایا: آج سے اپنے بیٹے کی بات سنو اور اس کی اطاعت کرو۔ کیونکہ خدا نے اسے اپنے نبیؐ کے لیے موسیٰ و ہارونؑ کی نسبت قرار دیا ہے۔ پھر آنحضرت ﷺ نے اپنے اور علیؑ کے درمیان عقدِ مواخات اور بھائی چارہ باندھا۔ ☆ عبداللہ بن عباس نے اس گروہ سے جو حضرت علیؑ کی برائی کر رہا تھا کہا:۔ وائے ہو تم پر کیا تم اس جوانمرد کو برائی سے یاد کرتے ہو جو جبرائیل کے پاؤں کی چاپ؛ اپنے حجرے کے اوپر سنتا تھا اور خدا نے رسول اللہؐ کے اصحاب کو قرآن میں عتاب وسرزنش کی لیکن علیؑ کا ذکر خیر اور اچھائی کے ساتھ ہی کیا۔ نیز ابن عباس نے کہا کہ حضرت علیؑ کو علم کے دس حصوں میں سے نو حصے دیے گئے اور خدا کی قسم وہ دوسرے لوگوں کے ساتھ باقی دسویں حصہ میں بھی شریک تھے۔ ابن عباس کا کہنا ہے کہ علیؑ میں چار ایسی خصوصیات پائی جاتی ہیں جو ان کے علاوہ کسی میں بھی نہیں ہیں۔ وہ عرب وعجم میں پہلے ہیں جنہوں نے رسول اللہؐ کے ساتھ نماز پڑھی اور وہی ہیں کہ ہر جنگ میں آنحضرتؐ کا علم ان کے ہاتھ میں ہوتا تھا اور یہ علیؑ ہیں جنہوں نے آنحضرتؐ کو غسل دیا اور انہیں قبر میں داخل کیا۔ ☆ عبداللہ بن عمر نے نافع بن ارزق سے اس وقت کہا جب اس نے علیؑ سے بغض کا اظہار کیا کہ خدا تجھ سے بغض رکھے۔ کیا تو اس شخص سے بغض رکھتا ہے جس کے تمام کارہائے نمایاں میں سے ایک ہی کارنامہ دنیا ومافیہا سے بہتر ہے۔ ابن عمر ہی کا کہنا ہے کہ مجھے سوائے اس کے کسی چیز پر افسوس نہیں کہ میں نے علیؑ کی معیت میں اور ان کا ساتھ دیتے ہوئے باغی گروہ سے جنگ کیوں نہیں کی۔ ☆ سعید بن عاص نے کہا:۔ مجھے یہ بات اچھی نہیں لگتی کہ میرے باپ کا قاتل اس کے چچازاد علی ابن ابی طالبؑ کے علاوہ کوئی اور ہو۔ ☆ حضرت معاویہ کے پاس جو مسئلہ آتا وہ لکھ بھیجتا کہ اس کے بارے میں علی بن ابی طالبؑ سے سوال کیا جائے۔ جب اسے آپؑ کی شہادت کی خبر ملی تو کہا:۔ فرزند ابو طالبؑ کی موت سے فقہ وعلم ختم ہو گیا۔ ☆ جابر بن عبداللہ انصاری نے کہا۔ ہم منافقین کو فقط علی بن ابی طالبؑ کے بغض کے حوالے سے پہچانا کرتے تھے۔ ☆ ضرار بن کنانی سے جب معاویہ نے خواہش کی کہ میرے سامنے علیؑ کے اوصاف بیان کرو تو اس نے کہا:۔ خدا کی قسم! ان کی انتہا بہت دور ہے اور وہ قوت وطاقت میں نہایت شدید تھے۔ اٹل بات کہتے اور عادلانہ فیصلہ کرتے۔ علم ان کے اطراف سے پھوٹتا تھا اور حکمت ان کے پہلوؤں سے بولتی تھی۔ وہ دنیا کی چمک دمک سے وحشتناک ہوتے اور رات اور اس کی وحشت سے مانوس رہتے۔ وہ موٹی آنکھوں والے تھے اور گہری فکر رکھتے تھے۔ اپنی ہتھیلی الٹ پلٹ کرتے اور اپنے ہی نفس کو خطاب کرتے انہیں موٹا لباس اور سخت کھانا اچھا لگتا تھا۔ وہ ہم میں اس طرح رہتے گویا ہم میں سے ایک ہیں جب ہم ان کے پاس جاتے تو ہمیں قریب کرتے اور جب ہم سوال کرتے تو جواب دیتے۔ جب ہم بولتے تو وہ ہمارے پاس آ جاتے اور جب ہم ان سے کوئی چیز معلوم کرنا چاہتے تو ہمیں خبر دیتے۔ خدا کی قسم! اس کے باوجود وہ ہمیں اپنے قریب کرتے اور خود ہمارے قریب رہتے۔ ہم ان کی ہیبت اور دبدبہ سے ان سے بات نہیں کر پاتے تھے۔ جب وہ مسکراتے تو پروئے ہوئے موتیوں کی لڑی ہوتی۔ وہ اہل علم کی تعظیم کرتے اور فقراء ومساکین کو اپنے قریب کرتے۔ قوی اپنے باطل کے لیے ان سے طمع ولالچ نہ رکھ سکتا تھا اور کمزور ان کے عدل وانصاف سے مایوس نہ ہوتا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے ان سے ایسے اوقات میں دیکھا جب رات اپنے پردے ڈال چکی ہوتی اور اس کے ستارے ڈوب جاتے اور وہ اپنی ریش مبارک کو ہاتھ میں پکڑے سانپ کے ڈسے انسان کی طرح تڑپتے اور محزون ومغموم کی طرح روتے رہتے تھے۔ گویا اس وقت میں ان کی آواز سن رہا ہوں اور وہ کہہ رہے ہیں یا ربنا۔ یا ربنا! اے ہمارے پروردگار! اے ہمارے پروردگار! اور بارگاہ خداوندی میں تضرع وزاری کر رہے ہیں۔ پھر کہتے ہیں۔ اے دنیا! جا میرے غیر کو دھوکا دے۔ کیا تو میرے سامنے اپنے آپ کو پیش کرتی ہے اور میری طرف بڑھنے کا اشتیاق رکھتی ہے۔ دور ہو جا۔ دور ہو جا۔ میں تجھے تین طلاقیں دے چکا ہوں۔ جن کے بعد پھر رجوع نہیں کیا جا سکتا۔ تیری عمر تھوڑی ہے۔ تیرا خطرہ بڑا ہے اور تیری زندگی حقیر ہے۔ آہ! آہ! ہائے افسوس! ہائے افسوس! زاد راہ کی کمی ہے، سفر کی دوری اور راستہ وحشت ناک ہے۔ پس معاویہ رو پڑا اور اس کے آنسو اس کی داڑھی پر بہنے لگے جنہیں وہ روک نہ سکتا تھا اور اپنی آستین سے پونچھنے لگا اور سب لوگ خوب رونے لگے۔ معاویہ نے کہا! خدا ابو الحسنؑ پر رحم کرے۔ خدا کی قسم! وہ ایسے ہی تھے۔ اے ضرار ان کی جدائی پر تیرا حزن وملال کیسا ہے؟ اس نے کہا:۔ اس ماں جیسا حزن ہے جس کے بیٹے کو اس کی گود میں ذبح کر دیا جائے۔ تو نہ اس کے آنسو تھمتے ہیں اور نہ اس کے حزن وملال کو سکون آتا ہے۔ ☆ قعقاع بن زرارہ آپؑ کی قبر پر کھڑے ہو گئے اور کہا اے امیر المومنینؑ! اللہ کی رضائیں آپ پر ہوں۔ خدا کی قسم! آپ کی زندگی خیر وخوبی کی مفتاح اور کلید تھی۔ اگر لوگ آپ کو قبول کر لیتے تو وہ عالم بالا اور عالم سفلی کا رزق کھاتے۔ لیکن انہوں نے آپ کو ٹھکرا دیا اور دنیا کو ترجیح دی۔ ☆ حضرت حسن بصری نے کہا:۔ خدا کی قسم وہ اللہ کے دشمنوں پر اللہ کا تیر بہدف تھے اور امت کے عالم ربانی تھے۔ صاحب فضل اور صاحب سبقت تھے۔ وہ رسول اللہؐ کے ایسے قرابت دار تھے کہ اللہ کے حکم سے بستر پر سو گئے اور غافل نہیں ہوئے۔ اللہ کے دین میں نہیں ملامت نہیں کی جا سکتی اور نہ ہی وہ اللہ کے مال میں خیانت کرنے والے تھے۔ قرآن میں انہیں عظمتوں سے نوازا گیا ہے اور وہ پررونق گلستان کا درج رکھتے تھے اور وہ علی بن ابی طالبؑ تھے۔ اللہ علم کی توفیق دے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ۔

نذرانۂ عقیدت امیر المؤمنین (مرزا شمس الحسن شمسؔ)

بلند ہو گیا کعبہ تری ولادت سے
شرفِ حرم کو ملا ہے علیؑ کی نسبت سے
جب آیا خانہ کعبہ میں ورثا دار خلیل
لرز کے گر گئے بُت، بُت شکن کی ہیبت سے
خدا کو ناز نہ ہو کیوں تری ولادت پر
کہ قبلہ بن گیا کعبہ تری ولادت سے
وہ ایک ضرب علیؑ فخر آدمیت ہے
جو آگے بڑھ گئی کونین کی عبادت سے
ثواب سجدہ ملے گر جھکادوں پیشانی
نجف کی خاک جو مل جائے شمسؔ قسمت سے

حوالہ جات:(۱) کتاب کفایۃ الاثر فی النصوص علی الائمۃ الاثنا عشر۔ (۲) صحیح بخاری ج ٤/ص ١٧٠۔ (۳) صحیح مسلم ج ۲۔ (٤) ابو داؤد ج ۲۔ (٥) ترمذی جلد ۲۔ (٦) مسند احمد ٥۔ (۷) مستدرک علی الصحیحین۳۔ (۸)۔ تاریخ الخلفاء، کئی طرح سے روایت کی ہے۔ (۹) تاریخ بغداد۔ (۱۰) کمال الدین جلد ۱۔ (۱۱) مشکوٰۃ المصابیح، خطیب تبریزی جلد ثانی۔ (۱۲) قول امام شافعی کتاب احادیث المسلمین فی فضائل امیر المومنین۔ (۱۳) تذکرۃ الخواص۔ (١٤) نہج البلاغۃ۔ (١٥) الغدیر ٢٠،٥٠۔ (١٦) فضاء امیر المومنین (تالیف شیخ علی شفائی)۔

سنت بیعت رسولؐ و بیعت علیؑ
پر عمل کرنیوالے عقیدت مندوں کیلئے اطلاع
0300-4303429

شہزادہ حافظ سید محسن علی شاہ زنجانی نے اپنے جد امجد کی سنت کا سلسلہ تازہ کیا ہے۔ بدست اولادِ علیؑ رشد وہدایت کے خواہاں بہن بھائی بیعت میں آ کر اپنی دُنیا و آخرت سنوار سکتے ہیں۔ اوقات ملاقات صرف بروز جمعہ صبح 10 بجے تا 12 بجے دن
کاشانہ زنجانی D-125 حضرت میراں حسین زنجانی روڈ نزد مین مارکیٹ گلبرگ II لاہور

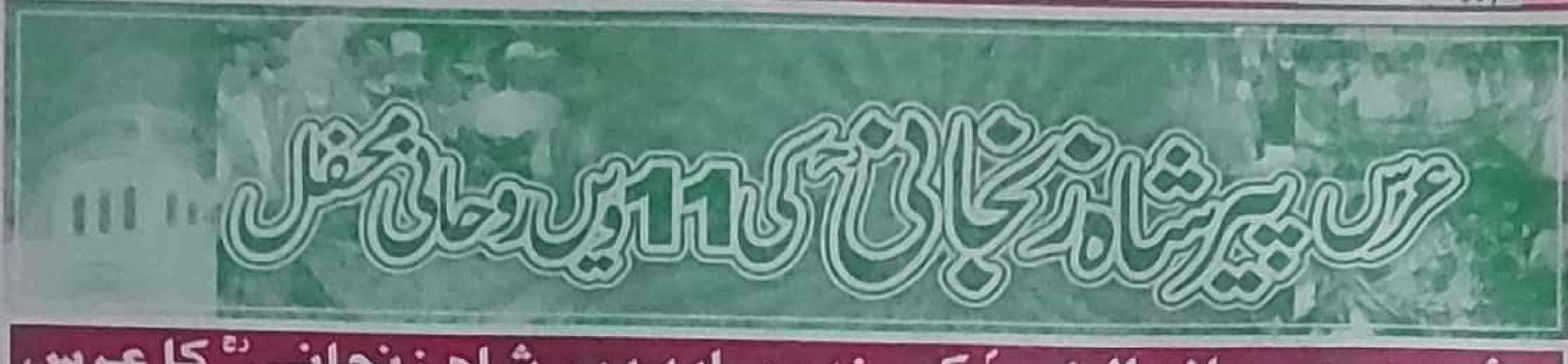

جشن عید میلاد النبیؐ کے زیر سایہ پیر شاہ زنجانیؒ کا عرس

صدیوں بعد اس مرتبہ **جشن عید میلاد النبیؐ** کے ساتھ ہی اقوام عالم کی بڑی اقوام عیسائیوں کا ایسٹر، ہندو مذہب کی ہولی کا تہوار اتفاقیہ طور سے اکٹھا ہو گیا تو یوں نصف دنیا نے اپنے اپنے مذہب اور عقیدے کے مطابق خوشیاں منائیں۔ جشن عید میلاد النبیؐ کے زیر سایہ ہر سال کی طرح اس مرتبہ بھی 10، 11 ربیع الاول **سلسلہ روحانیات حضرت سید میراں حسین شاہ زنجانیؒ پیر بھائی حضرت داتا گنج بخشؒ کے روحانی فرزند بانی ادارہ آئینہ قسمت منجم اعظم الحاج سید ناظر حسین شاہ زنجانی کا گیارھواں سالانہ عرس مبارک** نہایت پروقار روحانی سعادت کے ساتھ منایا گیا۔ 10 ربیع الاول بروز بدھ 19 مارچ 2008 نماز فجر کے بعد درگاہ پیر شاہ زنجانی (بھماں جھگیاں لاہور) کو غسل دیا گیا۔ طلوع آفتاب کے بعد سے نماز ظہر تک علاقہ گاؤں بھماں جھگیاں کے دینی مدرسہ کے طلبہ نے قرآن خوانی کا سلسلہ جاری رکھا۔ منازل شریعت، طریقت، معرفت الٰہی رکھنے والے بزرگان دین کے مزارات ہندوپاک میں ہر جگہ پھیلے ہوئے ہیں۔ اگرچہ یہ بزرگان ہر دور، ہر زمانہ میں تبلیغ دین کا فریضہ ہی انجام دیتے رہے اور ان کی ولایت کا فیض دنیا کو منور کرتا رہا اور آج بھی کر رہا ہے۔ یہ امام عالی مقام سید الشہداء **امام حسینؑ** کی عظیم شہادت کا **معجزہ** ہے کہ **عرش معلیٰ** کا سلسلہ **کربلا معلیٰ** سے جا ملتا ہے۔ اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد، امام حسینؑ نے اپنے نانا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی سنت کو اس طرح اجاگر کیا کہ دین الٰہی الگ اور حکومت الگ ہو گئی۔ کوئی فاجر حکمران آج بھی دین الٰہی، دین محمدیؐ میں تبدیلی و ترمیم کی جرأت نہ کر سکا اور نہ ہی کر سکے گا۔ امام حسینؑ نے کربلا میں جو سنت محمدیؐ اجاگر کی تھی اس کی کرنیں آج بھی روز روشن کی طرح منور ہیں اور یہ سب بزرگان دین بھی حسینی سلسلے کی کڑی ہیں۔ حدیث رسولؐ ہے کہ **"حسینؑ مجھ سے ہے اور میں حسینؑ سے ہوں"** حیات رسولؐ میں شاید یہ بات کچھ صحابہؓ کو سمجھ نہ آئی ہو مگر اب ہر امتی یہ جانتا ہے کہ قربانی حسینؑ شہادت حسینؑ سے ہی دین محمدیؐ اپنی اصل شکل میں آج بھی قائم ہے اور ہمیشہ قائم رہیگا حسینؑ ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیوں کے نمائندہ تھے۔ سبھی نبیؑ دین اسلام ہی لیکر آئے۔ آج کی سپر پاور امریکہ عراق، افغانستان کے بعد ایران پر ایٹمی حملہ کرنے کی سازش کر رہی ہے۔ امریکی ایٹمی آبدوز خلیج فارس پہنچ چکی ہیں۔ عالم اسلام کو مٹانے کیلئے صیہونی سازشیں تمام مسلم ممالک کی طرح پاکستان کے اندر بھی سرگرم ہو چکی ہیں۔ آئے دن دہشگردی کے واقعات پاکستان کے اندر بھی روز بروز بڑھ رہے ہیں۔ آج وقت کی ضرورت ہے کہ دین کے حقیقی وارث بارھویں **امام حضرت امام مہدیؑ** کا جلد حکم الٰہی سے ظہور ہو اور باطل قوتیں نیست و نابود ہیں۔ ہمیں ظہور امام کیلئے اپنی نمازوں کے بعد مسلسل دعائیں کرتے رہنا چاہئے۔ روحانی باتیں شروع ہو جائیں تو ان کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ بات ہو رہی تھی عرس شاہ زنجانیؒ کی۔ اس مقدس روحانی محفل میں رسم چادر پوشی کیلئے جن مہمانان گرامی نے شرکت فرمائی ان میں ایڈوائزر وفاقی محتسب سید علی طاہر زیدی، جناب رانا خالد محمود صاحب، ڈی جی پروٹوکول کرنل (ر) سید مشتاق ہمدانی، بریگیڈیئر سید غضنفر علی، سیکرٹری ریلیف اینڈ کرائسس میجر (ر) شوکت جیلانی، صاحبزادہ گورز جیلانی، اداکار عاصم بخاری اور اسد بخاری، مخدوم چن پیر قادری، سید پرویز شاہ (سانپوں والی سرکار درجنوں مریدوں کے ہمراہ)، سید عابد زیدی، قاری عارف (جامعہ مدرسہ درگاہ میراں حسین زنجانی)، شیخ سعادت علی، علامہ مشتاق حسین جعفری اپنے درجنوں ملنگوں کے ہمراہ، معین علوی، محمد علی، علامہ سید ع غ کراروی، (بھولا)، سید نوبہار شاہ (صدر پاکستان شیعہ پولیٹیکل پارٹی)، مہر شعیب، مہر یونس، مہر شوکت، سید عابد حسین شاہ، سید اصغر علی شاہ، سید باقر علی شاہ، حاجی نذیر، سیٹھ جمشید احمد، سیٹھ ندیم سعید، سیٹھ حامد سعید، چودھری واجد علی خان (سابق ایم پی اے)، ملک نسیم رضا صاحب (سابق ڈپٹی ڈائریکٹر ایف آئی اے)، مقبول احمد، سجادہ نشین شہزادہ سید انتظار حسین زنجانی اور شہزادگان سید مصور علی زنجانی، سید محمد علی زنجانی، سید محسن علی زنجانی کے علاوہ سینکڑوں علاقہ ہذا کے عقیدت مندوں نے اس محفل میں شرکت کی۔ چادر پوشی کے بعد بوقت دعا مجھ غلام رسولؐ اور خاکسار کربلا کو نعت رسول مقبولؐ سے حاضرین کے دلوں کو مسرور کرنے کا شرف حاصل ہوا اور انبیاء، اولیاء کرام، صاحب مزار اور خصوصاً حاضرین کے گزشتگان کے لئے دعائیں کیں۔ بعد از ختم چادر پوشی مہمانوں کی تواضع لنگر سے کی گئی اور عام لنگر تقسیم کیا گیا اور نصف شب سے کچھ قبل تک محفل سماع سے حاضرین محظوظ ہوتے رہے۔ متولی درگاہ پیر سید الطاف حسین شاہ بخاری نے آئے ہوئے سبھی مہمانوں کی آمد کا شہزادہ سید انتظار حسین زنجانی کے ہمراہ شکریہ ادا کیا۔ **چشم نگاہ بیان: شہزادہ حافظ سید محسن علی شاہ زنجانی**

درگاہ پیر شاہ زنجانی بھماں جھگیاں براستہ جامر روڈ شاد باغ لاہور کا سالانہ عرس ہر سال 11,10 ربیع الاول کو منایا جاتا ہے عقیدت مند حضرات کو دعوت عام ہے۔ زائرین کی خدمت کیلئے درگاہ پیر شاہ زنجانی پر پیر الطاف شاہ بخاری مامور کیے گئے ہیں۔ موبائل: 0333-4211858

شجرہ خاندانِ زنجانیہ عالیہ درگاہ پیر شاہ زنجانی

داماد رسولؐ خدا شیر خدا مولائے کائنات پارہ نور ادلیس نور ختم المرسلین باب مدینۃ العلم امام اول حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام

☆......امام حضرت علی مرتضیٰ داماد رسول مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
☆......سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام ابن
☆......حضرت امام زین العابدین علیہ السلام ابن
☆......حضرت امام باقر علیہ السلام ابن
☆......حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ابن
☆......حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام ابن
☆......حضرت امام علی رضا علیہ السلام ابن
☆......حضرت امام علی تقی علیہ السلام ابن (برادر سید موسیٰ المبرقع)
☆......سید موسیٰ المبرقع شاہ زنجانی ابن (آمد زنجان 225ھ)
☆......سید احمد پاک کبیر شاہ زنجانی ابن
☆......سید محمد الاعرج شاہ زنجانی ابن
☆......سید شاہ احمد ثانی شاہ زنجانی ابن
☆......سید موسیٰ اصغر شاہ زنجانی ابن
☆......سید میر احمد ابو عبداللہ شاہ ابن
☆......سید محمد میر عالم نور شاہ زنجانی ابن
☆......سید میر علی شاہ زنجانی ابن
☆......سید میر جعفر نظام الملت زنجانی ابن
☆......سید میر عالم ابی محمد شاہ زنجانی ابن
☆......سید امیر علی شاہ زنجانی ابن
☆......سید اخی ابوالفرح شاہ زنجانی ابن
☆......سید ابو جعفر شاہ زنجانی ابن
☆......سید علی شاہ جہانیاں زنجانی ابن
☆......سید میراں حسین شاہ زنجانی ابن (مدفون لاہور)
☆......سید میر حسن شاہ زنجانی ابن
☆......سید میر علی شاہ زنجانی ابن
☆......سید اسمٰعیل شاہ زنجانی ابن
☆......سید میر احمد شاہ زنجانی ابن
☆......سید شاہ ابی زید زنجانی ابن
☆......سید جلال الدین شاہ زنجانی ابن
☆......سید کمال الدین شاہ زنجانی ابن
☆......سید بابو شاہ زنجانی ابن
☆......سید سلیمان شاہ زنجانی ابن
☆......سید اسمٰعیل شاہ زنجانی ابن
☆......سید عبدالوہاب شاہ زنجانی ابن
☆......سید پیر علی شاہ زنجانی ابن
☆......سید شاہ محمد زنجانی ابن
☆......سید معظم شاہ زنجانی ابن
☆......سید شاہ محمد زنجانی ابن
☆......سید غلام علی شاہ زنجانی ابن
☆......سید مراد شاہ لقب باقر شاہ زنجانی ابن
☆......سید غلام نبی شاہ زنجانی ابن
☆......سید شاکر علی شاہ زنجانی ابن
☆......سید محمد شاہ زنجانی ابن
☆......سید سکندر شاہ زنجانی ابن
☆......سید بابا جیون شاہ زنجانی ابن
☆......الحاج سید ناظر حسین شاہ زنجانی ابن
☆......شہزادہ سید انتظار حسین شاہ زنجانی ابن

درگاہ پیر
شاہ زنجانی لاہور

جانشین خاندان زنجانیہ عالیہ

☆......شہزادہ سید مصور علی زنجانی
☆......شہزادہ سید محمد علی زنجانی
☆......شہزادہ حافظ سید محسن علی زنجانی

شہزادگانِ زنجانی کا 48 ویں پشت سے شجرہ جاملتا ہے۔

شجرہ خاندان زنجانیہ عالیہ

خاندان زنجانیہ عالیہ کا شجرہ عنقریب شائع کیا جا رہا ہے۔ اہل خاندان زنجانیہ متوجہ ہوں۔ دیگر مشائخ عظام پاکستان بھی اپنے بزرگوں کے سالانہ عرس کی تواریخ اس میں شامل کروا سکتے ہیں۔ یہ شجرہ بھی سادات عظام کے لیے شائع کیا جا رہا ہے۔

Scanned with CamScanner

شجرۂ طیبہ
معصومین علیہ السلام

مصدقہ:
ادارہ شیعہ مجلس علمائے پاکستان

مصدقہ:
آقالمت مولانا سید نجم الحسن صاحب قبلہ کراروی، پشاور

اسمائے معصومین	مشہور لقب	کنیت	اُمہات	تعدادِ اولاد	تاریخ و ماہ سن ولادت	جائے ولادت	تاریخ وفات	مدت حیات	بادشاہ وقت	سبب شہادت	جائے دفن
پیغمبر اسلام حضرت محمدؐ	مصطفیٰؐ	ابوالقاسمؐ	حضرت آمنہؑ بنت وہب	فاطمہ، ہرا، طیب طاہر، قاسم و ابراہیم	۱۷ ربیع الاول ۱ عام الفیل	شب ابی طالب (مکہ معظمہ)	۲۸ صفر ۱۱ھ	۶۳ سال	و۔ نوشیرواں عادل ش۔ ہرقل بادشاہ قیصر روم	زہر۔ یہودیہ بمقام خیبر	مدینہ طیبہ
اُم الآئمہ جناب فاطمہؑ	زہراء	ام الحسین سیدة النساء	حضرت خدیجہ الکبریٰ	حسن و حسینؑ، محسن، ام کلثوم و [illegible]	۲۰ جمادی الثانیہ ۵ھ بعثت	مکہ معظمہ	۳ جمادی الثانیہ ۱۱ھ	۱۸ سال ۹ ماہ ۱۵ یوم	و۔ یزدجرد ش۔ حضرت ابوبکر	افتادن درد پہلو شکستن	جنت البقیع (مدینہ)
ابوالآئمہ حضرت علیؑ	امیر المومنین	ابوالحسن ابوتراب	حضرت فاطمہؑ بنت اسد	۱۱ پسر ۱۶ دختران	۱۳ رجب ۳۰ عام الفیل یوم جمعہ	درمیان خانہ کعبہ	۲۱ رمضان ۴۰ھ	۶۳ سال	و۔ شہریار ش۔ معاویہ	ضرب ابن ملجم سازش امیر شام بمقام مسجد کوفہ	نجف اشرف (عراق)
حضرت امام حسنؑ	مجتبیٰ	ابومحمدؐ	حضرت فاطمہؑ زہراؑ	۸ پسر ۷ دختران	۱۵ رمضان ۳ھ	مدینہ منورہ	۲۸ صفر ۵۰ھ	۴۷ سال	و۔ یزدجرد ش۔ معاویہ	زہر دادن جعدہ بنت اشعث بمشیر [illegible] امیر معاویہ	جنت البقیع (مدینہ)
حضرت امام حسینؑ	سید الشہداء	ابوعبداللہ	حضرت فاطمہؑ زہراؑ	۶ پسر ۴ دختران	۳ شعبان ۴ھ (بنا بر مشہور)	مدینہ منورہ	۱۰ محرم ۶۱ھ	۵۷ سال	و۔ یزدجرد ش۔ یزید	ذبحائے بیشمار بمقام کربلا از خنجر شمر لعین	کربلائے معلی (عراق)
حضرت امام علیؑ	زین العابدین	ابومحمدؐ	حضرت شہربانو بنت یزدجرد بادشاہ ایران	۱۱ پسر ۴ دختران	۱۵ جمادی الاول ۳۸ھ	مدینہ منورہ	۲۵ محرم ۹۵ھ	۵۷ سال	و۔ [illegible] امیر المومنین حضرت علی ش۔ ولید	زہر دادن ولید بن عبدالملک	جنت البقیع (مدینہ)
حضرت امام محمدؐ	باقر	ابوجعفر	فاطمہ بنت امام حسن	۵ پسر ۲ دختران	یکم رجب ۵۷ھ	مدینہ منورہ	۷ ذی الحجہ ۱۱۴ھ	۵۷ سال	و۔ معاویہ ش۔ ہشام	زہر ابراہیم بن ولید بن عبدالملک	جنت البقیع (مدینہ)
حضرت امام جعفرؑ	صادق	ابوعبداللہ ابواسمٰعیل	ام فروہ بنت قاسم بن محمد ابن ابی	۷ پسر ۳ دختران	۱۷ ربیع الاول ۸۳ھ	مدینہ منورہ	۱۵ شوال ۱۴۸ھ	۶۵ سال	و۔ عبدالملک بن مروان ش۔ منصور	زہر منصور دوانقی	جنت البقیع (مدینہ)
حضرت امام موسیٰؑ	کاظم	ابوالحسن ابوابراہیم	حمیدہ خاتون	۱۹ پسر ۱۸ دختران	۷ صفر ۱۲۸ھ	ابواء (مابین مکہ و مدینہ)	۲۵ رجب ۱۸۳ھ	۵۵ سال	و۔ مروان الحمار ش۔ ہارون رشید	زہر ہارون رشید عباسی بزریعہ سندی ابن شاہک	کاظمین (عراق)
حضرت امام علیؑ	رضا	ابوالحسن	ام البنین	امام محمد تقی فقط	۱۱ ذی قعدہ ۱۴۸ھ	مدینہ منورہ	۲۳ ذی قعدہ ۲۰۳ھ	۵۵ سال	و۔ منصور دوانقی ش۔ مامون رشید	زہر مامون رشید	مشہد مقدس (ایران)
حضرت امام محمدؐ	تقی	ابوجعفر	خیزران خاتون (ریحانہ)	۲ پسر ۲ دختران	۱۰ رجب ۱۹۵ھ	مدینہ منورہ	۲۹ ذی قعدہ ۲۲۰ھ	۲۵ سال ۳ ماہ ۱۲ یوم	و۔ محمد الامین عباسی ش۔ معتصم باللہ	زہر معتصم باللہ بزریعہ ام الفضل بنت مامون رشید	کاظمین (عراق)
حضرت امام علیؑ	نقی	ابوالحسن	سمانہ خاتون	۵ فرزند	۵ رجب ۲۱۴ھ	حوالی مدینہ منورہ	۳ رجب ۲۵۴ھ	۴۰ سال	و۔ مامون رشید ش۔ معتمد باللہ	زہر معتمد باللہ	سرمن رائے (عراق)
حضرت امام حسنؑ	عسکری	ابومحمدؐ	حدیثہ خاتون	حضرت صاحب الامر	۱۰ ربیع الثانی ۲۳۲ھ	مدینہ منورہ	۸ ربیع الاول ۲۶۰ء	۲۸ سال ۲ ماہ	و۔ واثق باللہ ش۔ معتمد باللہ	زہر معتمد باللہ	سرمن رائے (عراق)
حضرت امام محمدؐ	مہدی (ابوالقاسم صاحب الزمان)	ابوالقاسم	نرجس خاتون	العلم عنداللہ	۱۵ شعبان ۲۵۶ھ	سرمن رائے عراق	بحکم خدا زندہ ہیں	ماشاءاللہ	و۔ معتمد باللہ	بحکم خدا زندہ ہیں	جائے غیبت سرمن رائے

نوٹ: بادشاہ وقت کے خانہ میں "و" سے ولادت اور "ش" سے شہادت مراد ہے۔ (شاہ زنجانی)

ASTROLOGY FOR ALL

وہی تو ہے جس نے بنایا سورج کو روشنی دینے والا اور چاند کو روشن اور مقرر کیں اس کے لیے منزلیں تاکہ معلوم کرو تم گنتی سالوں کی اور حساب (تاریخوں کا) نہیں پیدا کیا اللہ نے یہ سب مگر برحق، وہ کھول کھول کر بیان کرتا ہے اپنی نشانیاں ان لوگوں کے لیے جو علم رکھتے ہیں۔ (سورہ یونس، آیت ۵)

شہرہ آفاق کتب لکی نمبرز "انعام لکی نمبر آئینہ قسمت" کے ایڈیٹر شہزادہ سید مصور علی زنجانی کی ٹیم ورک خدمات 2003,2004,2005,2006,2007 اور 2008 سے اب تک سینکڑوں بہن بھائی لاکھوں روپے کے انعامات پا چکے ہیں اور پا رہے ہیں۔ آپ بھی ان خوش قسمت لوگوں کی صف میں شامل ہو سکتے ہیں۔ اپنے پیدائشی زائچہ سے لکی نمبرز، لکی جیم سٹون، صدقات، الواح تحقیق کروا کر ملکی و غیر ملکی پرائز بانڈز انٹرنیشنل لاٹریوں سے انعام پائیں۔ اپنے پیدائشی زائچے سے دنیاوی و روحانی راہنمائی کیلئے ماہر علم آسٹرو پامسٹ نمرالوجسٹ شہزادہ سید مصور علی زنجانی سے وقت لے کر بالمشافہ یا بذریعہ خط راہنمائی لے سکتے ہیں۔ خوشگوار ازدواجی زندگی کیلئے شادی سے قبل ستاروں کی موافقت، نیک وقت نکاح کے تعین سے زندگی حسین بنائیں۔

مستقبل کے پروگرام

آسٹرالوجرز ایسوسی ایشن

علم الاعداد و علم نجوم پر ریسرچ ورک کتب کی اشاعت

مسلم منجمین کی تحقیقات سے روشناس پروگرام

"البیرونی تقویم" کا مستقبل قریب میں دوبارہ اجراء۔

شہزادہ سید مصور علی زنجانی

پاکستان آسٹرالوجیکل اکیڈمی داخلہ فارم مفت حاصل کریں

Birth chart
Lucky Numbers
Gem Stones

بالمشافہ ملاقات کیلئے مزید معلومات:

Email: aienaeqismat@gmail.com
Cell: +92-300-9483758
Ph: +92-42-5752277-5872277
Fax: +92-42-5755253

آئینہ قسمت
Aiena-e-Qismat

مزید معلومات کیلئے:

Email: aienaeqismat@gmail.com
Cell: +92-300-4135822
Ph: +92-42-5752277-5872277
Fax: +92-42-5755253

عالم الغیب حق سبحانہ تعالیٰ کی ذات ہے۔

ہماری ویب سائٹ پر (website) پر جانئے مفت آپ کا سال کیسا گزرے گا؟ www.aienaeqismat.com

علم نجوم کا مسلمہ اصول ہے کہ سعد و نحس ایام زندگی میں پلٹ پلٹ کر آتے ہیں۔ سعد ایام تو شادمانی دے کر گزر جاتے ہیں۔ نحس ایام ساڑھ ستی گزرنے کا نام نہیں لیتی۔ اس کی مثال نواز شریف اور بے نظیر بھٹو کی آٹھ سالہ جلاوطنی آصف علی زرداری کے آٹھ سالہ قید و بندش جلاوطنی کے ایام اور سابقہ صدر پرویز مشرف کی اقتدار سے جبری رخصتی یہ سبھی ساڑھ ستی کی مثالیں ہیں۔ آپ بھی اپنی زندگی کے نحس ایام (7½ سال) ساڑھ ستی کی تحقیق کروا کر ان سے 99% تحفظ کی روحانی خدمات راہنمائی لے سکتے ہیں۔

مصروفیات زندگی مثلاً ذاتی مسائل، مال و اسباب، عزیز و اقارب، گھریلو مسائل، معاملات عشق و محبت، غیر متوقع آمدن، انعام وغیرہ، صحت و قرض کے مسائل، شادی اور شراکت، وراثت اور حادثات، سفر و روحانیات، ترقی و روزگار، خواہشات، خفیہ امور، مبارک نگینہ اور دیگر فی زمانہ مسائل غرض ہر طرح کی دنیاوی و روحانی مشکلات کے حل کے لیے پیدائشی زائچہ وقتی زائچہ سے آسٹرو پامسٹ شہزادہ سید محمد علی زنجانی کی وسیع تر خاندانی روحانی خدمات سے ملاقات کا وقت بذریعہ فون لے کر بالمشافہ یا بذریعہ خط فیض یاب ہو سکتے ہیں۔

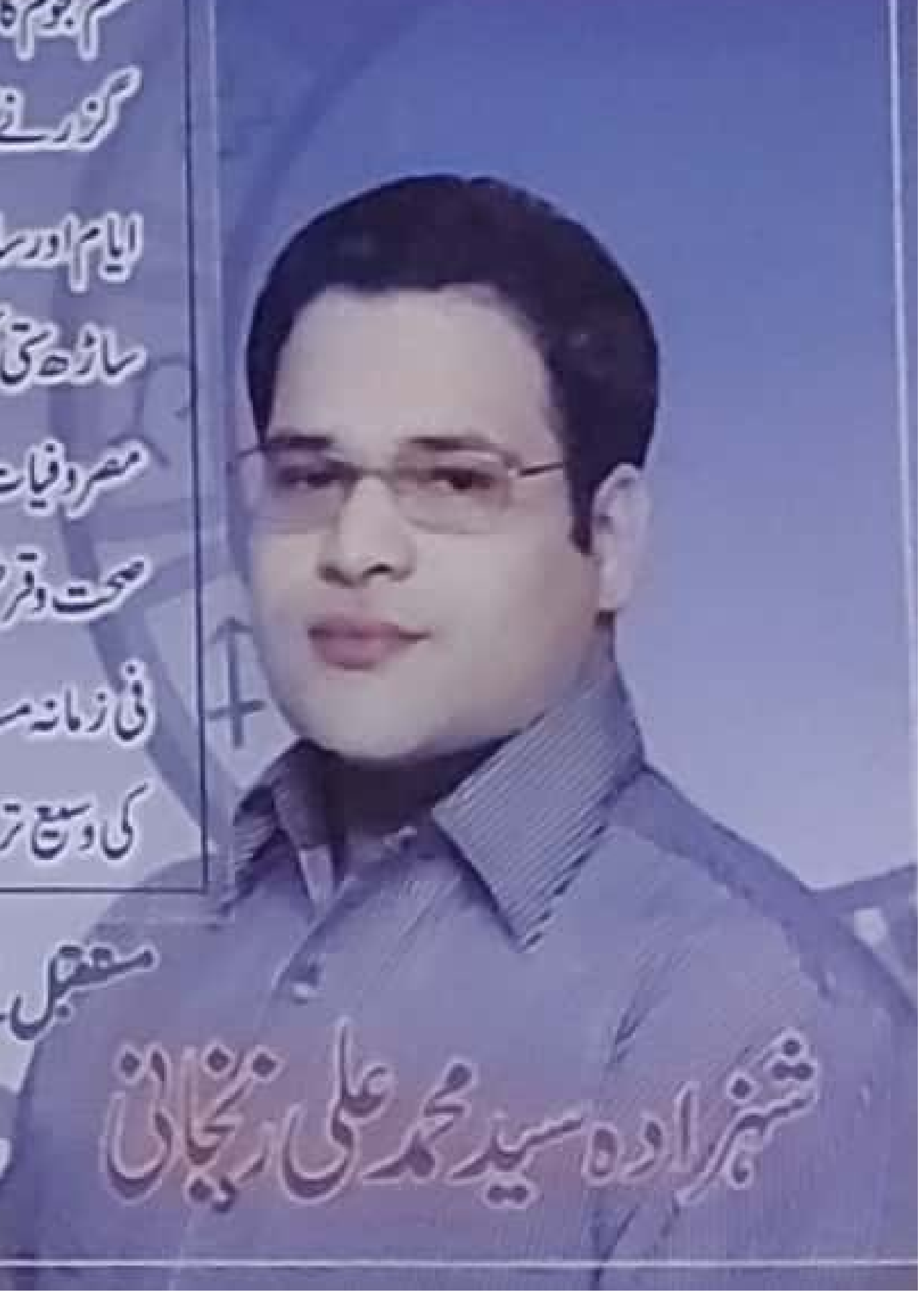

مستقبل کے پروگرام

علم نجوم کا درسی سلسلہ (نجوم کالج) ویدک آسٹرالوجی پر معلوماتی نئی تقویم کا اجراء علم نجوم و دیگر مخفی علوم پر نئی سلسلہ وار کتب کا آغاز ہو چکا ہے۔

نئی کتب ابجد و نجوم حصہ اول، تحقیق جفر، رحمکاریہ جفر کی اشاعت ہو چکی ہے۔ جبکہ درجنوں کتب کمپیوٹر پروگرام پر کام ہو رہا ہے۔

شہزادہ سید محمد علی زنجانی

ASTROLOGY FOR ALL

درپناہِ امام ضامنؑ ...... تحفظ و خوشحالی پاکستان

حکمرانوں کے ساتھ آج ہر پاکستانی عدم تحفظ کا شکار ہے۔ شاہ زنجانی

میں اس مرتبہ حج بیت اللہ پر حاضری دینے جانے کی خوشخبری لے کر پیر و مرشد حاجی شہزادہ سید انتظار حسین شاہ زنجانی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ سن کر بہت خوش ہوئے اور مجھے گلے سے لگایا اور دعائیں دی۔ اور فرمایا کہ چوہدری صاحب جب حرم کعبہ مدینہ تشریف لے جائیں تو وطن عزیز پاکستان کے لیے بھی ضرور دعائیں کریں۔ شاہ زنجانی سے گفتگو کا سلسلہ شروع ہوا تو فرمانے لگے چوہدری صاحب **2008/2009ء** دہشت گردی سانحہ سوات کے سبب پوری قوم پر سخت گراں گزرا ہے۔ امامؑ ہی ہمارے ضامن ہیں۔ میں نے عرض کی پیر و مرشد کوئی آسان روحانی حل، عمل ایسا ہے کہ پاکستانیوں کو اس ناگہانی آفات سے پناہ ملے اور ہمارا ملک وطن عزیز پاکستان خوشحال ہو۔ شاہ زنجانی نے گہرا سانس لیا اور فرمانے لگے۔ حدیث رسول ہے: **محمدؐ و آل محمدؐ متصرف فی الدارین** ہیں اور خدا کی بارگاہ میں تقریب کا وسیلہ ہیں۔

میرے اہل بیت۔ میری امت کے لیے امان ہے۔ رسالتمآبؐ نے فرمایا: میرے اہل بیت کا وسیلہ اختیار کرو۔ اس لیے کہ:

اَلنُّجُومُ اَمَانُ لِاَهلِ السماء۔ ستارے آسمان والوں کے لیے امان ہیں۔ **وَاَهلُ بَیتِی اَمَانُ لِاَهلِ الاَرضِ۔** میری اہل بیتؑ اہل زمین کے لیے امان ہے۔ (کنز العمال ج ۶ ص ۱۱۶، فتح القدیر ج ۶ ص ۲۹۷، صواعق محرقہ ص ۱۱۱، ذخائر العقبیٰ ص ۱۷، مناقب احمد حنبل ج ۵، ص ۶۱۰)

امام ہشتم حضرت علی رضاؑ زمین والوں کے لیے امان ہیں اور امام ضامن ہیں اور ان کا توسل، حرز جو بازو پر باندھتے ہیں۔ وہ امان پاتے ہیں اور یہ اولیاء خدا کا شعار ہے۔ **امام ضامن ...... حرزِ امام رضاؑ** **12** سو سال سے یہ عمل علماء، اتقیا، مفسرین، اولیاء و ارمحبان آل محمدؐ میں جاری و ساری ہے۔ آئمہ طاہرینؑ چونکہ اللہ اور مخلوق کے درمیان وسیلہ ہیں اسلئے انکے توسل سے دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ نماز واجب ہے، لیکن انکی قبولیت کیلئے درود، **اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی محمد وَآلِ محمدؐ** پڑھنا لازم ہے۔ ورنہ نماز قبول نہیں ہوتی۔

میں نے عرض کیا امام رضاؑ "امام ضامن" کے لقب سے کب مشہور ہوئے اور "سکہ امام ضامن" کا اجراء کب اور کیسے ہوا؟ شاہ زنجانی فرمانے لگے: عیون اخبار الرضاؑ میں شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے نقل فرمایا ہے کہ: امام ثامن حضرت امام رضاؑ کا لقب بطور امام ضامنؑ اس وقت دنیا کے سامنے آیا جب آپ ایک دن صحرا میں تشریف فرما تھے کہ ایک شکاری نے ہرنی کو شکار کیا۔ ہرنی کی آپؑ پر نگاہ پڑی تو فوراً اپنی زبان میں درخواست کی' میرے بچے بھوکے ہیں اور میری انتظار میں ہیں' آپؑ میری ضمانت دیں' میں اپنے بچوں کو دودھ پلا کر واپس آجاؤں گی۔ حضرت امام رضاؑ نے شکاری کو ہرنی کی قیمت سے زیادہ قیمت دینے کی پیشکش کی لیکن وہ نہ مانا تو آپؑ نے اپنے آپ کو اس کے ہاں گروی رکھ کر ہرنی کو دودھ پلانے کیلئے جانے کی اجازت لے کر دی۔ ہرنی وقت مقررہ پر جب واپس آگئی تو شکاری حیران ہو کر پوچھتا ہے کہ آپ کون ہیں؟ جو ہرنی کی بات سمجھ کر ضامن بنتے ہیں اور ہرن حسب وعدہ واپس آجاتی ہے۔ فرمایا میں "علی ابن موسیٰ رضاؑ" امام وقت ہوں۔ شکاری آپؑ کے قدموں پر گر پڑا۔ ہرنی کو آزاد کر دیا اور امام سے روز قیامت کیلئے شفاعت کا پروانہ لکھوالیا۔ اس واقعہ کے بعد آپؑ کا لقب "امام ضامنؑ" مشہور ہوا۔

دو رمضان ۲۰۱ ہجری بروز پنجشنبہ بمطابق **22** اپریل **817**ء جلسہ ولی عہدی منعقد ہوا۔ بڑی شان و شوکت اور تزک و احتشام کیساتھ یہ تقریب عمل میں لائی گئی۔ سب سے پہلے بادشاہ مامون الرشید نے اپنے بیٹے عباس کو اشارہ کیا اور اس نے بیعت کی، پھر فوج کے سربراہان' ارباب حکومت' بادشاہ کے رشتہ داروں اور دوسرے لوگ بیعت سے شرفیاب ہوئے۔ سونے اور چاندی کے سکے سر مبارک پر نثار کیے گئے اور تمام ارکان سلطنت اور ملازمین کو انعامات تقسیم ہوئے۔ مامون نے حکم دیا کہ علی ابن موسی الرضا کے نام کا سکہ تیار کیا جائے۔ چنانچہ درہم و دینار پر حضرت کے نام کا نقش ہوا، اور تمام قلمرو میں وہ سکہ چلایا گیا۔ خطبہ میں حضرت کا نام نامی داخل کیا گیا۔ یہ ظاہر ہے کہ حضرت کے نام مبارک کا سکہ عقیدت مندوں کیلئے تبرک اور ضمانت کی حیثیت رکھتا تھا۔ اس سکہ کو سفر و حضر میں حرز جان کیلئے ساتھ رکھنا یقینی امر تھا۔ صاحب جنات الخلود نے، بحر و بر کے سفر میں تحفظ کیلئے آپکے توسل کا ذکر کیا ہے۔ اسی کی یادگار میں بطور ضمانت بعقیدہ تحفظ ہم آج بھی سفر میں بازو پر امامؑ ضامن امام ثامن کا پیسہ باندھتے ہیں۔ جیسا کہ آئمہ طاہرینؑ کے اقوال اور توسل کا ذکر ملتا ہے، عظمت بیان کی گئی ہے۔

جس طرح ساری دنیا میں کرنسی نوٹ چھاپ کر بنکوں، اداروں، محکموں کے ملازمین اور شہریوں میں روپے تقسیم کیے جاتے ہیں۔ موجودہ دور میں پاکستانی کرنسی کی عبارت یوں ہے۔

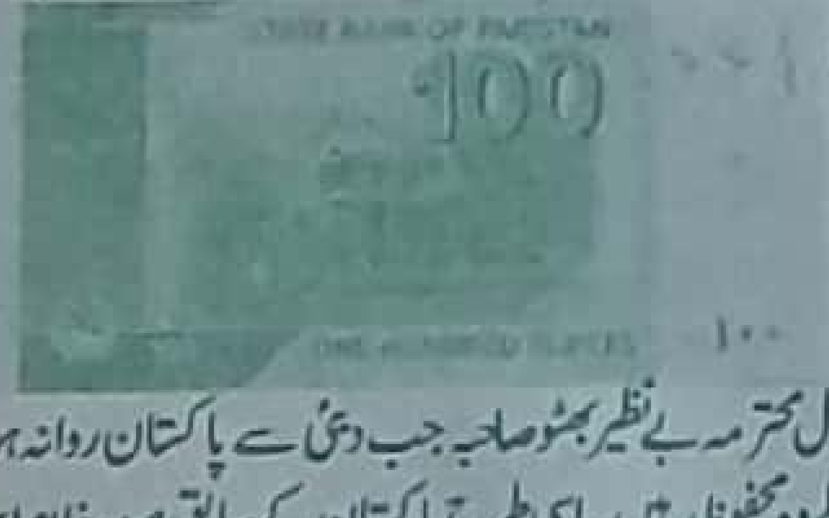

100 روپے　　بنک دولت پاکستان　　**100** روپے
حامل ہذا کو مطالبہ پر ادا کرے گا
حکومت پاکستان کی ضمانت سے جاری ہوا
گورنر...... بنک دولت پاکستان

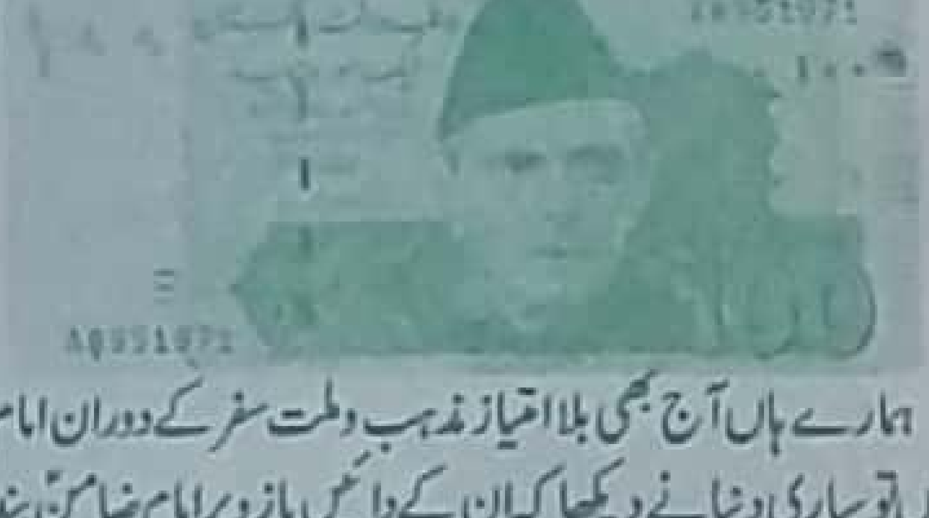

ہمارے ہاں آج بھی بلا امتیاز مذہب و ملت سفر کے دوران امام ضامن باندھا جاتا ہے۔ جسکی بہت سی مثالیں موجود ہیں۔ بطور مثال محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ جب دبئی سے پاکستان روانہ ہونے لگیں تو ساری دنیا نے دیکھا کہ ان کے دائیں بازو پر امام ضامنؑ بندھا ہوا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ کراچی میں ان پر ہونے والے خودکش حملے وہ محفوظ رہیں۔ اسی طرح پاکستان کے سابق صدر غلام اسحاق مرحوم اپنے خطابات میں امام ضامن کی اہمیت کو خاص طور پر بیان کرتے تھے۔ ہم سب پاکستانی امام علی ابن موسیٰ رضاؑ کی معرفت حاصل کر کے انکی پناہ میں آجائیں تو ناگہانی حادثات سے بے شک بچ سکتے ہیں۔ ایرانی قوم انکی پناہ میں ہے، وہ کتنی مطمئن اور خوش ہے۔ یہ ایران جانیوالے خوب جانتے ہیں۔ انہیں سپر پاور امریکہ کا بھی ڈر نہیں۔ اس روحانی فلسفہ پر عمل کر لیا جائے تو تحفظ اور خوشحالی پاکستان یقینی طور پر ممکن ہے۔ اسی دوران شہزادہ حافظ سید محسن علی زنجانی بھی تشریف لے آئے۔ میں نے ان سے عرض کی آپ مجھے اور اپنے ہم وطنوں اور قارئین زنجانی جنتری کو امامؑ کی معرفت کرائیں۔ مرشدزادہ شہزادہ حافظ سید محسن علی زنجانی مسکرائے اور فرمایا میں پوری کوشش کروں گا کہ قارئین زنجانی جنتری کو امام ضامن امام علی رضاؑ کی حکمت آگاہی معرفت دینے کا انتظام ہو سکے۔

چودھری واجد علی خان (سابق ایم پی اے) جنڈیالہ کلساں (نارنگ منڈی) کالا خطائی روڈ ضلع شیخوپورہ
Phone: Res: 056-2215005 Mobile: 0300-4259249

Scanned with CamScanner

امام ضامن

امام ہشتم

حضرت امام علی رضا ابن موسیٰ علیہ السلام

ہدیہ تحقیق و ریسرچ (نامکمل) جناب امام علی رضاؑ جو تصوف کی عکاسی کرتی ہے

شہزادہ حافظ سید محسن علی زنجانی (0300-4303429)

12 سال دستر خوانِ امام علی رضاؑ ابن موسیٰ آپ کی میزبانی کا منتظر ہے

آپ کے دادا: امام جعفر صادق علیہ السلام۔ **آپ کے والد:** امام موسیٰ کاظم علیہ السلام **آپ کی والدہ:** تکتم یا طاہرہ۔ کنیت ام البنین۔
آپ کی ولادت: آپ مدینہ منورہ میں بروز جمعرات 11 ذیقعد 148ھ میں تولد ہوئے۔ **آپ کی کنیت:** ابوالحسن **آپ کے القاب:** نورالھدیٰ سراج اللہ۔رضا۔صابر۔رضی۔وفی۔صادق اور فاضل
آپ کی انگوٹھی پر نقش: ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ۔ **آپ کی ازواج:** سبیکہ نوبیہ۔ام حبیبہ بنت مامون عباسی **آپ کی اولاد:** امام محمد جواد (تقی) علیہ السلام
آپ کے شعراء: دعبل خزاعی، ابونواس، ابراہیم بن عباس صولی۔ **آپ کی تالیفات:** 7 **آپ کے دربان:** محمد بن فرات
ولی عہدی: آپ کی ولی عہد کے عنوان سے 201ھ میں بیعت کی گئی۔ **سکہ رضویہ:** امام کی ولی عہد کے طور پر بیعت کے بعد آپ کے نام کے درہم و دینار کے سکے ڈھالے گئے تھے۔
آپ کے زمانے کے بادشاہ: ہارون رشید، امین **آپ کی شہادت:** آپ نے منگل کے دن 17 صفر 203ھ میں مامون کے دیئے ہوئے زہر کے اثر سے شہید ہوئے
آپ کی امامت کی مدت: 20 سال **آپ کی عمر:** 55 سال **آپ کی قبر مطہر:** خراسان مشہد مقدس ایران میں ہے۔جس کی نورانیت اور روشنی آسمان سے باتیں کرتی ہے جن کی چوکھٹ پر فرشتے اور مخلوق خدا اپنے سر کو نیاز عقیدت سے خم کرنے کے علاوہ سونے چاندی کے ڈھیر لگا دیتی ہے۔مشرق و مغرب سے مسلمان آپ کی زیارت کے لیے آپ کے پاس نماز پڑھنے اور آپ کی ضریح اقدس کی زیارت کے لیے امڈے چلے آتے ہیں۔آپ کی قبر مبارک کی زیارت کیلئے آنے والے زائرین کو ہر قدم اٹھانے پر عمرہ اور کئے پرحج کا ثواب ملتا ہے اور آپ کا در اقدس پورا سال دن رات کھلا رہتا ہے۔

آپ کی خلافت پر نص: اپنے بندوں پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی مہربانیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس نے اپنی اول مخلوق کو زمین میں اپنا خلیفہ اور اپنے بندوں کا مرشد اور تکمیل رشد وہدایت کا ہادی خلق کر کے اپنی حجت کو قائم کرنے اور عذروں کو قطع کرنے کے لیے: **فللہ الحجۃ البالغۃ** پس اللہ کے لیے واضح اور بلیغ حجت بنا کر بھیجا۔آپ کی امامت وخلافت پر ۶۵ سنی اور ۳۴ شیعہ مدارک کے حوالوں سے احادیث بطور نص موجود ہیں۔ ہمیشہ خداوند تعالیٰ بشارت دینے والے اور ڈرانے والے انبیاء بھیجتا رہا۔ان کے خاتم ہمارے نبی محمدؐ تھے۔چنانچہ اس کی حکمت کا تقاضا ہوا کہ آپ کے ساتھ انبیاء کے سلسلے کو ختم کرے، آپ کی شریعت کو شریعت خاتم اور آپؐ کے دین کو ادیان کی تکمیل کرنے والا بنائے۔ رسول اعظم ایک آسان شریعت لے کر اور پختہ اور سیدھا راستہ لے کر تشریف لائے۔آپؐ نے امت کو مٹی اور لکڑی اور پتھر کے بتوں کو اٹھا کر پھینک دینے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے اور آسمانی شریعت پر عمل کرنے کی دعوت دی۔قریش اپنے معبودوں کی حمایت میں آپ کے مقابل اٹھ کھڑے ہوئے۔ان سے اس سلسلے میں آپؐ نے ایسی اذیتیں برداشت کیں کہ آپ کو کہنا پڑا۔**ما اوذی نبی بمثل ما اوذیت** کسی نبی کو اس طرح اذیت نہیں دی گئی جس طرح مجھے دی گئی حتیٰ کہ یہ قریش نے آپ کو قتل کرنے پر ایکا کر لیا۔اپنی آخری بیماری کے دنوں میں آپؐ نے لشکر اسامہ کو تیار کرنے اور اس کے روانہ کرنے کا حکم دیا تا کہ امام کے مخالفین اور ان کے مقابلے میں آنے والوں اور خلافت میں طمع کرنے والوں کو مدینے سے دور رکھا جائے۔لشکر سے پیچھے رہ جانے والوں پر آپؐ نے سختی کی اور ان پر لعنت کی۔سب ہی کا اس بات پر اجماع اور اتفاق ہے کہ آپ نے فرمایا۔ **جھزوا جیش اسامہ لعن اللہ من تخلف عن جیش اسامہ۔** ترجمہ: تیار کر کے اسامہ کے لشکر کو روانہ کرو۔خدا لعنت کرے اس شخص پر جو لشکر اسامہ سے پیچھے رہ جائے۔

رسول اعظم کا مقصد صرف یہی نہیں تھا کہ امام امیر المومنینؑ کو ان کی جگہ پر قائم کریں بلکہ آپ چاہتے تھے کہ وہ آسمانی حکومت جو آپؐ نے قائم کی تھی وہ ترقی کرے اور آئمہ کے بعد دیگر مستقلاً خلافت کے منصب کے ساتھ قیام کریں۔خلافت بنو امیہ اور اولاد وزغ، (بنی مروان مینڈک کی اولاد ہیں) تک نہ پہنچے کہ وہ کتاب خدا میں دخل اندازی کریں۔بیت المال کی دولت کو ایک دوسرے کی دولت بنائیں۔اللہ کے بندوں کو غلام بنائیں۔بنی عباس تک خلافت نہ پہنچے تا کہ وہ خدا کی طرف سے نازل شدہ احکام کے خلاف فیصلے کریں۔بری باتوں کا حکم دیں اور اچھی چیزوں سے منع کریں۔یہ بات نظر میں رہے کہ آئمہ اس زمانے میں مقہور و مظلوم تھے۔ظالم حکومتیں ان کو قتل وقید اور جلا وطن کرنے کے لیے ان کے پیچھے لگی ہوئی تھیں۔مگر آئمہ طاہرینؑ نے اس طویل مدت کے دوران مسلمانوں کی نگرانی اور ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ کرنے اور اس کی طرف دعوت دینے کو موقوف نہیں کیا۔بے شک "نص" کے موضوع کو آئمہ نے بہت زیادہ اہمیت دی۔ان میں سے کچھ بعض دوسروں پر نص کرتے تا کہ لوگوں پر حجت قائم ہو اور اس لیے بھی کہ امام زمانہ کی معرفت مسلمانوں کے لیے سہل اور آسان ہو جائے تا کہ وہ ان سے احکام حاصل کر سکیں۔اب ہم بعض ان نصوص کا ذکر کرتے ہیں جو امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام اپنے فرزند امام علی رضا علیہ السلام کے حق میں آئی ہیں۔

1- داؤد رقی کہتے ہیں کہ میں نے ابوابراہیم (موسیٰ کاظم) علیہ السلام سے عرض کیا آپ پر قربان ہو جاؤں۔میری عمر بہت ہو گئی ہے۔اب میرا ہاتھ پکڑیں اور مجھے جہنم کی آگ سے نکالیں۔آپ کے بعد ہمارا صاحب (اور امام) کون ہے۔آپ نے اپنے فرزند ابوالحسن (رضاؑ) کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ میرے بعد یہ تمہارا صاحب ہے۔ **2**- محمد بن اسمٰعیل بن فضل ہاشمی کہتے ہیں کہ میں ابوالحسن موسیٰ بن جعفر علیہما السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔آپ شدید بیمار تھے۔میں نے کہا اگر خدا نہ کرے وہ کچھ ہو گیا جس کے متعلق ہم خدا سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہم کو نہ دکھائے (یعنی اگر آپ کا انتقال ہو گیا) تو پھر کس کی طرف (رجوع کیا جائے) آپ نے فرمایا: میرے فرزند علیؑ کی طرف۔اس کی تحریر میری تحریر ہے۔وہی میرا وصی ہے اور میرے بعد میرا خلیفہ ہے۔ **3**- مخزومی سے روایت ہے (اس کی والدہ جعفر بن ابی طالب کی اولاد میں سے تھیں) وہ کہتے ہیں کہ ابوالحسن موسیٰ علیہ السلام نے کسی کو بھیج کر ہم لوگوں کو بلوایا اور ایک جگہ جمع کیا اور فرمایا کہ تم کو معلوم ہے کہ میں نے تم کو کیوں یکجا کیا ہے۔ہم نے عرض کیا کہ نہیں تو آپ نے فرمایا کہ تم لوگ گواہ رہنا کہ یقیناً میرا یہ وصی، میرے امر امامت کا قیم اور متولی اور میرے بعد میرا خلیفہ ہے۔ **4**- علی بن جعفر کہتے ہیں کہ میں اپنے بھائی موسیٰ بن جعفر علیہ السلام کے پاس تھا۔آپ میرے والد صلوات اللہ علیہ کے بعد خدا کی حجت تھے، کہ اچانک ان کا فرزند علیؑ آ گیا۔تو آپؐ نے مجھ سے کہا کہ اے علی یہ تیرا صاحب (الامام) ہے۔اس کو مجھ سے وہی منزلت حاصل ہے جو تجھے میرے والد سے تھی۔خدا تجھے اپنے دین پر ثابت قدم رکھے۔

آنجنابؑ کی عبادت: سیرت اور تراجم کی کتابوں سے پتہ چلتا ہے کہ امام رضا علیہ السلام عبادت کے عاشق تھے۔اپنا دن اور رات نماز، روزہ اور قرأت قرآن میں صرف کرتے۔ہم یہاں بعض ان واقعات کا ذکر کرتے ہیں جو آپ کی عبادت کے سلسلے میں کتابوں میں نقل ہوئے ہیں۔ **1**- ابراہیم بن عباس کہتے ہیں کہ آپ کا کلام، آپ کے جواب اور آپ جو مثالیں دیتے وہ قرآن سے ماخوذ ہوتی تھیں۔آپ ہر تین دن میں ایک قرآن مکمل کرتے۔کہا کرتے کہ اگر چاہوں تو تین دن سے پہلے بھی ختم کر سکتا ہوں۔مگر میں کبھی کسی آیت سے بغیر غور وتامل کے نہیں گزرتا۔یہ بھی سوچتا اور فکر کرتا ہوں کہ یہ کس چیز کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ **2**- رجاء بن ابی ضحاک کو مامون نے امام رضا کو مدینے سے (خراسان) لانے کے لیے بھیجا تھا۔وہ کہتا ہے کہ خدا کی قسم میں نے کوئی ایسا شخص نہیں دیکھا جس میں آپ سے زیادہ خدا کا تقویٰ ہو۔نہ ایسا شخص دیکھا جو آپ سے زیادہ اپنے تمام اوقات میں ذکر خدا کرتا ہو اور نہ ہی ایسا شخص دیکھا جو آپ سے زیادہ شدید

Scanned with CamScanner

خوف خدا رکھنے والا ہو۔ جب آپؑ صبح کرتے تو نماز فجر پڑھ کر سلام پھیر کر اپنے مصلے پر بیٹھے اللہ کی تسبیح، اس کی حمد، اس کی تکبیر اور تہلیل اور نبیؐ پر صلوات بھیجتے رہتے۔ یہاں تک کہ سورج طلوع کرتا۔ پھر آپؑ سجدے میں جاتے اور اسی حالت میں رہتے یہاں تک کہ دن اونچا ہو جاتا۔ پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے اور زوال کے قریب ہونے تک ان سے باتیں کرتے رہتے اور ان کو وعظ و نصیحت کرتے رہتے۔ تجدید وضو کر کے اپنے مصلے کی طرف لوٹ جاتے۔ جب زوال کا وقت ختم ہوتا تو کھڑے ہو کر 6 رکعت نماز پڑھتے پھر اذان کہتے۔ اس کے بعد دو رکعت نماز پڑھتے۔ پھر اقامت کہتے اور نماز ظہر پڑھتے۔ سلام پھیر کر اللہ کی تسبیح، اس کی حمد اور تکبیر و تہلیل کرتے رہتے، جب تک خدا چاہتا۔ پھر سجدہ شکر بجالاتے۔ سجدے سے سر اٹھا کر اٹھ کھڑے ہوتے اور 6 رکعت نوافل پڑھتے۔ دوبارہ اذان کہتے۔ پھر دو رکعت نماز نافلہ پڑھتے، سلام پھیر کر کھڑے ہوتے اور نماز عصر پڑھتے۔ سلام پھیر کر اپنے مصلے پر ہی بیٹھ کر خدا کی تسبیح، اس کی حمد وثنا اور تکبیر و تہلیل کا ورد کرتے رہتے جب تک خدا چاہتا۔ اس کے بعد سجدہ کرتے۔ جب سورج غروب ہو جاتا تو وضو کر کے نماز مغرب پڑھتے۔ سلام پھیرتے تو اپنے مصلے پر بیٹھے ہوئے اللہ کی تسبیح، تحمید، تکبیر اور تہلیل کا ورد کرتے رہتے، جب تک خدا چاہتا۔ پھر سجدہ شکر کرتے۔ سر اٹھا کر کسی سے بات کیے بغیر کھڑے ہو جاتے اور چار رکعت نماز نوافل ادا کرتے۔ پھر تعقیب نماز میں بیٹھے رہتے جب تک خدا چاہتا۔ یہاں تک کہ رات کی تاریکی چھا جاتی، پھر آپؑ افطار کرتے۔ جب رات کی تقریباً ایک تہائی گزر جاتی تو پھر کھڑے ہو کر نماز عشاء پڑھتے سلام پھیر کر مصلے پر بیٹھے ہوئے اللہ عزوجل کا ذکر اور اس کی تسبیح و تحمید و تکبیر و تہلیل کرتے رہتے جب تک خدا چاہتا۔ تعقیب کے بعد سجدہ شکر بجالاتے۔ پھر اپنے بستر کی طرف لوٹ جاتے۔ جب رات کی آخری تہائی ہوتی تو آپؑ تسبیح، تحمید، تکبیر، تہلیل اور استغفار کرتے ہوئے اپنے بستر سے اٹھ کھڑے ہوتے۔ مسواک کرتے، وضو کرتے اور نماز تہجد کے لیے کھڑے ہو جاتے اور جعفر بن ابی طالب کی نماز (نماز جعفر طیار) پڑھتے۔ پھر کھڑے ہو کر ایک رکعت نماز وتر پڑھتے۔ سلام پھیر کر تعقیبات کے لیے بیٹھ جاتے۔ یہاں تک کہ سورج طلوع ہوتا۔ سجدہ شکر بجالاتے یہاں تک کہ دن بلند ہوتا۔ جب آپؑ کسی شہر میں (دوران سفر) دس دن قیام کرتے تو روزے رکھتے اور درمیان میں کسی دن افطار نہ کرتے۔ جب رات ہو جاتی تو افطار سے پہلے نماز پڑھتے۔ راستے میں (دوران سفر) تمام فرائض دو رکعت پڑھتے سوائے مغرب کے جو تین رکعت پڑھتے۔ مغرب کے نوافل ترک نہیں کرتے اور نہ ہی نماز تہجد، شفع اور وتر اور دو رکعتیں صبح کی نہ سفر میں نہ حضر میں۔ سفر میں دن کے نوافل میں سے کوئی چیز نہیں پڑھتے۔ آپؑ کو میں نے چاشت کی نماز پڑھتے کبھی نہیں دیکھا، نہ سفر میں نہ حضر میں۔ سفر میں آپؑ روزہ نہیں رکھتے تھے۔ اپنی دعا میں محمد وآل محمد پر صلوٰۃ سے ابتدا کرتے۔ نماز میں اور نماز کے علاوہ بھی صلوٰۃ کثرت سے پڑھتے تھے۔ رات کے وقت اپنے بستر پر تلاوت قرآن زیادہ کرتے۔ جب کسی ایسی آیت سے گزرتے جس میں جنت کا ذکر یا جہنم کی آگ کا ذکر ہوتا تو گریہ کرتے اور خدا سے جنت کا سوال کرتے اور جہنم کی آگ سے پناہ مانگتے۔ آپؑ جس شہر میں بھی نزول اجلال فرماتے تو وہاں کے لوگ آپؑ کے پاس آ کر اپنے معالم دین کے سلسلے میں سوالات کرتے۔ آپؑ ان کو جواب دیتے۔ زیادہ تر ان کو اپنے والد اور اپنے اجداد سے حضرت علی علیہ السلام سے رسول اللہ ﷺ سے حدیث بیان کرتے۔ جب میں آپؑ کو لے کر مامون کے پاس پہنچا تو اس نے سفر کے دوران آپؑ کے حالات مجھ سے پوچھے۔ جو کچھ میں نے رات دن اور کوچ و اقامت میں مشاہدہ کیا تھا وہ بیان کیا۔ مامون کہنے لگا کہ ہاں اے ابن ضحاک، یہ سارے اہل زمین سے بہتر، ان سب سے زیادہ عالم اور سب سے زیادہ عابد ہیں۔ **3-** آپؑ نے دعبل شاعر کو اون اور ریشم کے کپڑے (خز) کی قمیض بطور خلعت دی اور اس سے کہا: اس قمیض کو محفوظ رکھنا کیونکہ میں نے اس میں ہزار رات نماز پڑھی ہے اور ہر رات میں ہزار رکعت پڑھی ہے اور اس میں ایک ہزار ختم قرآن کیا ہے۔ **4-** ابراہیم ابن عباس کہتے ہیں کہ آپؑ رات کو بہت کم سوتے تھے۔ بہت زیادہ روزے رکھتے تھے۔ ہر ماہ کے تین روزے آپؑ سے کبھی نہیں چھوٹے۔ فرماتے تھے کہ یہ روزے پوری عمر کے روزوں کے برابر ہیں۔ **5-** روایت ہے کہ بعض اوقات آپؑ دن اور رات میں ایک ہزار رکعت نماز پڑھتے۔ آپؑ دن کے ابتدائی حصے میں، زوال سے پہلے اور سورج کے زرد ہو جانے کے وقت نماز تو نہیں پڑھتے مگر ان اوقات میں اپنے مصلے پر بیٹھ کر اپنے پروردگار سے مناجات کرتے رہتے۔ **6-** میں نے آپؑ کی بعض کنیزوں سے اس کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے کہا کہ فجر کی نماز اول وقت پڑھتے۔ نماز ختم کر کے سجدے میں چلے جاتے اور اپنا سر نہیں اٹھاتے جب تک کہ سورج نہ بلند ہو جاتا۔ اس کے بعد یا تو لوگوں سے ملاقات کے لیے بیٹھ جاتے یا سوار ہو کر کہیں باہر جاتے۔ **7-** عبدالسلام بن صالح ہروی کہتا ہے کہ جب علی بن موسیٰ رضا علیہ السلام مامون کی طرف جانے کے لیے نکلے......... تو حمید بن قحطبہ طائی کے گھر میں داخل ہوئے۔ قبلہ رو ہو کر کئی رکعت نماز پڑھی اور دعائیں پڑھیں۔ اس سے فارغ ہو کر ایک طویل سجدہ کیا جس میں میں نے پانچ سو تسبیحیں گنیں۔ پھر آپؑ وہاں سے واپس مڑے۔

آپؑ کی سیرت کا ایک گوشہ: آئمہ اہل بیت علیہم الصلوٰۃ والسلام کی سیرت ان کے جد امجد رسول اعظمؐ ہی کی سیرت ہے۔ ان کے اخلاق آپؐ کے اخلاق ہیں اور ان کے عادات و خصائل آنحضرت ﷺ کے عادات و خصائل ہیں۔ ائمہ علیہم الصلوٰۃ والسلام کی سیرت کی طرف رجوع کرنے اور ان کے اخلاق کے حامل ہونے اور ان کے آداب کے اپنانے سے زیادہ آج کے دور میں امت مسلمہ کے لیے کوئی چیز سودمند نہیں اس کے ذریعے اس کو عزت، سعادت اور بزرگی حاصل ہوگی۔ قارئین کرام کے لیے یہاں ہم امام رضا علیہ السلام کی سیرت کا ایک گوشہ پیش کرتے ہیں۔

1- جلودی وہ شخص تھا جو ہارون رشید کے حکم سے مدینے گیا تھا کہ آل ابوطالب کی عورتوں کو لوٹے اور ان کے پاس ایک کپڑے کے علاوہ کچھ نہ رہنے دے۔ اس نے مامون کے زمانے میں امام رضاؑ کی بیعت بھی نہیں کی تھی۔ مامون نے اس کو قید کر دیا تھا۔ آپؑ نے جلودی کے بارے میں مامون سے سفارش کی۔ مامون اس سے پہلے دو افراد کو قتل کر چکا تھا۔ امام رضاؑ نے فرمایا اے امیر اس شیخ کو مجھے بخش دے۔ جلودی نے گمان کیا کہ آپؑ اس کے خلاف کارروائی کریں گے۔ چنانچہ اس نے مامون کو قسم دی کہ اس کے بارے میں آنجنابؑ کی کوئی بات قبول نہ کرے۔ مامون نے کہا خدا کی قسم میں تیرے بارے میں ان کی بات قبول نہیں کرتا۔ یہ کہہ کر حکم دیا کہ جلودی کا سر اڑا دیا جائے۔ **2-** ابراہیم بن عباس کہتے ہیں کہ میں نے ابوالحسن رضا علیہ السلام سے افضل کوئی شخص نہ دیکھا ہے اور نہ سنا ہے۔ میں نے آپؑ سے وہ کچھ مشاہدہ کیا ہے جو کسی سے مشاہدہ نہیں کیا۔ میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ آپؑ نے گفتگو میں کسی پر زیادتی کی ہو یا کسی کی بات کاٹی ہو جب تک اس نے اپنی گفتگو خود ختم نہ کی ہو۔ کسی کی ایسی حاجت کو رد نہیں کیا۔ جس کے پورا کرنے کی آپؑ میں قدرت تھی۔ آپؑ نے اپنے پاس بیٹھے ہوئے کے سامنے کبھی پاؤں نہیں پھیلائے۔ نہ ہی اپنے سامنے بیٹھے ہوئے کے پاس آپؑ نے کبھی تکیہ لگایا۔ نہ میں نے آپؑ کو اپنے غلاموں خدمت گاروں کو برا بھلا کہتے سنا۔ نہ میں نے آپؑ کو تھوکتے دیکھا۔ نہ قہقہہ لگا کر ہنستے ہوئے دیکھا۔ آپؑ کا ہنسنا تبسم تھا۔ جب آپؑ خلوت میں جاتے اور دسترخوان بچھتا تو اپنے غلاموں اور خدمت گاروں کو دسترخوان پر ساتھ بٹھاتے حتیٰ کہ دربان اور سائیس کو بھی۔ **3-** امام رضاؑ حمام تشریف لے گئے۔ آپؑ سے کسی نے کہا مجھے (میل کچیل بدن سے زائل کرنے کے لیے) کھیسا کیجیے۔ آپؑ نے اسے کھیسا کرنا شروع کر دیا۔ بعض لوگوں نے آپؑ کو پہچان لیا تو وہ شخص آپؑ سے شرمندہ ہوا اور معذرت کرنے لگا۔ آپؑ اسے تسلی دیتے اور کھیسا کرتے جاتے تھے۔ **4-** ابوالحسنؑ کے یہاں ایک مہمان آیا ہوا تھا۔ وہ ابھی بیٹھا ہی تھا کہ چراغ میں کچھ خرابی پیدا ہوگئی۔ اس شخص نے چراغ درست کرنے کے لیے ہاتھ بڑھایا تو آپؑ نے اسے منع کیا۔ خود چراغ درست کیا اور فرمایا! ہم لوگ وہ ہیں جو اپنے مہمانوں سے خدمت نہیں لیتے۔ **5-** امام رضاؑ نے فرمایا کہ میں مدینے کی سڑکوں پر اپنے گھوڑے پر سوار گزرتا تو مدینے کے لوگ اور دوسرے افراد اپنی ضروریات کا ذکر مجھ سے کرتے ہیں ان کو پورا کرتا تو وہ لوگ میرے چچاؤں کی مانند ہو جاتے۔ **6-** آپؑ کا خادم یاسر روایت کرتا ہے کہ جس دن آپؑ نے دنیا سے کوچ کیا آپ بہت ضعیف ہو چکے تھے۔ نماز ظہر پڑھ کر مجھ سے دریافت فرمایا کہ اے یاسر لوگوں نے کچھ کھانا کھایا۔ میں نے عرض کیا کہ اے میرے آقا و سردار آپ اس حالت میں ہیں یہاں کون کچھ کھائے گا۔ آپؑ سیدھے اٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا دسترخوان لاؤ۔ اپنے خدم و حشم میں سے سب کو اپنے ساتھ دسترخوان پر بٹھایا۔ ایک ایک کے بارے میں پوچھا۔ جب سب کھانا کھا چکے تو آپؑ نے فرمایا کہ عورتوں کے پاس کھانا بھیجو۔ عورتوں کے پاس کھانا بھیجا گیا۔ جب سب کھا چکے تو آپؑ پر غشی کی کیفیت طاری ہوگئی۔ ضعف بڑھ گیا اور آخر کار داعی اجل کو لبیک کہا۔ **7-** امام رضا علی بن موسیٰؑ خلوت میں مامون کو بہت وعظ و نصیحت کرتے۔ اس کو خوف خدا دلاتے۔ جو غلط کام اس سے سرزد ہوتے اس کی برائی ظاہر کرتے۔ مامون ظاہر میں تو قبول کرتا لیکن دل میں اس کو پسند نہ کرتا۔ اس نصیحت کو اپنے لیے بوجھ سمجھتا۔ ایک دن امام رضاؑ اس کے پاس تشریف لے گئے تو دیکھا کہ نماز کے لیے وضو کر رہا ہے۔ وضو کے لیے غلام اس کے ہاتھ پر پانی ڈال رہا ہے۔ آپؑ نے فرمایا: اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرو۔ مامون نے غلام کو روک دیا اور خود اپنا وضو تمام کیا۔ لیکن یہ بات اس کے غیظ و غضب میں اضافے کا سبب بن گئی۔ **8-** بزنطی سے روایت ہے کہ امام رضاؑ نے میرے پاس ایک سواری بھیجی تو میں 'صریا' آیا۔ ساری رات میں آپؑ کے پاس رہا۔ رات کا کھانا میرے لیے لایا گیا۔ کھانے کے بعد آپؑ نے فرمایا کہ اس کے لیے بستر بچھاؤ۔ میرے لیے طبری خوشبودار تکیہ اور موٹی چادر اور مروی لحاف رکھا گیا۔ آپؑ نے کہا سونا نہیں چاہتے۔ میں نے عرض کیا کیوں نہیں آپ پر قربان جاؤں۔ آپؑ نے مجھ پر لحاف اور چادر ڈال دی اور دعا فرمائی کہ خدا اسکی رات عافیت میں گزارے۔ **9-** ابو عباد کا کہنا ہے کہ امام رضا علیہ السلام گرمیوں میں بوریے اور چٹائی پر بیٹھتے سردیوں میں بالوں سے بنے ہوئے فرش پر۔ آپؑ موٹے موٹے کپڑے پہنتے۔ جب لوگوں کے لیے باہر نکلتے تو پھر ان کے لیے زینت کرتے اور اچھا لباس پہن لیتے۔ **10-** آپؑ سے سفیان ثوری نے ملاقات کی اس وقت آپؑ نے خز (اون اور ریشم ملا ہوا) لباس پہن رکھا تھا۔ اس نے کہا اے فرزند رسول اللہؐ اگر آپ ادنیٰ لباس پہنتے (تو بہتر تھا)۔ آپؑ نے فرمایا اپنا ہاتھ لاؤ۔ آپؑ نے اس کا ہاتھ اپنی آستین میں داخل کیا تو اس کے نیچے بالوں سے بنا ہوا موٹا موٹا لباس تھا۔ آپؑ نے فرمایا اے سفیان 'خز' مخلوق کے لیے ہے اور 'مسح' (بالوں کا لباس) حق کے لیے ہے۔

Scanned with CamScanner

11- مامون کے دربار میں ایک شخص کو پیش کیا گیا۔ مامون نے چاہا کہ اس کو قتل کروا دے مگر امام رضاؑ وہاں موجود تھے چنانچہ مامون نے دریافت کیا کہ اے ابوالحسنؑ اس کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: بے شک خدا حسن عفو سے تجھے عزت کے علاوہ کچھ نہیں دے گا۔ مامون نے اسے معاف کر دیا۔ 12- معمر بن خلاد سے روایت ہے کہ ابوالحسن رضاؑ کا دستور تھا کہ جب آپ کھانا کھانے لگتے تو ایک بڑا پیالہ لایا جاتا۔ جب دسترخوان لگ جاتا تو جو سب سے عمدہ کھانا لایا جاتا ہر ایک کھانے میں سے کچھ حصہ لے کر آپ اس پیالے میں ڈالتے اور پھر حکم فرماتے کہ یہ فقراء اور مساکین کو دے دیا جائے۔ پھر یہ آیت پڑھتے: **فلا اقتحم العقبۃ**۔ پس وہ گھاٹی پر سے نہیں گزرا۔ اس کے بعد کہتے کہ خدائے عزوجل جانتا ہے کہ ہر شخص غلام آزاد کرنے کی قدرت نہیں رکھتا اس لیے اس نے ان کے لیے جنت میں جانے کی سبیل قرار دی ہے۔

آپؑ کا اپنے غلاموں اور خادموں کے ساتھ رویہ: آئمہ اہل بیت علیہم السلام مکارم اخلاق میں اپنے جد امجد رسول اعظمؐ کے وارث ہوئے ہیں۔ ان کے اخلاق، ان کی سیرت اور ان کی خوبیاں آنحضرتؐ سے حاصل ہوئی تھیں۔ اب ہم قارئین کے لیے وہ امور تحریر کرتے ہیں جو آپؑ کی اپنے غلاموں اور خادموں سے متعلق سیرت کہی جائے گی۔ 1- کلینی کافی میں اپنی سند کے ساتھ بلخ کے ایک شخص سے روایت کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے کہ خراسان کے سفر میں امام رضاؑ کے ساتھ تھا۔ ایک دن آپؑ نے سیاہ فام اور دوسرے غلاموں کو بھی بٹھایا۔ آپؑ کے بعض اصحاب نے عرض کیا آپؑ پر قربان جاؤں، ان کے لیے آپؑ الگ دسترخوان کیوں نہیں لگوا دیتے۔ آپؑ نے فرمایا: پروردگار تبارک تعالیٰ ایک ہے، ماں سب کی ایک ہے اور باپ بھی ایک ہے، جزا اعمال پر ملے گی۔ 2- ابراہیم بن عباس امام رضاؑ سے اپنی حدیث و گفتگو میں کہتا ہے جب آپؑ تنہا ہوتے اور دسترخوان بچھایا جاتا تو اپنے غلاموں اور خادموں کو اپنے ساتھ دسترخوان پر بٹھاتے۔ یہاں تک کہ دربان اور سائیس کو بھی۔ 3- ان کے خادم یاسر سے روایت ہے کہ امام رضاؑ جب اکیلے ہوتے تو اپنے تمام خدم و حشم چھوٹے اور بڑے کو اکٹھا کرتے اور ان سے باتیں کرتے اور ان سے مانوس ہوتے اور انہیں مانوس کرتے۔ 4- ان کا نادر نامی خادم کہتا ہے کہ ابوالحسنؑ کا دستور تھا کہ جب ہم میں سے کوئی کھانا کھا رہا ہو تو اس سے کوئی خدمت طلب نہ کرتے۔ جب تک کہ وہ کھانے سے فارغ نہ ہو جاتا۔ 5- امام رضاؑ کے دو خادموں یاسر اور نادر سے روایت ہے کہ وہ دونوں کہتے ہیں کہ ہم سے ابوالحسن صلوٰۃ اللہ علیہ نے فرمایا اگر میں تمہارے اوپر آ کھڑا ہوں جب کہ تم کھانا کھا رہے ہو۔ تو اس وقت تک نہ کھڑے ہونا جب تک کھانے سے فارغ نہ ہو جاؤ۔ بعض اوقات ہم میں سے کسی کو آپؑ بلاتے مگر وہ کھانا کھا رہا ہوتا تو آپؑ فرماتے: رہنے دو جب تک کہ وہ کھانے سے فارغ نہ ہو جائیں۔

آپؑ کے عطیات و صدقات: اہل بیت علیہم السلام کی تاریخ ان کے جود و سخا، لطف و کرم اور احسان کے واقعات سے بھری پڑی ہے۔ یہاں تک کہ ان کا فضل و عطا ان کے دشمنوں، ان سے برا سلوک کرنے والوں اور ان کے حقوق کا انکار کرنے والوں کو بھی شامل تھا۔ یہاں ہم بعض ان واقعات کا ذکر کریں گے جو امام رضاؑ کے لطف و کرم اور عطیات اور بخششوں کے سلسلے میں منقول ہیں۔ دعا ہے کہ امامؑ کی سیرت کی برکت سے یہ باد نسیم محسنین اور اچھا کام کرنے والوں کے لیے محرک بنے۔ تا کہ وہ ان حقوق کو ادا کریں جو اللہ نے کمزور اور محتاج لوگوں کو قوی کرنے اور اس امت کے کمزور طبقے کی نگہبانی کرنے کے لیے واجب کیے ہیں۔ حدیث میں ہے کہ: ''تم ان لوگوں پر رحم کرو جو زمین میں ہیں تم پر آسمان والا رحم کرے گا۔'' 1- غفاری سے روایت ہے کہ وہ کہتا ہے کہ رسول اللہؐ کے غلام ابورافع کی آل و ذریت میں سے ایک شخص کا مجھ پر ایک حق تھا۔ اس نے مجھ سے اس کا تقاضا کیا اور اس پر بہت اصرار کیا۔ میں نے کیفیت دیکھی تو نماز فجر مسجد نبوی میں پڑھ کر امام رضاؑ کی طرف گیا۔ آپؑ ان دنوں مقام عریض میں تھے۔ جب میں گھر کے قریب پہنچا تو یکایک آپؑ ایک سواری پر نمودار ہوئے۔ آپؑ پر قمیص اور ردا تھی۔ جب میری نظر آپؑ پر پڑی تو مجھے خجالت محسوس ہوئی۔ آپؑ میرے قریب آ کر رک گئے اور مجھے دیکھا تو میں نے سلام کیا۔ رمضان کا زمانہ تھا۔ میں نے عرض کیا میں آپؑ پر قربان جاؤں۔ آپؑ کے فلاں غلام کا میرے ذمے حق ہے۔ بخدا اس نے مجھ کو رسوا کر رکھا ہے۔ مجھے دل میں خیال آیا کہ آپؑ اس کو مجھ سے مطالبہ کرنے سے باز رکھیں گے۔ میں نے اس رقم کا ذکر کیا تھا اور نہ کسی چیز کا نام لیا تھا۔ آپؑ نے اپنے گھر واپس آنے تک مجھے وہاں انتظار کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ میں وہاں بیٹھا رہا۔ حتیٰ کہ نماز مغرب پڑھی۔ میرا روزہ بھی تھا۔ وقت کافی ہو چکا تھا تو میں نے سوچا کہ واپس جاؤں کہ اتنے میں آپؑ آتے دکھائی دیے۔ آپؑ کے ساتھ کچھ اور لوگ بھی تھے۔ کچھ لوگ آپؑ سے سوال کرنے کو آپؑ کے انتظار میں بیٹھے تھے۔ آپؑ نے لوگوں کو صدقات دیے اور پھر گھر میں داخل ہو گئے۔ کچھ دیر بعد باہر تشریف لائے اور مجھے بلایا۔ میں آپؑ کے پیچھے پیچھے گھر کے اندر گیا۔ خود بھی بیٹھ گئے اور مجھے بھی بٹھالیا۔ میں آپؑ سے ابن مسیب کی باتیں کرنے لگا۔ میں اکثر آپؑ سے اس کی باتیں کرتا تھا۔ میری گفتگو ختم ہوئی تو آپؑ نے دریافت فرمایا کہ تم نے ابھی تک افطار نہیں کیا۔ میں نے عرض کیا نہیں۔ اس پر آپؑ نے میرے لیے کھانا منگوایا۔ دسترخوان بچھا تو ایک نوجوان کو حکم دیا کہ وہ بھی میرے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھائے۔ جب ہم دونوں کھانے سے فارغ ہو چکے تو آپؑ نے فرمایا کہ تکیہ اٹھاؤ اور اس کے نیچے جو کچھ ہے لے لو۔ میں نے تکیہ اٹھایا تو اس کے نیچے دینار تھے۔ وہ سب میں نے اٹھا لیے۔ آپؑ نے اپنے چار غلاموں کو حکم دیا کہ وہ میرے ساتھ جائیں اور مجھے میرے گھر تک پہنچا آئیں۔ 2- آپؑ نیکی، احسان اور صدقہ بہت کرتے تھے اور یہ عمل زیادہ تر آپؑ تاریک راتوں میں انجام دیتے۔ 3- آپؑ نے عرفہ کے دن خراسان میں اپنا سارا مال (فقراء اور مساکین میں) تقسیم کر دیا۔ اس پر فضل بن سہل نے آپؑ سے کہا کہ یہ تو خسارہ ہے۔ آپؑ نے جواب میں فرمایا بلکہ یہ غنیمت اور سود مند بات ہے۔ اس چیز کو خسارہ اور تاوان نہ خیال کرو۔ جس سے تم کو اجر و کرم کی امید ہو۔ 4- یسع بن حمزہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے آپؑ سے کہا اسلام علیک یا ابن رسول اللہؐ میں آپؑ کے آباؤ اجداد کا محب ہوں۔ میں حج سے واپس آ رہا ہوں۔ اس دوران میرا زادِ راہ ختم ہو گیا اور میرے پاس اتنا نہیں کہ میں اگلی منزل تک سفر کر سکوں۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو اتنا سفر خرچ مہیا کر دیں کہ میں اپنے وطن پہنچ سکوں۔ اللہ تعالیٰ کا مجھ پر احسان ہے (یعنی یہ تنگی سفر کے دوران ہو گئی ہے) اپنے شہر پہنچ کر جو کچھ آپ نے مجھے عطا کیا وہ رقم وہاں آپؑ کی طرف سے صدقہ دے دوں گا۔ میں خود صدقے کا مستحق نہیں۔ آپؑ اٹھ کھڑے ہوئے۔ حجرے میں جا کر کچھ دیر وہاں رہے۔ باہر آئے اور دروازے کے کواڑ کے پیچھے سے اپنا ہاتھ نکال کر فرمایا کہ یہ دو سو دینار لے لو اور زادِ راہ کے طور پر خرچ کر لو۔ اس کو مبارک سمجھو۔ میری طرف سے صدقہ نہ کرنا۔ اب چلے جاؤ تا کہ نہ میں تم کو دیکھ سکوں اور نہ تم مجھ کو دیکھ سکو۔ اس کے جانے کے بعد کسی نے آپؑ سے اس سلسلے میں سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ میں نے ایسا اس لیے کیا کہ اس کی حاجت پوری ہونے میں میں سوال کرنے کی ذلت اس کے چہرے پر نہ دیکھوں۔ کیا تم نے رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث نہیں سنی: ''چھپ کر نیکی کرنا ستر حج کے برابر ہے۔ برائی کو ظاہر کرنے والا مخذول ہے۔ (یعنی کوئی اس کا ساتھ نہیں دیتا) چھپا کے صدقہ کرنے والوں کو بخش دیا جاتا ہے۔ کیا تم نے اس شاعر کا یہ قول نہیں سنا: **متی آته یوما اطالب حاجة۔ رجعت الی اهلی ووجهه بمائه۔** ترجمہ: جب میں کوئی حاجت طلب کرنے کبھی اس کے پاس آتا ہوں۔ تو میں اپنے گھر والوں کی طرف عزت و آبرو کے ساتھ لوٹتا ہوں!

آپؑ کے چند خطبات: افسوس اس بات کا ہے کہ آئمہ اہل بیتؑ پر ایسا زمانہ گزرا کہ وہ منبر پر نہ جا سکے جبکہ اس صورت میں وہ مسلمانوں کو دینی جہات اور ارشادات سے نواز سکتے۔ اگر زمانے نے ان کو اس کی اجازت دی ہوتی تو ان میں سے ہر ایک سے ایک نہج البلاغہ اور فصاحت کا چشمہ آج موجود ہوتا۔ مگر حالات نے مجبور کیا ہوا تھا کہ وہ اپنے گھروں کے گوشوں میں زندگی گزاریں یا ظالموں جابروں کے قید خانوں میں زندگی بسر کریں۔ دوسری طرف امرِ حکومت عورتوں اور خادموں کو ملکیت سمجھا جائے۔ امام رضاؑ کی ولی عہدی کے زمانے کے بعض خطبات ہیں جن سے کچھ یہاں پیش کیے جاتے ہیں: 1- مامون نے آپؑ کی ولی عہدی کی بیعت کے بعد آپؑ سے کہا کہ آپ خطبہ ارشاد فرمائیں۔ آپؑ نے اللہ کی حمد و ثنا کی اور فرمایا کہ یقیناً ہمارا تم پر حق ہے رسول اللہ کی وجہ سے اور تمہارا بھی ہم پر حق ہے آنحضرت کی وجہ سے وجب تم ہم کو ہمارا حق ادا کرو گے تو ہم پر بھی تمہارا حق واجب ہو جائے گا۔ 2- مامون کے دربار میں آپؑ سے بنو ہاشم نے کہا کہ اے ابو الحسنؑ آپ منبر پر جا کر ہمارے لیے کوئی ایسا علم نصب کیجیے کہ جس کی بنا پر ہم اللہ کی عبادت کر سکیں۔ آپؑ منبر پر تشریف لے گئے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی۔ اس کے بعد نبی اکرمؐ اور ان کے اہل بیت صلوٰۃ اللہ علیہم پر صلوٰۃ و درود بھیجا۔ اس کے بعد فرمایا: اللہ کی عبادت کی ابتدا اس کی معرفت ہے اور اللہ کی معرفت کی اصل و بنیاد اس کی توحید ہے۔ اس کی توحید کا نظام اس سے صفات کی نفی ہے۔ عقل گواہی دیتی ہے کہ ہر صفت و موصوف مخلوق ہیں۔ ہر مخلوق گواہی دیتی ہے کہ اس کا ایک خالق ہے۔ جو صفت موصوف نہیں ہے۔ ہر صفت و موصوف ایک دوسرے کے قرین ہونے کی گواہی دیتی ہے۔ قرین ہونا حدوث کی گواہی دیتا ہے اور حدوث ازلی امتناع کی گواہی دیتا ہے۔ 3- آپؑ نماز استسقاء (بارش کے لیے نماز) کے لیے نکلے۔ لوگ بھی آپؑ کے ساتھ تھے۔ آپؑ منبر پر تشریف لے گئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد عرض کیا: اے اللہ! اے پروردگار! تو نے ہم اہل بیت کے حق کو عظمت بخشی ہے۔ یہ لوگ ہم سے متوسل ہوئے ہیں۔ جیسا کہ تو نے حکم دیا ہے۔ انہوں نے تیری فضل اور تیرے رحمت کی امید رکھی ہے۔ تیرے احسان اور تیری نعمت کی توقع رکھتے ہیں۔ پس ان کو سیراب کر۔ ایسی سیرابی جو نفع بخش اور سب کے لیے عام ہو۔ نہ اس میں تاخیر ہو اور نہ وہ مضر ہو۔ ان کے لیے، بارش کی ابتدا یہاں سے ان کے واپس گھروں تک پہنچنے کے بعد ہو۔ چنانچہ ایسی بارش ہوئی جس نے وادیوں، حوضوں اور گڑھوں تالابوں کو بھر دیا۔

آپ کے چند پند و نصائح: ائمہ اہل بیت علیہم السلام نے معاشرے کی اصلاح کے لیے اور امت کو حق کی طرف متوجہ کرنے کے لیے ہر نوع کی کوششیں کی ہیں۔ آپؑ جو اپنے شاگردوں کو درس دیا کرتے اور اسلامی اجتماعات میں جو تعلیمات پھیلاتے اس کے علاوہ آپؑ حضرات اپنے بعض شیعوں اور جو لوگ ان کے اقوال اخذ کرتے اور ان کو مفید وصیت کرتے اور ان پر لازم قرار دیتے کہ ان کی قیمتی تعلیمات پر عمل کریں۔ آج مسلمان اگر تعلیمات کی طرف رجوع کریں جو آئمہ علیہم السلام نے اپنی وصیتوں اور احادیث میں پیش کی ہیں تو اپنی خواہش کے مطابق خیر و سعادت حاصل کر لیں۔

Scanned with CamScanner

یہاں امام رضاؑ کی بعض وصیتیں تحریر کی جاتی ہیں: 1- آپ کی وصیت ہے: اپنے قریبی سے صلہ رحمی کرا گرچہ پانی کے ایک گھونٹ سے ہو اپنے کسی قرابت دار سے صلہ رحمی کا افضل طریقہ اس سے اذیت و تکلیف کو دور کرنا ہے: ولاتبطلوا صدقاتکم بالمن والاذی اپنے صدقات کو احسان جتا کر اور اذیت و تکلیف دے کر باطل نہ کرو۔ 2- علی بن شعیب کا بیان ہے کہ میں ابوالحسن رضاؑ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ آپ نے مجھ سے فرمایا: اے علی لوگوں میں معاش کے لحاظ سے کون زیادہ اچھا ہے۔ میں نے عرض کیا اے میرے آقا و سید آپ اس چیز کو مجھ سے بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: جو اپنے غیر کے معاش کو اپنے معاش میں اچھا بنادے۔ اے علی لوگوں میں کون زیادہ بری معیشت والا ہے۔ میں نے عرض کیا آپ بہتر جانتے ہیں فرمایا وہ جس کی معیشت میں دوسرے کی معیشت نہ ہو۔ اے علی نعمتوں کے ساتھ اچھی ہمسائیگی کرو۔ کیونکہ یہ وحشی ہوتی ہیں جب ایک قوم سے دور ہو جائیں تو پھر اس کی طرف پلٹ کر نہیں آتیں۔ اے علی سب سے برا وہ ہے جو اپنے عطاو بخشش کو روکے۔ اکیلا کھانا کھائے اور اپنے غلام پر سختی کرے۔ خدا سے حسن ظن رکھو۔ جو شخص اللہ سے حسن ظن رکھے گا۔ تو خدا اس کے ظن و گمان کے نزدیک ہے جو تھوڑے رزق پر راضی ہو جائے تو خدا بھی اس کا تھوڑا عمل قبول کرلے گا۔ جو تھوڑے سے حلال پر راضی ہو جائے تو اس کے اخراجات میں تخفیف ہوگی۔ اس کے اہل خانہ خوشحال ہوں گے اور وسعت میں رہیں گے۔ خداوند تعالیٰ اس کو دنیا کی بیماری اور اس کی دوا سے بابصیرت کردے گا اور اس کو صحیح و سالم دنیا سے دارالسلام کی طرف لے جائے گا۔ بخیل کے لیے آرام نہیں: زیادہ حسد کرنے والے کے لیے لذت نہیں۔ ملول و رنجیدہ خاطر کے لیے وفا نہیں ہے۔ جھوٹ بولنے والے میں مروت اور انسانیت نہیں ہے۔ 3- آپ نے شاہزادے عبدالعظیم کو وصیت فرمائی: میری طرف سے میرے اولیاء اور دوستوں کو سلام پہنچانا۔ ان سے کہنا کہ اپنے نفسوں پر شیطان کو راہ نہ دو۔ ان کو گفتگو میں صدق و سچائی اور ادائے امانت کا حکم دو۔ ان کو خاموش رہنے اور لایعنی باتوں میں جنگ وجدال اور جھگڑے سے اجتناب کا حکم دو۔ بعض کو بعض کی طرف جانے اور ایک دوسرے کی زیارت کرنے کا حکم دو۔ یہ چیز میرے قرب کا باعث ہے وہ اپنے آپ کو ایک دوسرے سے توڑنے میں مشغول نہ رکھیں کیونکہ میں نے قسم کھا رکھی ہے کہ جو ایسا کرے گا یا جو میرے دوستوں میں سے کسی کو ناراض کرے گا تو میں اس کے لیے بددعا کروں گا کہ اللہ اس کو دنیا میں شدید ترین عذاب کرے اور آخرت میں وہ خاسرین اور گھاٹا اٹھانے والوں میں سے ہوگا۔

آپ کے بعض خطوط اور تحریریں: امام رضاؑ کی زندگی بڑے بڑے حسین کارناموں سے بھری ہوئی ہے۔ آپ کی مثالی سیرت، آپ کے ہمیشہ باقی رہنے والے آثار اور آپ کی کریم زندگی کا ہر پہلو عظمت سے پر ہے۔ آپ کے آثار میں سے ہر ایک اثر بلند مثال اور فیضان کی تصویر ہے۔ اب ہم یہاں آپ کی وہ نصیحتیں اور وضاحتیں پیش کر رہے ہیں جن کی آج کے زمانے میں بہت زیادہ ضرورت ہے۔ یہ وہ زمانہ ہے کہ جب مادہ پرستی عام ہے اور اچھے اخلاق اور بلند آداب کمیاب ہیں۔ ہم آپ کے بعض رسائل اور خطوط جو موجود ہیں پیش کرتے ہیں۔ 1- آپ کا وہ خط جو آپ نے اپنے فرزند ارجمند ابوجعفر (امام محمد تقی علیہ السلام) کو لکھا: اے اباجعفر مجھے اطلاع ملی ہے کہ جب آپ سوار ہوتے ہیں تو موالی اور غلام آپ کو چھوٹے دروازے سے باہر لے جاتے ہیں۔ یہ ان کے بخیل ہونے کی وجہ سے ہے تاکہ آپ سے کوئی چیز اور اچھائی حاصل نہ کرسکے۔ جو میرا حق آپ پر ہے اس کا واسطہ دے کر میں خواہش کرتا ہوں کہ آپ کا نکلنا اور واپس آنا بڑے دروازے ہی سے ہونا چاہیے۔ جب آپ سوار ہوں تو آپ کے ساتھ سونا اور چاندی (درہم و دینار) ہونا چاہیے جو بھی آپ سے سوال کرے آپ اسے دیں۔ آپ کے چچاؤں میں سے جو آپ سے سوال کرے تو ان کو پچاس دینار سے کم نہ دیں۔ اس سے زیادہ کا آپ کو اختیار ہے۔ آپ کی پھوپھیوں میں سے جو آپ سے سوال کرے تو ان کو پچیس دینار سے کم نہ دینا۔ اس سے زیادہ آپ کی مرضی پر ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ خداوند عالم آپ کو رفعت و بلندی عطا کرے۔ صاحب عرش خدا سے فقر و فاقہ کا خوف نہ رکھنا۔ 2- فتح بن یزید جرجانی نے آپ سے ایک خط میں توحید کے بعض مسائل کے بارے میں سوال کیا تھا۔ آپ نے جواب میں لکھا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ حمد و تعریف ہے اس اللہ کی جس نے بندوں کو حمد و ثنا کا الہام کیا ہے۔ ان کو اپنی ربوبیت کی معرفت پر خلق کیا ہے۔ جس نے اپنی مخلوق کے ذریعے اپنے وجود پر دلالت کی ہے۔ اپنی مخلوق کے حدوث سے اپنے ازلی ہونے پر اور ان کو ایک دوسرے کا مشابہ بنا کر اس بات پر کہ اس کے مشابہ کوئی نہیں دلیل دی ہے۔ اس نے اپنی آیات و نشانیوں سے اپنی قدرت کی شہادت و گواہی چاہی ہے۔ وہ جس کی ذات صفات سے ممتنع ہے۔ نگاہوں سے اسے دیکھنا اور اوہام کے ذریعے اس کی ذات کا احاطہ کرنا ناممکن ہے۔ اس کے ہونے کی مدت نہیں۔ اس کی بقا کی کوئی انتہا نہیں۔ نہ مشاعر اس کو شامل ہوسکتے ہیں اور نہ ہی حجاب اس کے لیے حاجب بن سکتے ہیں۔ اس کے اور اس کی مخلوق کے درمیان ایک حجاب ہے کیونکہ وہ ان چیزوں سے امتناع رکھتا ہے جو ان کی ذوات کے لیے ممکن ہیں اور ان کی ذوات کے لیے امکان ہے ان چیزوں کا جن سے اس کی ذات کا امتناع ہے۔ اس لیے بھی کہ صانع و مصنوع اور رب و مربوب، حد بندی کرنے والے اور محدود میں فرق ہے۔ وہ ایک ہے مگر عدد کی تاویل میں نہیں۔ وہ خالق ہے مگر حرکت کے معنی میں نہیں۔ وہ سننے والا ہے مگر آلے کے ذریعے نہیں۔ وہ دیکھنے والا ہے مگر آلے کی تفریق کے ساتھ نہیں، وہ مشاہدہ کرتا ہے مگر مس کرنے کے ذریعے نہیں، وہ جدا ہونے والا ہے مگر مسافت طے کرکے نہیں، وہ باطن اور چھپا ہوا ہے مگر کسی چیز میں چھپ جانے سے نہیں، وہ ظاہر ہے مگر اس کی حد بندی نہیں کی جاسکتی۔ اس کی کنہ اور حقیقت تک پہنچنے سے پہلے ناقدانہ نگاہیں تھک جاتی ہیں۔ اس کے وجود نے جولان کرنے والے اوہام و تخیل کو روک دیا ہے۔

دین و دیانت کی ابتدا اس کی معرفت ہے کمال معرفت اس کی توحید ہے۔ کمال توحید اس سے صفات کی نفی کرنا ہے۔ اس لیے کہ ہر صفت گواہی دیتی ہے کہ وہ موصوف کا غیر ہے اور ہر موصوف گواہی دیتا ہے کہ وہ صفت کا غیر ہے۔ وہ دونوں مل کر خود ایک دوسرے سے جدائی کی گواہی دیتے ہیں۔ ایسی جدائی جس میں ازلیت محال ہے۔ چنانچہ جو خدا کا وصف کرے، اس نے اس کی حد بندی کی۔ جس نے حد بندی کی وہ اس کو شمار میں لایا۔ جو اس کو شمار میں لایا اس نے اس کی ازلیت کو باطل کردیا۔ جس نے کہا وہ کیسا ہے تو اس کا وصف کرنا چاہا۔ جس نے کہا وہ کس چیز پر ہے اس نے اس کو محمول قرار دیا ہے۔ جس نے کہا کہاں ہے اس نے کچھ جگہوں کو اس سے خالی قرار دیا ہے۔ جس نے کہا وہ کب تک ہے اس نے اس کا وقت مقرر کیا، وہ عالم تھا۔ جب کوئی معلوم نہیں تھا، وہ خالق تھا جب کوئی مخلوق نہیں تھی۔ وہ رب تھا جب کوئی مربوب نہیں تھا۔ وہ الٰہ (و پناہ گاہ) تھا جب کوئی پناہ لینے والا نہ تھا۔ اس طور پر ہمارے پروردگار کی تعریف کی جاسکتی ہے۔ جب کہ وہ اس سے بالا ہے جو اس کی تعریف و توصیف کرنے والے توصیف و تعریف کرتے ہیں۔

آپ کے کلمات اور حکمت کی باتیں: یہاں ہم بعض وہ حکمت کے کلمات پیش کرتے ہیں جو امام رضاؑ سے منقول ہیں۔ یہ مختصر مگر جامع کلمات معرفت، اخلاق، ہدایت اور حق کی دعوت کے خزانے ہیں۔ بڑی سے بڑی کتابیں ان کی حامل نہیں۔ اس کا امکان ہے کہ ان میں سے ہر کلمہ کی ایک مستقل کتاب میں محققین تشریح کرسکتے ہیں۔ جس میں ان علوم و تعلیمات کو مفصل بیان کیا جائے جو کچھ ان جملوں اور کلمات میں چھپے ہوئے ہیں۔ ہم ان سے ایک نہج اور طرز سیکھ کر اور ایک راہ اور طریق معین کرکے اس کا اتباع کرسکتے ہیں۔ ان سے ایسی دلیل بنائیں جس کی ہدایت پر ہم چلیں۔ اس طرح اہل بیت علیہم السلام کے بتائے ہوئے طرز پر اپنے کردار کو ڈھال سکیں اور اس طرف رخ کریں جس جہت پر انہوں نے ہم کو متوجہ کیا ہے۔ وہ کلمات درج ذیل ہیں: 1- آپ نے فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ کو اس کی مخلوق سے تشبیہ دے وہ مشرک ہے اور جو اللہ کی طرف اس چیز کی نسبت دے جس سے اس نے منع کیا ہے وہ کافر ہے۔ 2- آپ نے فرمایا: حلم و علم اور خاموشی فقیہ کی علامات میں سے ہیں۔ خاموش رہنا حکمت و دانائی کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے۔ خاموشی بلاشبہ محبت لاتی ہے اور وہ ہر خیر اور اچھائی کی دلیل ہے۔ 3- ہر شخص کا دوست اس کی عقل ہے اور اس کا دشمن اس کی جہالت ہے۔ 4- سب سے زیادہ قریب اللہ عزوجل سے بندہ اس وقت ہوتا ہے جب وہ سجدے میں ہو۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کا یہ ارشاد اس بات کی دلالت کرتا ہے: واسجد و اقترب۔ سجدہ کر اور قرب حاصل کر۔ 5- نماز ہر متقی کے لیے قرب الٰہی کا باعث ہے۔ 6- سخی اللہ سے قریب ہوتا ہے۔ جنت سے قریب ہوتا ہے اور لوگوں سے قریب ہوتا ہے جہنم کی آگ سے دور ہوتا ہے۔ بخیل جنت سے دور ہوتا ہے، لوگوں سے دور ہوتا ہے اور جہنم کی آگ سے قریب ہوتا ہے۔ 7- سخاوت ایک درخت ہے جنت میں۔ اس کی ٹہنیاں دنیا میں ہیں جو شخص اس کی کسی ٹہنی سے چمٹ جائے وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔ 8- خدا نے کوئی نبی مبعوث نہیں کیا مگر شراب کی حرمت کے ساتھ۔ 9- آپ نے فرمایا: مومن جب کوئی اچھا کام کرتا ہے تو خوشی محسوس کرتا ہے اور جب برا کام کرتا ہے تو استغفار کرتا ہے۔ مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان سالم رہیں۔ وہ شخص ہم میں سے نہیں جس کا پڑوسی اس کے شر اور برائی سے مامون نہیں۔ 10- آپ نے فرمایا: ایمان کے چار رکن ہیں۔ اللہ پر توکل کرنا۔ اللہ کی قضاء اور فیصلے پر راضی رہنا، اللہ کے امر کو تسلیم کرنا اور اپنے معاملات اللہ کے سپرد کرنا۔ 11- آپ نے فرمایا: جو شخص دنیا میں (مخلوقات میں سے) اپنے منعم کا شکریہ ادا نہیں کرتا اس نے اللہ عزوجل کا شکریہ ادا نہیں کیا۔ 12- آپ نے فرمایا: لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا۔ جس میں عافیت کے دس جزو ہوں گے۔ جن میں سے نو جزو لوگوں سے الگ تھلگ رہنے میں اور ایک خاموش رہنے میں ہوگا۔ 13- کوئی بندہ ایمان کی حقیقت کی تکمیل نہیں کرسکتا۔ جب تک اس میں تین صفات نہ پیدا ہوں۔ دین میں تفقہ (یعنی دینی فہم)، معیشت میں حسن تقدیر اور اندازہ اور مصائب و آلام پر صبر کرنا۔ 14- آپ نے فرمایا: خداوند عالم نے تین چیزوں سے ملا کر حکم دیا ہے نماز کے ساتھ زکوٰۃ کا حکم دیا ہے۔ جو شخص نماز پڑھے اور زکوٰۃ نہ دے اس کی نماز قبول نہ ہوگی۔ اپنے شکر کے ساتھ والدین کا شکریہ ادا کرنے کا حکم دیا ہے۔ جو شخص والدین کا شکرگزار نہیں اس نے خدا کا شکر ادا نہیں کیا۔ اللہ سے ڈرنے اور اس کے ساتھ صلہ رحمی کا حکم دیا ہے جو اپنے رشتہ داروں سے صلہ رحمی نہیں کرتا اس میں اللہ عزوجل کا تقویٰ اور خوف نہیں۔ 15- جو اپنے نفس کا محاسبہ کرے وہ فائدے میں رہا اور جو اس سے غافل رہا وہ خسارے میں رہا۔ جو خوف خدا رکھے وہ مامون ہے، جو عبرت حاصل کرے وہ بابصیرت ہے۔ جو فہم

Scanned with CamScanner

رکھتا ہے وہ علم حاصل کرے گا۔ جاہل کا دوست تعب اور مشقت میں پڑ جاتا ہے۔ بہترین مال وہ ہے جس سے عزت بچائی جاسکے۔ بہترین عقل انسان کا اپنی معرفت حاصل کرنا اور خود شناسی ہے۔ مومن جب غصہ میں ہوتا ہے تو اس کا غصہ اس کو حق سے دور نہیں کر دیتا اور وہ جب راضی ہوتا ہے تو اس کی رضا اس کو باطل کے قریب نہیں کرتی۔ جب مومن قدرت اور طاقت رکھتا ہے تو وہ اپنے حق سے زیادہ نہیں لیتا۔ **16-** آپؑ نے فرمایا: کسی شخص کی عقل اس وقت تک مکمل نہیں ہوتی جب تک اس میں دس صفات نہ پائی جائیں۔ اس سے خیر و بھلائی کی امید کی جائے اور وہ شر اور برائی کے کام کرنے سے مامون ہو۔ اپنے غیر کی تھوڑی سی خیر و بھلائی کو زیادہ سمجھے۔ خود اپنی بہت سی خیر اور بھلائی کو کم سمجھے۔ اس کی حاجت طلب کی جائے تو اس سے نہ تھکے۔ ساری زندگی طلب علم سے ملول نہ ہو۔ اللہ کی راہ میں اس کو فقر و فاقہ، غنی اور تونگری سے زیادہ محبوب ہو۔ اللہ کی راہ میں اس کو ذلت اور خواری، عزت سے زیادہ پسند ہو۔ وہ شہرت سے زیادہ گمنامی کو چاہتا ہو۔ جب دوسرے کو دیکھے تو یہ کہے کہ وہ مجھ سے بہتر اور زیادہ پرہیزگار ہے۔ **17-** معاش کے لحاظ سے سب سے اچھا وہ شخص ہے جس کی معاش میں اس کے غیر کی معاش چھپی ہو۔ **18-** دلوں کے لیے اقبال (آگے بڑھنا) اور ادبار (پیچھے ہٹنا) اور کبھی نشاط و خوشی اور کبھی سستی اور کاہلی ہوتی ہے چنانچہ جب وہ آگے بڑھیں تو ان میں بصیرت اور فہم اور سوجھ بوجھ ہوتی ہے۔ جب وہ پیچھے ہٹیں تو تھکے ماندے اور ملول و رنجیدہ ہوتے ہیں۔ ان کو ان کے اقبال اور آگے بڑھنے اور نشاط کے موقع پر پکڑ لو اور ان کے ادبار، پیٹھ پھیرنے اور سستی اور کاہلی کے موقع پر چھوڑ دو۔ **19-** آپؑ نے فرمایا: مردوں کا کسی مرد کے پیچھے چلنا اس کا اجاع ہے۔ جس کے پیچھے وہ چل رہے ہیں اس کے لیے فتنہ اور امتحان ہے۔ تابع اور پیچھے چلنے والے کے لیے ذلت و رسوائی ہے۔ **20-** آپؑ نے فرمایا: اس مخلوق (انسان) کو تین موقعوں پر سب سے زیادہ وحشت ہوتی ہے۔ اول جس دن وہ پیدا ہوتا ہے اور تو مولود شکم مادر سے باہر دنیا میں آتا ہے اور دنیا کو دیکھتا ہے۔ دوسرے جس دن مرتا ہے اور آخرت اور اس کی حقیقت کو دیکھتا ہے۔ تیسرے جس دن وہ قبر سے اُٹھے گا اور ایسے احکام دیکھے گا جو اس نے دار دنیا میں نہیں دیکھے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان ہی تین موقعوں پر حضرت یحییٰؑ پر سلام بھیجا ہے اور ان مواقع کے خوف کو امن میں بدلا ہے۔ جیسا کہ فرمایا: **وسلام علیه یوم ولد و یوم یموت و یوم یبعث حیا**۔ اس پر سلامتی ہے جس دن وہ پیدا ہوئے اور جس دن وہ مرے اور جس دن زندہ ہو کر اٹھیں گے۔ حضرت عیسیٰ بن مریمؑ نے اپنے اوپر ان ہی تین موقعوں پر سلام بھیجا ہے اور کہا ہے: **والسلام یوم ولدت و یوم اموت و یوم ابعث**۔ اور مجھ پر سلامتی ہے جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن میں مروں گا اور جس دن میں زندہ ہو کر قبر سے نکلوں گا۔ **21-** صاحب نعمت کو چاہیے کہ اپنے اہل و عیال کو وسعت و فراخی میں رکھے۔ **22-** عبادت زیادہ روزے رکھنا اور نماز پڑھنا نہیں۔ عبادت تو امر خدا میں زیادہ غور و فکر کرنا ہے۔ **23-** بخیل کے لیے راحت نہیں۔ حاسد کے لیے کسی چیز میں لذت نہیں۔ ملول اور رنجیدہ کے لیے وفا اور کسی کار خیر کی تکمیل نہیں۔ جھوٹے شخص میں مروت اور انسانیت نہیں۔ **24-** وہ شخص سزا سے نہیں بچ سکتا جو ظلم اور زیادتی کے ذریعے کھاتا ہے۔ **25-** ایک شخص کا عجب اور اپنے اوپر اترانا یہ بھی ہے کہ اس کے برے عمل کو اچھا بنا کر پیش کیا جائے تو وہ اس کو اچھا سمجھ کر اس پر اتر آئے اور خیال کرے کہ اس نے کوئی اچھا عمل کیا ہے۔ وہ اپنے عمل سے اللہ تعالیٰ پر احسان جتائے۔ جبکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ہی اس پر احسان ہے۔ **26-** جو شخص چغل خوری کر کے تجھ کو نصیحت کرنا چاہتا ہے اس کے لیے وہ حساب و کتاب کافی ہے جو وہ عاقبت میں پائے گا۔ **27-** خداوند تعالیٰ بلاشبہ قیل و قال کو اور مال و متاع کو ضائع کرنے کو اور زیادہ سوال کرنے کو باعث غضب سمجھتا ہے۔ **28-** شادی بیاہ کے موقع پر کھانا کھلانا سنت ہے۔ **29-** جو شخص فاضل مال اس لیے طلب کرتا ہے کہ اپنے اہل و عیال کی عزت و آبرو محفوظ رکھ سکے تو اس کا اجر اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے سے کہیں برتر ہے۔ **30-** آپؑ نے فرمایا: جس شخص میں یہ پانچ چیزیں نہ ہوں اس سے دنیا اور آخرت کی کسی چیز کی امید نہ رکھو۔ قابل اطمینان ہونا جس کی اصل اور حسب میں، کرم جس کی طبیعت اور مزاج میں، پختگی جس کے اخلاق میں، عطا اور بخشش کرنا جس کے نفس میں اور اپنے پروردگار کا خوف جس میں پہچانا نہ جائے۔

آپؑ کے بعض مناظرے: امام رضاؑ کا زمانہ علم کی وسعت اور علم کلام کے سامنے مختلف مذاہب اور ادیان کے علماء کا عقائد اور دوسرے علمی مسائل میں غور و خوض میں وسعت کے لیے ممتاز ہے۔ چنانچہ مناظروں میں فلسفیوں اور دوسرے علماء اور متکلمین کو امام کے مقابلے میں کھینچ کر لانا اور خیال کرنا کہیں کسی سوال و جواب میں امام عاجز رہ جائیں تو جمہور مسلمین کی نظروں سے گر جائیں گے۔ آپؑ پر درود و صلوٰۃ ہو آپؑ سب کو کاٹ دیتے اور ان پر حجت اور دلیل قائم کرتے اور آخر کار ان سے حق کا اقرار کرا لیتے۔ آپ سب پر غالب آجاتے ان میں سے بعض افراد آپؑ کے ہاتھ پر اسلام لے آتے۔ ان حجج اور دلائل کے نتیجے میں جو وہ آپؑ سے سنتے۔ کوئی آپؑ کے مناظروں کو جمع کرے تو وہ ایک مستقل کتاب بن جائے۔ یہاں ہم بعض انتخاب پیش کرتے ہیں۔ محترم قاری شیخ طبرسی علیہ الرحمۃ کی کتاب "الاحتجاج" میں تفاصیل ملاحظہ کر سکتے ہیں۔ جہاں شیخ نے ایک الگ باب میں آپؑ کے جوابات اور مناظروں کی تفصیل پیش کی ہے۔ **1-** ابوصلت ہروی کہتے ہیں کہ جب مامون نے علی بن موسیٰ رضا علیہما السلام کے لیے اہل اسلام اور دوسرے ادیان جیسے یہود و نصاریٰ مجوسی اور صابئین کے متکلمین اور دوسرے مناظرہ کرنے والوں کو جمع کیا تو وہاں سے جو بھی اٹھا اس کو آپ نے اپنی حجت اور دلیل سے لاجواب کر دیا۔ اس طرح جیسے اس کے منہ میں پتھر بھر دیا گیا ہو۔ علی بن محمد بن جہم کھڑا ہوا اور آپ سے سوال کیا کہ اے فرزند رسول اللہؐ کیا آپ انبیاءؑ کی عصمت کے قائل ہیں۔ آپؑ نے فرمایا ہاں۔ اس نے پوچھا کہ پھر آپ اللہ عزوجل کے اس قول میں کیا کریں گے۔ **وعصی ادم ربه فغوی**۔ اور اس عزوجل کے اس قول میں۔ **واذا النون اذ ذهب مغاضبا فظن ان لن نقدر علیه**۔ اور حضرت یوسفؑ کے بارے میں اس عزوجل کے اس قول میں۔ **ولقد همت به وهم بها**۔ اور حضرت داؤدؑ کے بارے میں عزوجل کے اس قول میں۔ **وظن داود انما فتناه**۔ اور اللہ تعالیٰ کے اپنے پیارے نبی محمدؐ کے بارے میں اس قول میں۔ **وتخفی فی نفسك ما الله مبدیه**۔ امام رضاؑ نے فرمایا: وائے اور ہلاکت ہو تیرے لیے۔ اللہ سے ڈر اور اللہ کے انبیاء سے فواحش اور برے کاموں کی نسبت نہ دے۔ اپنی رائے سے اللہ کی کتاب کی تاویل نہ کر کیوں کہ اللہ عزوجل نے فرمایا: **ولا یعلم تاویله الا الله والراسخون فی العلم** اس کی تاویل کو نہیں جانتے بجز اللہ اور راسخین فی العلم کے۔ خدا عزوجل کا آدمؑ کے بارے میں یہ ارشاد: **وعصی آدم ربه فغوی**۔ تو اللہ عزوجل نے آدمؑ کو اپنی زمین میں خلیفہ کے طور پر پیدا کیا تھا۔ ان کو جنت کے لیے خلق نہیں فرمایا تھا۔ آدمؑ سے یہ حکم عدولی (ترک اولیٰ) جنت میں ہوئی نہ کہ زمین میں۔ آدمؑ کی عصمت زمین میں ہوئی ضروری اور واجب ہے تاکہ اللہ کے امر اور حکم کی تقدیریں تکمیل کو پہنچیں جب ان کو زمین کی طرف اتارا اور زمین میں اپنا خلیفہ قرار دیا تو ان کو معصوم بنایا عزوجل کے اس قول کے مطابق: **ان الله اصطفی آدم و نوحا آل ابراهیم و ال عمران علی العالمین**۔ بیشک اللہ نے آدمؑ و نوحؑ اور آل ابراہیمؑ و آل عمران کو سب جہانوں پر مصطفیٰ قرار دیا۔ اللہ عزوجل کا یہ قول: **وذوالنون اذهب مغاضبا و ظن ان لن نقدر علیه** یہاں ظن کا معنی ہے یقین پیدا کیا کہ خدا اس پر رزق میں تنگی نہیں کرے گا۔ کیا تو نے اللہ عزوجل کا یہ قول نہیں سنا: **وما اذا ما ابتلاه ربه فقدر علیه رزقه** اور جب اس کے پروردگار نے اس کا امتحان لیا تو اس پر اس کے رزق میں تنگی کر دی۔ یعنی اس کی روزی کو تنگ کر دیا۔ اگر وہ یہ گمان کرتا کہ خدا اس پر قدرت نہیں رکھتا تو کافر ہو جاتا۔ اب اللہ عزوجل کا یوسفؑ کے بارے میں یہ قول: **ولقد همت به وهم بها**۔ زلیخا نے معصیت اور نافرمانی کا ارادہ کیا اور یوسف علیہ السلام نے اس کو قتل کرنے کا ارادہ کیا یعنی وہ اگر ان کو اس گناہ پر مجبور کرے۔ حضرت یوسفؑ کے دل میں یہ گناہ اس قدر بھیانک اور برا تھا۔ مگر خدا نے یوسفؑ سے اس کے قتل اور اس برائی کو ہٹا دیا۔ خدا عزوجل کا یہ قول اس کی تائید کرتا ہے کہ: **کذلك لنصرف عنه السوء والفحشاء** اس طرح ہوا تاکہ ہم برائی اور قبیح فعل کو اس سے پھیر دیں یعنی قتل کو بھی اور زنا کو بھی ان سے دور کر دیا۔ امام رضاؑ نے فرمایا کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے بارے میں تمہارے یہاں کے لوگ کیا کہتے ہیں۔ علی بن محمد بن جہم نے کہا کہ وہ کہتے ہیں کہ داؤد علیہ السلام محراب عبادت میں مشغول تھے کہ ابلیس ایک خوبصورت پرندے کی شکل میں ان کے سامنے آیا۔ حضرت داؤدؑ نے نماز توڑ دی اور اس پرندے کو پکڑنے کے لیے بھاگے۔ وہ ایک گھر کی چھت پر جا بیٹھا آپ بھی اس کو پکڑنے کے لیے اس گھر کی چھت پر چڑھ گئے۔ وہ پرندہ اوریا بن حنان کے گھر کے اندر جا بیٹھا۔ اس وقت اوریا کی بیوی نہا رہی تھی۔ داؤدؑ اس کو دیکھ کر فریفتہ ہو گئے۔ اس دوران حضرت داؤدؑ نے اوریا کو کسی جنگ پر بھیجا ہوا تھا۔ اس دستے کے کمانڈر کو لکھا کہ اوریا کو تابوت کے آگے رکھا کرو۔ اوریا تابوت کے آگے ہو کر مشرکوں کے خلاف جنگ میں فتح یاب ہوا۔ یہ بات داؤدؑ پر گراں گزری۔ دوبارہ کمانڈر کو لکھا کہ اوریا کو اب بھی تابوت سے آگے رکھے۔ اس دفعہ اوریا مارا گیا۔ اس طور داؤدؑ نے اس کی بیوہ سے شادی کر لی۔ راوی کہتا ہے کہ امام رضاؑ نے اپنا ہاتھ پیشانی پر مارا اور فرمایا: انا للہ وانا الیہ راجعون۔ تم نے اللہ کے ایک نبی کے لیے نماز کو تیر سمجھنے، پرندے کے پیچھے بھاگنے، ایک برائی، فحشا اور پھر قتل کی نسبت دی ہے۔ اس نے پوچھا اے فرزند رسول اللہؐ تو پھر ان سے خطا اور غلطی ہوئی تھی۔ آپؑ نے فرمایا: وائے ہو تجھ پر دراصل داؤدؑ نے یہ گمان کیا کہ اللہ عزوجل نے کوئی مخلوق ان سے زیادہ صاحب علم پیدا نہیں کی تو خدا عزوجل نے دو فرشتے ان کے پاس بھیجے جو محراب کی دیوار سے اوپر آ گئے اور کہا: **خصمان بغی بعضنا علی بعض فا حکم بیننا بالحق ولا تشطط واهدنا الی سواء الصراط ان هذا اخی له تسع وتسعون نعجه ولی نعجه واحدة فقال اکفلنیها و عزنی فی الخطاب**۔ ترجمہ: ہم دونوں ایک مقدمے کے فریق ہیں۔ ہم میں سے ایک نے دوسرے پر زیادتی کی ہے۔ آپ ہمارے درمیان ٹھیک ٹھاک فیصلہ کر دیجیے اور انصاف سے نہ گزریے۔ ہم کو سیدھی راہ کی ہدایت کیجیے۔ یہ میرا بھائی ہے۔ اس کے پاس ننانوے دنبیاں ہیں۔ میرے پاس صرف ایک دنبی ہے۔ پھر بھی یہ کہتا ہے یہ دنبی بھی مجھ ہی کو دے دو مجھ سے سخت رویہ رکھتا ہے۔ حضرت داؤدؑ نے مدعا علیہ کے خلاف جلدی فیصلہ دے دیا اور کہا اس نے تیری دنبی کا اپنی دنبیوں میں ملانے کی بات کر کے تجھ پر ظلم کیا ہے۔ مدعی سے نہ اس بات پر گواہ مانگے اور نہ مدعا علیہ سے دریافت کیا کہ اس سلسلے میں تجھ کو کیا کہنا ہے۔ چنانچہ فیصلہ کرنے کے بارے میں یہ وہ غلطی تھی نہ کہ وہ جس کا تم نے ابھی ذکر کیا اور تصور کر لیا ہے۔ کیا اللہ عزوجل کا یہ قول نہیں سنا:

یا داود انا جعلناك خلیفة فی الارض فاحکم بین الناس بالحق ولا تتبع الھوی۔ اے داؤدؑ ہم نے تم کو زمین میں خلیفہ بنایا ہے۔ لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کرو اور ہوا و ہوس کی پیروی نہ کرو۔ پھر اس نے سوال کیا کہ اے فرزند رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ تو اوریا کے ساتھ حضرت داؤدؑ کا کیا واقعہ تھا۔ امام رضاؑ نے فرمایا کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانے میں جب کسی عورت کا شوہر مر جاتا یا قتل ہو جاتا تو وہ پھر شادی بالکل نہیں کرتی۔ (باقی بیوگی کی زندگی گزار دیتی)۔ سب سے پہلے شخص خدا نے جن کے لیے مباح قرار دیا کہ مقتول کی بیوی سے شادی کرے وہ حضرت داؤدؑ تھے تو آپؑ نے اوریا کے قتل ہونے کے بعد اس کی بیوہ سے شادی کی عدت پوری ہونے کے بعد۔ یہ وہ بات تھی جو اوریا کے لوگوں پر شاق گزری۔ اب رہے محمدؐ اور خدا عزوجل کا یہ ارشاد: وتخفی فی نفسك ما اللہ مبدیه و تخشی الناس واللہ احق ان تخشاہ اور تو اپنے نفس میں اس چیز کو چھپائے ہوئے ہے جس کو خدا ظاہر کرنے والا ہے۔ تو لوگوں سے ڈرتا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ زیادہ حق رکھتا ہے کہ تو اس سے ڈرے۔ اللہ عزوجل نے اپنے نبی کو ان بیویوں کے ناموں سے متعارف کرایا تھا جو دنیا میں تھیں اور ان بیویوں کے ناموں سے بھی جو آخرت میں تھیں۔ وہ مومنوں کی مائیں ہیں۔ ان میں سے ایک جن کا نام آپ کو بتایا گیا تھا۔ زینب بن جحش تھیں۔ وہ ان دنوں زید بن حارثہ کی بیوی تھیں۔ آپؐ نے ان کا نام دل میں ہی رکھا۔ کسی سے اس کا اظہار نہیں کیا تا کہ منافقین میں سے کوئی یہ نہ کہے کہ آپؐ نے اس عورت کے متعلق جو ایک شخص کے گھر میں ہے، یہ کہا ہے کہ وہ بھی میری بیوی ہے اور امہات المومنین میں سے ہے۔ آپؐ منافقین کی قیل وقال سے ڈرے تو اللہ عزوجل نے فرمایا: تم لوگوں سے ڈرتے ہو حالانکہ اللہ زیادہ حق رکھتا ہے کہ اس سے ڈرو یعنی اپنے نفس میں ڈریں۔ خدا عزوجل اپنی مخلوق میں سے کسی کی تزویج کا خود نگران اور متولی نہیں بنا مگر حوا کی آدمؑ سے اور زینب کی رسول اللہؐ سے اس قول کے مطابق: فلما قضی زید منها وطرًا زوجنا کها جب زید اپنی حاجت پوری کر چکا (یعنی طلاق دے چکا) تو ہم نے اس کا نکاح تم سے کر دیا۔ اور فاطمہؑ کی حضرت علیؑ سے تزویج کا۔ راوی کہتا ہے کہ علی بن محمد جہم رو پڑا اور کہنے لگا اے فرزند رسول اللہ میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں کہ آج کے بعد سے اللہ کے انبیاء کے بارے میں کوئی بات کروں بجز اس کے جو آپؑ نے ذکر فرمایا۔

2-ایک عیسائی بڑا پادری مسلمان متکلمین سے مناظرہ کرتا تھا کہ ہم سب یعنی عیسائی اور مسلمان حضرت عیسیٰؑ کی نبوت اور کتاب (انجیل) پر متفق ہیں۔ اس پر بھی کہ وہ آسمان میں زندہ اور سلامت ہیں۔ لیکن محمدؐ کی بعثت میں ہمیں اختلاف ہے اور ان کی موت پر اتفاق ہے۔ اس صورت میں کون سی چیز ان کی نبوت پر دلالت کرتی ہے۔ ان باتوں سے مسلمان متکلمین حیران و پریشان ہوئے۔ اس کو امام رضا علیہ السلام اور مامون کے پاس حاضر کیا گیا۔ اس نے آ کر سوال کیا کہ آپ حضرت عیسیٰؑ کی نبوت اور ان کی کتاب کے بارے میں کیا کہتے ہیں۔ کیا آپ ان دونوں میں سے کسی چیز کا انکار کرتے ہیں۔ امام رضاؑ نے فرمایا: میں اس عیسیٰؑ کی نبوت اور کتاب کا اقرار کرتا ہوں۔ جنہوں نے اپنی امت کو محمدؐ کی نبوت کی بشارت دی اور اس کا حواریوں نے اقرار کیا ہر اس عیسیٰؑ کی نبوت کا انکار کرتا ہوں جس نے محمدؐ کی نبوت اور ان کی کتاب کا اقرار نہیں کیا اور اس کی بشارت اپنی امت کو نہیں دی۔ وہ پادری یہ سن کر لاجواب ہو گیا۔ پھر امام رضاؑ نے فرمایا: اے نصرانی خدا کی قسم ہم اس عیسیٰؑ پر ایمان رکھتے ہیں جو محمدؐ پر ایمان لے آئے۔ ہم تمہارے عیسیٰ میں کوئی عیب نہیں لگاتے مگر اس کی کمزوری اور روزے نماز کی کمی کا۔ پادری نے کہا خدا کی قسم حضرت عیسیٰؑ ہمیشہ دن کے روزے رکھتے اور رات کو عبادت میں بسر کرتے۔ تو امامؑ نے سوال کیا کہ کس کی نماز پڑھتے تھے اور کس کے لیے روزے رکھتے تھے۔ یہ سن کر وہ مبہوت ہو گیا۔ پادری کہنے لگا کہ جو مردوں کو زندہ کر دے اور اندھوں اور برص کے مریضوں کو اچھا کر دے وہ اس کا مستحق ہے اور اس لائق ہے کہ اس کی عبادت کی جائے۔ امام رضاؑ نے جواب میں فرمایا کہ "الیسع" نے بھی وہ کچھ کیا جو حضرت عیسیٰؑ نے کیا۔ وہ بھی پانی پر چلتا تھا۔ اندھوں اور برص کے مریضوں کو اچھا کر دیتا تھا۔ حزقیل نے **35** ہزار افراد کو ان کے مرنے کے **60** سال بعد زندہ کیا۔ بنی اسرائیل کی ایک قوم طاعون کی وبا کے دوران موت کے خوف سے ہزاروں کی تعداد میں اپنے شہروں سے نکلی۔ خدا نے ان کو ایک ہی وقت میں مار دیا۔ کئی سالوں کے بعد ایک نبیؑ کا ان کی ہڈیوں کے قریب سے گزر ہوا۔ خدا نے اس نبیؑ کی طرف وحی کی کہ وہ ان کو پکاریں۔ نبیؑ نے آواز دی: اے بوسیدہ ہڈیو اذن خدا سے اٹھ کھڑے ہو۔ یہ کہنا تھا کہ وہ لوگ کھڑے ہو گئے۔ آپؑ نے حضرت ابراہیمؑ اور پرندوں والا واقعہ بھی بیان کیا۔ فصرھن الیك۔ ان کو اپنے پاس بلا لو۔ اور حضرت موسیٰؑ کا قصہ اختار موسیٰ۔ جب موسیٰؑ نے منتخب کیے اور انہوں نے کہا۔ لن نؤمن لك حتی نری اللہ جھرہ ہم ہرگز ایمان نہیں لائیں گے جب تک صاف صاف ہم خدا کو دیکھ نہ لیں۔ چنانچہ وہ سب جل گئے۔ خداوند عالم نے حضرت موسیٰؑ کے اس قول کے بعد لوشئت اھلکتھم۔ اگر تو چاہتا ہے تو پہلے انہیں ہلاک کر دیتا۔ ان سب کو زندہ کر دیا۔ قریش کا رسول اللہؐ سے سوال کرنا کہ آپ مردوں کو زندہ کریں۔ تورات، انجیل، زبور اور قرآن نے یہ خبریں دی ہیں۔ تو جو مردوں کو زندہ کر دے اور اللہ کے علاوہ اس کا پروردگار بنایا جائے تو پھر ان سب ہی کو رب اور پروردگار ماننا پڑے گا۔ یہ دلائل سن کر وہ نصرانی مسلمان ہو گیا۔ **3**-جب علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام مامون کے یہاں تشریف لائے تو وہاں عراق اور خراسان کے علماء کا ایک گروہ موجود تھا۔ مامون نے ان سے کہا کہ اس آیت کا معنی بتاؤ: ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا علمائے جواب میں کہا کہ خدا نے پوری امت کا ارادہ کیا ہے۔ مامون نے پوچھا اے ابوالحسنؑ آپ اس بارے میں کیا کہتے ہیں۔ امام رضاؑ نے فرمایا: میں وہ نہیں کہتا جو یہ کہتے ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس سے عترت طاہرہ علیہم السلام مراد لی ہے۔ مامون نے پوچھا وہ کس طرح۔ امت نہیں بلکہ عترت مراد لی ہے۔ امام رضاؑ نے فرمایا: اگر ساری امت کا ارادہ کیا ہوتو پھر ساری امت ہی جنت میں جاتی۔ اللہ کے اس قول: فمنھم ظالم لنفسه و منھم مقتصد و منھم سابق بالخیرات باذن اللہ ذلك ھو الفضل الکبیر۔ پس ان میں سے بعض اپنے اوپر ظلم کرتے ہیں۔ بعض میانہ رو ہیں اور بعض اللہ کے اذن سے خیرات میں سبقت کرنے والے ہیں اور یہی بہت بڑا فضل ہے۔ اس کے بعد ان سب کو جنت میں قرار دیا ہے پس اللہ عزوجل نے کہا ہے: جنات عدن یدخلونھا۔ (اس کے مطابق) تو وراثت عترت طاہرہ کے لیے ہوئی نہ کہ ان کے غیر کے لیے۔ پھر امام رضاؑ نے فرمایا کہ وہی ہیں جن کو خداوند تعالیٰ نے اپنی کتاب میں تعریف و توصیف کی ہے اور کہا ہے کہ: انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھرکم تطھیرا اللہ کا یہ ارادہ ہے اے اہل بیت کہ تم سے ہر قسم کی رجس کو دور رکھے اور تم کو پاک رکھے جس طرح پاک رکھنے کا حق ہے۔ اور وہی ہیں جن کے بارے میں رسول اللہؐ نے فرمایا: "انی مخلف فیکم الثقلین کتاب اللہ و عترتی اھل بیتی لن یفترقا حتی یردا علی الحوض انظر و اکیف تخلفونی فیھما یا ایھا الناس لا تعلمو ھم فانھم اعلم منکم"۔ ترجمہ: میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں۔ اللہ کی کتاب اور اپنی عترت میرے اہل بیتؑ ہیں۔ وہ دونوں ایک دوسرے سے ہرگز جدا نہیں ہوں گے۔ یہاں تک کہ حوض کوثر کے کنارے میرے پاس پہنچیں۔ دیکھنا کہ میرے بعد تم میں ان دونوں سے کیا سلوک کرتے ہو۔ اے لوگو ان (اہل بیت) کو تعلیم دینے کی کوشش نہ کرنا کیونکہ وہ تم سے زیادہ علم رکھتے ہیں۔" علماء کہنے لگے کہ اے ابوالحسنؑ یہ عترت آل ہیں یا غیر آل۔ امام رضاؑ نے فرمایا: وہ آل ہیں۔ علماء جواب میں کہنے لگے کہ رسول اللہؐ سے منقول ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ میری امت میری آل ہے اور یہ آپؐ کے اصحاب خبر مستفیض کے ذریعے کہتے ہیں جس کو رد نہیں کیا جا سکتا۔ یعنی آل محمد واُمتہ (آل محمد آپؐ کی امت ہے)۔ امام رضاؑ نے پوچھا ہے کہ مجھے بتاؤ کہ کیا صدقہ آل محمدؐ پر حرام ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہاں تو آپؑ نے فرمایا پھر امت پر بھی حرام ہوا۔ انہوں نے کہا کہ ایسا نہیں۔ تو آپؑ نے فرمایا کہ یہی فرق ہے آل اور امت میں۔ وائے ہو تم پر تم کو کہاں لے جایا جا رہا ہے۔ کیا تم نے ذکر سے منہ پھیر لیا ہے۔ یا تم ایک مسرف قوم ہو۔ کیا تم کو معلوم نہیں کہ یہ روایت ظاہر میں صرف مصطفیٰ اور ہدایت یافتہ افراد کے لیے ہے نہ کہ دوسروں کے لیے۔ انہوں نے پوچھا: اے ابوالحسنؑ آپؑ نے یہ کہاں سے کہا۔ آپؑ نے فرمایا خدا کے اس قول کی بنا پر: لقد ارسلنا نوحًا و ابراھیم وجعلنا فی ذریتھما النبوۃ والکتاب فمنھم مھتد وکثیر منھم فاسقون۔ بیشک ہم نے نوحؑ اور ابراہیمؑ کو رسول بنا کر بھیجا اور ان دونوں کی ذریت میں نبوت اور کتاب قرار دی۔ ان میں سے بعض ہدایت یافتہ ہیں اور بہت سے ان میں سے فاسق ہیں۔ چنانچہ نبوت اور کتاب کی وراثت ہدایت یافتہ لوگوں میں جاری ہوئی ہے نہ کہ فاسقین میں۔ کیا تم کو نہیں معلوم کہ حضرت نوحؑ نے اپنے پروردگار سے سوال کیا اور کہا: رب ان ابنی من اھلی و ان وعدك الحق۔ پروردگار میرا بیٹا میرے اہل میں سے ہے اور تیرا وعدہ حق ہے۔ یہ اس لیے (کہا) کیونکہ خداوند تعالیٰ نے ان سے وعدہ کیا تھا کہ ان کو اور ان کے اہل اور گھر والوں کو نجات دے گا۔ تو ان سے ان کے رب تبارک و تعالیٰ نے کہا: انه لیس من اھلك انه عمل غیر صالح فلا تسئلن مالیس لك به علم انی اعظك ان تکون من الجاھلین۔ یہ تیرے اہل میں سے نہیں ہے کیونکہ یہ غیر صالح عمل رکھتا ہے۔ اس چیز کے بارے میں مجھ سے سوال نہ کر جس کا تجھے علم نہیں۔ میں تجھے نصیحت کرتا ہوں کہ جاہلوں سے نہ ہونا۔ مامون نے سوال کیا تو کیا اللہ نے عترت کو باقی لوگوں پر فضیلت دی ہے۔ امام رضاؑ نے فرمایا: بے شک اللہ عزیز جبار نے اپنی محکم کتاب میں عترت کو باقی لوگوں پر فضیلت دی ہے۔ مامون نے پوچھا یہ بات اللہ کی کتاب میں کہاں ہے؟ امام رضاؑ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ کے اس قول میں: ان اللہ اصطفیٰ آدم ونوحًا وآل ابراھیم و آل عمران علی العالمین ذریة بعضھا من بعض۔ بے شک اللہ نے آدمؑ و نوحؑ کو اور آل ابراہیمؑ اور آل عمرانؑ کو عالمین پر چن لیا ہے۔ ایسی ذریت ہے جن میں سے بعض دوسرے بعض میں سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ایک دوسری جگہ کہا ہے: ام یحسدون الناس علی ما اتاھم من فضله فقد اتینا آل ابراھیم الکتاب والحکمة وآتینا ھم ملکا عظیما۔ کیا تم ان لوگوں پر حسد کرتے ہو جنہیں خدا نے اپنے فضل سے دیا۔ بے شک ہم نے آل ابراہیمؑ کو کتاب اور حکمت دی ہے اور ان کو عظیم ملک دیا ہے۔ یعنی اطاعت مصطفیٰ اور طاہرین کے لیے ہے اور ملک سے یہاں مراد ان کی اطاعت ہی ہے۔.......... الخ۔ **4**-محمد بن زید رازی کہتا ہے کہ میں نے ایک خارجی کے پاس زہر آلود چھری دیکھی اور اس کو یہ کہتے سنا کہ میں اس شخص کے پاس جاتا ہوں جو یہ خیال کرتا ہے کہ وہ رسول اللہؐ کا فرزند ہے اور اس سے اس طاغوت کی ولی عہدی کی موافقت کرنے کے بارے میں سوال کرتا ہوں اگر اس کے پاس کوئی دلیل

ہوئی تو ٹھیک ہے ورنہ میں لوگوں کو اس سے راحت و آرام بخشوں گا۔ جب وہ امامؑ کی بارگاہ میں آیا تو اس کے بات کرنے سے پہلے امامؑ نے کہا کہ میں تیرے مسئلے کا جواب دیتا مگر ایک شرط ہے۔ خارجی نے پوچھا وہ شرط کیا ہے۔ امامؑ نے فرمایا جب تو جواب سے مطمئن ہو جائے تو اس چیز کو توڑ دینا جو تیرے پاس ہے۔ خارجی یہ سن کر مبہوت ہو گیا۔ اس نے چھری نکالی اور توڑ کر پھینک دی۔ اب اس نے سوال کیا کہ آپ مجھے اس طاغوت سے موافقت کرنے کے بارے میں بتائیں آپ رسولؐ اللہ کے فرزند ہیں اور یہ لوگ آپ کے نزدیک کفار ہیں۔ ابوالحسنؑ نے دریافت فرمایا: تیری کیا رائے ہے۔ یہ زیادہ کافر ہیں یا عزیز مصر اور اس کے ملک کے لوگ۔ یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ لوگ موحد ہیں۔ جب کہ مصر والے نہ اللہ کی توحید کا اقرار کرتے تھے اور نہ ہی اس کی معرفت رکھتے تھے۔ اور یوسفؑ بن یعقوبؑ خود نبی اور نبی کے فرزند تھے۔ انہوں نے عزیز مصر سے کہا: **اجعلني على خزائن الارض انی حفیظ علیم** مجھے زمین کے خزانوں پر مقرر کر دے۔ میں بہتر حفاظت کرنے والا اور زیادہ جاننے والا ہوں۔ چنانچہ حضرت یوسفؑ فراعنہ کے پاس اٹھتے بیٹھتے تھے۔ جب کہ مجھے تو اس امر پر مجبور کیا گیا اور میں خود اس میں شریک ہونے کو ناپسند کرتا تھا۔ اس صورت میں تجھے کیا اعتراض ہے۔ خارجی نے کہا آپ پر کوئی عیب نہیں۔ آپ سچے ہیں اور اللہ کے نبیؐ کے فرزند ہیں۔ 5- ماموں نے ایک دفعہ امام رضاؑ سے کہا کہ میں نے ایک مسئلے میں غور و فکر کیا ہے اور میں ایک صحیح نتیجے تک پہنچنا چاہتا ہوں۔ میں نے اپنے اور آپ کے نسب کے بارے میں سوچا تو ایک جیسی فضیلت پائی۔ میرے رائے میں ہمارے شیعوں کا اس میں اختلاف محض ہوا و ہوس اور تعصب پر مبنی ہے۔ ابوالحسنؑ نے اس سے فرمایا کہ اس بات کا ایک جواب ہے۔ اگر تو چاہے تو اس کا ذکر کروں اور تو چاہے تو میں خاموش رہوں اور وہ بات زبان پر نہ لاؤں۔ ماموں نے کہا یہ بات اسی لیے آپ سے کی ہے کہ آپ اس کے بارے میں اپنی رائے کا اظہار فرمائیں۔ امام رضاؑ نے فرمایا: میں تجھے اللہ کی قسم دیتا ہوں اے امیر! اگر خدا محمدؐ کو مبعوث کرتا اور آپؐ ان پہاڑیوں میں سے کسی پہاڑی کے پیچھے سے نکلتے اور تجھ سے تیری بیٹی کی خواستگاری کرتے تو تو اپنی لڑکی کی شادی ان سے کرتا۔ ماموں نے کہا سبحان اللہ۔ کیا کوئی رسولؐ اللہ سے بھی اعراض کر سکتا ہے۔ امام رضاؑ نے اس سے فرمایا: تیری کیا راہ ہے۔ کیا آنحضرتؐ کے لیے یہ حلال اور جائز ہے کہ آپ مجھ سے خواستگاری کریں۔ ماموں تھوڑی دیر خاموش رہا اور کہنے لگا خدا کی قسم آپ لوگ رسولؐ اللہ سے زیادہ قریبی رشتہ رکھتے ہیں۔ 6- ایک دن ماموں نے امام رضاؑ سے کہا کہ مجھے امیر المومنینؑ کی سب سے بڑی فضیلت بتائیں کہ جس پر قرآن بھی دلالت کرتا ہو۔ امام رضاؑ نے فرمایا کہ وہ مباہلہ کی فضیلت ہے۔ اللہ جل جلالہ فرماتا ہے: **فمن حاجك فیه من بعد ما جاءك من العلم فقل تعالوا ندع ابناءنا و ابناءکم و نساءنا و نساءکم و انفسنا و انفسکم ثم نبتهل فنجعل لعنة اللہ علی الکاذبین**۔ پس جو شخص اس سلسلے میں تم سے حجت کرے تمہارے پاس علم آ جانے کے بعد تو کہہ دیں کہ آؤ ہم بلائیں اپنے بیٹوں کو اور تمہارے بیٹوں کو اور اپنی عورتوں کو اور تمہاری عورتوں کو اور اپنے نفسوں کو اور تمہارے نفسوں کو۔ پھر گڑگڑا کے دعائیں کریں اور جھوٹوں پر اللہ کی لعنت قرار دیں۔ چنانچہ رسولؐ اللہ نے حسنؑ اور حسینؑ کو بلایا۔ وہ آپ کے دو بیٹے تھے اور فاطمہ علیہا السلام کو بلایا۔ پس وہ آپ کے یہاں آپ کی نساء کی جگہ تھیں اور امیر المومنینؑ کو بلایا۔ وہ خدا عزوجل کے حکم سے آپؐ کے نفس اور جان تھے۔ یہ امر طے شدہ ہے کہ اللہ سبحانہٗ کی مخلوق میں سے کوئی بھی رسولؐ اللہ سے اجل و افضل نہیں ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ اللہ عزوجل کے حکم سے جو رسولؐ اللہ کا نفس ہے اس سے بھی کوئی افضل نہ ہوا۔ ماموں نے پھر سوال کیا کہ اللہ نے 'انبیاء' (بیٹے) کو جمع کے لفظ سے ذکر کیا اور رسولؐ اللہ نے خصوصیت سے اپنے دو بیٹوں کو بلایا اور 'نسا' کو بھی جمع کے لفظ سے ذکر کیا اور رسولؐ اللہ نے صرف اپنی اکیلی بیٹی کو بلایا۔ پھر یہ کیوں جائز نہیں کہ ذکر کرے دعا اور بلانے کو اس کی جو آپ کا نفس ہو اور اس سے مراد آنحضرت کا حقیقتاً نفس ہونہ کہ آپ کا غیر۔ اس صورت میں امیر المومنینؑ کے لیے جو فضیلت آپؑ نے ذکر کی ہے وہ نہ ہو۔ امام رضاؑ نے فرمایا: جو کچھ تو نے ذکر کیا ہے اے امیر وہ صحیح نہیں۔ کیوں کہ بلانے والا اپنے غیر ہی کو بلاتا ہے۔ جس طرح حکم کرنے والا اپنے غیر کو حکم کرتا ہے۔ صحیح نہیں کہ اپنے نفس حقیقی کو بلائے جیسا کہ حقیقتاً اپنے نفس کے امر و حکم دینے والا خود نہیں ہوتا۔ مباہلہ میں جب رسولؐ اللہ نے امیر المومنینؑ کے علاوہ کسی مرد کو نہیں بلایا تو اس سے ثابت ہوا کہ وہی جناب، نفس رسولؐ اللہ تھے جن کو خدا نے اپنی کتاب میں نفس مراد لیا ہے اور اس کا حکم اپنی تنزیل میں قرار دیا ہے۔ ماموں نے کہا جب جواب دیا جا چکا تو سوال ساقط ہو جاتا ہے۔ 7- آنجنابؑ سے صباح بن نصر ہندی اور عمران صابی نے ماموں کے دربار میں سوال کیا عمران نے پوچھا کہ آنکھ نور مرکب یا روح چیزوں کو اس کے منظر سے دیکھتی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ آنکھ تو چربی اور سفید و سیاہ ہے اور نظر اور دیکھنا روح کا ہی ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ تو اس میں دیکھے تو تجھے اپنا چہرہ اس کے وسط میں نظر آئے گا۔ انسان اپنا طرح یا پانی میں دیکھتا ہے یا آئینہ میں یا اس قسم کی چیز میں۔ صباح نے پوچھا کہ جب آنکھ اندھی ہو جائے تو پھر روح کس طرح قائم ہے جب کہ نظر چلی گئی ہے۔ آپ نے فرمایا طلوع کرنے والے سورج کی طرح جس کو تاریکی نے ڈھانپ رکھا ہو۔ اس نے دریافت کیا کہ پھر روح کہاں چلی جاتی ہے۔ آپ نے فرمایا وہ روشنی کہاں چلی جاتی ہے جو کمرے کے سوراخ سے جھانک رہی ہوتی ہے۔ جب وہ سوراخ بند کر دیا جائے۔ اس نے کہا ذرا اس کی وضاحت فرمائیں۔ آپؑ نے فرمایا کہ روح کا مسکن دماغ میں ہے۔ اس کی شعاع اور روشنی سارے بدن میں پھیلی ہوئی ہوتی ہے جو سورج کے بمنزلہ ہے۔ جس کا دائرہ (مدار) آسمان میں ہے۔ اور اس کی شعاع زمین میں پھیلی ہوئی ہے۔ اب اگر دائرہ غائب ہو گیا تو سورج باقی نہیں رہے گا۔ اور جب سر کاٹ دیا جائے تو روح باقی نہیں رہتی۔ ان دونوں نے پھر نماز کے سبب کے بارے میں سوال کیا۔ آپ نے فرمایا: ایک اطاعت ہے جس کا خدا نے ان کو حکم دیا ہے اور ایک شریعت ہے جس پر ان کو راغب کیا ہے۔ نماز میں اس کی توقیر، عظمت اور بزرگی ہے اور بندے کی طرف سے خضوع، خشوع اور انکساری ہے۔ جب وہ سجدہ کرتا ہے۔ اس بات کا اقرار ہے کہ اس کے اوپر ایک رب اور پروردگار ہے اور یہ اسی کے لیے سجدہ کرتا ہے۔ ان لوگوں نے روزے کے بارے میں سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ خدا نے اس قسم کی عبادت سے ان کا امتحان لیا ہے کہ اس کے ذریعے وہ اس کے یہاں درجات حاصل کر سکیں اور جس فضل و کرم کا ان پر اس نے انعام کیا ہے اس کو پہنچوائے۔ پانی کی لذت اور کھانے سے سیری کی اہمیت کا اندازہ ہو۔ جب ان کو روزوں میں پیاس لگے تو وہ آخرت میں پیاس کے سب سے بڑے دن کو بھی یاد کریں۔ اس ذریعے سے اطاعت کی طرف میلان اور جھکاؤ اور زیادہ بڑھے۔ ان دونوں اشخاص نے آپؑ سے پھر سوال کیا کہ زنا اور بدکاری کو خدا نے کیوں حرام کیا ہے۔ آپ نے فرمایا: اس لیے کہ اس میں فتنہ و فساد ہے، اس سے وراثت چلی جاتی ہے اور نسب منقطع ہو جاتا ہے۔ زنا کی صورت میں عورت کو پتہ نہیں ہوتا کہ وہ کس سے حاملہ ہوئی۔ نہ ہی بچے کو علم ہوتا ہے کہ اس کا باپ کون ہے۔ نہ ارحام موصولہ اور قرابت معروضہ کو کسی کا پتہ ہوتا ہے۔

8- ماموں دل ہی دل میں اس کا خواہشمند تھا کہ مناظروں اور بحثوں میں امام رضاؑ کو شکست ہو اور دوسرا ان پر بحث میں غالب آ جائے۔ مگر بہرحال اظہار اس کے برعکس کرتا تھا۔ چنانچہ اس کے پاس فقہاء اور متکلمین جمع ہوئے تو پوشیدہ طور پر ان کو اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ آپؑ سے امامت کے مسئلے پر مناظرہ کریں۔ امام رضاؑ نے ان کے سوال پر ان سے کہا اپنے میں سے کسی ایک شخص کو منتخب کر دو۔ جو چیز اس پر لازم آئے گی وہی تم سب پر بھی لازم آئے گی۔ ان لوگوں نے اپنی طرف سے بات کرنے کے لیے یحییٰ بن ضحاک سمرقندی کو آگے کیا۔ اس وقت خراسان میں اس کا کوئی مثل اور ہم پلہ نہیں تھا۔ امام رضاؑ نے اس سے کہا جس چیز کے بارے میں تو چاہے سوال کر۔ اس نے کہ آپؑ سے امامت کے مسئلے میں گفتگو کیجیے۔ آپ نے کس طرح اس کی امامت کا دعویٰ کیا جس کو امام نہیں بنایا گیا اور اس کو چھوڑ دیا جس کو امام چن لیا گیا اور جس پر سب لوگ راضی ہو گئے۔ آپؑ نے فرمایا: اے یحییٰؑ! مجھے اس شخص کے متعلق بتاؤ جو اس کو سچا مانے جو اپنے نفس کے بارے میں جھوٹ بولے۔ اور وہ جھوٹا مانے اس کو جو اپنے بارے میں سچ کہے تو کیا وہ حق اور راستی پر ہو گا یا باطل پر اور خطا کار ہو گا۔ یہ سن کر یحییٰ خاموش ہو گیا۔ ماموں نے اس سے کہا کہ جواب دو تو کہنے لگا امیر المومنین مجھے اس کے جواب سے معاف رکھیے۔ ماموں پھر آپؑ سے کہنے لگا کہ اے ابوالحسنؑ ہم کو اس سوال کا مقصد بتاؤ۔ آپؑ نے فرمایا کہ یحییٰؑ کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے ائمہ کے بارے میں یہ بتائے کہ انہوں نے اپنے بارے میں جھوٹ بولا ہے یا سچ کہا ہے۔ اگر وہ کہتا ہے کہ انہوں نے جھوٹ بولا ہے تو جھوٹے کے لیے امامت نہیں۔ اگر خیال کرے کہ انہوں نے سچ بولا ہے تو پھر ان میں سے پہلے نے کہا کہ "تم نے مجھے والی و حاکم تو بنایا لیکن میں تم سے بہتر نہیں ہوں۔" اس کے بعد آنے والے نے کہا کہ پہلے کی بیعت فلتتاً اور اچانک بے سوچے سمجھے تھی۔ اگر کوئی دوبارہ اس قسم کا کام کرے اس کو قتل کرنا واجب ہے تو ایسا شخص اگر دوسرے کو عہد امامت سپرد کرے تو کس طرح اس کو قبول کر لیا جائے۔ پھر وہ منبر پر بیٹھ کر کہے کہ بے شک میرے لیے ایک شیطان ہے جو مجھے گھیرے رہتا ہے جب وہ مجھے ٹیڑھا کر دے تو تم مجھے سیدھا کر دینا اور جب مجھ سے خطا اور غلطی ہو جائے تو تم مجھے ہدایت کرنا۔ چنانچہ وہ اپنے قول کی بنا پر ائمہ نہیں ہیں۔ انہوں نے سچ کہا تھا یا جھوٹ بولا تھا۔ اس سوال کا جواب یحییٰؑ کے پاس نہیں تھا۔ آپؑ کی گفتگو سے ماموں بہت متاثر ہوا اور کہنے لگا کہ اے ابوالحسنؑ زمین پر آپؑ کے علاوہ کوئی ایسا شخص نہیں جو اس مسئلے کو اس حسن و خوبی سے بیان کرے۔ طبی حوالے سے آپ کے فرامین اور نسخے سونے سے لکھے گئے یہی وجہ ہے آپ کے بے مثال طبی رسالہ کا نام ہی "رسالہ ذہبیہ" ہے۔ آپؑ تمام موجودات چرند پرند نباتات حیوانات اور جمادات کی زبانوں کو جانتے تھے۔ (بحار الانوار ج ۴۹)

بعض جوابات: ہمارے ائمہ علیہم السلام نے گو حکومت اور ریاست سے دور رہ کر زندگی بسر کی اور سلطنت اور قیادت سے الگ رہے مگر مصیبتوں اور عمومی آفات کے وقت وہی جائے پناہ ہوتے تھے اور اہم معاملات میں ملجا اور ماویٰ اور تکالیف میں فریاد رس بھی آپ ہی ہوتے تھے۔ مسلمان حکام ہوں یا رعایا، علماء ہوں یا عوام ہوں، دوست ہوں یا دشمن اپنی مشکلات کے حل میں اور اپنے اہم معاملات کے سلجھانے میں جن چیزوں کو سمجھنا ان کے لیے دشوار ہوتا اور جاننا بھی ضروری ہوتا اور ساتھ ساتھ مسائل کا حل نہیں کر پاتے۔ خصوصاً دین کے امور اور کتاب و سنت کے احکام میں تو وہ ان ہی کی طرف رجوع کرتے۔ اس میں تعجب بھی نہیں کیونکہ آئمہ تھے بھی ایسے ہی۔ وہ معدن علم اور خزانہ وحی تھے۔ رسولؐ اعظم نے اپنا علم ان ہی کو ودیعت کیا تھا اور ان ہی کو اپنے فہم و ادراک کا وارث بنایا تھا۔ وہ اللہ کی طرف

دلیل تھے اور رہبری اور ہدایت کرنے والے تھے۔ اللہ کی طرف مخلوق کی قیادت کرنے والے اور ان کو کھینچ کر لے جانے والے تھے۔ امام رضاؑ کے زمانے کے حالات دوسرے زمانوں کے حالات سے اس معنی میں ممتاز تھے کہ اس وقت علم کی نشر و اشاعت زیادہ ہو رہی تھی اور متکلمین کی کثرت تھی اور پھر آپؑ کی ولی عہدی بھی اس کی ایک بڑی وجہ تھی۔ چنانچہ آپؑ سے بہت سے سوالات مختلف موضوعات پر اس دور میں کیے گئے۔ محمد بن عیسیٰ یقطینی کہتا ہے کہ جب ابوالحسن رضاؑ کے امر میں لوگوں کا آنا جانا شروع ہوا تو آپؑ نے جن مسئلوں کے جوابات دیے ان میں سے 18 ہزار مسئلے کے سوال و جواب میں نے جمع کیے۔ شیخ صدوق تک جو آپ کی احادیث اور آپؑ کے مسائل کے سلسلے میں جوابات پہنچے وہ انہوں نے بھی جمع کیے اور اس کا نام 'عیون اخبار الرضاؑ' رکھا۔ اب یہاں ان میں سے کچھ جوابات پیش کیے جاتے ہیں۔

1- حسین بن خالد نے آپؑ سے کہا کہ اے فرزند رسولؐ اللہ کے لوگ روایت کرتے ہیں کہ: رسولؐ اللہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کو اپنی صورت پر خلق کیا۔ آپؑ نے فرمایا: خدا ان کو قتل کرے۔ انہوں نے اول حدیث کو حذف کر دیا ہے۔ دو آدمی ایک دوسرے کو برا بھلا کہہ رہے تھے۔ رسولؐ اللہ ان کے قریب سے گزرے تو آپؑ نے سنا کہ ان میں سے ایک دوسرے سے کہہ رہا تھا کہ خدا تیرے چہرے کو اور تیرے جیسے چہرے کو مسخ کرے۔ آپؑ نے فرمایا: اے اللہ کے بندے اپنے بھائی کو یہ نہ کہو کیوں کہ خدا نے آدمؑ کو اس کی صورت و شکل میں پیدا کیا تھا۔ 2- آپؑ سے ایک شخص کے بارے میں سوال کیا گیا جس نے کہا تھا کہ ہر وہ غلام جو میرے ملک میں قدیم ہے وہ آزاد ہے۔ آپؑ نے فرمایا: جس کو اس کی ملکیت میں 6 ماہ گزر گئے ہیں وہ آزاد ہو جائے گا۔ اور وہ خداوند تعالیٰ کے اس قول کی بنا پر: **والقمر قدرناه منازل حتى عاد كالعرجون القديم** چاند کے لیے ہم نے منزلیں مقرر کر دیں ہیں۔ یہاں تک کہ ہر پھر کر (آخر ماہ میں) کھجور کی پرانی ٹہنی کا سا (پتلا اور کج) ہو جاتا ہے تو قدیم اور جدید ٹہنی کے درمیان 6 ماہ کا فاصلہ ہے۔ 3- آپؑ سے سفلہ (اوباش) لوگوں کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپؑ نے فرمایا کہ وہ جس کے پاس کوئی ایسی چیز ہو جو اس کو خدا سے مشغول رکھے۔ 4- ایک دفعہ آپؑ سے دریافت کیا گیا کہ آپؑ نے کس حالت میں صبح کی۔ آپؑ نے فرمایا: میں نے صبح کی ہے کم ہونے والی مدت کے محفوظ عمل کے ساتھ۔ موت ہمارے انتظار میں ہے۔ آگ ہمارے پیچھے ہے اور ہم نہیں جانتے کہ ہم سے کیا سلوک کیا جائے گا۔ 5- آپؑ سے کسی نے کہا کہ خدا بندوں کو ایسی چیز کی ذمہ داری سونپتا ہے جس کی وہ طاقت نہ رکھتے ہوں۔ آپؑ نے فرمایا: خدا اس سے زیادہ عادل ہے۔ اس نے کہا جو وہ ارادہ کریں اس کے کرنے کی استطاعت رکھتے ہیں۔ آپؑ نے فرمایا: وہ اس سے زیادہ عاجز ہیں۔ امین علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ خدا بہتر جانتا ہے کہ اللہ کے قدرت عطا کرنے سے مستغنی اور بے پرواہ ہو کر وہ جو کچھ کرنا چاہیں اس کی وہ استطاعت نہیں رکھتے۔ 6- ابن سکیت نے آپؑ سے سوال کیا کہ خدا نے موسیٰؑ بن عمران کو ید بیضا اور جادو کے جیسے معجزے کے ساتھ، حضرت عیسیٰؑ کو طب کے معجزے کے ساتھ اور محمدؐ کو کلام اور خطبات کے معجزے کے ساتھ کیوں مبعوث فرمایا۔ آپؑ نے فرمایا: جب خداوند عالم نے حضرت موسیٰؑ کو مبعوث کیا تو آپ کے زمانے والوں میں جادو کا بہت زور تھا۔ چنانچہ وہ اپنی قوم کے پاس اللہ کی طرف سے ایسا معجزہ لے کر آئے کہ جس کا مقابلہ ان کی قوم نہ کر سکی۔ اس کے ذریعے انہوں نے ان کے جادو کو باطل کر دیا اور ان پر حجت ثابت کر دی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ کو ایسے وقت میں مبعوث کیا جب مزمن (Chronic) بیماریاں پھیل گئی تھیں اور لوگ علاج کے محتاج تھے۔ چنانچہ اللہ کے یہاں سے وہ ان کے پاس ایسا معجزہ لے کر آئے جس کی مثال ان کے پاس نہیں تھی۔ اس سے انہوں نے اللہ کے اذن سے مردوں کو زندہ کیا، نابیناؤں کو بینائی دی اور برص کے مریضوں کو شفایاب کیا۔ اس طرح ان پر حجت ثابت اور قائم کر دی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمدؐ کو ایسے دور میں مبعوث کیا جب لوگوں میں خطبات اور کلام کا زیادہ غلبہ تھا۔ چنانچہ آپؐ ان کے پاس اللہ کی طرف سے اس کے مواعظ اور احکام لے کر آئے۔ جن کے ذریعے ان کے قول کو باطل کیا اور ان پر حجت ثابت اور قائم کر دی۔ پھر ابن سکیت نے پوچھا کہ اس وقت مخلوق پر کیا چیز حجت ہے؟ آپؑ نے فرمایا: عقل، جس سے اللہ پر سچ بولنے والا پہچانا جاتا ہے اور وہ اس کی تصدیق کرتی ہے۔ اللہ پر جھوٹ بولنے والا بھی پہچانا جاتا ہے اور وہ اس کی تکذیب کرتی ہے۔ ابن سکیت کہنے لگا کہ خدا کی قسم یہی جواب ہے۔ 7- حسین بن فضال نے آپؑ سے سوال کیا کہ خدائے عزوجل نے مخلوقات کو مختلف انواع اور قسموں میں کیوں خلق کیا ہے۔ ایک ہی نوع کیوں نہیں خلق کی۔ آپؑ نے فرمایا: اس لیے کہ ذہنوں میں یہ بات نہ آئے کہ وہ عاجز ہے۔ کسی ملحد کے وہم و گمان میں کوئی شکل نہیں آتی مگر یہ خدائے عزوجل نے اس پر مخلوق پیدا کی ہے۔ کوئی کہنے والا نہ کہے کہ کیا اللہ تبارک و تعالیٰ قدرت رکھتا ہے۔ اس قسم کی صورت و شکل کو پیدا کرنے کی مگر یہ کہ وہ اللہ عزوجل کی مخلوق میں مل جائے گی۔ چنانچہ انواع و اقسام کی مخلوق پر نظر ڈالنے سے معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ 8- حسین بن خالد کہتا ہے کہ آپؑ کی بارگاہ میں ایک شخص داخل ہوا اور آپؑ سے کہنے لگا اے فرزند رسولؐ اللہ عالم کے حادث ہونے پر کیا دلیل ہے۔ آپؑ نے فرمایا: تو نہیں تھا پھر ہو گیا۔ تو جانتا ہے کہ تو نے خود اپنے آپ کو وجود نہیں دیا نہ ہی تجھ جیسے کسی چیز یعنی تیرے جیسے نے وجود دیا ہے۔ 9- ابوصلت ہروی کہتا ہے کہ میں نے امام رضاؑ سے ایمان کے بارے میں سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا: ایمان دل کے ساتھ عقدہ و گرہ لگانا، زبان سے لفظ کہنا اور اعضاء اور جوارح سے عمل کرنا ہے۔ ایمان ممکن نہیں مگر اس طرح۔ 10- تاریخ نیشاپور کے مصنف نے لکھا ہے کہ علی رضا بن موسیٰ کاظم بن جعفر صادق بن محمد الباقر بن علی بن الحسین رضی اللہ عنہم جب نیشاپور میں داخل ہوئے تو آپؑ ایک قبہ میں تھے جس پر پردے پڑے ہوئے تھے۔ آپؑ خاکستری رنگ کے خچر پر سوار تھے۔ ایک لاکھ سے زیادہ افراد نے آپ کا استقبال کیا۔ وہاں بازار اس کی وجہ سے دو حصوں میں تقسیم ہو گیا تھا۔ آپؑ کی خدمت میں دو امام فن اور حافظ حدیث ابوزرعہ اور ابو مسلم طوسی پیش ہوئے۔ ان دونوں کے ساتھ بے شمار اہل علم و حدیث تھے۔ ان دونوں نے عرض کیا: اے سید جلیل سادات ائمہ کے فرزند اپنے اطہر آباد اجداد اور زیادہ مکرم و محترم اسلاف کے صدقے اپنا رخ مبارک و میمون ہم کو دکھائیں اور اپنے آباد اجداد کے واسطے سے اپنے نانا سے ہمارے لیے روایت کیجیے کہ ہم اس کے وسیلے سے آپ کو ہمیشہ یاد رکھیں۔ آپؑ نے غلاموں کو ٹھہرنے اور پردے کو ہٹانے کا حکم دیا۔ اپنے نورانی چہرے کی زیارت سے خلائق کی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچائی۔ اچانک لوگوں نے دیکھا کہ آپؑ کی دو زلفیں تھیں جو آپ کے کندھوں پر پڑی تھیں اور لوگ اپنے اپنے طبقوں اور درجوں پہ کھڑے تھے۔ کچھ گریہ اور چیخ و پکار کر رہے تھے۔ کچھ خاک پر لوٹ پوٹ رہے تھے۔ کچھ آپؑ کے خچر کے کھروں کو بوسہ دے رہے تھے۔ اور چیخ و پکار کی آواز بلند تھی۔ امام رضاؑ نے پکار کر کہا: اے لوگو! خاموش ہو جاؤ وہ کچھ سنو جو اور تمہارے لیے نفع بخش ہے۔ اپنی چیخ و پکار سے ہم کو اذیت نہ دو اور دکھ نہ پہنچاؤ۔ ابوزرعہ اور محمد بن اسلم طوسی نے حدیث لکھوانے کی خواہش ظاہر کی تو حضرت علی رضا رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھ سے حدیث بیان کی میرے والد موسیٰ الکاظمؑ نے اپنے والد جعفر الصادقؑ سے (انہوں نے) اپنے والد محمد الباقرؑ سے (انہوں نے) اپنے والد علی زین العابدین (انہوں نے) اپنے والد شہید کربلاؑ سے (انہوں نے) اپنے والد علی المرتضیٰؑ سے۔ انہوں نے فرمایا: مجھ سے میرے حبیب، میری آنکھ کی ٹھنڈک رسولؐ اللہ نے حدیث بیان کی وہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے جبرئیل نے حدیث بیان کی: **رب العزت سبحانهٗ و تعالیٰ** خداوند عالمین فرمایا: **کلمة لا اله الا الله حصنی، فمن قالها دخل حصنی و من دخل حصنی امن من عذابی**۔ کلمہ **لا اله الا اللّٰه** میرا قلعہ ہے جو یہ کہے وہ میرے قلعہ میں داخل ہو جاتا ہے جو میرے قلعے میں داخل ہو جائے وہ میرے عذاب سے مامون ہو جاتا ہے۔ پھر آپ نے سایہ کرنے والے (قبہ یا چھتری) پر پردہ ڈالا اور آگے روانہ ہوئے۔ تھوڑی دور جانے کے بعد آپؑ نے اپنے چہرہ انور سے نقاب ہٹائی اور فرمایا اے لوگو سنو! یہ کلمہ خدا کا قلعہ تو ہے لیکن **بشرطها و شروطها و انا من شروطها** اس کی کچھ شرائط ہیں اور ان شرائط میں سے ایک شرط میں علی بن موسیٰ رضاؑ ہوں جب تک میری امامت پر ایمان نہیں لاؤ گے کلمہ فائدہ نہیں دے گا۔ (عیون اخبار الرضاؑ' کشف الغمہ ص ۲۵۹' امالی شیخ مفید' ارشاد شیخ مفید) اور اسی طرح آپؑ نے اسی موقعہ پر دوسری حدیث اسی سلسلہ سند سے بیان فرمائی کہ مجھ سے جبرائیل نے حدیث بیان کی اللہ رب العزت نے فرمایا "**ولاية علی بن ابی طالب حصنی فمن دخل لی حصنی امن من عذابی**" کہ علی بن ابی طالبؑ کی ولایت میرا قلعہ ہے جو اس قلعہ میں داخل ہو گیا میرے عذاب سے محفوظ ہو گیا۔ (عیون اخبار الرضاج ۲ ص ۱۳۶' مسند امام رضاؑ طبع مصر) راوی کہتا ہے کہ اس حدیث کو جو اہل (قلم و) دوات اور اہل دفتر اور دواوین لکھ رہے تھے ان کو شمار کیا گیا تو وہ بیس سے بھی زیادہ نکلے۔ احمدؒ نے کہا کہ اگر یہ اسناد کسی مجنون پر پڑھی جائیں تو اس کو جنون سے افاقہ ہو جائے۔ ابوالقاسم قشیری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ حدیث اس سند کے ساتھ بعض سامانیہ امراء تک پہنچی تو انہوں نے اس کو سونے سے لکھوایا اور وصیت کی کہ اس کو اس کی قبر میں اس کے ساتھ دفن کیا جائے۔ اس کی موت کے بعد خواب میں کسی نے دیکھا اور پوچھا کہ خدا نے تیرے ساتھ کیسا سلوک کیا؟ اس نے کہا کہ خدا نے مجھے بخش دیا۔ **لا اله الا اللّٰه** میرے تلفظ کرنے اور محمدؐ رسول اللہ کی طرف میرے تصدیق کرنے کی وجہ سے۔ 11- مامون نے امام رضاؑ سے دریافت کیا کہ مجھے اپنے جد امجد علی بن ابی طالبؑ کے بارے میں بتائیں کہ وہ قسیم الجنت والنار کس وجہ سے ہیں۔ آپؑ نے فرمایا: اے امیر کیا تم اپنے آباد اجداد کے واسطے سے، عبداللہ بن عباس سے روایت نہیں کرتے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے رسولؐ اللہ کو کہتے ہوئے سنا: علیؑ کی محبت ایمان ہے اور ان سے بغض و عداوت کفر ہے۔ مامون نے کہا جی ہاں: امام رضاؑ نے فرمایا: اس طور آنجناب قسیم الجنت والنار ہوئے۔ مامون کہنے لگا کہ اے ابوالحسنؑ خدا مجھے آپؑ کے بعد باقی نہ رکھے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ رسول اللہ کے علم کے وارث ہیں۔ ابوصلت ہروی کہتا ہے کہ جب امام رضاؑ اپنے مکان پر واپس آ گئے تو میں آپؑ کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے کہا اے رسول خداؐ کے فرزند کیا ہی عمدہ جواب آپ نے امیر کو دیا۔ آپؑ نے فرمایا: اے ابوصلت میں نے اس سے گفتگو اسی کے آباد اجداد کے حوالے سے کی ہے میں نے اپنے پدر بزرگوار سے سنا کہ انہوں نے اپنے آباد اجداد کے واسطے سے حضرت علیؑ سے حدیث بیان کی۔ آپؑ نے فرمایا کہ مجھ سے رسول اکرمؐ نے فرمایا: اے علیؑ تم قسیم الجنت والنار ہو۔ قیامت کے دن تم جہنم کی آگ سے کہو گے کہ یہ میرا ہے اور یہ تیرا ہے۔ 12- آپؑ سے فضل بن سہل نے سوال کیا: اے ابو الحسنؑ (کیا) مخلوق مجبور ہے۔ آپؑ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس سے زیادہ عادل ہے کہ مجبور کرے پھر عذاب بھی کرے۔ پھر پوچھنے لگا کہ وہ آزاد ہیں۔ تو آپؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس سے زیادہ قادر ہے کہ وہ اپنے

Scanned with CamScanner

بندے کو فضول چھوڑ دے اور اس کو اس کے نفس کے حوالے کر دے۔ 13- آپؑ سے توکل کے معنی کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپؑ نے فرمایا کہ تو خدا کے علاوہ کسی سے نہ ڈرے۔ 14- احمد بن نجم نے آپؑ سے عجب (اترانے) کے بارے میں سوال کیا۔ جو انسان کے عمل کو فاسد کر دیتا ہے۔ آپؑ نے فرمایا عجب (اپنے اوپر اترانا) کے کئی درجے ہیں۔ ان میں سے ایک یہ کہ کسی بندے کے لیے اس کے برے عمل کو اچھا بنا کر پیش کیا جائے۔ اور وہ اس کو اچھا سمجھ کر اس پر اترائے اور خیال کرے کہ اس نے کوئی اچھا کام کیا ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ بندہ اپنے پروردگار پر ایمان رکھتا ہو اور اس کا احسان اللہ پر جتائے۔ حالانکہ اس میں اللہ ہی کا اس پر احسان ہے۔ 15- محمد بن عرفہ کہتا ہے کہ میں نے امام رضاؑ سے دریافت کیا اے فرزند رسول اللہؐ آپ کو ولی عہدی میں داخل ہونے پر کس چیز نے آمادہ کیا۔ آپؑ نے فرمایا: جس چیز نے میرے جد امجد امیر المومنینؑ کو شوریٰ میں داخل ہونے پر آمادہ کیا تھا۔ 16- آپؑ سے بندوں کے بااختیار ہونے کے بارے میں سوال کیا گیا۔ آپؑ نے فرمایا: جو لوگ نیک کام کرتے ہیں تو خوشی محسوس کرتے ہیں۔ جب برا کام کرتے ہیں تو استغفار کرتے ہیں۔ جب ان کو عطا و بخشش ہو تو شکر ادا کرتے ہیں۔ جب کسی مصیبت میں مبتلا ہوں تو صبر کرتے ہیں اور ان کو غضبناک کیا جائے تو معاف و درگزر کرتے ہیں۔

آپؑ کی دعاؤں کی قبولیت: سینکڑوں برس تک مسلم ممالک کے حکام اور بادشاہ اہل بیت علیہم السلام کے خلاف اپنے دلوں میں بغض کو لیے رہے اور ان سے بدترین سلوک کرتے رہے۔ النـاس علـى ديـن ملـوکهـم کے قاعدے کے مطابق لوگ بھی اپنے بادشاہوں کی روش پر چلتے رہے اور ان کی زبانیں اور ان کے ہاتھ اہل بیت علیہم السلام پر دراز ہوتے گئے۔ ائمہ علیہم السلام ہمیشہ برائی کے مقابلے میں نیکی اور احسان ہی کرتے۔ شاذ و نادر کبھی کبھار ایسا ہوا کہ جب دشمنوں نے ان کو زیادہ تنگ کیا تو انہوں نے مولا جل شانہٗ کی بارگاہ میں اپنے اوپر ظلم کرنے والوں کے خلاف گڑگڑا کر دعا کی۔ ایسے موقعوں پر اللہ نے فوراً ان کی دعا قبول فرمائی اور ان کے دشمنوں کو عذاب اور ذلت و خواری میں مبتلا کیا۔ یہاں بعض وہ دعائیں درج کی جارہی ہیں جو آپؑ پر ظلم کرنے والوں کے خلاف آپؑ نے کی تھیں۔ 1- آپؑ نے ابو سعید مکاری کے لیے یہ کلمات کہے اور فرمایا: خدا تیرے نور و روشنی کو بجھا دے۔ تیرے گھر میں فقر و فاقہ داخل کرے۔ وہ مرتے دم تک فقیر رہا۔ اس کے پاس ایک رات گزارنے کی جگہ نہ رہی۔ 2- بکار زبیری نے حضرت علی بن موسیٰ رضاؑ پر کسی چیز میں ظلم کیا۔ آپؑ نے اس کے لیے بددعا کی۔ آپؑ کے دعا مانگنے کے ساتھ قصر سے ایک پتھر اس پر گرا جس سے اس کی گردن ٹوٹ گئی۔ 3- آپؑ نے فرمایا کہ برامکہ نے میرے والد پر جو مظالم ڈھائے ہیں اس پر میں خدا تعالیٰ سے برامکہ کے لیے بددعا کرتا تھا۔ خدا نے آج میری دعا ان کے بارے میں قبول کی ہے۔ حمید بن مہران نے آپؑ کی توہین کرانا چاہی تو آپؑ نے دیوار پر آویزاں قالین پر بنی شیر کی تصویروں کو حکم دیا اس گستاخ کو نگل لو وہ تصویریں شیر بنیں اور اس گستاخ کو نگل لیا۔ مامون بے ہوش ہو گیا' ہوش آنے پر گستاخ کو اگلنے اور زندہ کرنے کی درخواست کی۔ فرمایا اگر دربار فرعون میں موسیٰؑ کے عصا کے اژدھانے رسیوں کے سانپوں کو اگل دیا تھا تو یہ شیر بھی اگل دے گا ورنہ نہیں۔ (کاشف النقاب شرح عیون اخبار الرضاؑ صفحہ ۲۱۶)

آپؑ کے چند اشعار: ہم جب ان اشعار کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ جو آئمہ اہل بیت علیہم السلام سے منسوب ہیں تو ان میں فضیلت، اخلاق، مکارم اور بزرگیوں کی طرف دعوت کے موضوعات اور موت اور جنت اور جہنم کے تذکرے ملتے ہیں۔ اس کے برعکس بادشاہوں اور امراء سے جو اشعار منسوب ہیں وہ سب ہی بے حیائی، بے شرمی، بے غیرتی و دیوانگی کے تذکروں اور لہو و لعب سے بھرے پڑے ہیں۔ چنانچہ اشعار کا اسلوب اور انداز بھی ائمہؑ کو دوسروں سے ممتاز کرتا ہے۔ یہاں آپؑ کے کچھ اشعار پیش کیے جاتے ہیں۔ 1- کسی نے اپنے بھائی کی شکایت کی تو آپؑ نے اس سے فرمایا: اعـذر اخـاک علی ذنوبه۔ واصبر واغط علی عیوبه۔ واصبر علی سفه السفیه۔ و للزمان علی خطوبه۔ ودع الجواب تفضیلا۔ و کل الظلوم الی حسیبه۔ ترجمہ: اپنے بھائی سے اس کے گناہوں پر عذر قبول کر لے۔ صبر کر اور اس کے عیبوں پر پردہ ڈال دے۔ کسی نادان کی نادانی پر اور زمانے کے مصائب پر صبر کر۔ فضل و کرم کی بنا پر جواب دینا چھوڑ دے۔ سب ظلم ان کے حساب کرنے والے پر چھوڑ دے۔ 2- مامون نے آپؑ کی خدمت میں لکھا کہ مجھے وعظ و نصیحت کیجیے۔ تو آپؑ نے یہ اشعار لکھ بھیجے: انك فی الدنیا لها مدة۔ یقبل فیها عمل العامل۔ اماتری الموت محیطا بها۔ یسلب منها أمل الامل۔ تعجل الذنب بما تشتهی۔ و تأمل التوبة من قابل۔ والموت یأتی اهله بغتة۔ ما ذاك فعل الحازم العاقل۔ ترجمہ: تو ایسی دنیا میں جس کے لیے ایک مدت ہے۔ جس میں عمل کرنے والے کا عمل قبول ہو سکتا ہے۔ کیا تو دیکھتا نہیں کہ موت اس مدت کو گھیرے ہوئے ہے۔ اس (دنیا) سے امید کرنے والے کی امید کو (یہ موت) چھین لیتی ہے۔ تو جو چاہتا ہے گناہ تو فوراً کر لیتا ہے۔ مگر توبہ کی آئندہ زمانے میں امید رکھتا ہے۔ حالانکہ اہل دنیا پر موت اچانک آجاتی ہے۔ یہ کسی عقل مند کا فعل نہیں۔!! 5- آپؑ اکثر یہ شعر پڑھا کرتے: اذا کنت فی خیر فلا تغتربه۔ ولکن قل اللهم سلم وتمو۔ ترجمہ: جب تو خیر اور اچھائی میں مشغول ہے تو اس پر مغرور نہ ہو جا۔ بلکہ کہہ: خدایا سلامتی رکھنا اور اس کو تکمیل تک پہنچانا۔ 6- آپؑ نے برائی کرنے والے سے چشم پوشی کرنے کے بارے میں فرمایا: اذا کان من دونی بلیت بجهله۔ أبیت لنفسی ان اقابل بالجهل۔ و ان کان مثلی فی محل من النهی۔ اخذت بحلمی کی اجل عن المثل۔ و ان کنت ادنی منه فی الفضل و الحجی۔ عرفت له حق التقدم والفضل۔ ترجمہ: اگر میں اپنے سے پست شخص کی جہالت میں مبتلا ہو جاؤں۔ تو میں اپنے لیے پسند نہیں کرتا کہ جہالت کا مقابلہ جہالت سے کروں۔ اگر میرے جیسا کسی نہی اور ممنوع مقام پر ہوتا ہے۔ تو میں صبر و تحمل سے کام لیتا ہوں۔ تاکہ میں اپنے جیسے سے ارفع ہو جاؤں۔ اگر میں اس سے فضل و عقلمندی میں کم ہوں۔ اس کے حق تقدم اور فضیلت کا اعتراف کرتا ہوں۔ 7- آپؑ نے اسی معنی و مفہوم کے سلسلے میں کہا: وذی غیلة سالمتة فقهرته۔ فا و قرته منی بعفو التحمل۔ ولم أر للاشیاء اسرع مهلکا۔ لغمر قدیم من و داد معجل۔ ترجمہ: کتنے دھوکے باز ہیں جن سے میں نے صلح کر کے ان پر غلبہ حاصل کر لیا۔ اور اس پر اپنا بچا ہوا بوجھ ڈال دیا۔ میں نے چیزوں کو اس سے زیادہ جلدی ہلاک کرنے والا نہیں دیکھا۔ یعنی فوری مودت، پرانے بغض اور کینے سے (زیادہ مہلک ثابت ہوتی ہے)۔ 7- آپؑ نے امید کے سلسلے میں فرمایا: کلنـا یامل مدا فی الاجل۔ والمنایا هن آفات الامل۔ لا تغرنك اباطیل المنی۔ والزم القصد و دع عنك الل۔ انما الدنیا کظل زائل۔ حل فیه راکب ثم ارتحل۔ ترجمہ: ہم میں سے ہر شخص اجل و مدت کے بڑھنے کو چاہتا ہے۔ موتیں ہی امید کے لیے آفتیں ہیں۔ تجھ کو باطل امیدیں مغرور نہ کر دیں۔ میانہ روی اختیار کر اور دنیا ڈھلتے سائے کی طرح ہے۔ جس میں مسافر تھوڑی دیر اترتا ہے اور پھر وہاں سے کوچ کرتا ہے۔

ولی عھدی: اس بات پر اتفاق ہے کہ مامون کی ولی عہدی ایک سیاسی عمل ہے جس کے ذریعے مامون اپنی حکومت کے خلاف علویوں کا جوش و خروش ٹھنڈا کرنا چاہتا تھا۔ اس طور پر وہ اپنے مخالفین سے اپنے تخت و تاج کو محفوظ اور پائیدار کرنا چاہ رہا تھا۔ چنانچہ کوفہ میں محمد بن ابراہیم بن اسحاق بن ابراہیم بن حسنؑ بن علیؑ بن ابی طالب نے آل محمد کے امام رضاؑ کی طرف بلانے کی تحریک چلا رکھی تھی۔ بصرے میں زید بن امام موسیٰ کاظمؑ نے قیام کیا تھا۔ بنی عباس کے گھروں کو جلا ڈالا تھا۔ یمن میں ابراہیم بن امام موسیٰ کاظمؑ نے شورش برپا کر رکھی تھی۔ حرمین میں حسن بن حسین افطس نے حکومت کے خلاف ہنگامہ آرائی کر رکھی تھی۔ خود خراسان بھی ایسی تحریکوں سے محفوظ نہیں تھا۔ یہاں حسین بن ہرش نے تحریک چلائی ہوئی تھی۔ وہ بھی آل محمد کے امام رضاؑ کی طرف دعوت دے رہا تھا۔ عباسی حکومت کا تخت ان تحریکوں کے سامنے متزلزل تھا۔ یہ تحریکیں محض طاقت سے نہیں دبائی جا سکتی تھیں۔ ان سلسلہ وار اور سلطنت کے مختلف گوشوں میں تحریکوں کے ختم کرنے کے لیے ایک سیاسی عمل کی ضرورت تھی۔ چنانچہ مامون نے اپنی حکومت برقرار رکھنے کے لیے اس بات کو ترجیح دی کہ امام رضاؑ کے لیے ولی عہدی کا اعلان کرے۔ اس ذریعے سے علوی خود بخود خاموش بیٹھ جائیں گے۔ مامون کے ارادے شروع سے صحیح نہیں تھے۔ اس سلسلے میں اس کا کردار سیاسی تھا دینی نہیں۔ اس کا اصرار تھا کہ امامؑ کے اس کے پاس (مدینے سے شمالی ایران) آئیں۔ چنانچہ اس نے سفر میں ساتھ رہنے کے لیے اور راستے متعین کرنے کے لیے ایک نگران بھیجا۔ ان نگرانی اور راہنمائی کرنے والوں کو مامون نے حکم دیا تھا کہ وہ آپؑ کو بصرے اور اہواز کے راستے سے لائیں اور جبل اور قم کے راستے سے نہ لائیں۔ کہ وہاں شیعوں کی آبادی زیادہ تھی۔ ربیعی کہتا ہے کہ مامون نے اسے لکھا کہ جبل و قم کے راستے نہ آنا بلکہ بصرہ، اہواز اور فارس کا راستہ اختیار کرنا۔ کوفہ جانے سے بھی اس کو روکا۔ اس کا اندازہ تھا کہ ان شہروں میں شیعوں کی کثرت ہے۔ ایسا نہ ہو کہ اس کے خلاف کوئی فتنہ کھڑا ہو جائے۔ دوسری بات جو مورخین کی نگاہوں میں مامون کے ارادے مشکوک بناتی ہے وہ امامؑ کو ولی عہدی کے لیے اس کا مجبور کرنا ہے۔ ابو الفرج اصفہانی نے روایت کی ہے کہ سہل کے دونوں بیٹوں فضل اور حسن کو مامون نے بلا کر ولی عہدی کی پیشکش کا ذکر کیا اور اس پیش کش کے ساتھ علی بن موسیٰ الرضاؑ کے پاس بھیجا۔ ان دونوں نے جب ولی عہدی پیش کی تو آپؑ نے انکار کر دیا۔ وہ بار بار اصرار کرتے رہے اور آپؑ انکار۔ یہاں تک کہ ان میں سے ایک نے کہا کہ آپؑ یہ قبول کریں ورنہ ہم آپؑ کے ساتھ کچھ کر گزریں گے۔ دوسرے نے کہا کہ بخدا اگر آپؑ نے مخالفت کی تو اس نے مجھے آپؑ کی گردن اڑانے کا حکم دیا ہے۔ شیخ مفید علیہ الرحمہ نے بھی اس سلسلے کے مذاکرات کے کچھ حصوں کی روایت کی ہے: آپؑ سے مامون نے کہا کہ میں اپنے بعد کے لیے آپؑ کو ولی عہد بنانا چاہتا ہوں۔ آپؑ نے جواب دیا کہ اے امیر مجھے اس سے معاف رکھ۔ جواب میں مامون نے ایسی بات کی کہ منع کرنے کی صورت میں اس میں دھمکی مضمر تھی۔ اس نے اپنی گفتگو کے دوران کہا کہ عمر بن خطابؓ نے چھ آدمیوں کی مجلس شوریٰ مقرر کی تھی جس کے ایک رکن آپؑ کے جد امجد امیر المومنین علی بن ابی طالب بھی تھے۔ انہوں نے شرط رکھی تھی کہ جو مخالفت کرے اس کی گردن اڑا دی جائے۔ جو کچھ میں آپؑ سے چاہتا ہوں اسے آپؑ قبول فرمائیں۔ میں اس کے علاوہ کوئی چارہ کار نہیں دیکھتا۔ اس گفتگو کے انداز سے محقق کو پتہ چل جاتا ہے کہ مامون کا ارادہ صحیح نہیں تھا۔ کیونکہ اس کے مقاصد ٹھیک ہوتے تو وہ امامؑ کا عذر قبول کر لیتا اور آپؑ کو ولی عہدی پر مجبور نہ کرتا۔ علاوہ ازیں امامؑ نے اس سے یہ بھی کہا کہ مجھے میرے والد نے اپنے آباؤ اجداد امیر المومنینؑ کے واسطے سے رسول اللہؐ سے خبر دی ہے کہ میں تجھ سے پہلے ہی اس دنیا سے چلا

Scanned with CamScanner

جاؤں گا۔ اس پس منظر میں اور یہ جانتے ہوئے کہ آنجنابؑ (یعنی ولی عہد) مامون سے پہلے وفات پا جائیں گے۔ مامون کا آپ کی ولی عہدی پر اصرار معنی خیز ہے۔ اس نے امامؑ سے کہا کہ آپ ہمیشہ مجھ سے ایسا سامنا کرتے ہیں جو مجھے ناپسند ہو۔ آپ میرے دبدبے اور سطوت سے مامون ہیں۔ خدا کی قسم اگر آپ نے ولی عہدی قبول کر لی (تو ٹھیک) ورنہ میں آپ کو اس پر مجبور کروں گا۔ آپ نے فرمایا: خدا عزوجل مجھے اپنی پناہ میں رکھے کہ میں اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالوں۔ اگر معاملہ ایسا ہی ہے جیسا تم نے بیان کیا تو پھر جو تمہارے دل میں ہے وہ کر گزر میں اس (ولی عہدی) کو اس شرط پر قبول کرتا ہوں کہ نہ تو میں کسی کو والی و حاکم بناؤں گا اور نہ کسی رسم اور طور طریقے کو بدلوں گا۔ میں ان معاملات سے دور ایک مشیر کی حیثیت میں رہوں گا۔ وہ اس پر راضی ہو گیا اور آپ کو باوجود آپ کے اس کو ناپسند کرنے کے اپنا ولی عہد بنا لیا۔ آپ نے ریان بن صلت سے فرمایا: خدا میری اس (ولی عہدی) سے ناپسندیدگی کو جانتا ہے۔ جب مجھے اس کے قبول کرنے اور قتل کرنے کے درمیان اختیار دیا گیا تو میں نے قتل کیے جانے پر ولی عہدی قبول کرنے کو منتخب کیا۔ یہ بھی عجیب و غریب بات ہے کہ ایک طرف مامون ملک و سلطنت پر تنہا فرمانروائی کے لیے اپنے بھائی امین کو قتل کر دیتا ہے تو دوسری طرف اس سلطنت کو جب استقرار حاصل ہوتا ہے تو پھر امام رضاؑ کو ولی عہدی کی پیش کش کر بیٹھتا ہے کہ آپ کے حق میں اسی خلافت سے دستبردار ہوتا ہے۔ پھر آپ کو ولی عہدی قبول کرنے پر مجبور کرتا ہے۔ یہ صاف اور واضح ہوشیاری اور چالاکی اور تدبیر کی نشاندہی کرتی ہے۔ مامون کے بعض مقربین بھی اس کی نیت پر شک کرنے لگے۔ ان میں سے ایک عبداللہ بن سہل بن نوبخت، مامون کا منجم خاص بھی تھا۔ جس نے اس معاملے کو شک کی نگاہ سے دیکھا۔ عبداللہ بن سہل حقیقت کا ذکر کرتے ہوئے کہتا ہے: میں نے چاہا کہ معلوم کروں کہ بیعت جو ایک بہت بڑا معاملہ ہے، کے بارے میں مامون کی نیت کا اندازہ کروں کہ اس کا باطن بھی وہی ہے جو اس کا ظاہر ہے۔ میں نے اس کے پاس اس کے چند خادموں کے ہاتھ ایک رقعہ بھیجا۔ یہ رقعہ اس کے لیے اہمیت بھی رکھتا تھا۔ میں نے اس کو لکھا کہ یہ بیعت جس وقت ذوالریاستین نے انتخاب کی ہے، تکمیل کو نہیں پہنچے گی۔ بلکہ ٹوٹ جائے کیونکہ مشتری ستارہ گرچہ طالع میں اپنے بیت شرف میں ہے مگر سرطان برج منقلب ہے اور وہ چوتھے گھر میں ہے۔ مریخ کا آخری گھر ہے اور نحس ہے۔ اس نے ذوالریاستین کو غافل کر رکھا ہے۔ مامون نے مجھے جواب میں لکھا کہ میں اس پر مطلع ہوا ہوں۔ خدا تجھے جزائے خیر دے۔ پورے طور پر اس سے ڈر کہ ذوالریاستین اس سے مطلع ہو۔ اگر وہ اپنی رائے سے ہٹ گیا تو میں یہی سمجھوں گا کہ تو نے اس کو متنبہ کیا ہے۔ عبداللہ بن سہل کا کہنا ہے کہ ذوالریاستین نے اس کام کا ارادہ کیا تو میں ہمیشہ اس پہلی رائے کو درست کہتا رہا۔ مجھے خوف تھا کہ مامون مجھ پر الزام نہ رکھے اور آخر وقت تک میں نے اپنے معاملے میں کان کھلے رکھے یہاں تک کہ بیعت کا معاملہ گزر گیا اس طرح میں مامون سے بچ سکا۔ ولی عہدی قبول ہونے کے بعد مامون ہمیشہ پیچ و تاب میں ہی رہا۔ ایک طرف وہ چاہتا تھا کہ امام رضاؑ کو بہت سی ذمہ داریاں سونپے اور اس طرح اس کو علویوں کی طرف سے خاموشی کی ضمانت ملے۔ دوسری طرف وہ ڈرتا بھی جاتا تھا کہ کہیں ملک میں آپ کی فضیلتوں اور علم و کردار کا چرچا نہ ہو جائے اس صورت میں ممکن ہے کہ فوج میں انقلاب آ جائے جو خود اس کو معزول کر دے۔ اس کی جگہ فوج امامؑ کو یا جس کو آپ پسند کریں خلیفہ بنا لیں۔ غرض اس ادھیڑ بن میں مامون کبھی کسی کام کے لیے قدم آگے بڑھاتا اور کبھی پھر خود ہی کھینچ لیتا۔ کبھی کوئی کام اس کو مناسب سمجھ میں آتا تو اس کا حکم دیتا اور پھر اس حکم کو واپس بھی لے لیتا۔ ان واقعات میں سے ایک اہم واقعہ نماز عید سے متعلق تھا۔ مامون نے ایک عیدالفطر کے موقع پر امام رضاؑ سے اصرار کیا کہ آپ نماز عید پڑھائیں۔ مگر پھر آپؑ کو اس سے روک بھی دیا۔ علی بن ابراہیم نے یاسر (خادم) اور ریان بن صلت دونوں سے یہ روایت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ مامون امام رضاؑ کے لیے ولی عہدی کا معاہدہ کر چکا تھا۔ جب عید آئی تو مامون نے آپ کو پیغام کہلوایا کہ آپ عیدگاہ سوار ہو کر تشریف لے جائیں اور وہاں لوگوں کو نماز عید پڑھائیں اور خطبہ دیں۔ آپ نے جواب میں کہا کہ تمہارے علم میں وہ شرائط ہوں گی۔ جن کی بنا پر یہ امر (ولی عہدی) میرے اور تمہارے درمیان طے پایا تھا۔ ان کو مدنظر رکھتے ہوئے مجھے لوگوں کو عید نماز پڑھانے سے معاف رکھو۔ مامون کا کہنا تھا کہ اس سے میرا مقصد یہ ہے کہ لوگوں کے دل مطمئن ہوں اور آپ کے فضل و کمال کا ان کو عرفان ہو۔ چنانچہ دونوں طرف مسلسل قاصد آتے جاتے رہے۔ جب مامون نے بہت اصرار کیا تو آپ نے پیغام بھیجا کہ اگر مجھے اس سے معاف رکھو تو یہ مجھے زیادہ پسند ہوگا اور نہیں تو پھر میں اس طرح عید کی نماز کے لیے نکلوں گا جس طرح رسول اللہؐ اور امیرالمومنین علی بن ابی طالبؑ نکلتے تھے۔ مامون نے جواب دیا کہ جس طرح آپؑ کا دل چاہے۔ مامون نے امراء سلطنت، قائدین لشکر، دربانوں اور عام لوگوں کو حکم دیا کہ وہ صبح سویرے امام رضاؑ کے دروازے پر جمع ہوں۔ یہ سن کر لوگ ابوالحسنؑ کے انتظار میں راستوں اور مکانوں کی چھتوں پر بیٹھ گئے۔ عورتیں اور بچے بھی آپؑ کے نکلنے کا انتظار کرنے لگے۔ سارے سرداران لشکر اور لشکری آپؑ کے دروازے پر آ گئے اور اپنے گھوڑوں پر سوار آپؑ کے منتظر رہے۔ یہاں تک کہ سورج نکل آیا۔ ابوالحسنؑ نے غسل کیا۔ لباس زیب تن کیا۔ سوتی سفید عمامہ سر پر باندھا، جس کا ایک کنارہ ایک طرف سینے پر ڈالا اور دوسرا شانے کے درمیان رکھا۔ کچھ خوشبو لگائی، ہاتھ میں عصا لیا جس میں نیچے پھل لگا ہوا تھا۔ اپنے خادموں سے بھی یہی کرنے کو کہا۔ چنانچہ انہوں نے وہی انداز اختیار کیا جو آپؑ کا تھا یہ سب آپؑ کے آگے نکلے۔ آپؑ پاؤں سے ننگے تھے۔ اپنی شلوار آدھی پنڈلی تک چڑھائی ہوئی تھی۔ لباس بھی سمٹا ہوا تھا۔ کچھ دور چلے تو آپؑ نے آسمان کی طرف رخ کر کے بلند آواز سے تکبیر کہی۔ آپؑ کے خادموں اور غلاموں نے بھی آپؑ کے ساتھ تکبیر کہی۔ آپؑ کچھ اور آگے بڑھے اور دروازے پر آ کر رک گئے۔ جب قائدین لشکر اور فوج نے آپؑ (یعنی ولی عہد) کو اس شکل میں دیکھا تو سب کے سب اپنے گھوڑوں سے نیچے اتر آئے۔ جس کے پاس چھری تھی۔ اس نے اپنے جوتے کے تسمے کاٹ دیے اور اتار کر ایک طرف کر دیا اور سب ننگے پاؤں ہو گئے۔ امام رضاؑ نے دروازے پر تکبیر کہی۔ لوگوں نے آپؑ کے ساتھ بھی تکبیر کہی تو گمان ہونے لگا کہ آسمان اور دیواریں آپؑ کا جواب دے رہی ہیں۔ مرو شہر کے لوگوں نے جب ابوالحسنؑ کو اس جلوس میں اس طور بڑھتے دیکھا تو ان کی گریہ و بکار اور چیخ و پکار سے وہ شہر لرزنے لگا۔ یہ خبر مامون تک پہنچی تو اس سے فضل بن سہل ذوالریاستین نے کہا: اے امیرالمومنین اگر امامؑ اس طریقے سے مصلے (عیدگاہ) تک پہنچ گئے تو لوگ آپؑ کے فریفتہ ہو جائیں گے اور ہم سب کو اپنی جان کا خطرہ لاحق ہو جائے گا۔ اس لیے کسی کو ان کے پاس بھیجیں کہ وہ واپس آ جائیں۔ چنانچہ مامون نے آپ کے پاس آدمی بھیجا کہ ہم نے آپؑ کو بلاوجہ تکلیف دی اور تھکایا۔ ہم پسند نہیں کرتے کہ آپ مشقت و زحمت میں پڑیں۔ بہتر یہ ہے کہ واپس تشریف لے آئیں۔ نماز لوگوں کو وہی پڑھائے گا جو ہمیشہ ان کو پڑھاتا ہے۔ ابوالحسنؑ نے اپنا جوتا منگوایا۔ اس کو پہنا اور سوار ہو کر واپس لوٹ گئے۔ اس واقعے پر اس دن لوگوں میں مختلف چہ میگوئیاں ہوئیں۔ اس کے بعد یہ امامؑ پر رابطوں کے راستے تنگ کیے گئے۔ آپؑ کے تمام حرکات و سکنات سے واقفیت مامون کے لیے ضروری ہو گئی۔ چنانچہ اس نے امام رضاؑ کا حاجب اور دربان ہشام بن ابراہیم کو مقرر کیا۔ اس کے ایما کے بغیر امامؑ سے کوئی نہیں مل سکتا تھا۔ آپؑ پر اس قدر تنگی کی گئی کہ آپؑ کے موالیوں میں سے اکثر آپ سے ملاقات نہ کر پاتے۔ امام رضاؑ گھر میں کوئی بات نہیں کرتے تھے۔ مگر وہ ہشام حاجب مامون اور ذوالریاستین تک پہنچاتا۔ مامون عباسی نے اپنا بیٹا ہشام کی گود میں دے دیا تو اس کا نام ہشام عباسی ہو گیا۔ شیخ صدوق ایک خط کا ذکر کرتے ہیں جو آپؑ نے احمد بن محمد بزنطی کو بھیجا تھا۔ آپؑ لکھتے ہیں: 'باقی رہا جو تو نے میرے پاس آنے کی اجازت طلب کی ہے تو کہنا یہ ہے کہ میرے پاس آنا بہت مشکل ہے ان لوگوں نے ملنے جلنے کے سلسلے میں مجھ پر تنگی کی ہوئی ہے۔ اب میں اس پر قدرت نہیں رکھتا۔ عنقریب ہو جائے گا انشاء اللہ۔ یہ بھی روایت کی گئی ہے کہ مامون تک یہ خبر پہنچائی گئی کہ ابوالحسن علی بن موسیٰ'' کلام و گفتگو کی مجالس منعقد کرتے ہیں۔ اور لوگ آپؑ کے علم کے فریفتہ ہو رہے ہیں۔ چنانچہ مامون نے اپنے حاجب محمد بن طوسی کو حکم دیا اور اس نے لوگوں کو آپ کی مجلس میں جانے سے روک دیا۔ مامون نے اس کو اپنے پاس بلایا۔ جب مامون کی نظر پڑی تو اسے جھڑکا اور اس کی اہانت کی۔ ولی عہدی سے مامون کی غرض تو پوری ہو گئی۔ اس کی حکومت مضبوط ہو گئی اور جم گئی۔ اس نے علوی اصحاب کی محبت والفت بھی حاصل کر لی۔ یہاں تک کہ ان کی بہت بڑی تعداد عباسیوں کی طرح اس کے دارالحکومت میں رہنے لگی۔ مگر وہ ایک مخمصے میں پھنس گیا۔ ساری دنیا کے سامنے امام رضاؑ کی فضیلت و بزرگی ظاہر ہو گئی۔ دل آپؑ کی طرف جھکنے لگے تھے۔ زبانیں آپؑ کی مدح و ثنا میں کھلنے لگیں تو آپؑ کی مدح و ثنا میں گفتگو نے مامون کو گھبراہٹ میں ڈال دیا۔ چنانچہ وہ آپؑ سے چھٹکارا پانے کی سوچ میں ڈوبا رہتا۔ مامون نے سوچا کہ امام رضاؑ کو جو بڑائی اور عظمت لوگوں میں حاصل ہو گئی ہے۔ اس کو کس طرح کم کیا جائے۔ لوگوں میں آپؑ کی مرکزیت کو متزلزل کیا جائے۔ اس مقصد کے تحت اس نے مختلف ادیان کے متکلمین اور اکابرین کو مجادلہ اور مناظرے کے لیے جمع کیا اور عمومی جلسوں کا اہتمام کیا۔ اس طرح وہ چاہتا تھا کہ مدمقابل کو امامؑ پر غلبہ حاصل ہو اور لوگوں کی نظروں سے آپؑ گر جائیں۔

احمد بن علی انصاری کہتا ہے کہ میں نے ابوصلت ہروی سے دریافت کیا کہ مامون امامؑ کا اس قدر اکرام و احترام کرتا تھا اور ان سے محبت کا اظہار کرتا تھا کہ اس نے آپؑ کو اپنی ولی عہدی کے لیے منتخب کیا۔ پھر کیا ہوا کہ مامون کا نفس طیب خاطر سے امام رضاؑ کے قتل پر راضی ہوا۔ اس نے جواب دیا کہ مامون آپ کی عزت و احترام کرتا اور آپؑ سے اظہار محبت کرتا تو یہ آپؑ کے فضل و کمال کے پہچاننے کی وجہ سے تھا۔ اس نے اپنے بعد ولی عہدی آپؑ کے لیے قرار دی تاکہ لوگ سمجھیں کہ آنجنابؑ دنیا کی طرف راغب ہیں۔ اس طرح لوگوں کے دلوں سے آپؑ کی قدر و منزلت گر جائے گی۔ مگر جب اس سے لوگوں میں آپ کا فضل و کمال اور قدر و منزلت اور بڑھی تو مامون نے مختلف شہروں سے علماء جمع کیے کہ ان میں سے کوئی شاید آپؑ کو مناظروں میں کاٹ دے۔ اس طرح علماء میں آپؑ کی قدر و منزلت گر جائے اور عامۃ الناس میں یہ بات مشہور کر دی جائے۔ بعض اوقات مامون نے ان مناظروں کی غرض و غایت کا اظہار بھی کیا۔ اس نے سلیمان مروزی سے کہا کہ میں نے تجھے اس لیے بلایا ہے کہ میں تیری قوت علمی سے واقف ہوں۔ میرا مقصد یہ ہے کہ تو ان کو ایک ہی دلیل و حجت میں کاٹ دے۔ اس سلسلے میں مامون کو شکست فاش ہوئی۔ امامؑ ان سب علماء پر غالب رہے۔ یہاں تک کہ ان میں سے بعض دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ مامون کی امید خاک میں مل گئی۔ معاملہ اس کی خواہش کے برعکس نکلا۔ امامؑ پر بھی مامون کے برپا کیے ہوئے ان مناظروں کا مقصد چھپا ہوا نہیں تھا۔ جب مامون نے آپؑ کے پاس پیغام بھیجا کہ آپ

Scanned with CamScanner

عیسائی علماء اور دوسرے ادیان کے متکلمین سے مناظرہ کیجیے تو آپؑ نے حسن بن نوفلی سے فرمایا کہ کیا تم جاننا چاہو گے کہ مامون کس وقت نادم و پشیمان ہوگا۔ اس نے کہا جی ہاں! آپؑ نے فرمایا: جب وہ اہل تورات پر ان کی تورات سے اور اہل انجیل پر ان کی انجیل سے اور اہل زبور پر ان کی زبور سے اور صائبین پر ان کی عبرانی زبان میں اہل ہرابزہ پر ان کی فارسی میں، اہل روم پر ان کی رومی زبان میں اور دوسرے نظریات پر ان کی زبان میں میرا احتجاج سنے گا۔ جب اس میں ہر صنف کے لوگ لاجواب ہو جائیں گے اور ان کی دلیل و حجت باطل ہو جائے گی۔ وہ اپنا نظریہ چھوڑ کر میرے نظریے اور عقیدے کی طرف پلٹ آئے گا۔ اس وقت مامون کو اندازہ ہوگا کہ جس مقصد کو وہ حاصل کرنا چاہتا ہے وہ محض خام خیالی ہے۔ اس کو اس کے نتیجے میں ندامت اور پشیمانی ہوگی۔ یہ وہ اہم حوادث و واقعات تھے جو امام رضاؑ پر مامون کے دارالحکومت مرو میں گزرے۔ اس دوران جب بغداد کی حالت دگرگوں ہونے لگی اور وہاں کے لوگوں نے مامون کے خلاف ہو کر اور اس کی بیعت کا جوا اپنے کندھوں سے اتار کر ابراہیم بن مہدی کی بیعت کر لی تو مامون مرو کو چھوڑ کر بغداد کی طرف روانہ ہونا پڑا۔ سارے ہی عباسی مامون سے ناراض تھے کہ اس نے امام رضاؑ کو اپنا ولی عہد مقرر کیا تھا اور فضل بن سہل کو اپنا وزیر بنایا تھا۔ بغداد سے نبٹنے سے پہلے مامون چاہتا تھا کہ ان دونوں عناصر سے چھٹکارا حاصل کر لیا جائے۔ اس کو خوف تھا کہ امامؑ لوگوں کے دلوں میں اور جگہ پیدا نہ کر لیں۔ اور فضل بن سہل معاملات سلطنت پر مزید کنٹرول حاصل نہ کر لے۔ چنانچہ مامون نے پختہ ارادہ کر لیا کہ ان دونوں کو دھوکے سے قتل کرا دے۔ اس کا تفصیلی پروگرام بنائے جن پر یکے بعد دیگرے عمل درآمد ہوا۔ مامون مرو سے روانہ ہو کر سرخس پہنچا۔ وہاں کچھ لوگوں نے حمام میں فضل بن سہل پر حملہ کیا۔ اس پر تلوار کے اتنے وار کیے کہ وہ دم توڑ گیا۔ یہ 2 شعبان 202ھ کی بات ہے۔ اس کے قاتل پکڑے گئے اور مامون کے سامنے لائے گئے۔ یہ چاروں مامون کے خادم تھے۔ انہوں نے کہا کہ تو نے ہی فضل کو قتل کرنے اور اس کو مار نے ڈالنے کا حکم دیا تھا۔ مامون کے حکم سے ان کی بھی گردنیں اڑا دی گئیں۔ سابقہ کارروائیاں خصوصی طور سے مامون کی طرف اشارہ کر رہی ہیں کہ سب مامون ہی کی تدبیر کا کرشمہ تھا۔ مامون نے محسوس کر لیا تھا کہ فضل کا ہاتھ اس پر بوجھ پڑ رہا تھا اور وہ اس کو دھوکے میں رکھتا تھا۔ اس کو یہ بھی اندازہ ہو گیا تھا کہ جب تک وہ اس کے ساتھ ہے اہل بغداد اس کی اطاعت نہیں کریں گے۔ چنانچہ اس نے اپنے خادموں کے ہاتھوں فضل کو قتل کروا دیا۔ ان کے سر حسن بن سہل کے پاس بھیج دیے اور اس کو تعزیت کہلوائی اور اس کو خبر دی کہ اس نے حسن کو اس کی جگہ مقرر کر دیا ہے۔ اس نے اپنا بغداد کا سفر جاری رکھا اور جب وہ خراسان پہنچا تو اس نے ارادہ کیا کہ امامؑ کو دھوکے سے قتل کر دے۔ مگر اس بات سے ڈرا کہ اگر فضل کے جیسا معاملہ ہوا تو بات کھل جائے گی۔ اس کے نتیجے میں اور راہ دوسری مشکلات پیدا ہو جائیں گی۔ چنانچہ اس نے دوسرا اختیار کیا اور مامون نے امام رضاؑ کو پوشیدہ طور پر زہر دے دیا۔ جس سے آپؑ کی شہادت واقع ہو گئی۔ مامون کا جب مقصد پورا ہو گیا تو اس نے بنی عباس کو خط لکھا کہ تم مجھ پر عیب لگاتے تھے کہ میں نے اپنے بعد علی بن موسیٰ رضاؑ کو اپنا ولی عہد بنا لیا ہے۔ اب تو وہ مر گئے۔ لہٰذا 'سمع و طاعت' (یعنی بات سننے اور اطاعت کرنے کی طرف پلٹ آؤ۔) یہ چند صفحات اس موضوع کے بعض پہلوؤں کو اجاگر کرتے ہیں۔ یہ مامون کے جرم اس کے مقاصد کی پستی اور اس کے برے ارادوں کے گواہ ہیں۔

آپؑ کی شہادت: پوری دنیا کا اس پر اتفاق ہے کہ مامون ہی نے امام رضاؑ کو زہر دیا تھا۔ ان کے ساتھ بعض غیر شیعہ مورخین اور محقق بھی شریک ہیں۔ مامون کے امام رضاؑ کو دھوکے سے مخفی طور پر شہید کرنے کا موضوع کوئی ڈھکا چھپا نہیں۔ یہ ایسا نہیں کہ بہت بعد کے آنے والوں نے اپنا اظہار خیال کیا ہو یا تاریخ اور حوادث سے بحث کرنے والوں نے یہ نتیجہ نکالا ہو۔ آپؑ کی وفات نے خراسان میں ہنگامہ پیدا کر دیا۔ قریب تھا کہ مامون کا کام تمام کر دیا جاتا۔ مگر وہ اپنی سیاست اور تجربہ کاری سے بچ نکلا۔ شیخ قمی علیہ الرحمہ نے روایت کی ہے کہ جب آپؑ کی وفات کی صبح ہوئی تو لوگ جمع ہو گئے اور کہنے لگے رسولؐ خدا کے فرزند کو قتل کر دیا گیا ہے۔ انبوہ کثیر جمع ہو گیا اور طرح طرح کی باتیں کرنے لگا۔ محمد بن جعفر بن محمدؑ جو حضرت امام رضاؑ کے چچا تھے، مامون سے امان لی ہوئی تھی اور وہ خراسان آئے ہوئے تھے۔ مامون نے اس سے کہا کہ اے ابوجعفر لوگوں سے جا کر کہو کہ ابوالحسنؑ کا جنازہ آج نہیں پڑھایا جائے گا۔ اس نے مناسب نہیں سمجھا کہ آپؑ کا جنازہ باہر آئے اور لوگ مشتعل ہو کر فساد کر بیٹھیں۔ محمد بن جعفر بن محمدؑ عوام کے سامنے آئے اور ان سے کہا کہ لوگو منتشر ہو جاؤ ابوالحسنؑ کا جنازہ آج نہیں اٹھایا جائے گا۔ یہ سن کر لوگ اپنے گھروں کو چلے گئے۔ ابوالحسنؑ کو رات کو غسل دیا گیا اور دفن کر دیا گیا۔ آپؑ کی وفات سے عالم اسلام میں بھی ایک شور مچا۔ مامون کے خلاف ناپسندیدگی کا بھی اظہار ہوا۔ آپؑ کے زمانے کے بڑے بڑے شعرا نے آپؑ کا مرثیہ کہا۔ دعبل بن خزاعی کہتا ہے۔

أری أمیة معذورین ان قتلوا — ولا اری لبنی العباس من عذر
ولاد حرب و مروان و اسرتهم — بنو معیط ولاة الحقد والوغر
قوم قتلتم علی الاسلام أولهم — حتی اذا استمکوا جازوا علی الکفر
أربع بطوس علی قبر الزکی به — ان کنت تربع من دین علی خطر
قبران فی طوس خیر الناس کلهم — و قبر شرهم هذا من العبر
ما ینفع الرجس من قبر الزکی وما — علی الزکی بقرب الرجس من ضرر
هیهات کل امری رهن بما کسبت — له یداه فخذ ما شئت أو فذر

ترجمہ: میں بنی امیہ کو معذور سمجھ لیتا ہوں اگر انہوں نے قتل کیا۔ لیکن بنی عباس کے لیے میں کوئی عذر قبول نہیں کرتا۔ وہ تو حرب، مروان کی اولاد ہے، ان کا قبیلہ بنی معیط ہے۔ جو کینہ، بغض اور دشمنی رکھتے ہیں وہ ایسی قوم ہے جن کے پہلوں کو۔ تو تم نے اسلام کے خلاف ہونے کی بنا پر قتل کیا۔ یہاں تک کہ جب انہوں نے ظاہراً اسلام سے تمسک پیدا کیا تو کفر کا بدلہ لیا۔ طوس میں پاک و پاکیزہ شخص کی قبر پر ٹھہر جا جو وہاں ہے۔ اگر تو دین کے لیے کسی خطرے کے مقام پر ٹھہر سکتا ہے طوس میں دو قبریں ہیں۔ ایک تو سب لوگوں سے بہترین شخص کی قبر ہے۔ اور دوسری بدترین شخص کی۔ یہ عبرتوں میں سے ایک عبرت ہے۔ پلید کی کو پاکیزہ شخص کی قبر سے کیا نفع مل سکتا ہے۔ نہ ہی پاکیزہ شخص کے لیے پلید کی قبر کے قریب ہونے میں کوئی ضرر ہے۔ بیہات ہر شخص اپنے کیے کا گروی ہے۔ جس چیز کو تو چاہے۔ لے لے اور جس کو چاہے چھوڑ دے۔

علی بن ابوعبداللہ خوافی کہتا ہے:

یا ارض طوس سقاك الله رحمة۔ ما ذا حویت من الخیرات یا طوس۔ طابت بقاعك فی الدنیا و طالب بها۔ شخص لوی بسناد باد مرموس۔ شخص عزیز علی الاسلام مصرعه۔ فی رحمة الله مغمور و مغموس۔ یا قبره انت قبر قد تضمنه۔ حلم و علم و تطهیر و تقدیس۔ فخراً فانك مغبوط بجثته۔ و بالملائکة الابرار محروس۔ ترجمہ: اے طوس کی سرزمین خدا تجھے اپنی رحمت سے سیراب رکھے۔ کس قسم کی خوبیوں کو تو اپنے اندر لیے ہوئے ہے۔ اے طوس دنیا میں تیرے ٹکڑے پاکیزہ ہیں اور ان میں پاکیزہ وہ شخص ہے جو سنا آباد کی قبر میں دفن ہے۔ وہ ایسا شخص ہے جس کا بچھڑنا اسلام پر دشوار ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی رحمت میں مستغرق ہے۔ اے اس کی قبر تو ایسی قبر ہے جس میں حلم، علم، تطہیر اور تقدیس ہے۔ تجھے فخر کرنا چاہیے کیونکہ تجھ پر رشک کیا جاتا ہے اس کے جسم کی وجہ سے۔ ابرار اور نیک فرشتوں سے تیری حفاظت کی جاتی ہے۔ شیخ مفید علیہ الرحمہ آپؑ کی شہادت کے سلسلے میں ذکر کرتے ہیں:

منصور بن بشیر سے اس کے بھائی عبداللہ بن بشیر سے روایت ہے۔ وہ کہتا ہے کہ مجھے مامون نے حکم دیا کہ میں اپنے ناخن عادت سے زیادہ بڑھا لوں مگر اس کا کسی کے سامنے اظہار نہ کروں۔ جب ناخن بڑھ گئے تو اس نے مجھے بلایا اور میرے سامنے ایک ایسی چیز نکالی جو تمر ہندی (املی) سے ملتی جلتی تھی۔ مجھ سے کہا اس کو اپنے دونوں ہاتھوں پر مل لو۔ میں نے اس کے کہنے کے مطابق ہاتھوں پر مل لیا۔ پھر مجھے وہاں چھوڑ کر امام علی رضاؑ کے پاس گیا اور ان کی مزاج پرسی کی۔ آپؑ نے فرمایا میں ٹھیک ہی ہوں۔ مامون نے کہا کہ میں بھی آج الحمدللہ ٹھیک ہوں۔ کیا آج کوئی خدمت گار (طبیب) دیکھ بھال کرنے والا آیا ہے تو آپؑ نے فرمایا نہیں۔ مامون غصہ ہو گیا اور غلاموں پر چیخنے لگا۔ کہا کہ ابھی انار کا عرق نکالو۔ پھر مجھ سے کہا کہ انار لے آؤ تو میں وہ اس کے پاس لایا۔ کہنے لگا کہ اس کو اپنے دونوں ہاتھوں سے نچوڑو۔ میں نے نچوڑ کر پیش کیا۔ مامون نے وہ انار کا شربت اپنے ہاتھ سے امام رضاؑ کو پلایا۔ یہی آپؑ کی وفات کا سبب بنا۔ آپؑ دو دن بھی زندہ نہ رہ سکے اور آپؑ کی شہادت ہو گئی۔ البتہ ابوصلت کی مسند زیارت کے مطابق امام رضاؑ کو مامون رشید نے خود انگوروں میں زہر دے کر شہید کیا تھا۔ (حبیب السیر جلد ۱ ص ۳۰۳، عیون اخبار الرضاؑ ص ۳۵۲ باب ۶۴)

امام علی رضا علیہ السلام بڑے لوگوں کی نگاہ میں: ائمہ علیہم السلام کے بارے میں علماء اور عظماء کے اقوال پیش کرنے سے یہ مراد نہیں کہ اس سے ہم ان کی عظمت و جلالت پر دلیل لائیں اس لیے کہ ائمہ طاہرینؑ کی شان اس سے بالا اور ان کا مقام اس سے کہیں ارفع و اعلیٰ ہے۔ رسولؐ اللہ نے ان کو امامت کا وارث بنایا ہے۔ یہ منصب ان کے لیے کافی ہے اور یہ بات ان کے فضل و شرف کے لیے بہت ہے۔ ائمہ کی شان میں علماء اور عظماء کے کلمات پیش کرنے سے فضل و شرف پر امت کا اجماع اور اتفاق کی نشاندہی ہے۔ سارے مسلمان کسی بھی پاکیزگی اور

Scanned with CamScanner

تزکیہ پر اس طور متحد و متفق نہیں جیسا ان کا ائمہ اہل بیت علیہم الصلوٰۃ والسلام کے تزکیہ اور پاکیزگی پر اتفاق اور اجماع ہے۔ ابوالحسن رضا علیہ السلام کے بارے میں علماء اور فضلاء کے یہاں کچھ اقوال پیش کیے جاتے ہیں: **1-** محمد بن جعفرؑ بن محمدؑ (امام رضاؑ کے چچا) سے مامون نے آپؑ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا' وہ ایسے عالم ہیں جن کو ہم نے کسی اہل علم کے پاس (حصول علم کے لیے) آتے جاتے نہیں دیکھا۔ **2-** ابوصلت عبدالسلام بن صالح ہروی کہتا ہے کہ میں نے علیؑ بن موسیٰ رضاؑ سے بڑھ کر عالم نہیں دیکھا اور جس عالم نے بھی آپ کو دیکھا اس نے میری ہی طرح آپؑ کے بارے میں گواہی دی۔ مامون نے ایک دفعہ مختلف مذاہب کے علماء، فقہائے شریعت اور متکلمین کی بڑی تعداد جمع کی آپؑ بحث و مناظرے میں ان سب پر غالب آئے۔ حتیٰ کہ ان میں سے ایک بھی نہیں تھا جس نے آپؑ کے علمی فضل کا اقرار نہ کیا ہو اور خود اپنی کم علمی کا اعتراف نہ کیا ہو۔ **3-** مامون عباسی نے آپؑ کے متعلق کہا کہ تمام بنی ہاشم میں یہ زیادہ صاحب علم ہیں۔ مامون نے یہ بھی کہا کہ اے محمد بن جعفرؑ آپ کا بھتیجا پیغمبر کے ان اہل بیت میں سے ہے جن کے بارے میں نبیؐ نے فرمایا: ''یاد رکھو میری عترت کے ابرار میں سب لوگوں سے زیادہ حلیم و بردبار، جب بڑے ہوں تو سب لوگوں سے زیادہ عالم ہیں۔ ان کو تعلیم دینے کی کوشش نہ کرو کیونکہ وہ تم سے زیادہ عالم ہیں۔ وہ تم کو باب ہدایت سے خارج نہیں کریں گے اور ضلالت و گمراہی کے باب میں داخل نہیں کریں گے۔

4- رجا بن ابی اضحاک نے کہا کہ خدا کی قسم میں نے ایسا کوئی شخص نہیں دیکھا جس میں آپ سے زیادہ اللہ کا تقویٰ ہو، اپنے تمام اوقات میں آپؑ سے زیادہ اللہ کا ذکر کرتا ہو اور اللہ عزوجل کا آپؑ سے زیادہ شدید خوف رکھتا ہو ـــــــ (الخ) **5-** ابراہیم بن عباس صولی کہتا ہے کہ میں نے نہ ایسا کوئی شخص دیکھا اور نہ سنا جو ابوالحسن رضاؑ سے افضل و برتر ہو۔ میں نے آپؑ سے ایسی چیزوں کا مشاہدہ کیا ہے جن کا اور کسی سے نہیں کیا ـــــ آپؑ بہت زیادہ نیکی اور احسان کرتے، چھپا کے صدقہ دیتے جو زیادہ تر تاریک راتوں میں انجام دیتے۔ اگر کوئی کہے کہ میں نے فضل و کرم میں ان جیسا آدمی دیکھا تو اس کی تصدیق نہ کرو۔ **6-** عبداللہ بن مطرق بن ماہان ایک بار مامون کے دربار میں آیا۔ وہاں علی بن موسیٰؑ بھی تشریف رکھتے تھے۔ مامون نے اس سے پوچھا کہ تو ان اہل بیتؑ کے بارے میں کیا کہتا ہے۔ عبداللہ نے کہا: **ما القول فی طینة عجنت بماء الرسالة وغرست بماء الوحی، هل ینفح منها الا مسك الهدی، وعنبر التقی۔** ترجمہ: ''میں اس نیک طینت کے متعلق کیا کہہ سکتا ہوں جس کو رسالت کے پانی سے گوندھا گیا ہو۔ وحی کے چشمے سے اس کا درخت لگایا گیا ہو۔ پھر ہدایت کی کستوری اور تقویٰ کے عنبر کے علاوہ اس سے کوئی اور خوشبو آسکتی ہے۔'' مامون نے ایسا ڈبہ منگوایا جس میں موتی تھے اور موتیوں سے عبداللہ کا منہ بھر دیا۔ **7-** جاثلیق یعنی بڑے پادری نے امامؑ سے مناظرے اور لاجواب ہونے کے بعد کہا کہ مسیحؑ کے حق کی قسم میں نہیں سمجھتا تھا کہ مسلمانوں میں آپ جیسی شخصیت بھی ہوگی۔ **8-** واقدی کہتا ہے کہ آپؑ فقیہ تھے۔ آپؑ رسولؐ اللہ کی مسجد (مسجد نبوی۔ مدینہ) میں بیٹھ کر اس وقت فتویٰ دیا کرتے تھے جب آپؑ کی عمر بیس، بائیس سال تھی۔ آپؑ اہل مدینہ میں تابعین کے آٹھویں طبقے سے تھے۔ **9-** شمس الدین احمد بن محمد بن ابی بکر بن خلکان کہتا ہے کہ ابوالحسن علیؑ رضا بن موسیٰ کاظم ابن جعفر صادق بن محمد باقر بن علی زین العابدینؑ بارہ اماموں میں سے ایک ہیں۔ مامون نے اپنی بیٹی ام حبیب کی آپؑ سے شادی کی تھی اور آپؑ کو اپنا ولی عہد مقرر کیا تھا۔ دینار کے سکوں پر آپؑ کا نام کندہ کیا تھا۔ مامون نے عباس کی اولاد میں سے مردوں اور عورتوں کو مرو شہر اپنے دارالخلافہ بلایا۔ ان کی تعداد **33** ہزار تھی۔ دوسری طرف حضرت علی رضاؑ کو بھی بلایا۔ انکی اچھی قدر و منزلت کی اپنے خواص اور احباب کو جمع کیا اور کہا کہ عباس اور علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم کی اولاد میں اس نے غور و فکر کر کے دیکھا تو علی رضاؑ سے زیادہ کسی کو بھی افضل اور امر خلافت کا حق دار نہیں پایا۔ چنانچہ آپؑ کی بیعت کرائی۔ حکم دیا کہ لباس اور جھنڈوں سے سیاہ رنگ ہٹا دیا جائے۔ **10-** احمد بن حجر ہیثمی کہتا ہے کہ علی رضاؑ ان سب میں زیادہ شریف اور شہرت کے مالک ہیں۔ زیادہ جلیل القدر ہیں۔ اس بنا پر مامون نے ان کو اپنی جان اور روح کی جگہ قرار دیا۔ اپنی بیٹی کی آپؑ سے شادی کی۔ اپنی سلطنت و حکومت میں ان کو شریک کیا۔ اور اپنی خلافت کا معاملہ ان کے سپرد کیا۔ **11-** احمد بن یوسف دمشقی قرمانی کہتا ہے کہ آپؑ کے فضائل و مناقب بلند ہیں۔ اور آپؑ کے صفات اعلیٰ ہیں۔ ـــــ آپ رضی اللہ عنہ بہت کم سوتے تھے اور زیادہ روزے رکھتے تھے۔ **12-** یوسف بن قزاغلی۔ سبط بن جوزی کہتا ہے کہ علیؑ بن موسیٰؑ رضا فضلاء اور اتقیاء اور بہت زیادہ سخی اور جواد لوگوں میں سے تھے۔ **13-** کمال الدین محمد بن طلحہ شافعی کہتا ہے کہ آپؑ کا ایمان بڑھا ہوا تھا اور آپؑ کی کتابیں آپؑ کے مقام و منزلت میں رفعت تھی۔ آپؑ کے وسائل و امکانات وسیع تھے۔ آپؑ کے اعوان اور انصار بہت تھے۔ **14-** احمد یوسف اسماعیل نبہانی کہتا ہے کہ علی رضا بن موسیٰ کاظم بن جعفر صادق اکابر ائمہ کا اور امت کے ہدایت کے چراغوں میں سے ایک تھے۔ اہل بیت نبوت معادن علم و عرفان و کرم و جواں مردی میں سے تھے۔ آپ عظیم القدر اور معروف الذکر تھے۔ آپؑ کی بہت زیادہ کرامات ہیں۔ **15-** عبداللہ شبراوی شافعی کہتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کریم، جلیل، صاحب ہیبت و باوقار تھے۔ کہا جاتا ہے کہ علی رضاؑ نے ایک ہزار غلام آزاد کیے۔ آپؑ ہر وقت باوضو رہتے (زیادہ وقت) نماز میں گزارتے۔ ساری رات باوضو رہتے اور نماز پڑھتے رہتے۔ کچھ دیر کے لیے سو جاتے۔ پھر اٹھ کر وضو کر کے نماز میں مشغول ہو جاتے۔ آپ کی جماعت کے کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ ہم نے جب بھی آپ کو دیکھا تو ہم کو خداوند تعالیٰ کا یہ ارشاد یاد آیا۔ **کانوا قلیلا من اللیل ما یهجعون۔** **16-** محمد امین سویدی کا کہنا کہ آپ کے اعلیٰ اور بلند صفات تھے۔ آپؑ مدینے میں پیدا ہوئے۔ آپؑ کی انگوٹھی پر لاحول ولاقوۃ الا باللہ کندہ تھا۔ آپؑ کی کنیت ابوالحسنؑ اور القاب راضی، صابر اور زکی تھے۔ آپؑ کی بہت زیادہ کرامات تھیں۔ آپؑ کے آثار مشہور تھے جن کے ذکر کے لیے اس مقام میں وسعت نہیں۔ آپؑ کی وفات خراسان کی ایک بستی طوس میں آخر ماہ صفر **203**ھ میں ہوئی۔ اس وقت آپ کی عمر **55** سال تھی۔ **17-** علی جلال حسینی کہتا ہے کہ آپؑ اپنے زمانے میں تمام لوگوں سے زیادہ عالم اور زیادہ سخی تھے۔ آپؑ کی ولادت **148**ھ میں ہوئی اور رحلت **203**ھ میں ہوئی۔ جب آپ **55** برس کے تھے۔ **18-** خیر الدین زرکلی کا کہنا ہے کہ علی بن موسیٰ کاظم بن جعفر صادق ابوالحسنؑ جن کا لقب رضا اور ثامن الائمہ تھا ـــــ اہل بیت کے اجل سادات میں اور ان کے فضلاء اور کامل افراد میں سے تھے ـــــ۔ **19-** عبداللہ علائلی کہتا ہے کہ علی بن موسیٰ رضا اس گھرانے کے اکابر، سردار زعیم اور سربراہ تھے۔ اہل بیت میں سے امام مرتضیٰ تھے ـــــ۔ **20-** عبدالقادر احمد یوسف کہتا ہے کہ ان امام کی زندگی بڑے جلیل القدر اعمال اور کردار سے بھری پڑی ہے۔ آپؑ کا علم وہ ہے جس کی انتہا تک نہیں پہنچا جا سکتا۔ عصمت وہ ہے جس کے یہ ایک دوسرے کے وارث ہوئے ہیں۔ آپؑ کا تقدس و پاکیزگی وہ ہے جس کے آپ کے یا آپ کے بعد کے زمانے میں مشابہت نہیں۔ بجز ان ائمہ معصومینؑ کے جو آپؑ کے صلب سے ہیں۔ اپنے زمانے کے وہ ہدایت کے علم ہیں۔ تقویٰ، ورع، حلم، خلق، عادات و اخلاق کی اعلیٰ مثال ہیں۔ میری مجال نہیں کہ میں اوصیاء اللہ میں سے کسی وصی کی زندگی کو بیان کروں۔ نہ میرے قلم میں طاقت ہے کہ ان کی تعریف لکھ سکے۔ کیا ان کے نام کا ذکر ہی اپنی جگہ ان کی پوری اور مکمل تعریف نہیں ہے۔ ان کا ذکر اللہ کے نور کا ایک شعلہ ہے۔ جو اپنی پناہ میں آنے والے کو بہتر اور سیدھے راستے کی ہدایت کرتا ہے جو انسان کو عمومی فلاح تک پہنچاتا ہے۔ امام کی ساری زندگی اسلام کے ذریعے مسلمانوں کی شان بلند و بالا کرنے کے لیے وقف تھی۔ آپؑ سے جو بھی عمل صادر ہوتا ہے وہ ایمانی عقیدے کے تحت ہوتا ہے۔ اس کا ہدف و مقصد لوگوں کی درستی اور اصلاح تھی۔ اس کی انتہا اس طرف تھی جس میں عالمین کے پروردگار کی رضا تھی۔

اُس دور کا اختتام: یہ سطریں امام رضا علیہ السلام کی زندگی کا مختصر سا خاکہ تھیں۔ یہاں ہم آپؑ کی سیرت اور کچھ حالات پڑھ سکے ہیں۔ آپؑ کی وصیتیں اور احکام سے متعارف ہوئے ہیں۔ آج اس زمانے میں ہم امام رضاؑ کی اس سیرت ان کی بلند مثال کریم اخلاق اور قابل تعریف خوبیوں کے زیادہ محتاج ہیں۔ آج اخلاق کی ایسی کساد بازاری ہے کہ کہیں اس کی اچھی مثال نظر نہیں آتی۔ اس دور میں ہم کو بڑے تلخ تجربات ہوئے ہیں۔ ہم بہت زیادہ قیمت ادا کر چکے ہیں۔ اگر ہم دوبارہ عزت و وقار بحال کرنا چاہتے ہیں اور اپنی برتری کی ازسر نو تعمیر چاہتے ہیں۔ اگر اپنی ثقافت و تمدن کو محکم کرنا چاہتے ہیں تو ہمارے لیے بہت ضروری ہے کہ ہم اہل بیتؑ کی سیرت اپنائیں۔ اسی میں ہماری اجتماعی اور معاشرتی بیماریوں کی شفا ہے اور ہماری ابدی سعادت کے لیے مجرب دوا ہے۔ **قل هذه سبیلی ادعو الی الله علی بصیرة انا ومن اتبعنی وسبحان الله وما انا من المشرکین** ۔ترجمہ: کہہ دیں یہی میرا راستہ ہے۔ میں اور جو میری اتباع کرے ہم بصیرت کے ساتھ اللہ کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ پاک اور منزہ ہے اللہ اور میں مشرکین میں سے نہیں ہوں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اہل بیت کی محبت میں زندہ رکھے، انہی کی محبت میں موت دے اور اہل بیت کی ہی محبت میں اٹھائے۔

حوالہ جات: امین بجاہ النبی الامین ﷺ۔ تاریخ خلفاء۔ تاریخ اولیاء۔ نہج البلاغہ۔ سیرت امام علی رضاؑ۔ سوانح امام علی رضا

تصحیح: زنجانی جنتری **2010**ء کے صفحہ نمبر **65** پر ماہ اپریل کی **7** تاریخ کو کمپوزنگ کی غلطی کے باعث بروز ''**بدھ**'' کی بجائے ''**جمعرات**'' شائع ہوگیا ہے۔ جس کیلئے ادارہ معذرت خواہ ہے۔ قارئین سے گزارش ہے کہ اپریل تا دسمبر غلطی کی تصحیح فرمالیں۔ (ادارہ)

Scanned with CamScanner

عریضہ یا صاحب الزمان ادرکنی فی سبیل اللہ

عریضہ کا سائنسی جواز: فیکس مشین نے یہ ثابت کردیا ہے کہ آپ کا اصلی خط/چٹھی آپ ہی کے پاس موجود ہے جبکہ آپ کے پیغامات اسی لمحہ امریکہ، برطانیہ اور دنیا کے تمام گوشوں میں اسی لمحہ پہنچ جاتے ہیں۔ **"سرکار ولی عصرؑ"** جو خدا کے **"لاریب"** نمائندہ ہیں ان کے حضور نیتِ اعمال کا روزنامچہ کہیں تیز رفتاری سے پہنچتا ہے۔ "جناب مالک اشترؒ مولا علیؑ" سے عرض کرتے ہیں۔ مولا میں آج آپ کی تعداد کے برابر لوگ فی النار کیے ہیں۔ **مولا علیؑ فرماتے ھیں:** اے اُشترؒ" میں نے جن لوگوں کو قتل کیا ہے میں نے ان کی نسلوں تک چیک کیا ہے کوئی کہیں مومن تو نہیں۔" **ھمارے مولا (امام زمانہ)** بھی ان کی اولاد ہیں جو تمام معاملات کی تہہ تک آگاہ ہیں۔

☆ دنیا میں کوئی کام درخواست کے بغیر نہیں ہوتا۔ بچہ سکول داخل کروانا ہو، مریض ہسپتال میں، کوئی بھی ملازمت حاصل کرنا ہو تو درخواست ضروری ہے۔ آپ کی اپنی رقم بنک میں جمع ہے مگر ضروری ہے کہ درخواست دے کر رقم حاصل کریں۔ **درخواست ایک مستند ریکارڈ کی حیثیت رکھتی ھے۔**

☆ نماز، عبادت، عادات اور روایت کے طور پر ادا ہوتی ہے۔ دعا و مناجات توجہ اور انتہائی غور سے مانگی جاتی ہے۔ کسی بزرگ، استاد کو ہم اس کی اہلیت و قابلیت کی وجہ سے عزت و احترام دیتے ہیں۔ بادشاہ، افسر، جی۔ ایم کو بحیثیت عہدہ و مرتبہ گارڈ آف آنر پیش کیا جاتا ہے۔ دوست، عزیز، بزرگ روحانی پیشوا پیر و مرشد کو بہ لحاظ مرتبہ القاب و احترام اور نفسِ مضمون سے مخاطب کیا جاتا ہے۔ "جناب ہم اپنے **آقا و مولاؑ** کے حضور **"عریضہ"** پیش کرتے ہیں۔ تمام تر نیاز مندیوں کے ساتھ سرکار کے دربار میں حاضری کی سفارش حاصل کرتے ہیں۔ پوری توجہ، انتہائی یکسوئی، تمام تر اعلیٰ القابات اور بہترین نفسِ مضمون کے ساتھ مولاؑ کو پکار کر راز و نیاز کرتے ہیں۔ **مولا کریم ابن کریم** ہیں ہمیشہ لجپال فرماتے ہیں۔ لمحہ بھر سے پہلے مدد نصرت فرماتے ہیں۔ ☆ نقش و تعویذ، اسمِ اعظم کا کام کرتا ہے۔ جس کام کے لیے اس کے روحانی فیض و برکات حاصل ہوتے ہیں۔ اس طرح **مولاؑ کا عریضہ بھی "اسم اعظم" کا کام کرتا ھے۔** جہاں جہاں آب پاشی ہوتی ہے۔ فصلوں کو خیر و برکات نصیب ہوتی ہیں۔ پودوں اور جانوروں کو آبِ حیات نو ملتی ہے۔ الغرض جو کچھ کہا جائے کم ہے۔

تمام پریشانیوں و مشکلات کے لیے مالک حقیقی کی بارگاہ اقدس میں درخواست پیش کریں

بسم اللہ الرحمن الرحیم	اللھم صل علی محمدؐ و آل محمدؐ	اللہ اکبر۔ الحمد للہ۔ سبحان اللہ

از جناب سیدہ فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا

عریضہ بحضور پرنور قسمت کائنات، لنگر زمین و آسمان
جناب امام مہدی علیہ السلام ابن جناب حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام

میرے تمام معاملات خدا کے سپرد ہیں۔ سرکار ولی عصرؑ ہمارے آقا، مولا، نگہبان، وارث، سرپرست ہیں۔ پھر پریشانی / فکر کیسی؟ اے ہمارے مولا و آقا ہم آپ کے غلام ہیں۔ ہم حیدری، حسینی ہیں۔ (ہم جناب سیدہ طاہرہؑ کی دعاؤں سے پیدا ہوئے ہیں)۔ ہم آپ کی رعایا ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو صحت و سلامتی عطا فرمائے۔ خدا آپ کو تمام دشمنوں اور ہر قسم کے شر سے اپنی خصوصی حفظ و امان میں رکھے۔ آپ کا جلد از جلد ظہور ہو تاکہ آپ آ کر دشمنانِ اسلام سے بدلہ لے سکیں۔ پوری کائنات میں فقط ہم نے اپنا سر آپ کے "در اقدس" پر جھکایا ہے۔ میری مشکلات، پریشانیوں کو حل فرمائیں۔ آپکو ان کا واسطہ جن کا واسطہ آپ رد نہیں فرماتے۔ میرے مسائل و ضروریات یہ ہیں ......

مولا جلد مدد فرمائیے۔ جلد مدد فرمائیے۔ ابھی ابھی فوراً۔ دشمن ہمیں طعنہ زنی نہ کریں کہ آپکے مالک مشکل کشا نہیں۔

یہاں اپنا نام مع ولدیت لکھیں ________________

دو رکعت نماز حاجات پڑھیں۔ شب بدھ یا روز بدھ اعمال صاحب العصرؑ بجالائیں
عریضہ مولا کی ضریح اقدس یا قرآن پاک میں یا آبِ جاری میں یہ کہتے ہوئے مولاؑ کے سپرد کریں

اے حسین بن روح آپ پر سلام ہو۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپکی وفات اللہ کی راہ میں ہوئی۔ آپ اللہ کے نزدیک زندہ و رزق یافتہ ہیں۔ میں آپ سے اس زندگی میں مخاطب ہوں جو آپکو اللہ کے نزدیک حاصل ہے۔ پس میرا یہ رقعہ اور میری حاجات ہمارے مولا جناب امام زمانہؑ کے حضور پیش کریں۔ آپ قابل اعتماد و امانتدار ہیں۔

آیئے اپنے آقا کے ساتھ گفتگو کر کے مولا سے تمام تر فیض و برکات حاصل کریں۔ آیئے اپنی حاجت کا عریضہ ڈالیں

"اللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّد"

نوٹ: پرنٹ شدہ عریضے بلا ہدیہ ادارہ آئینۂ قسمت سے طلب کریں

Scanned with CamScanner

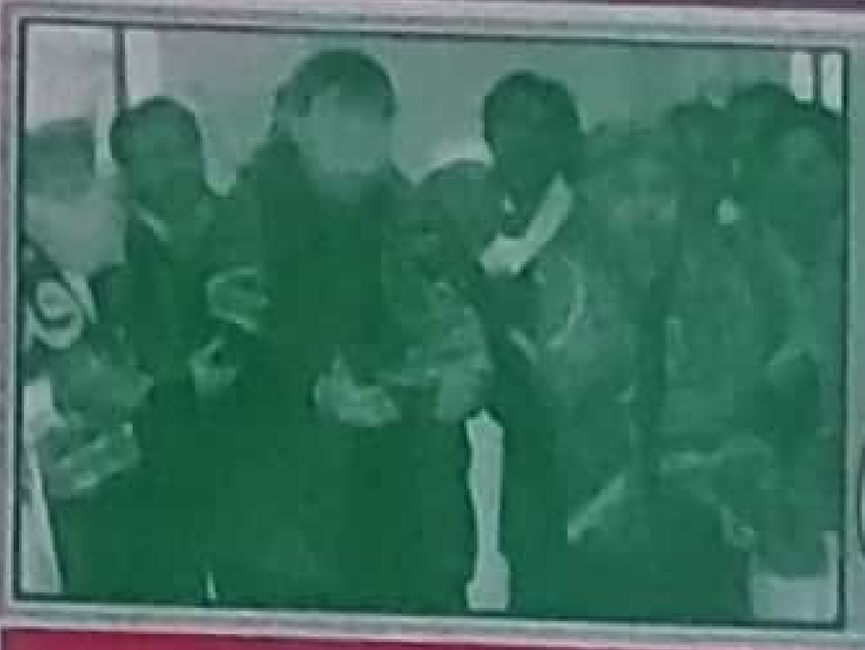

عرس پیر شاہ زنجانیؒ کی 12 ویں روحانی محفل

امریکن قونصلیٹ لاہور کے جناب برائن ڈی ہنٹ کی درگاہ شاہ زنجانی پر حاضری

جشن عید میلاد النبیؐ کے زیر سایہ پیر شاہ زنجانیؒ کا عرس

جشن عید میلاد النبیؐ کے زیر سایہ ہر سال کی طرح اس مرتبہ بھی 10، 11 ربیع الاول **سلسلہ روحانیات حضرت سید میراں حسین شاہ زنجانی" پیر بھائی حضرت داتا گنج بخشؒ کے روحانی فرزند بانی ادارہ آئینہ قسمت منجم اعظم الحاج سید ناظر حسین شاہ زنجانی کا بارھواں سالانہ عرس مبارک** نہایت پروقار روحانی سعادت کے ساتھ منایا گیا۔ 10 ربیع الاول بروز اتوار 08 مارچ 2009ء نماز فجر کے بعد درگاہ پیر شاہ زنجانی (بھماں جھگیاں لاہور) کو غسل دیا گیا۔ طلوع آفتاب کے بعد سے نماز ظہر تک علاقہ گاؤں بھماں جھگیاں کے دینی مدرسہ کے طلبہ نے قرآن خوانی کا سلسلہ جاری رکھا۔ منازل شریعت، طریقت، معرفت الٰہی رکھنے والے بزرگان دین کے مزارات ہندو پاک میں ہر جگہ پھیلے ہوئے ہیں۔ اگرچہ یہ بزرگان ہر دور، ہر زمانہ میں تبلیغ دین کا فریضہ ہی انجام دیتے رہے اور ان کی ولایت کا فیض دنیا کو منور کرتا رہا اور آج بھی کر رہا ہے۔ یہ امام عالی مقام سید الشہداء **امام حسینؑ** کی عظیم شہادت کا **معجزہ** ہے کہ **عرش معلٰی** کا سلسلہ **کربلا معلٰی** سے جاملتا ہے۔ اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد، امام حسینؑ نے اپنے نانا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی سنت کو اس طرح اجاگر کیا کہ دین الٰہی الگ اور حکومت الگ ہوگئی۔ کوئی فاجر حکمران آج بھی دین الٰہی، دین محمدیؐ میں تبدیلی و ترمیم کی جرأت نہ کرسکا اور نہ ہی کرسکے گا۔ امام حسینؑ نے کربلا میں جو سنت محمدیؐ اجاگر کی تھی اس کی کرنیں آج بھی روز روشن کی طرح منور ہیں اور یہ سب بزرگان دین بھی حسینیؑ سلسلے کی کڑی ہیں۔ حدیث رسولؐ ہے کہ **"حسینؑ مجھ سے ہے اور میں حسینؑ سے ہوں"** حیات رسولؐ میں شاید یہ بات کچھ صحابہ کو سمجھ نہ آئی ہو مگر اب ہر امتی یہ جانتا ہے کہ قربانی حسینؑ شہادت حسینؑ سے ہی دین محمدیؐ اپنی اصل شکل میں آج بھی قائم ہے اور ہمیشہ قائم رہیگا۔ عرس شاہ زنجانی کی مقدس روحانی محفل میں رسم چادر پوشی کیلئے امریکن ہوکر شہر لاہور کے ہر دل عزیز جناب برائن ڈی ہنٹ پرنسپل آفیسر امریکن قونصلیٹ لاہور تشریف لائے۔ سجادہ نشین شہزادہ سید انتظار حسین شاہ زنجانی ہمراہ سجادہ نشین (درگاہ میاں میر) چمن پیر قادری نے 10 ربیع الاول بروز اتوار 8 اپریل ٹھیک شام 4 بجے ان کا استقبال کیا۔ برائن ڈی ہنٹ اپنی ذات میں انجمن ہیں۔ امریکی ہونے کے باوجود انکا لباس پاکستانیوں جیسا شہر لاہور کی عوامی سماجی تقریبات اولیاء اللہ کے مزار پر انکی عقیدت سے حاضری نے انکی شخصیت کو دوسرے امریکن سے ممتاز بنادیا ہے۔ اندرون ملک ہائی سیکورٹی الرٹ ہونے کے باوجود برائن صاحب کی درگاہ شاہ زنجانی پر رسم چادر پوشی کیلئے اپنے مکمل وفد کیساتھ حاضری انکی شجاعت دلیری اور طبیعت میں روحانیت کے عنصر پائے جانے کی دلیل ہے۔ روحانیات کسی قوم مذہب کی میراث نہیں ہے۔ روحانیت ہر مذہب ہر ملت و قوم میں پائی جاتی ہے۔ تلاوت کلام پاک سے محفل کا آغاز کرنے کا مجھے شاہ زنجانی نے حکم دیا۔ قاری عارف مدرسہ زنجانیہ درگاہ میراں حسین زنجانی نے نعت رسولؐ پڑھی اور پھر باقاعدہ رسم چادر پوشی کا آغاز ہوا۔ سجادہ نشین شہزادہ سید انتظار حسین شاہ زنجانی کے ہمراہ جناب برائن ڈی ہنٹ، اداکار عاصم بخاری، علامہ مشتاق جعفری، سلیم نقشبندی، محمد امین، سید اشتیاق حسین بخاری، سید ریاض حسین شاہ، اسد گیلانی، معین علوی، محمد اکرم، ڈاکٹر نوازش علی اور ان کے والد گرامی، رانا محمد سرفراز (منڈی بہاؤ الدین)، سید پرویز شاہ گیلانی المعروف سانپوں والی سرکار بمعہ اپنے سینکڑوں مریدین، پیر سید صدا حسین بمعہ اپنے درجنوں مریدین، ذوالفقار علی بھٹہ بمعہ فرزند، حاجی عبدالغنی، رانا خالد محمود، شیخ سعادت حسین، سید عابد حسین شاہ بخاری، سید اصغر علی شاہ بخاری، شہزاد شاہ، سعید چاند، سید مشتاق علی رضا گیلانی، چوہدری واجد علی خان (سابق ایم پی اے)، چوہدری نوازش علی خان خاص طور سے گوادر سے آئے ہوئے مہمان سعید ایڈووکیٹ، سید مشتاق حسین زنجانی، سجادہ نشین شہزادہ سید انتظار حسین زنجانی اور شہزادگان سید مصور علی زنجانی، سید محمد علی زنجانی، سید محسن علی زنجانی کے علاوہ سینکڑوں علاقہ ہذا کے عقیدت مندوں نے اس محفل میں شرکت کی۔ چادر پوشی کے بعد بوقت دعا مجھ غلام رسولؐ اور خاکسار کربلا کو نعت رسول مقبولؐ سے حاضرین کے دلوں کو مسرور کرنے کا شرف حاصل ہوا اور انبیاء، اولیاء کرام، صاحب مزار اور خصوصاً حاضرین کے گزشتگان کے لئے دعائیں کیں۔ بعد از ختم چادر پوشی مہمانوں کی تواضع لنگر سے کی گئی اور عام لنگر تقسیم کیا گیا اور نصف شب سے کچھ قبل تک محفل سماع سے حاضرین محظوظ ہوتے رہے۔ متولی درگاہ پیر سید الطاف حسین شاہ بخاری نے آئے ہوئے سبھی مہمانوں کی آمد کا شہزادہ سید انتظار حسین زنجانی کے ہمراہ شکریہ ادا کیا۔ **چشم نگاہ بیان: شہزادہ حافظ سید محسن علی شاہ زنجانی**

درگاہ پیر شاہ زنجانی بھماں جھگیاں براستہ عامر روڈ شاد باغ لاہور کا سالانہ عرس ہر سال 10،11 ربیع الاول کو منایا جاتا ہے عقیدت مند حضرات کو دعوت عام ہے۔ زائرین کی خدمت کیلئے درگاہ پیر شاہ زنجانی پر پیر الطاف شاہ بخاری مامور کئے گئے ہیں۔ موبائل: 0333-4211858

شجرہ خاندانِ زنجانیہ عالیہ درگاہ پیر شاہ زنجانی

داماد رسولؐ خدا شیر خدا مولائے کائنات پارہ نور اولیس نور ختم المرسلین باب مدینۃ العلم امام اول حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام

☆.....امام حضرت علی مرتضیٰ داماد رسول مصطفی ﷺ
☆.....سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام ابن
☆.....حضرت امام زین العابدین علیہ السلام ابن
☆.....حضرت امام باقر علیہ السلام ابن
☆.....حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ابن
☆.....حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام ابن
☆.....حضرت امام علی رضا علیہ السلام ابن
☆.....حضرت امام علی تقی علیہ السلام ابن (برادر سید موسیٰ المبرقع)
☆.....سید موسیٰ المبرقع شاہ زنجانی ابن (آمد زنجان 225ھ)
☆.....سید احمد پاک کبیر شاہ زنجانی ابن
☆.....سید محمد الاعرج شاہ زنجانی ابن
☆.....سید شاہ احمد ثانی شاہ زنجانی ابن
☆.....سید موسیٰ اصغر شاہ زنجانی ابن
☆.....سید میر احمد ابو عبداللہ شاہ ابن
☆.....سید محمد میر عالم نور شاہ زنجانی ابن
☆.....سید میر علی شاہ زنجانی ابن
☆.....سید میر جعفر نظام الملت زنجانی ابن
☆.....سید میر عالم ابی محمد شاہ زنجانی ابن
☆.....سید امیر علی شاہ زنجانی ابن
☆.....سید اخی ابوالفرح شاہ زنجانی ابن
☆.....سید ابو جعفر شاہ زنجانی ابن
☆.....سید علی شاہ جہانیاں زنجانی ابن
☆.....سید میراں حسین شاہ زنجانی ابن (مدفون لاہور)
☆.....سید میر حسن شاہ زنجانی ابن
☆.....سید میر علی شاہ زنجانی ابن
☆.....سید اسمٰعیل شاہ زنجانی ابن

☆.....سید میر احمد شاہ زنجانی ابن
☆.....سید شاہ ابی زید زنجانی ابن
☆.....سید جلال الدین شاہ زنجانی ابن
☆.....سید کمال الدین شاہ زنجانی ابن
☆.....سید بابو شاہ زنجانی ابن
☆.....سید سلیمان شاہ زنجانی ابن
☆.....سید اسمٰعیل شاہ زنجانی ابن
☆.....سید عبدالوہاب شاہ زنجانی ابن
☆.....سید پیر علی شاہ زنجانی ابن
☆.....سید شاہ محمد زنجانی ابن
☆.....سید معظم شاہ زنجانی ابن
☆.....سید شاہ محمد زنجانی ابن
☆.....سید غلام علی شاہ زنجانی ابن
☆.....سید مراد شاہ لقب باقر شاہ زنجانی ابن
☆.....سید غلام نبی شاہ زنجانی ابن
☆.....سید شاکر علی شاہ زنجانی ابن
☆.....سید محمد شاہ زنجانی ابن
☆.....سید سکندر شاہ زنجانی ابن
☆.....سید بابا جیون شاہ زنجانی ابن
☆.....الحاج سید ناظر حسین شاہ زنجانی ابن
☆.....شہزادہ سید انتظار حسین شاہ زنجانی ابن

درگاہ پیر شاہ زنجانی لاہور

جانشین خاندانِ زنجانیہ عالیہ

☆.....شہزادہ سید مصور علی زنجانی
☆.....شہزادہ سید محمد علی زنجانی
☆.....شہزادہ حافظ سید محسن علی زنجانی

شہزادگانِ زنجانی کا 48 ویں پشت سے شجرہ جاملتا ہے۔

شجرہ خاندان زنجانیہ عالیہ

خاندان زنجانیہ عالیہ کا شجرہ عنقریب شائع کیا جا رہا ہے۔ اہل خاندان زنجانیہ متوجہ ہوں۔ دیگر مشائخ عظام پاکستان بھی اپنے بزرگوں کے سالانہ عرس کی تواریخ اس میں شامل کروا سکتے ہیں۔ یہ شجرہ بھی سادات عظام کے لیے شائع کیا جا رہا ہے۔

شجرۂ طیبہ
معصومین علیہم السلام

مصدقہ:
آقائے ملت مولانا سید نجم الحسن صاحب
قبلہ کراروی، پشاور

مصدقہ:
ادارہ شیعہ مجلس علمائے پاکستان

اسمائے معصومین	مشہور لقب	کنیت	اُمہات	تعدادِ اولاد	تاریخ وماہ وسن ولادت	جائے ولادت	تاریخ وفات	مدت حیات	بادشاہ وقت	سبب شہادت	جائے دفن
پیغمبر اسلام حضرت محمدؐ	مصطفےٰ	ابوالقاسمؐ	حضرت آمنہ بنت وہب	فاطمہ زہرا، طیب طاہر، قاسم و ابراہیم	۱۷ ربیع الاول ۱ عام الفیل	شعب ابی طالب (مکہ معظمہ)	۲۸ صفر ۱۱ھ	۶۳ سال	و۔ نوشیرواں عادل ش۔ ہرقل بادشاہ قیصر روم	زہر۔ یہودیہ بمقام خیبر	مدینہ طیبہ
اُم الائمہ جناب فاطمہؑ	زہراء	ام الحسین سیدۃ النساء	حضرت خدیجہ الکبریٰ	حسن و حسین، زینب، ام کلثوم و اسقاط محسن	۲۰ جمادی الثانیہ ۵ بعثت	مکہ معظمہ	۳ جمادی الثانیہ ۱۱ھ	۱۸ سال ۹ ماہ ۱۵ یوم	و۔ یزدجرد ش۔ حضرت ابوبکر	افتادن درد پہلو شکستن	جنت البقیع (مدینہ)
ابوالآئمہ حضرت علیؑ	امیرالمومنین	ابوالحسن ابوتراب	حضرت فاطمہ بنت اسد	۱۱ پسر ۱۶ دختران	۱۳ رجب ۳۰ عام الفیل یوم جمعہ	درمیان خانہ کعبہ	۲۱ رمضان ۴۰ھ	۶۳ سال	و۔ شہریار ش۔ معاویہ	ضرب ابن ملجم سازش امیر شام بمقام مسجد کوفہ	نجف اشرف (عراق)
حضرت امام حسنؑ	مجتبےٰ	ابومحمدؐ	حضرت فاطمہ زہراؑ	۸ پسر ۷ دختران	۱۵ رمضان ۳ھ	مدینہ منورہ	۲۸ صفر ۵۰ھ	۴۷ سال	و۔ یزدجرد ش۔ معاویہ	زہر دادن جعدہ بنت اشعث بحکم خلیفہ ظالم امیر معاویہ	جنت البقیع (مدینہ)
حضرت امام حسینؑ	سیدالشہداء	ابوعبداللہ	حضرت فاطمہ زہراؑ	۶ پسر ۴ دختران	۳ شعبان ۴ھ (بنا پر مشہور)	مدینہ منورہ	۱۰ محرم ۶۱ھ	۵۷ سال	و۔ یزدجرد ش۔ یزید	زخمہائے بیشمار بمقام کربلا بخنجر شمر لعین	کربلائے معلی (عراق)
حضرت امام علیؑ	زین العابدین	ابومحمدؐ	حضرت شہربانو بنت یزدجرد بادشاہ ایران	۱۱ پسر ۴ دختران	۱۵ جمادی الاول ۳۸ھ	مدینہ منورہ	۲۵ محرم ۹۵ھ	۵۷ سال	و۔ بادشاہی دور امیرالمومنین حضرت علی ش۔ ولید	زہر دادن ولید بن عبدالملک	جنت البقیع (مدینہ)
حضرت امام محمدؐ	باقر	ابوجعفر	فاطمہ بنت امام حسن	۵ پسر ۲ دختران	یکم رجب ۵۷ھ	مدینہ منورہ	۷ ذی الحجہ ۱۱۴ھ	۵۷ سال	و۔ معاویہ ش۔ ہشام	زہر ابراہیم بن ولید بن عبدالمالک	جنت البقیع (مدینہ)
حضرت امام جعفرؑ	صادق	ابوعبداللہ ابواسمٰعیل	ام فروہ بنت قاسم بن محمد ابن ابی	۷ پسر ۳ دختران	۱۷ ربیع الاول ۸۳ھ	مدینہ منورہ	۱۵ شوال ۱۴۸ھ	۶۵ سال	و۔ عبدالملک بن مروان ش۔ منصور	زہر منصور دوانقی	جنت البقیع (مدینہ)
حضرت امام موسیٰؑ	کاظم	ابوالحسن ابوابراہیم	حمیدہ خاتون	۱۹ پسر ۱۸ دختران	۷ صفر ۱۲۸ھ	ابواء (مابین مکہ و مدینہ)	۲۵ رجب ۱۸۳ھ	۵۵ سال	و۔ مروان الحمار ش۔ ہارون رشید	زہر ہارون رشید عباسی بذریعہ سندی ابن شاہک	کاظمین (عراق)
حضرت امام علیؑ	رضا	ابوالحسن	ام البنین	امام محمد تقی فقط	۱۱ ذی قعدہ ۱۴۸ھ	مدینہ منورہ	۲۳ ذی قعدہ ۲۰۳ھ	۵۵ سال	و۔ منصور دوانقی ش۔ مامون رشید	زہر مامون رشید	مشہد مقدس (ایران)
حضرت امام محمدؐ	تقی	ابوجعفر	خیزران خاتون (ریحانہ)	۲ پسر ۲ دختران	۱۰ رجب ۱۹۵ھ	مدینہ منورہ	۲۹ ذی قعدہ ۲۲۰ھ	۲۵ سال ۳ ماہ ۱۲ یوم	و۔ محمد الامین عباسی ش۔ معتصم باللہ	زہر معتصم باللہ بذریعہ ام الفضل بنت مامون رشید	کاظمین (عراق)
حضرت امام علیؑ	نقی	ابوالحسن	سمانہ خاتون	۵ فرزند	۵ رجب ۲۱۴ھ	حوالی مدینہ منورہ	۳ رجب ۲۵۴ھ	۴۰ سال	و۔ مامون رشید ش۔ معتمد باللہ	زہر معتمد باللہ	سرمن رائے (عراق)
حضرت امام حسنؑ	عسکری	ابومحمدؐ	حدیثہ خاتون	حضرت صاحب الامر	۱۰ ربیع الثانی ۲۳۲ھ	مدینہ منورہ	۸ ربیع الاول ۲۶۰ء	۲۸ سال ۲ ماہ	و۔ واثق اللہ ش۔ معتمد باللہ	زہر معتمد باللہ	سرمن رائے (عراق)
حضرت امام محمدؐ	مہدی (ابوالقاسم صاحب الزمان)	ابوالقاسم	نرجس خاتون	العلم عنداللہ	۱۵ شعبان ۲۵۶ھ	سرمن رائے عراق	بحکم خدا زندہ ہیں	ماشاءاللہ	و۔ معتمد باللہ	بحکم خدا زندہ ہیں	جائے غیبت سرمن رائے

نوٹ: بادشاہ وقت کے خانہ میں "و" سے ولادت اور "ش" سے شہادت مراد ہے۔ (شاہ زنجانی)

A S T R O L O G Y   F O R   A L L

شہرۂ آفاق کتب کی نمبرز انعامکی نمبر آئینہ قسمت کے ایڈیٹر شہزادہ سید مصور علی زنجانی کی ٹیم ورک خدمات 2003, 2004, 2005, 2006, 2007, 2008 اور 2009 سے اب تک سینکڑوں سکن بہائی لاکھوں روپے کے انعامات پا چکے ہیں اور پا رہے ہیں۔ آپ بھی ان خوش قسمت لوگوں کی صف میں شامل ہو سکتے ہیں۔ اپنے پیدائشی زائچے سے کی نمبرز، کی جیم سٹون، صدقات، الواح تحقیق کروا کر نکی وغیر ملکی پرائز بانڈز انٹرنیشنل لاٹریوں سے انعام پائیں۔ اپنے پیدائشی زائچے سے دنیاوی و روحانی راہنمائی کیلئے ماہر علم آسٹرو پاسٹ شہزادہ سید مصور علی زنجانی سے وقت لے کر بالمشافہ یا بذریعہ خط راہنمائی لے سکتے ہیں۔ خوشگوار ازدواجی زندگی کیلئے شادی سے قبل ستاروں کی موافقت، نیک وقت نکاح کے تعین سے زندگی حسین بنائیں۔

انعامکی نمبر آئینہ قسمت میں کو ہر مہینے 15 دن کے بعد اشاعت کا پروگرام بنایا جا رہا ہے۔ اس میں پرائز بانڈ کے علاوہ انٹرنیشنل لاٹریوں پر ورک بھی شامل ہے۔ اسکی ابتداء جنوری 2010 سے کی جا رہی ہے۔ شائقین علم الاعداد اپنی رائے اور اپنی مشاورت سے نوازیں۔

بالمشافہ ملاقات کیلئے مزید معلومات:

مستقبل کے پروگرام — آسٹرو ورلڈ ایسوسی ایشن
علم الاعداد علم نجوم پر ریسرچ ورک کتب کی اشاعت
مسلم منجمین کی تحقیقات سے روشناس پروگرام
"البیرونی تقویم" کا مستقبل قریب میں دوبارہ اجراء

شہزادہ سید مصور علی زنجانی

مزید معلومات کیلئے:
Email: info@astrologyavenue.com
Cell: +92-300-4135822
Ph: +92-42-5752277-5872277
Fax: +92-42-5755253
www.astrologyavenue.com

آئینہ قسمت
Aiena-e-Qismat

عالم الغیب حق سبحانہ تعالیٰ کی ذات ہے

ہماری ویب سائٹ پر (website) پر جانئے مفت آپ کا سال کیسا گزرے گا؟

پاکستان آسٹرالوجیکل اکیڈمی داخلہ فارم مفت حاصل کریں۔

علم نجوم کا مسلمہ اصول ہے کہ سعد و نحس ایام زندگی میں پلٹ پلٹ کر آتے ہیں۔ سعد ایام تو شادمانی دے کر گزر جاتے ہیں۔ نحس ایام ساڑھ ستی گزرنے کا نام نہیں لیتی۔ اس کی مثال نواز شریف اور بے نظیر بھٹو کی آٹھ سالہ جلاوطنی آصف علی زرداری کے آٹھ سالہ قید و بندش جلاوطنی کے ایام اور سابقہ صدر پرویز مشرف کی اقتدار سے جبری رخصتی یہ سبھی ساڑھ ستی کی مثالیں ہیں۔ آپ بھی اپنی زندگی کے نحس ایام (7½ سال) ساڑھ ستی کی تحقیق کروا کر ان سے 99% تحفظ کی روحانی خدمات راہنمائی لے سکتے ہیں۔

مصروفیات زندگی مثلاً ذاتی مسائل، مال و اسباب، عزیز و اقارب، گھریلو مسائل، معاملات عشق و محبت، غیر متوقع آمدن، انعام وغیرہ، صحت و قرض کے مسائل، شادی اور شراکت، وراثت اور حادثات، سفر و روحانیات، ترقی و روزگار، خواہشات، خفیہ امور، مبارک نگینہ اور دیگر فی زمانہ مسائل غرض ہر طرح کی دنیاوی و روحانی مشکلات کے حل کے لیے پیدائشی زائچہ و وقتی زائچہ سے آسٹرو پاسٹ شہزادہ سید محمد علی زنجانی کی وسیع تر خاندانی روحانی خدمات سے ملاقات کا وقت بذریعہ فون لے کر بالمشافہ یا بذریعہ خط فیض یاب ہو سکتے ہیں۔

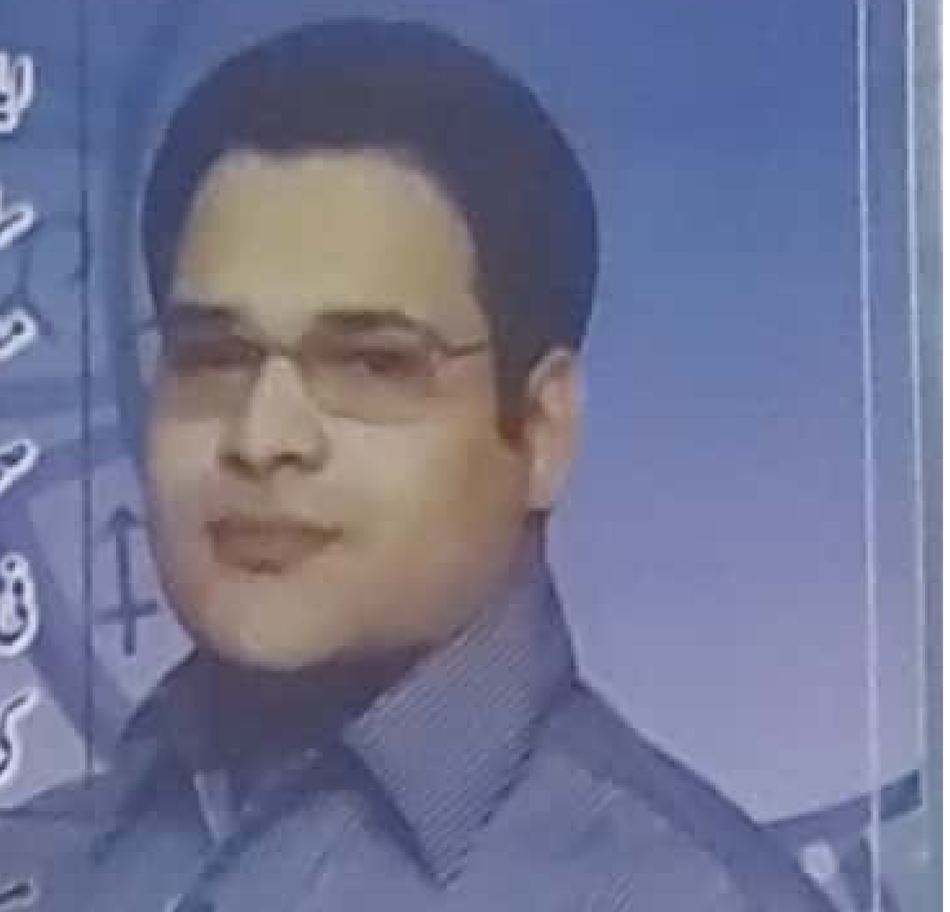

مستقبل کے پروگرام
علم نجوم کا درسی سلسلہ (خط و کتابت)۔ ویدک آسٹرالوجی پر معلوماتی نئی تقویم کا اجراء۔ علم نجوم دیگر مخفی علوم پر نئی سلسلہ وار کتب کا آغاز ہو چکا ہے۔
نئی کتب ابجد نجوم حصہ اول، تحقیق جفر، رحمکاریہ جفر کی اشاعت ہو چکی ہے۔ جبکہ دیگر کتب کی بڑے پروگرام پر کام ہو رہا ہے۔

شہزادہ سید محمد علی زنجانی

A S T R O L O G Y   F O R   A L L

Scanned with CamScanner

ملت اسلامیہ کے نجات دہندہ حضرت امام زمانہ حجۃ القائم حضرت محمد مہدیؑ ہیں۔ شاہ زنجانی

میں اپنے مرشدزادہ شہزادہ سید انتظار حسین شاہ زنجانی سے عید ملنے انکے ہاں پہنچا آپ حسب روایت نہایت محبت سے ملے۔ اس مرتبہ شہزادہ زنجانی سیلاب زدگان اور دہشت گردی کے سبب پوری قوم کے ساتھ حالت غم میں دکھائی دیے۔ شاہ زنجانی فرمانے لگے چوہدری صاحب تاریخ اسلام کا مطالعہ کریں کہ اب تک سانحہ داتا گنج بخش سے پہلے کیا کیا ظلم ہو چکے ہیں (اشاعت تحریر سے قبل عبداللہ شاہ غازی کراچی دھماکہ کی افسوس ناک خبر بھی ملی)، یوں عید کے دن ہماری روحانی گفتگو کا آغاز ہوا۔ سعودی حکمرانوں نے 1925ء میں جنت البقیع (مدینہ) میں بنت رسول خداؐ جناب سیدہ بی بی فاطمۃ الزہراؑ کیساتھ آٹھ مزارات شہید کردیے۔ 2008 امام زمانہؑ کے والد گرامی امام حسن عسکریؑ کے مزار کا گنبد سامرہ (عراق) میں شہید کردیا گیا۔ زندہ لوگوں پر حملے تو سمجھ آتے ہیں مگر دنیا سے جانےوالے اولیاء اللہ کے مزارات جو امن کا گہوارہ ہیں انکی بے حرمتی کسی بدبخت ذہن، بدبخت قوم دشمن اسلام کا ہی کام ہے، یہ سب ہمارے سانجھے دکھ سکھ ہیں۔ 2010ء میں سانحہ داتا گنج بخش نے پوری قوم کو رلا دیا۔ حالانکہ یہاں ہزاروں سال ہندو، مسلم، سکھ، عیسائی حکومتیں رہی۔ کسی بھی دور میں یہاں امن کی جگہوں مزارات اولیاء کی بے حرمتی نہیں ہوئی۔ ابھی چند سال پہلے 12 ربیع الاول جشن عید میلاد النبیؐ پر سانحہ نشتر پارک کراچی کی یاد ابھی پرانی نہیں ہوئی کہ پاکستانی قوم کو مسلسل اب بھی دہشت گردی کا خطرہ ہے؟ اُدھر لاہور میں احمدیوں کی عبادت گاہ کو نماز جمعہ کے وقت نشانہ بنایا گیا۔ 2010ء میں ہی 9 محرم الحرام کراچی عاشورہ محرم کے جلوس، پھر رمضان کے مقدس ایام میں 21 رمضان کربلا گامے شاہ لاہور اور جمعۃ الوداع کوئٹہ میں دہشت گردی سے سینکڑوں ہزاروں قیمتی جانوں کی یوں شہادت نے ہر ہر موقعہ پر کربلا کی یاد تازہ کردی۔ غم حسینؑ کی اپنی ایک الگ پہچان ہے اور کیوں نہ ہو۔ یہ غم رسول خدا کا غم ہے اور اس غم میں شامل ہونا سنت نبویؐ ہے۔ 3 شعبان 04ھ جب ولادت نواسۂ رسولؐ ہوئی جہاں اہل بیت رسولؐ کے ہاں بے پناہ خوشی منائی گئی، وہاں عالم الغیب نے جبرائیلؑ کی معرفت کربلا کی مٹی اور سانحہ کربلا سے بھی رسولؐ خدا کو آگاہ کردیا۔ سردار انبیاء محمد مصطفیٰؐ نے اپنی دنیاوی حیات میں حسینؑ کو اس قدر پیار دیا کہ اصحاب رسولؐ حیران ہوتے، کبھی حسینؑ کو گود اٹھائے ہوئے، کبھی حالت سجدہ حسینؑ نانا کی پشت پر سوار رسولؐ ہو کر انہیں گھوڑا بنائے ہوئے اور رسولؐ سجدہ خدا کو طول دے رہے ہیں کہ جب تک حسینؑ اپنی مرضی سے اتر نہ جائے۔ مشیت ایزدی ہے کہ سر سجدہ سے میرے محبوب نہیں اٹھانا اور کبھی رسولؐ فرماتے ہیں حسینؑ منی و انا من الحسینؑ (حسینؑ مجھ سے ہے اور میں حسینؑ سے ہوں)۔ کربلا 10 محرم الحرام 61ھ سب کو یہ بات سمجھ میں آئی شہداء کربلا نے ثابت کردیا اور دنیا پکار اٹھی کہ "اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد"۔ خود خدا نے بھی عرش معلی سانحہ کربلا کے بعد دوسرا معلی کربلا کو بنا کر حسینؑ کی عظمت کو سند بخشی، آج کربلا کا نام کربلا معلی ہی لیا جاتا ہے۔ زیارات قبر حسینؑ پر جانا آئمہ معصومینؑ سے 70 مقبول حج کا ثواب ٹھہرا۔ 15 اگست 1947ء اسلام کے نام پر پاکستان بن گیا۔ یہاں تو ہم 99% بھی مسلمان رہتے ہیں۔ سب ایک خدا، ایک رسولؐ اور ایک قرآن کے ماننے والے ہیں۔ حدیث رسولؐ ہے کہ وہ شخص مسلمان نہیں ہوسکتا جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرا مسلمان محفوظ نہ ہو۔ زنجانی جنتری 2010ء میں میں نے پوری پاکستانی قوم کو عدم تحفظ کا شکار اور خدشہ دہشت گردی سے محفوظ رہنے کیلئے درپناہ امام ضامن میں آنیکا روحانی مشورہ دیا تھا۔ مجھے امید ہے کہ جنہوں نے اس پر عمل کیا ہوگا وہ یقیناً دہشت گردی سے محفوظ رہے۔ مگر 2010ء دہشت گردی اور سیلاب سے جو ہم جیسے بچ گئے، انہیں مہنگائی نے ماردیا۔ پاکستان میں روٹی، کپڑا، مکان کا نعرہ لگا کر حکومت کرنیوالی حکومت نے یہ سب کچھ غریب عوام سے چھین لیا مزید پورے ملک کے عوام دہشت گردی کے خوف سے عدم تحفظ کا مسلسل شکار چلے آرہے ہیں۔ خصوصاً منی پاکستان عروس البلاد شہر کراچی انکی مثال ہے۔ منی پاکستان میں کہیں کچھ ہوجائے تو آفت، جلاؤ، گھیراؤ، ٹارگٹ کلنگ اور نجانے کیا کیا ظلم کراچی کے عوام سہتے ہیں۔ میں شدت جذبات سے شاہ زنجانی صاحب کی خدمت میں اپنے جذبات کا اظہار کررہا تھا کہ تینوں شہزادگان سید مصور علی زنجانی، سید محمد علی زنجانی اور حافظ سید محسن علی زنجانی بھی تشریف فرما تھے۔ شاہ زنجانی صاحب نے ہم سب کو بٹھا کر شہزادہ حافظ سید محسن علی زنجانی کو دعا کیلئے فرمایا، دیگر حاضرین اور شہزادگان کیساتھ ہم نے شہداء دہشت گردی، سیلاب زدگان اور خصوصاً افواج پاکستان کے ان شہداء کیلئے خصوصی دعائیں کیں جو وطن کی آن پر قربان ہو چکے ہیں۔ حافظ صاحب نے اس عید کے بابرکت دن پوری امت اسلامیہ خصوصاً پاکستانی قوم اور ہم سب کے الملتمسنا اور قارئین زنجانی جنتری و آئینہ قسمت کے لیے بھی خصوصی دعائیں کیں اور اسی سال 2010ء حج بیت اللہ پر والدہ اور خالہ کے ہمراہ جانے کی خوشخبری بھی سنائی۔

شہزادہ سید انتظار حسین شاہ زنجانی صاحب نے فرمایا ہم اہل بیت رسولؐ کی ایک روحانی ڈیوٹی ہے کہ ہم امت محمدیہ اور ہر اس سائل کے لیے دعا کریں جو ہمارے پاس دعا کی غرض سے آئے۔ تمام پاکستانی قوم آج جذباتی، ذہنی، دنیاوی طور سے بے حد پریشان ہے۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ 1947ء کی تاریخ 2010ء میں دہرائی گئی۔ سیلاب زدگان 3/2 کروڑ عوام پورے پاکستان میں ہم سب کی امداد کے منتظر ہیں۔ ہمیں ابھی کھول کر اپنے ہم وطنوں کی خدمت کرنی چاہیے۔ میں نے شاہ زنجانی صاحب سے عرض کیا پوری قوم آج پریشان ہے۔ ہمیں اپنا نجات دہندہ نہیں مل رہا، ماسوائے پوری قوم چیف جسٹس سے آس لگائے بیٹھی ہے۔ آخر ہمارا نجات دہندہ کون ہے؟ آپ نے فی البدیہہ فرمایا ہمارے نجات دہندہ بارہ امام ہیں۔ دعا فرمائیں کہ امام زمانہ حجۃ القائم حضرت محمد مہدی علیہ السلام کا جلد ظہور ہو جو امام وقت کائنات عالم ہیں۔ آپ نے مزید فرمایا ادوار بدلتے ہیں۔ اندھیر کے بعد ہی اُجالا ہوتا ہے۔ جلد ہی پاکستانی قوم کو بھی دنیاوی نجات دہندہ مل جائیگا۔ دوران گفتگو شاہ زنجانی صاحب سے معلوم ہوا شہزادہ حافظ سید محسن علی زنجانی نے قرآن پاک حفظ کرنے کے ساتھ وفاق علماء پاکستان سے درس نظامی کی سند لے چکے ہیں اور ساتھ ساتھ پنجاب یونیورسٹی سے گریجوایٹ بھی کرلیا ہے اور اب پنجاب یونیورسٹی میں ماسٹر ڈگری ماس کیمونیکیشن کے طالبعلم ہیں۔ سید حافظ بیٹا اپنے دادا منجم اعظم الحاج سید ناظر حسین شاہ زنجانی کا پلٹ معلوم ہوتا ہے۔ میں نے آج عید کے موقعہ پر اس سے خصوصی دعا سب کے لیے اسی سبب کروائی ہے تاکہ اہل بیت رسولؐ کی دعاؤں کا تسلسل خاندان زنجانیہ سے جاری وساری رہے۔ 2011ء کی آمد پر میں نے شہزادہ حافظ کی دنیاوی اور روحانی کامیابیوں پر خاندان زنجانیہ کے بھی افراد کو ہدیہ مبارک پیش کیا اور اسی نسبت سے عرض کیا شہزادہ حافظ زنجانی صاحب کو فرمائیں کہ سلسلہ امامت میں اس مرتبہ گیارہویں امام حسن عسکریؑ والد گرامی امام زمانہ حجۃ القائم کی سیرت و معرفت سے قارئین زنجانی جنتری 2011ء کو آگاہ فرمائیں۔ میری فرمائش کی تکمیل مان لی گئی اور قبلہ شاہ زنجانی صاحب نے شہزادہ حافظ سید محسن علی زنجانی کو میرے سپاس پر عمل کرنے کا حکم فرمایا۔

چودھری واجد علی خان (سابق ایم پی اے) جنڈیالہ کلساں (نارنگ منڈی) کالا خطائی روڈ ضلع شیخوپورہ
Phone Res:056-2215005
Mobile:0300-4259249

Scanned with CamScanner

2011 کی نسبت سے گیارہویں امام کی معرفت حاصل کریں

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام

حسن بن علی العسکری

شجرہ طیبہ معصومین علیہ السلام (گیارہویں امام) اور والد گرامی امام زمانہ حجۃ القائم حضرت امام محمد مہدی علیہ السلام

ھدیہ تحقیق و ریسرچ نامکمل، جناب امام حسن عسکریؑ جو تصوف کی عکاسی کرتی ھے۔ شھزادہ حافظ سید محسن علی زنجانی (0300-4303429)

آپ کے دادا: امام محمد جواد علیہ السلام **آپ کے والد:** امام علی ہادی علیہ السلام

آپ کی والدہ: سلیل (اس خاتون کی جلالت وعظمت کے لیے اتنا کافی ہے کہ مصائب وشدت کے زمانہ میں شیعوں کے لیے احکام شریعت کے اخذ کرنے میں آپ ملجا تھیں۔)

آپ کی ولادت: مدینہ میں 8 ربیع الثانی 232ھ میں ہوئی۔ **آپ کی کنیت:** ابو محمد **آپ کے القاب:** زکی ہادی، عسکری، تقی، خالص، سراج جماعت، سنقی اور مرتضیٰ ہیں

آپ کی انگوٹھی پر نقش: سبحان من له مقاليد السّموات والارض (اے وہ جس کے قبضۂ قدرت میں آسمانوں اور زمین کی چابیاں ہیں)

آپ کی زوجہ محترمہ: نرجس (یا ملیکہ) بنت یشوعا بن قیصر شاہ روم اس خاتون کی والدہ حضرت عیسیٰؑ کے حواریوں کی اولاد تھیں ان کا نسب حضرت عیسیٰؑ کے وصی شمعون تک پہنچتا ہے۔

آپ کی اولاد: حضرت امام مہدی علیہ السلام **آپکے شاعر:** ابن رومی **آپکے آثار:** کتاب التفسیر **آپکے دربان:** عثمان بن سعید عمری اور انکے بیٹے محمد بن عثمان

آپ کے زمانے کے بادشاہ: معتز، مہتدی اور معتمد عباسی **آپکا سامرا میں تشریف لانا:** آپ اپنے والد بزرگوار حضرت امام ہادیؑ کے ساتھ تشریف لائے اور وفات تک سامرا ہی میں رہے۔

آپکی نظر بندی: آپ نے اپنی زندگی ظالموں کی قید میں گزاری، ان قید خانوں کے آثار آج تک باقی ہیں۔ **آپکی وفات:** آنجناب صلوات اللہ علیہ نے جمعہ 8 ربیع الاول 260ھ کو 28 سال کی عمر میں رحلت فرمائی۔ **آپکا مزار مبارک:** آپ اپنے والد گرامی حضرت ہادی علیہ السلام کے قریب سر من رائے میں اپنے ہی گھر میں دفن ہیں۔

آپ کی قبر اطہر آج رفعت و بلندی اور چمک دمک میں آسمان سے باتیں کرتی ہے اس پر دنیا کا سب سے بڑا سونے کا گنبد ہے اس کی تعمیر میں 72 ہزار سونے کی اینٹیں صرف ہوئیں۔ (سید جعفر رحمہ اللہ نے اپنی کتاب تحفۃ العالم 73/2 میں ذکر کیا ہے کہ سونے کی اینٹوں کی تعداد جو گنبد پر لگیں 72,728 ہیں، اسکے علاوہ اور دوسری کتب بھی ہیں۔) مسلمانوں کا جم غفیر ساری دنیا سے آپکی زیارت کیلئے آپکو سلام کرنے اور آپؑ کے قرب میں نماز پڑھنے آپؑ کے مرقد مبارک پر دعا کرنے ہر وقت جمع رہتا ہے۔

افسوس صد افسوس سامرہ (عراق) میں امام حسن عسکریؑ کے گنبد کو 2008 میں شہید کر دیا گیا جو اب دوبارہ تعمیر ہو چکا ھے

آپ کی خلافت کی نص

مسلمانوں میں مکاتب فکر کے اختلاف کے باوجود آئمہ علیہم السلام کا انکے جد امجد رسول اعظمؐ کی جانب سے، نام بنام تذکرہ اور یہ کہ ان کے آخری قائم ہیں یہ ساری باتیں مسلمانوں کے نزدیک مسلمات میں سے ہیں۔ ان نصوص میں سے بعض کو اہل سنت کے علماء کبار نے اپنی کتابوں میں بھی لکھا ہے۔ پہلے لوگوں میں ان احادیث کے عام ہونے کی سب سے بڑی دلیل امام ابو محمد حسن عسکریؑ کی وفات کے بعد ان کے فرزند کی اور امام کے گھر کی تلاشی لینا اور آپ کی بعض عورتوں، کنیزوں کو عباسی خلیفہ معتمد کی قید میں رکھنا ہے۔ اس کو اس بات کا خوف اور ڈر تھا کہ شاید ان میں سے بعض حاملہ ہوں۔ یہ زیادتی عباسیوں حتیٰ کہ امویوں کی آئمہ علیہم السلام کے خلاف تشدد کے عام رویے میں غیر معمولی اضافہ تھا۔ اموی اور عباسی پوشیدہ طور سے کسی امام کو شہید کرتے تو ان کی اولاد اور جانشین سے معترض نہیں ہوتے۔ حتیٰ کہ دوسرا امام آجاتا اور ایک عرصے کے بعد امام وقت کو دھوکے اور پوشیدہ طور سے شہید کرتے۔ کشی سے روایت ہے کہ خالد برمکی نے ہارون سے کہا یہ علی بن موسیٰ آئے ہیں اور انھوں نے اپنے لیے امر امامت وخلافت کا دعویٰ کیا ہے۔ ہارون نے کہا کہ جو کچھ ہم نے ان کے باپ کے ساتھ کیا ہے ہمارے لیے وہی کافی ہے کیا تو چاہتا ہے کہ ہم ان سب کو قتل کر دیں۔ لیکن جو سختی اور زیادتی معتمد عباسی کی جانب سے اور اس کے اعوان وانصار سے امام عسکریؑ کے بعد کے امام کے متعلق ہوئی اس پر نظر کی جائے: "احمد بن عبیداللہ بن خاقان کا کہنا ہے کہ جب امام حسن عسکریؑ علیل ہوئے تو خلیفہ نے میرے باپ کے پاس کسی کو بھیجا کہ امام حسن عسکریؑ بیمار ہیں وہ اسی وقت سوار ہو کر دار الخلافہ میں گیا، جلدی ہی واپس لوٹ آیا اس کے ساتھ امیر المومنین کے پانچ مخصوص خادم تھے یہ سارے خادم اسکے خواص میں سے تھے۔ ان میں سے ایک کو حکم دیا کہ امام حسنؑ کے گھر کی طرف متوجہ ہو اور اس سے جدا نہ ہو ان کی خبر اور احوال معلوم کرتا رہے۔ کچھ معالجین اور اطباء کو بھی آپکی صبح اور شام دیکھ بھال کیلئے مستعد کیا۔"

قاضی القضاۃ کو اپنے پاس بلا بھیجا وہ مجلس میں حاضر ہوا تو اسکو حکم دیا کہ دس ایسے افراد جن کے دین اور تقویٰ اور امانت پر تجھ کو اعتماد ہو انکو منتخب کر۔ قاضی جب ان لوگوں کو لے کر آیا تو انکو امام حسن علیہ السلام کے گھر بھیجا انکو حکم تھا کہ وہ دن رات وہیں رہیں وہ اسی گھر میں رہے یہاں تک کہ آنجنابؑ کی وفات ہو گئی۔ انکی وفات کی خبر شہر میں پھیلی تو سر من رائے ایک واحد چیخ وپکار میں تبدیل ہو گیا، بازار بند ہو گئے۔ بنی ہاشم، قائدین لشکر، دفاتر کے افسر، قاضی حضرات اور عدالت کے عملے سب ہی لوگ آپکے جنازے میں شرکت کیلئے جمع ہو گئے۔ اس دن سامرا قیامت کا سا منظر پیش کر رہا تھا۔

آپکی تجہیز وتکفین سے فارغ ہوئے تو بادشاہ نے ابو عیسیٰ بن متوکل کو پیغام بھیجا کہ نماز جنازہ پڑھائے، جب جنازہ نماز کیلئے رکھا گیا تو ابو عیسیٰ قریب گیا اور آپکے چہرے سے کپڑا ہٹایا۔ پھر علویوں، عباسیوں، قائدین لشکر، قضاۃ وغیرہ کو متوجہ کر کے کہا کہ یہ حسن بن علی بن محمد بن رضا علیہم السلام ہیں جو اپنی موت اپنے بستر پر مرے ہیں انکے پاس (مرض الموت کے دوران ..... مترجم) امیر المومنین کے خادم اور انکے قابل اعتماد فلاں فلاں افراد فلاں فلاں قاضی فلاں فلاں طبیب اور حکیم رہے ہیں۔ اسکے بعد آپکا چہرہ ڈھانپ دیا اور آپکی نماز جنازہ پڑھائی پھر انکے جنازے کو اٹھانے کا حکم دیا ..... اور بادشاہ حسنؑ بن علی کے بیٹے کا سراغ آج تک لگا رہا ہے مگر ان کا اسکو کوئی پتہ نہیں چلتا۔ امام عسکریؑ کے فرزند کی یہ تلاش اسلئے تھی کہ امت کو رسول اعظمؐ کی وہ احادیث یاد تھیں جو آئمہ اثناء عشر (بارہ اماموں) علیہم السلام پر نص ہیں۔ یہ بھی کہ ان میں کے بارہویں قائم ہیں، وہ وہی ہیں جو زمین کے عدل وانصاف سے بھر دیں گے جس طرح کہ وہ ان سے پہلے ظلم وجور سے بھری ہو گی۔ یہاں یہ ذکر مناسب ہو گا کہ امام حسن عسکریؑ کی شہادت کے وقت عمر 28 برس تھی گویا اس وقت انکے فرزند ارجمند بچپن کی عمر کے ہو گئے۔ سوال یہ ہے کہ پھر ایک مضبوط اجی جمائی حکومت ایک بچے سے کیوں خوفزدہ تھی۔ حکومت جس چیز سے ڈرتی تھی اور پریشان تھی وہ احادیث نص ہیں آئمہ میں سے آخری امام کیلئے ایک ہمہ گیر انقلاب ہے جو ظالموں جابروں کو نابود کر کے رکھ دے گا۔ اس سلسلے کی کتابوں میں بعض آئمہ سے آئی ہوئی نص گزر چکی ہیں۔ یہ انکے علاوہ ہیں جو احادیث نبویؐ مسلمانوں کے ہاتھوں میں ہیں یہ سب حجت کو قائم کرنے، کسی امام کو اپنے بھائیوں سے ممتاز کرنے اور اُمت کو انکے سامنے جھکنے اور انکی تعلیمات کو حاصل کرنے کیلئے کافی ہیں۔ یہاں امام ابو محمد حسن عسکری علیہ السلام پر انکے والد امام ہادی علیہ السلام کی طرف سے بعض نصوص پیش کی جائیں گی۔ (1) آنجنابؑ نے ابو ہاشم جعفری سے فرمایا: ابو محمد میرا بیٹا ہے، میرے بعد میرا خلیفہ ہے۔ انکے پاس ان تمام چیزوں کا علم ہے کہ جن کی ضرورت ہو سکتی ہے، انکے پاس امامت کا

Scanned with CamScanner

سبب ہے۔ (2) آپ نے ابوبکر فہفکی کو لکھا: ابومحمدؑ میرے فرزند آل محمدؐ میں سے زیادہ صحیح جبلت وطبیعت کے مالک اور زیادہ قابل وثوق حجت ہیں۔ وہ میری اولاد میں سے سب سے بڑے اور وہی خلیفہ ہیں ان ہی کی طرف امامت کا عروہ اور دستہ ہے اور وہاں ہمارے احکام منتہی ہوتے ہیں چنانچہ جو کچھ تم مجھ سے پوچھا کرتے تھے وہ ان سے پوچھنا، انکے پاس تمام وہ علم موجود ہے جس کی احتیاج ہوسکتی ہے۔ (3) علی بن مہزیار کہتے ہیں کہ میں نے ابوالحسنؑ سے عرض کیا: اگر آپکو کچھ ہوگیا اور میں اس سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں تو پھر کس طرف (رجوع کروں ---- مترجم) آپ نے فرمایا: میری اولاد میں سے سب سے بڑے یعنی حسن علیہ السلام کی طرف۔ (4) یحییٰ بن بسیار قنبری کہتا ہے: ابوالحسنؑ نے اپنے فرزند حسنؑ کی طرف اپنے اس دنیا سے رحلت سے چار ماہ قبل وصیت کی تھی اپنے بعد کیلئے امر امامت کا ان کی طرف اشارہ کیا تھا مجھے اس پر گواہ بنایا تھا اور خادموں اور غلاموں میں سے کچھ کو بھی۔ (5) علی بن محمد نوفلی کہتا ہے کہ میں ابوالحسنؑ کیساتھ انکے گھر کے صحن میں تھا کہ پاس سے آپکے فرزند محمدؑ گزرے تو میں نے کہا ہمارے صاحب (وامام) یہ ہیں تو آپؑ نے فرمایا کہ نہیں، میرے بعد تمہارے صاحب حسنؑ ہیں۔ (6) صقر بن ابودلف نے کہا کہ میں نے علی بن محمدؑ بن علی رضا کو یہ کہتے سنا کہ میرے بعد امام میرے فرزند حسنؑ ہیں اور حسنؑ کے بعد انکے فرزند القائم ہیں جو زمین کو عدل وانصاف سے پُر کردیں گے جس طرح وہ ظلم وجور سے پُر ہوگی۔

آنجنابؑ کی عبادت

ان دعاؤں اور مناجاتوں کو دیکھنے سے جو آئمہ اہل بیتؑ ہمارے لیے چھوڑ گئے ہیں پتہ چلتا ہے کہ آپ عبادت اور ذکر و درود میں کہاں تک پہنچے ہوئے تھے۔ بیشک ہمارے علماء رحمہم اللہ نے سینکڑوں کتابوں میں ان دعاؤں اور مناجاتوں کو پیش کیا ہے۔ اس میں کوئی تعجب بھی نہیں کیونکہ رسول اعظمؐ نے ان ہی کو اپنی سب خوبیوں اور کمالات اور صفات کا وارث بنایا اور ان ہی کو اپنے اخلاق واطوار کیساتھ مخصوص کیا ہے۔ آنحضرتؐ کی کثرت عبادت میں شان اور اس میں مشقت اٹھانا تو سب ہی پر عیاں ہے چنانچہ خداوند عالم نے ان پر یہ آیت نازل فرمائی۔ طٰہٰ ماانزلنا الیک القرآن لتشقیٰ (اے طاہر و معطر ہم نے تم پر قرآن اس لیے نازل نہیں کیا کہ تم مشقت اور زحمت میں پڑ جاؤ)۔ یہ اللہ تعالیٰ کی آپ پر شفقت اور مہربانی تھی۔ یہاں امام محمدؑ کی عبادت کے سلسلے میں چند ایک واقعات پیش کیے جاتے ہیں۔ (1) کتاب ''درالاصداف'' میں بہلول نے آپ کو اس وقت دیکھا جب آپ بچہ تھے، آپؑ رو رہے تھے جبکہ دوسرے بچے کھیل میں مصروف تھے بہلول کو خیال ہوا کہ وہ اس چیز پر افسوس کر رہے ہیں جو دوسرے بچوں کے پاس ہے مگر آپکے پاس نہیں۔ بہلول نے پوچھا کیا وہ چیز بازار سے خرید لاؤں جس سے آپ کھیلیں۔ آپ نے فرمایا اے کم عقل ہم کھیلنے کیلئے پیدا نہیں ہوئے ہیں۔ بہلول نے پوچھا تو پھر ہم کس لیے خلق ہوئے ہیں، آپ نے فرمایا علم وعبادت کیلئے۔ بہلول نے کہا: آپکے پاس اسکی کیا دلیل ہے؟ فرمایا اللہ تعالیٰ کے اس قول کی بنا پر افحسبتم انما خلقنٰکم عبثاً وانکم الینا لاترجعون (کیا تم نے یہ گمان کرلیا ہے کہ ہم نے تم کو عبث اور بیکار پیدا کیا ہے یہ کہ تم ہماری طرف لوٹ کر نہیں آؤ گے)۔ بہلول نے عرض کیا کہ آپ مجھے کچھ وعظ ونصیحت کریں۔ آپ نے چند اشعار پڑھے جس کے ذریعے اسکو نصیحت کی۔ اسکے بعد حسنؑ غش کھا کر گر پڑے۔ جب آپکو افاقہ ہوا تو بہلول نے عرض کیا کہ آپ پر یہ کیا کیفیت ہوئی تھی۔ آپ تو محض بچہ ہیں اور آپ پر کسی قسم کا گناہ نہیں۔ آپ نے فرمایا دور ہو جا اے بہلول! میں نے اپنی والدہ کو دیکھا ہے کہ وہ بڑی لکڑیوں سے آگ روشن کرنا چاہتی ہیں تو وہ روشن نہیں ہوتی۔ آگ چھوٹی لکڑیوں سے روشن ہو جاتی ہے۔ مجھے خوف رہتا ہے کہ کہیں میں جہنم کا چھوٹا ایندھن نہ بن جاؤں۔ (2) محمد شاکر سے روایت ہے کہ آنجنابؑ محراب میں بیٹھتے اور سجدے میں چلے جاتے، میں سو جاتا، سو کر جب اٹھتا تو دیکھتا تو آپ سجدے ہی میں ہوتے تھے۔ (3) ابوہاشم داؤد بن قاسم جعفری کہتا ہے کہ: ''حسنؑ قید خانے میں روزے رکھتے جب افطار کرتے تو ہم بھی انکے ساتھ وہ کھانا کھاتے جو انکا غلام ان کیلئے ڈھکی ہوئی ٹوکری میں لایا کرتا تھا۔'' (4) معتمد عباسی آپکی قید کے دوران کے حالات دریافت کرتا رہتا تھا اسکو بتایا جاتا کہ آپ دن کو روزے رکھتے اور راتوں کو نمازیں پڑھتے ہیں۔ (5) محمد بن اسمٰعیل کہتا ہے کہ: ''وہ اور آنجنابؑ قید میں ایک ساتھ تھے۔ آپ دن کو روزے رکھتے اور ساری رات کھڑے ہو کر عبادت کرتے۔ عبادت کے علاوہ آپ گفتگو اور دوسرے مشاغل میں شریک نہیں ہوتے۔'' (6) بنی عباس صالح بن وصیف کے پاس گئے جب کہ ابومحمد علیہ السلام اسکے یہاں قید تھے اور اس سے کہا کہ: ''ان پر تنگی کرو اور انکو کسی قسم کی ڈھیل نہ دو'' صالح نے کہا: ''میں ان کیساتھ کیا کروں۔'' میں نے دو بہت ہی خراب لوگ جو مجھے مل سکے ان پر نگرانی کیلئے مقرر کیے جو خود نماز روزے میں مشغول ایک اعلیٰ کیفیت میں ہیں۔ صالح نے ان دونوں نگران کو بلوایا اور ان سے پوچھا کہ: ''اس مرد کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟'' ان دونوں نے جواب دیا: ''آپ اس شخص کے بارے میں کیا کہہ سکتے ہیں جو دن کو روزے رکھتا ہے اور ساری ساری رات کھڑے ہو کر عبادت کرتا ہے۔ عبادت کے علاوہ نہ کسی سے بات کرتا ہے اور نہ کسی چیز میں مشغول ہوتا ہے۔ جب وہ ہماری طرف دیکھتا ہے تو ہمارے کندھے کانپنے لگ جاتے ہیں اور ہم پر ایسا رعب و دبدبہ پیدا ہوجاتا ہے کہ ہم اپنے حواس قائم نہیں رکھ سکتے۔'' عباسیوں نے جب یہ سنا تو بے نیل ومرام واپس چلے گئے۔

آپؑ کی سیرت سے کچھ اقتباسات

کسی شخص کی سیرت اور کردار اور اسکے باطن سے اور اسکی ذات کی طبیعت جس پر ہے وہاں سے پھوٹتی ہے اور جو کچھ اسکے ضمیر میں ہے اور جو کچھ اسکے نفس میں مضمر ہے اور جو کچھ اسکی جبلت اور مزاج میں ہے اس سے پھوٹتی ہے۔ میرے خیال میں انسان کی سیرت ہی اسکا میزان ہے یا اسکے خلاف مقیاس ہے یہی لوگوں کی ایک دوسرے پر فضیلت کا عنوان ہے، نفس انسان کی کسوٹی ہے۔ امام ابومحمدؑ باطن کے لحاظ سے تمام مخلوق سے افضل ہیں، طبیعت وخصلت کے لحاظ سے ان سے اشرف ہیں۔ آپکی ذات مقدس پاک وپاکیزہ اور آپکا اعلیٰ نفس بلند وبالا ہے اسلیے کوئی تعجب نہیں اگر انکی سیرت بلندی ورفعت کی انتہا اور کمال وفضیلت اور اوج وعظمت کی آخری حدود تک پہنچ جائے۔ یہاں ہم آپکی سیرت سے متعلق کچھ باتیں پیش کر رہے ہیں۔ (1) آپ نے داؤد بن اسود کو پیغام بھیجا: جب تم سنو کہ کوئی مجھے بُرا بھلا کہہ رہا ہے تو (اس پر کان نہ دھرو ---- مترجم) اور جس کا تم کو حکم دیا گیا ہے اسی راستے پر چلتے رہو اگر کوئی ہم کو بُرا بھلا کہے تو اس سے بچو کہ تم اس کو جواب دو یا اس کو اپنے آپ کو پہنچاؤ۔ (2) جب خلیفہ نے آپکو قید سے رہا کرنے کا حکم دیا تو آپ قید خانے کے دروازے پر آکر کھڑے ہوگئے اور فرمایا: یہاں تک کہ جعفر بھی آجائے۔ قید خانے کے داروغہ نے کہا کہ خلیفہ نے تو مجھے صرف آپکو رہا کرنے کا حکم دیا جعفر کو نہیں۔ آپ نے فرمایا: تو دوبارہ اسکے پاس جا اور اس سے کہہ کہ ہم دونوں ایک ہی گھر سے نکلے تھے، اگر میں واپس چلا جاؤں اور وہ میرے ساتھ نہ ہو تو اسکے مضمرات تجھ پر واضح ہیں۔ چنانچہ آپؑ کے کہنے سے جعفر کو بھی رہا کردیا گیا۔ (3) کامل بن ابراہیم مدنی کہتا ہے کہ میں ایک دفعہ اپنے آقا وسردار ابومحمدؑ کی خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ آپؑ سفید اور ملائم لباس پہنے ہوئے ہیں۔ میرے دل میں خیال ہوا کہ اللہ کے ولی اور اسکی حجت عمدہ لباس پہنتے ہیں اور ہم کو حکم دیتے ہیں کہ بھائیوں کی مدد کیا کرو اور ہم کو ایسے لباس پہننے سے منع کرتے ہیں۔ آپ نے مسکراتے ہوئے فرمایا...... اے کامل...... اور آپ نے اپنی آستین اوپر چڑھائی تو آپکے جسم پر سیاہ بالوں سے بنا ہوا کھردرا کپڑا تھا۔ پھر آپ نے فرمایا: یہ اللہ کیلئے ہے اور یہ (اوپر والا لباس) تمہارے لیے ہے۔

آپؑ کا احسان وکرم

آئمہ اہل بیتؑ سے متعلق کوئی ایسی کتاب نہیں ملے جس میں آپ علیہم السلام کے جود وسخا، کرم والطاف اور امت کے فقرا اور مستضعفین سے نیکی اور احسان کا ذکر نہ ہو۔ اس موضوع پر طویل گفتگو ہوسکتی ہے آپ میں سے ہر ایک کیلئے کوئی انکے احسان وکرم کے واقعات کتابوں سے جمع کرے تو ہر ایک امام کے بارے میں ایک جدا کتاب مرتب ہوجائے گی۔ امام ابومحمدؑ کے بارے میں بعض جود وسخا کے جو واقعات آئے ہیں، انکا یہاں ذکر کیا جاتا ہے۔ (1) آپ نے ابوہاشم جعفری کیلئے ایک سو دینار بھیجے آپ نے مزید لکھا کہ اگر تم کو ضرورت اور احتیاج ہوا کرے تو بلا تکلف مانگ لیا کرو۔ کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہ کیا کرو۔ بیشک تمہارے لیے وہ کچھ ہوگا جس کو تم پسند کرو گے، انشاء اللہ۔ (2) حمیری نے کتاب ''الدلائل'' میں روایت کی ہے کہ ابویوسف قیصر جو متوکل عباسی کا شاعر تھا کہنے لگا کہ میرے یہاں بچہ پیدا ہوا۔ میں اس زمانے میں بہت تنگی میں تھا میں نے بعض لوگوں کو رقعے لکھے اور ان سے مدد چاہی مگر کہیں سے جواب نہ ملا۔ میں نے کہا کہ میں ابھی آتا ہوں۔ ابومحمدؑ کے گھر کا طواف کرتا ہوں۔ شاید خدا مجھے کشائش دے دے۔ چنانچہ میں نے انکے گھر کا چکر لگایا اور دروازے پر گیا۔ ابوحمزہ باہر نکلے جن کے ہاتھ میں ایک سیاہ رنگ کی تھیلی تھی تو اس میں چار سو درہم تھے۔ کہنے لگا کہ میرے مولا وآقا فرما رہے ہیں کہ یہ اپنے نومولود پر خرچ کر۔ خدا تجھے اس میں برکت دے۔ (3) اسمٰعیل بن محمد بن علی (عباسی) سے روایت ہے کہ میں ابومحمدؑ کے انتظار میں راستے میں بیٹھ گیا جب آپ قریب آئے تو میں نے آپ سے اپنی حاجت بیان کی اور قسم کھا کر کہا کہ میرے پاس ایک درہم سے زیادہ اس وقت نہیں۔ نہ صبح کا کھانا کھایا ہے نہ شام کا۔ آپ نے فرمایا: تو اللہ کی جھوٹی قسم کھاتا ہے تو نے دو سو دینار دفن کر رکھے ہیں۔ یہ میں نے اس لیے نہیں کہا میں تجھے عطیہ اور بخشش نہ دوں یہ کہہ کر مجھے سو دینار دیے۔ (4) ابوجعفر عمری کہتا ہے کہ ابوطاہر بلبل نے حج کیا تو علی بن جعفر ہمدانی کو دیکھا کہ وہ بہت زیادہ نفقات

Scanned with CamScanner

خرچ کر رہا ہے۔ جب واپس آیا تو یہ بات اس نے ابو محمدؑ کو لکھ بھیجی۔ آپ نے اس رقعے پر لکھا کہ ہم نے اس کیلئے ایک لاکھ دینار کا حکم دیا ہے اور تیرے لیے بھی اس کے مثل حکم دیا ہے۔ **(5)** ابو جعفر عمری کہتا ہے جس وقت سید و آقا (امام زمانہ) پیدا ہوئے تو ابو محمدؑ نے فرمایا ابو عمر اور عثمان بن سعید کو بلایا جائے وہ آئے تو آپ نے فرمایا: کہ دس ہزار رطل روٹیاں اور دس ہزار رطل گوشت خریدو اور اس کا اجر و ثواب کیلئے بنی ہاشم میں تقسیم کرو اور اس کے عقیقے میں اتنے اتنے بکرے ذبیح کرو۔ **(6)** محمد شاکری کہتا ہے کہ آپ بہت کم خوراک تھے۔ آپکے پاس انجیر، انگور اور شفتالو اور اس قسم کے پھل آتے تو ان میں سے ایک یا دو دانے کھاتے۔ فرماتے اے محمد! یہ سب اپنے بچوں کیلئے لے جاؤ۔ میں کہتا یہ سب؟ تو فرماتے ہاں لے لو۔ میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ انمیں سے کچھ رکھ لیے ہوں۔ **(7)** آپ نے علی بن زید بن علی بن حسین بن زید بن علی کو دو سو دینار دیے اور ان سے کہا کہ کنیز کی قیمت میں ان کو صرف کرو۔ **(8)** آپ نے عمرو بن ابو مسلم کو پچاس دینار بھیجے اور فرمایا اس سے کنیز خریدو۔ **(9)** احمد بن صالح کوئی کو آپ نے تین ہزار درہم دیے۔ **(10)** آپ نے حکم دیا کہ آپ کے فرزند ارجمند امام مہدی علیہ السلام کے عقیقے پر تین سو بکرے ذبح کیے جائیں گے۔

آپ کی تفسیر کا کچھ حصہ

خداوند عالم ان ظالم حکام سے بدترین انتقام لے جنھوں نے آئمہ اہل بیت علیہم السلام کو در بدر کیا، قید کیا اور پھر قتل کیا جس کے نتیجے میں پوری امت مسلمہ بہت سے فیوض اور علوم سے محروم کر دی گئی۔ چنانچہ آئمہ کو اس کا موقع ہی نہیں ملا کہ وہ علوم کو نشر کرتے اور کونے کونے پہنچاتے۔ یہ حکام اچھی طرح جانتے تھے کہ آئمہ کا فرض منصبی ہی یہ ہے کہ وہ علم کی نشر و اشاعت کریں، دین کا پرچم بلند کریں، امید کو باشعور اور بیدار رکھیں اور ملک و سلطنت سے کوئی واسطہ نہ رکھیں۔ اسکے باوجود ان ظالم حاکموں نے انکے ساتھ شقی القلبی کا بدترین مظاہرہ کیا، ممکن ہے اس کی وجہ یہ ہو کہ یہ احکام دین سے کہیں دور ہو چکے تھے اور سب ہی ان کے برے کردار، حرام کاموں میں ملوث رہنے اور گناہوں میں ڈوبے رہنے اور بے گناہ لوگوں کے قتل سے واقف تھے۔ ان میں سے بعض تو ایسے تھے جو توحید اور قیامت کے منکر تھے۔ آئمہ پر بعض اوقات انکا غیض و غضب اس بغض و کینے کی بنا پر ہوتا تھا جو آئمہ علیہم السلام کے فضائل کو لوگوں میں شہرت اور انکی مقبولیت اور ان مسلمانوں کا انکی طرف مائل رہنا ان متکبر بادشاہوں کے سینوں میں اتھل پتھل مچائے رکھتا تھا۔ ان آئمہ کا اخلاق و کردار ان حکام کو زیادہ سے زیادہ سختی کرنے اور اذیت پہنچانے پر مجبور کرتا۔ ان جابروں نے آئمہ کو ظلم و ستم کر کے اس وقت موت کے گھاٹ اتارا جب وہ ابھی اول اوشباب اور عمر کے بہترین زمانے میں تھے۔ چنانچہ امام حسن عسکریؑ نے رحلت فرمائی تو آپ کی عمر ابھی اٹھائیس **(28)** سال تھی اور آپکے والد گرامی امام ہادیؑ جب شہید کیے گئے تو آپکی عمر چالیس سال تھی۔ انکے دادا حضرت امام جوادؑ کی شہادت پچیس سال کی عمر میں ہوئی۔ ان ظالم حاکموں کو یہ بھی منظور نہیں تھا کہ یہ حضرات اپنے جد امجد رسول اعظمؐ کے مجاور بن کر مدینے ہی میں زندگی بسر کریں۔ چنانچہ انکو مختلف شہروں میں پھرایا اور پریشان کیا۔ اگر انکو مجبور نہ کیا گیا ہوتا تو یہ کبھی اپنے نانا کے مدینے سے جدا نہ ہوتے وہی انکا مدفن ہوتا اور اسی سے وہ محشور ہوتے۔ یہ ظالم حکام و بادشاہ نہ ہوتے تو امام ہادیؑ اور امام عسکریؑ سامرا کا شہر نہ دیکھتے یہ تو بڑی بات ہے کہ وہاں چوتھائی صدی سے رہائش کرتے یہ صرف انکو وطن سے دور نہیں لے گئے بلکہ ان ظالموں نے ان پر بے انتہا سختیاں کیں حتیٰ یہ کہ ان دونوں اماموںؑ نے اپنی عمر کا ایک حصہ قید خانوں کی تاریک کوٹھڑیوں میں گزارا۔ وہ قید خانے آج بھی موجود ہیں اور معروف ہیں جہاں ان دونوں امام نے صعوبتیں سہی تھیں۔ یہاں گفتگو حسن عسکریؑ کی تفسیر سے متعلق ہے۔ باقی سارے علوم سے زیادہ علم تفسیر اماموں ہی سے زیادہ تعلق رکھتا ہے اور ان ہی میں محدود ہے۔ یہی حضرات ثقلین میں سے دوسرے ہیں جو قرآن کریم کے معادل اور برابر ہیں۔ رسول اللہؐ نے فرمایا: انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ حبل ممدود من السماء الی الارض وعترتی اھل بیتی ولن یفترقا حتی یردا علی الحوض۔ (ترجمہ: میں تم میں دو وزنی چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں ایک اللہ کی کتاب جو آسمان سے زمین کی جانب دراز کی ہوئی رسی ہے اور دوسری میری عترت جو میرے اہل بیت ہیں۔ یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہونگے، یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس آئیں گے۔ بعض شیعہ علماء اعلام نے اپنی تفاسیر میں صرف ان ہی تفاسیر آیات پر انحصار کیا ہے جو حضرات اہل بیت علیہم السلام سے آئی ہیں۔ دوسری قرآنی مباحث کے بجائے صرف ان ہی پر اکتفا کیا ہے۔ ہمارے ہاتھوں میں امام حسن عسکریؑ کی ایک تفسیر ہے (یہ تفسیر تہران میں **1268ء** میں طبع ہوئی، دوبارہ اسکو **1313ھ** میں طبع کیا گیا، تیسری مرتبہ **1315ھ** میں اسکو تفسیر قمی کے حاشیے پر طبع کیا گیا)۔ جو کئی سو صفحات پر بڑی تقطیع پر مشتمل ہے۔ آپ ہر ہر آیت کے فقروں اور جملوں کی تفسیر کرتے چلے گئے، کبھی کبھی روایتی اور دوسری بحث بھی کی ہے ان ہی کے راستے پر آج تک مفسرین چل رہے ہیں۔ علماء نے اس تفسیر کی طرف توجہ کی ہے اور اس کو بزرگی اور اجلال کیساتھ قبول کیا ہے اور اسکے بعض باب اور حصے اپنی تصنیفات میں نقل کیے ہیں۔ اس تفسیر کا آغاز سورہ فاتحہ سے ہوتا ہے پھر یہ سورہ بقرہ کی اکثر آیات تک جاتی ہے یہ نہیں معلوم کہ اسکے بقایا حصے مفقود ہو گئے و دیگر نفیس کتابوں کی طرح جو طویل مدت کے دوران اسلامی کتب خانوں سے غائب ہو گئے ہیں یا یہ کہ ظالم و جابر حکمرانوں نے انکو تفسیر کو مکمل کرنے کی مہلت ہی نہ دی، ان کو قید کر دیا یا شہید کر دیا۔ ان صفحات میں ہم بعض آیات کی تفسیر پیش کر رہے ہیں۔ محترم قارئین کو اصل تفسیر کا حوالہ دیتے ہیں تا کہ اس میٹھے چشمے سے زیادہ سے زیادہ سیراب ہو سکیں۔

(1) خداوند تعالیٰ کا ارشاد ہے الٓمٓ ذلک الکتاب لاریب فیہ ھدی للمتقین۔ آنجنابؑ نے اس کی تفسیر میں فرمایا کہ قریش اور یہودیوں نے قرآن مجید کی تکذیب کی اور اسکو جھٹلایا۔ کہا کہ یہ کھلا ہوا جادو ہے، اسکو خدا کی طرف غلط نسبت دی گئی ہے تو اللہ عزوجل نے فرمایا: الٓمٓ۔ ذلک الکتاب۔ یعنی اے محمدؐ یہ وہ کتاب ہے جس کو میں نے تم پر نازل کیا ہے، وہ حروف مقطعہ سے ہے جن میں سے الف، لام، میم بھی ہیں۔ یہ تمہاری ہی زبان میں ہے، تمہارے حروف تہجی میں ہے اگر تم سچے ہو تو اس کی مثل لے آؤ، اس کام کیلئے تم جو حاضر اور شاہد ہیں سب سے مدد لے لو۔ خدا نے بیان کیا کہ وہ اس پر قدرت نہیں رکھتے، فرمایا: قل لئن اجتمعت الانس والجن علی ان یأتوا بمثل ھذا القرآن لا یأتون بمثلہ ولو کان بعضھم لبعض ظھیرا (ترجمہ: کہہ دیں اگر انسان اور جنات اس پر مجتمع ہو جائیں کہ وہ اس قرآن کی مثل لے آئیں تو اس کی مثل نہیں لا سکتے، خواہ ان میں سے بعض دوسروں کے مددگار بھی بن جائیں۔) پھر خداوند عالم نے فرمایا: الٓمٓ۔ وہ قرآن جو الٓمٓ سے شروع ہوا ہے وہی کتاب ہے جس کی ہم نے موسیٰ کو اور ان کے بعد والے انبیاء کو خبر دی تھی انھوں نے بنی اسرائیل کو خبر دی تھی۔ یقیناً ہم عنقریب تم پر اے محمدؐ نازل کریں گے عربی زبان میں ایک معزز اور غالب کتاب، باطل نہ اسکے سامنے سے آ سکے گا اور نہ اسکے پیچھے سے۔ یہ صاحب حکمت لائق حمد خدا کی تنزیل ہے۔ لاریب فیہ۔ اس میں کوئی شک نہیں، اس لیے کہ یہ ان (اہل کتاب) کے یہاں ظاہر ہے۔ انکے انبیاءؑ نے انکی خبر دی ہے کہ یقیناً محمدؐ پر کتاب نازل ہوگی ...... الخ

(2) خداوند تعالیٰ کا ارشاد: الذی جعل لکم الارض فراشا والسماء بناء وانزل من السماء ماء فاخرج بہ من الثمرات رزقا لکم فلا تجعلو اللہ اندادا وانتم تعلمون۔ ترجمہ: وہ خدا جس نے زمین کو تمھارے لیے فرش اور آسمان کو چھت قرار دیا آسمان سے پانی نازل کیا جس کے ذریعے تمھارے رزق کے طور پر پھل نکالے، چنانچہ اللہ کیلئے کوئی نظیر و مثیل قرار نہ دو جبکہ تم جانتے ہو۔ آنجنابؑ نے فرمایا کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے: الذی جعل لکم الارض فراشا۔ زمین کو تمھارے طبائع کے مطابق نرم اور مناسب بنایا نہ اس کو سخت گرم اور ایسا بنایا کہ جو تم کو جلا دیتی نہ زیادہ ٹھنڈک والی جو تم کو منجمد کر دیتی۔ نہ ایسی تیزی خوشبودار کہ تمھارے ذہنوں کو ماؤف کر دیتی نہ سخت بدبودار جو تم کو ہلاک کر دیتی نہ اتنی نرم کہ پانی کی طرح تم کو غرق کر دیتی۔ نہ اتنی سخت کہ نہ تم کھیتی باڑی کر سکتے نہ مکان بنا سکتے اور نہ مُردوں کو دفن کر سکتے۔ خداوند عالم نے زمین کو ایسا محکم بنایا جس سے تم فائدے اٹھا سکتے ہو خود کو برقرار رکھ سکتے ہو، مکانات اس پر قائم ہیں اس میں نرمی بھی دی ہے جس کی وجہ سے یہ تم اس میں کھیتی باڑی کرتے ہو، وہ تمھارے بہت سے فائدے کیلئے ہر وقت تیار ہے۔ تمھاری قبروں کیلئے بھی اس میں آسانی ہے۔ اس طرح اس نے زمین کو تمھارا فرش اور آسمان کو تم پر چھت بنایا۔ جس میں اسکے سورج، چاند اور ستارے گردش کرتے ہیں یہ سب ہی تمھارے فائدے کیلئے ہیں۔ پھر کہا: وانزل من السماء ماء۔ یعنی وہ بارش جو بلندی سے اتارتا ہے تا کہ تمھارے پہاڑوں، ٹیلوں اور ہموار اور پست زمینوں تک پہنچ جائے، پھر اس کو پھوار موٹے قطروں والی بارش، موسلا دھار بارش اور ہلکی پھلکی بارش میں تقسیم کیا تا کہ تمھاری زمینیں اس کو چوس سکیں۔ اس بارش کو ایک ہی آبشار کی طرح نہیں برسا دیا ورنہ یہ تمھاری زمین و درختوں، کھیتوں اور تمھارے پھلوں کو خراب کر دیتی۔ پھر فرمایا ہے فاخرج بہ من الثمرات رزقا لکم۔ یعنی زمین سے جو کچھ نکلتا ہے اس میں تمھارا رزق ہے۔ فلا تجعلوا اللہ اندادا یعنی ان بتوں سے جو عقل و شعور نہیں رکھتے اور نہ سنتے ہیں اور نہ دیکھتے ہیں نہ ہی کسی چیز پر قدرت رکھتے ہیں، مثال اور تشبیہ نہ دو۔ وانتم تعلمون حالانکہ تم جانتے ہو کہ وہ ان عظیم اور جلیل نعمتوں میں سے، جن کا تمھارے پروردگار نے تم پر انعام و اکرام کیا ہے، کسی پر قدرت نہیں رکھتے ...... الخ۔

(3) اللہ تعالیٰ کا قول ہے واذ قال موسی لقومہ یقوم انکم ظلمتم انفسکم باتخاذکم العجل فتوبوا الی بارئکم فاقتلوا انفسکم ذلکم خیر لکم عند بارئکم فتاب علیکم انہ ھو التواب الرحیم و اذ قلتم یموسیٰ لن نؤمن لک حتی نری اللہ جھرۃ فاخذتکم الصعقۃ

Scanned with CamScanner

وانتم تنظرون ثم بعثنکم من بعد موتکم لعلکم تشکرون ۔ترجمہ: (اور وہ وقت یاد کرو) جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا اے میری قوم اتم نے بچھڑے کو (خدا) بنا کے اپنے اوپر بہت سخت ظلم کیا اب (اسکے سوا کوئی چارہ نہیں کہ) تم اپنے خالق کی بارگاہ میں توبہ کرو اور (وہ یہ ہے کہ) اپنے لوگوں کو قتل کر ڈالو، تمھارے پروردگار کے نزدیک تمھارے حق میں یہی بہتر ہے پھر جب تم نے ایسا کیا تو خدا نے تمھاری توبہ قبول کر لی۔ بیشک وہ بڑا معاف کرنیوالا مہربان ہے (اور وہ وقت بھی یاد کرو) جب تم نے موسیٰ سے کہا تھا اے موسیٰ ! ہم تم پر اس وقت تک ہرگز ایمان نہیں لائیں گے جب تک ہم خدا کو ظاہر بظاہر نہ دیکھ لیں۔ اس پر تم پر بجلی آ گری اور تم تکتے ہی رہ گئے، پھر تم کو تمھارے مرنے کے بعد ہم نے اٹھایا تاکہ تم شکر کرو۔ آنجناب نے فرمایا: اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ بنی اسرائیل یاد کرو جب موسیٰ نے اپنی قوم سے جو بچھڑے کو پوجتی تھی کہا کہ اے قوم اتم نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا اور بچھڑے کو معبود بنا کر اپنے آپ کو ضرر پہنچایا۔ اب اپنے خالق کی بارگاہ میں توبہ کرو، جس نے تم کو خلق کیا ہے اور تمھاری شکلیں بنائی ہیں چنانچہ اپنے نفسوں کو قتل کرو یعنی بعض دوسرے بعض کو قتل کرو، یعنی جنھوں نے بچھڑے کی عبادت نہیں کی وہ بچھڑے کو پوجنے والے کو قتل کرے، یہی تمھارے لیے بہتر ہے۔ یعنی تمھارے خالق کے نزدیک یہ قتل کرنا تمھارے لیے بہتر ہے بہ نسبت اسکے کہ تم دنیا میں زندہ رہو اور وہ تم کو نہ بخشے اور تمھاری حیات بس دنیاوی زندگی تک ختم ہو جائے اور تم جہنم کی آگ کی طرف پلٹائے جاؤ۔ اگر تم قتل کرو اور توبہ کرو تو اللہ عزوجل اس قتل کو تمھارا کفارہ قرار دیگا اور جنت تمھاری منزل اور آرام کی جگہ قرار دیگا۔ اللہ عزوجل نے فرمایا: فتاب علیکم۔ تمھاری توبہ قبول کی اس سے پہلے کہ تمھاری پوری جماعت ہلاک ہوتی اور تم سب کو قتل ہونا پڑتا تم کو توبہ کی مہلت دی ہے اور تم کو اطاعت کیلئے باقی رکھا ہے۔ انہ ھو التواب الرّحیم آپ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے موسیٰؑ کے ہاتھ سے بچھڑے کی خدائی جھوٹی ثابت کر دی اور اسکو نطق (اور زبان) دی کہ سامری کا پول کھول دے تو موسیٰؑ کو حکم ہوا کہ جس نے بچھڑے کی پرستش نہیں کی وہ اس کو پوجنے والے کو قتل کر دے۔ زیادہ تر لوگوں نے یہی کہا کہ ہم نے اس بچھڑے کی پرستش نہیں کی۔ اللہ عزوجل نے موسیٰؑ سے فرمایا کہ اس سونے کے بچھڑے کو لوہے سے کوٹ کر دریا میں بہا دیں اب جو اس کا پانی پیے اور اسکے ہونٹ اور ناک سیاہ ہو جائے اس کا گناہ ظاہر ہو جائیگا کہ اس نے بچھڑے کو پوجا تھا۔ حضرت موسیٰؑ نے ایسا ہی کیا چنانچہ بچھڑے کی پرستش کرنے والے ظاہر ہو گئے۔ خداوند عالم نے بارہ ہزار افراد کو حکم دیا کہ وہ باغیوں پر تلواریں نیاموں سے نکال کر پل پڑیں اور ان کو قتل کر دیں۔ منادی نے ندا دی کہ یاد رکھو خدا اس پر لعنت کریگا جو ہاتھ پاؤں سے ان سے بچنے کی کوشش کرے گا ...... الخ۔ **(4)** خدا تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: واذ اخذنا میثاقکم لاتسفکون دماء کم ولا تخرجون انفسکم من دیار کم ثم اقررتم وانتم تشھدون ثم انتم ھولاء تقتلون وتخرجون فریقا منکم من دیارھم تظھرون علیھم بالاثم والعدوان و ان یاتوکم اسری تفدوھم وھو محرم علیکم اخراجھم افتومنون ببعض الکتب وتکفرون ببعض فما جزاء من یفعل ذلک من الاخزی فی الحیوۃ الدنیا و یوم القیامۃ یردون الی اشد العذاب وما اللہ بغافل عما تعملون ○ اولئک الذین اشتروا الحیوۃ الدنیا بالاخرۃ فلا یخفف عنھم العذاب ولا ھم ینصرون ○ ترجمہ: (اور وہ وقت یاد کرو) جب ہم نے تم (یعنی تمھارے بزرگوں) سے عہد لیا تھا کہ آپس میں خونریزیاں نہ کرنا، نہ اپنے لوگوں کو شہر بدر کرنا تو تم (تمھارے بزرگوں نے) اقرار کیا تھا اور تم بھی اس کی گواہی دیتے ہو (کہ ہاں ایسا ہوا تھا) پھر تم وہی لوگ ہو جو ایک دوسرے کو قتل کرتے ہو اپنوں میں سے بعضوں کے ناحق حمایتی بن کر دوسرے کو شہر بدر کرتے ہو اور (لطف یہ ہے کہ) اگر وہی لوگ قیدی بن کر تمھارے پاس (مدد مانگنے) آ جائیں تو ان کا تاوان دے کر ان کو چھڑا بھی لیتے ہو، حالانکہ ان کا شہر بدر کرنا ہی تم پر حرام کیا گیا تھا۔ کیا تم (خدا کی کتاب کی) بعض باتوں پر ایمان رکھتے ہو اور بعض کا انکار کرتے ہو تم میں سے جو لوگ ایسا کریں ان کی سزا یہی ہے کہ زندگی بھر کی رسوائی ہو اور (آخرکار) قیامت کے دن بہت سخت عذاب سے دوچار ہوں جو کچھ تم لوگ کرتے ہو خدا اس سے غافل نہیں ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں جنھوں نے آخرت کے بدلے دنیا کی زندگی خرید لی چنانچہ نہ انکے عذاب ہی میں کمی کی جائے گی اور نہ انکی کسی طور پر مدد کی جائے گی۔ آنجنابؑ نے اسکی تفسیر میں فرمایا کہ: واذ اخذنا میثاقکم یاد کرو اے بنی اسرائیل! جب ہم نے تمھارا عہد تمھارے اسلاف سے لیا اور ان کی اولاد میں سے جس تک یہ خبر پہنچے جن میں سے تم بھی ہو۔ لا تسفکون دماء کم تم میں سے بعض دوسروں کا خون نہ بہائیں۔ ولا تخرجون انفسکم من دیارھم اور تم میں سے بعض دوسروں کو انکے گھروں سے نہ نکالیں۔ ثم اقررتم تم نے اس عہد کا اقرار کیا جس طرح تمھارے اسلاف نے اقرار کیا تھا تم پر یہ اسی طرح لاگو ہے جس طرح تمھارے اسلاف پر عائد ہوتا تھا۔ وانتم تشھدون۔ تم اس چیز کے اپنے اسلاف پر بھی اور اپنے نفسوں پر بھی گواہ ہو۔ ثم انتم پھر تم اے یہودیو! تقتلون انفسکم تم میں سے بعض دوسروں کو قتل کرتے۔ وتخرجون فریقا منکم من دریاھم تم میں سے کچھ لوگ دوسروں کو انکے گھروں سے زبردستی نکال دیتے ہو۔ تظاھرون علیھم انکے خلاف ایک دوسرے کی مدد کرتے ہو کہ انکو گھروں سے نکال باہر کرو، اور جن کو ناحق قتل کرتے ہو۔ بالاثم والعدوان گناہ اور زیادتی میں ایک دوسرے سے تعاون کرتے ہو۔ وان یاتوکم اور یہ جن کو تم گھروں سے نکالتے ہو یا انکو نکالنے کا ارادہ رکھتے ہو یا ان کو ظلم سے قتل کرنا چاہا اگر وہ تمھارے پاس آئیں۔ اساری کہ ان کو تمھارے مشترک دشمنوں نے قیدی بنا لیا ہو۔ تفدوھم تو اپنے مال سے دشمنوں کو انکا فدیہ (بھی) دیتے ہو۔ وھو محرم علیکم اخراجھم حالانکہ اول تو ان کو انکے گھروں سے نکالنا ہی تم پر حرام ہے، یہاں خدا عزوجل نے اخراجھم کے لفظ کو دہرایا ہے اس کو مختصر نہیں کیا یا چھوڑ نہیں دیا وہ کہہ سکتا تھا کہ وھو محرم علیکم اس صورت میں یہ سمجھا جا سکتا تھا کہ ان پر فدیہ دینا حرام ہے۔ پھر خدا عزوجل فرماتا ہے: افتومنون ببعض الکتاب کیا تم کتاب میں بعض احکام پر ایمان رکھتے ہو۔ جیسے اسی کتاب میں فدیہ دینا واجب ہوا۔ وتکفرون ببعض اور بعض دوسرے احکام کا انکار کرتے ہو، جیسے کہ انکے ناحق قتل اور شہر بدر کرنے کو حرام قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ کہا گیا کہ جب اسی کتاب نے قتل نفس اور گھروں سے نکالنے کو حرام قرار دیا اور قیدیوں کو فدیہ دینا فرض کیا تو پھر تم کو کیا ہو گیا ہے کہ بعض احکام کی اطاعت کرتے ہو اور بعض میں نافرمانی کرتے ہو گویا بعض پر ایمان رکھتے ہو اور بعض سے کفر اور انکار کرتے ہو۔ پھر خدائے عزوجل نے فرمایا: فما جزآء من یفعل ذلک منکم تو تم میں سے جو یہ کام کرے اسکی کیا جزا ہے۔ اے جماعت یہود۔ الاخزی بجز رسوائی اور ذلت کے۔ فی الحیٰوۃ الدنیا دنیاوی زندگی میں بھی وہ جزیہ جو ان پر لگایا جاتا ہے اور اس طور وہ ذلیل ہوتے ہیں۔ ویوم القیامۃ یردون الی اشد العذاب قیامت کے دن انکو زیادہ شدید عذاب کی طرف لے جایا جائے گا، شدید عذاب جو کم و بیش ہوگا انکے گناہوں میں فرق کے حساب سے کیونکہ۔ وما اللہ بغافل عما یعملون خدا جو یہ عمل کر رہے ہیں اس سے غافل نہیں یہ یہودی جو عمل کر رہے ہیں انکے بارے میں خدا عزوجل نے فرمایا: اولئک الذین اشترو ا الحیٰوۃ الدنیا بالآخرۃ یہ وہی لوگ ہیں جنھوں نے آخرت کے بدلے دنیاوی زندگی خرید لی اور دنیا اور اسی کے مال و متاع پر راضی ہو گئے ہیں، ان جنت کی نعمتوں کے بدلے جو اللہ کی اطاعت کی وجہ سے ملتی ہیں۔ فلا یخفف عنھم العذاب ولا ھم ینصرون نہ ان سے عذاب کم کیا جائے گا نہ ان کی مدد کی جائے گی انکا کوئی مددگار بھی نہیں ہوگا اور نہ ہی ان سے عذاب ہٹایا جائے گا۔ **(5)** اللہ تعالیٰ کا قول ہے: وقالو قلو بنا غلف بل لعنھم اللہ بکفر ھم فقلیلا ما یومنون انھوں نے کہا: ہمارے دلوں پر غلاف چڑھا ہوا ہے بلکہ خدا نے انکے کفر کی وجہ سے ان پر لعنت کی ہے اور اپنی رحمت سے دور کر رکھا ہے ان میں سے بہت کم ایمان لاتے ہیں۔ آنجنابؑ نے اسکی تفسیر میں فرمایا: رسول اللہؐ نے جب یہودیوں کو (مذکورہ) معجزات دکھائے اور خدا نے کہا کہ یہ لوگ مثل پتھر کے ہیں (اور ان پر معجزات کا بھی اثر نہیں ہوتا) تو یہودیوں نے کہا کہ: قلو بنا غلف یعنی ہمارے دل خیر اور بھلائی سے بھرے ہوئے ہیں اور نیکی اور بھلائی نے ہمارے دلوں کو گھیر رکھا ہے تو اسکے باوجود یہ لوگ اے محمدؐ! آپکے اس فضل و کمال کا اعتراف کیوں نہیں کرتے جو اللہ کی کتابوں میں درج ہیں اس پر ایمان کیوں نہیں لاتے جو اللہ کے نبیوںؑ میں سے کسی نبی کی زبان پر آپکے فضل و کرم کا ذکر ہے۔ خدا نے ان یہودیوں کے اس قول کو رد کیا اور کہا: بَل ایسا نہیں جیسا تم کہتے ہو کہ تمھارے دل علوم کے ظروف ہیں ...... بلکہ لعنھم اللہ وہ خیر و بھلائی سے دور کیے گئے۔ فقلیلا مایومنون ان کا ایمان قلیل ہے اسلئے کہ اللہ تعالیٰ نے جو نازل کیا ہے اس میں سے کچھ پر ایمان رکھتے ہیں اور بعض احکام کا کفر اور انکار کرتے ہیں۔ جب انھوں نے محمدؐ کی تکذیب کی تو باقی تمام ان چیزوں کی بھی تکذیب ہو گئی جو آپ سے متعلق ہیں۔ آنجنابؑ فرماتے ہیں کہ جن چیزوں کی انھوں نے تکذیب کی وہ کہیں زیادہ ہیں اس سے جن کی انھوں نے تصدیق کی ...... الخ۔ **(6)** اللہ تعالیٰ کا قول ہے: وَ اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَآتُوا الزَّکَاۃَ وما تقدموا لانفُسِکُمْ مِنْ خیر تَجِدُوْہُ عِنْدَ اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ بما تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ۔ نماز قائم کرو اور زکوۃ دو، خیر میں سے جو کچھ تم اپنے نفسوں کیلئے آگے بھیجو گے اسکو اللہ کے یہاں پاؤ گے جو تم عمل کرتے ہو خدا اس کو دیکھتا ہے اور جانتا ہے۔ اسکی تفسیر میں جنابؑ نے فرمایا: اقیموا الصلوۃ سے مراد یہ ہے کہ وضو، تکبیروں، قیام، قرأت، رکوع، سجود اور حدود کو مکمل کر کے نماز قائم کرو۔ واتوا الزکاۃ اور زکوۃ اسکے مستحقوں کو دو کسی کافر اور ناصبی کو نہ دو۔ رسول اللہؐ نے فرمایا: جو دشمنوں پر صدقہ کرے وہ اس شخص کی مثل ہے جو ہمارے پروردگار کے حرم کا مال چوری کرے۔ وما تقدموا

Scanned with CamScanner

لانفسكم من خير الله کی اطاعت میں اپنے مال میں سے جو کچھ تم خرچ کرو، مال نہ ہونے کی صورت میں اپنے جاہ وجلال میں سے اپنے مومن بھائیوں کیلئے انکو فائدہ پہنچانے کیلئے جو کچھ تم خرچ کرو اور اسکے ذریعے ان لوگوں سے انکی پریشانیاں دور کرو گے تو تجدوہ عند الله اسکو اللہ کے ہاں پاؤ گے، خدا تم کو نفع پہنچائے گا، محمدؐ وعلیؑ اور انکی آل کی جاہ وجلالت کے ذریعے قیامت میں تم کو نفع پہنچائے گا۔ تمہارے گناہ اور برائیاں دور ہو جائیں گی، تمہارے حسنات اور نیکیاں کئی گنا ہو جائیں گے تمہارے درجات بلند ہوں گے، چنانچہ فرمایا کہ:" اس کو اللہ کے یہاں پاؤ گے۔" ان الله بما تعلمون بصير بیشک جو کچھ تم عمل کرتے ہو خدا اسکو دیکھتا ہے۔ وہ ایسا عالم ہے کہ جس سے نہ کسی فعل کا ظاہر مخفی ہے اور باطن۔ تمہارے عقائد اور تمہاری نیتوں کے مطابق وہ تم کو جزا اور بدلہ دے گا۔ وہ دنیا کے بادشاہوں کی طرح نہیں کہ جن کو غلط فہمی ہو جاتی ہے تو وہ احمد کی پگڑی محمود کے سر رکھ دیتے ہیں اور انکے یہاں کرتا کوئی ہے اور بھرتا کوئی ہے ان دنیاوی بادشاہوں کی عنایات بھی اور انکا غضب بھی انکی جہالت کی وجہ سے غیر مستحق تک پہنچتا ہے۔

(7) اللہ تعالیٰ کا قول ہے: وقالت اليهود ليست النصرى على شى وقالت النصرى ليست اليهود على شى وهم يتلون الكتب كذلك قال الذين لا يعلمون مثل قولهمفالله يحكم بينهم يوم القيامة فيما كونا فيه يختلفون ٥ یہود کہتے ہیں کہ نصاریٰ کا مذہب کچھ (ٹھیک) نہیں اور نصاریٰ کہتے ہیں کہ یہود کا مذہب کچھ (ٹھیک) نہیں۔ حالانکہ یہ دونوں ہی اللہ کی کتاب پڑھتے رہتے ہیں ان ہی کی سی باتیں وہ (مشرکین عرب) کیا کرتے ہیں (جو خدا کے احکام) کچھ نہیں جانتے۔ جس بات میں یہ لوگ جھگڑ رہے ہیں (دنیا میں طے نہ ہوگی) قیامت کے دن خدا انکے درمیان ٹھیک ٹھیک فیصلہ کر دے گا۔ آنجنابؑ نے اس کی تفسیر میں فرمایا: وَقالَتِ اليهود ليست النَّصْرٰى على شئٍ اور یہود نے کہا کہ نصاریٰ کا دین کچھ (ٹھیک) نہیں بلکہ انکا دین باطل ہو کفر ہے۔ وَقالت النَّصارٰى لَيْسَتِ الْيَهُوْدُ عَلٰى شَئٍ اور نصاریٰ نے کہا کہ یہود کا دین کچھ (ٹھیک) نہیں ہے بلکہ انکا دین باطل وکفر ہے۔ وهم يتلون الكتاب حالانکہ یہ دونوں ہی کتاب پڑھتے ہیں یعنی یہ دونوں حجت اور دلیل کے بغیر تقلید کیے ہوئے ہیں اور کتاب خدا پڑھتے ہیں مگر غور وتامل نہیں کرتے۔ اگر غور وتامل کرتے ہیں تو کتاب جو واجب کرتی ہے اس پر عمل کرتے اور ضلالت وگمراہی سے چھٹکارا پاتے۔ كذلك قال الذين لا يعلمون یہ وہ کہہ رہے ہیں جو یہ نہیں جانتے یعنی حق کو جانتے نہیں اور نہ اس میں اس طرح غور وفکر کرتے ہیں جیسا کہ خداوند عالم نے اسکا حکم دیا ہے، یہ آپس ہی میں الجھتے ہیں جیسے یہود ونصاریٰ کہ ایک دوسرے کو کافر کہتے ہیں، پھر خداوند عالم نے فرمایا: فالله يحكم بينهم يوم القيامة فيما كانو فيه يختلفون اللہ قیامت کے روز جس بات میں آپس میں جھگڑتے ہیں، انکے درمیان ٹھیک فیصلہ کر دیگا۔ دنیا میں انکی ضلالت وگمراہی اور فسق وفجور واضح ہو جائیگا، ہر ایک کو اسکے استحقاق کے مطابق بدلہ ملے گا۔

(8) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ومن الناسمن يشرى نفسه ابتغاء مرضات الله والله رؤف بالعباد انسانوں میں سے (خدا کے بندے) کچھ ایسے بھی ہیں جو خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کیلئے اپنی جان تک بیچ ڈالتے ہیں۔ خدا ایسے بندوں پر بڑا ہی شفقت والا ہے۔ آنجنابؑ نے اسکی تفسیر میں فرمایا: ومن الناس من يشرى نفسهٗ لوگوں میں سے وہ جو اپنے نفس کو بیچتا ہے، اس کا بیچنا۔ ابتغاء مرضات الله اللہ عزوجل کی رضا حاصل کرنے کیلئے ہوتا ہے۔ وہ اللہ کی اطاعت میں اعمال بجالاتا ہے لوگوں کو بھی اسکا حکم دیتا ہے اس کام سے جو اذیت اور تکلیف اسکو پہنچتی ہے وہ اس پر صبر کرتا ہے، وہ اس شخص کی طرح ہے جو اپنے نفس کو بیچ ڈالے اور اس کو خریدار کے سپرد کر دے اللہ کی رضا اور خوشنودی اسکا صلہ ہے وہ اسکی پرواہ نہیں کرتا کہ اس نفس پر کیا اُفتاد پڑی۔ اسکو اللہ کی رضا چاہیے۔ الله رؤف بالعباد اللہ اپنے بندوں پر بڑا شفقت کرنیوالا ہے۔ اللہ سارے بندوں پر شفیق ہے مگر جو بندے اسکی رضا طلب کرتے ہیں وہ انکو انکی آخری امیدوں تک پہنچا دیتا ہے اسکے علاوہ اور اس سے بڑھ کر وہ کچھ انکو دے گا کہ جہاں تک ان کی امیدیں بھی نہیں پہنچ سکتیں۔ جو فاسق وفاجر ہیں ان کو خدا مہلت دیتا ہے ان سے نرمی برتتا ہے، انکو اپنی اطاعت کی طرف بلاتا ہے اور انکے لیے قطعی فیصلہ کرتا ہے۔ جس کے بارے میں وہ جانتا ہے کہ یہ جلدی اپنے گناہوں سے توبہ کر لے گا۔ ایسی توجہ جو اس کیلئے بڑی کرامت اور بزرگی کا باعث بنے گی۔

اپنے آباؤ واجداد سے آپ کی روایت

آئمہ علیہم السلام کے بارے میں ہمارا عقیدہ ہے کہ انکا علم، علم لدنی تھا۔ انبیاء علیہم السلام کی طرح خداوند عالم نے انکو علم ومعرفت اور تمام صفات کمال عطا فرمائی تھیں۔ حقائق اور واقعات بھی ہمارے اس نظریے کی تائید کرتے ہیں یہ حضرت صلوات اللہ علیہم اپنے لیے کسی معلم اور کتاب سے واسطہ نہیں رکھتے۔ بیشک یہ ضرور ہے کہ آئمہ طاہرینؑ ایک دوسرے سے علم اخذ کریں ان میں سے ہر ایک اپنے آباؤ اجداد سے روایت کرے۔ جو بھی شخص احادیث کی کتب کا مطالعہ کرے گا کہ وہ آئمہ کی روایات زیادہ تر ایسی پائے گا جن کی سند انکے آباؤ اجداد صلوات اللہ علیہم اجمعین سے دی گئی ہے اور زیادہ تر روایات اپنے جد امجد رسول اعظم سے کرتے ہیں کیونکہ آنحضرتؐ ہی وہ دریا ہیں جن سے چلو بھرتے ہیں اور وہ شیریں چشمہ ہیں جہاں یہ پیاس بجھانے آتے ہیں۔ امام حسن عسکریؑ نے بھی اپنی تفسیر میں اور اپنے دوسرے ارشادات میں اپنے آباؤ اجداد علیہم السلام سے روایات کی ہیں یہاں ہم ان میں سے کچھ پیش کرتے ہیں۔

(1) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: هو الذى خلق لكم ما فى الارض جميعا ثم استوى الى السماء فسواهن سبع وهو بكل شى عليم وہی تو وہ خدا ہے جس نے تمہارے فائدے کیلئے زمین کی ساری چیزوں کو پیدا کیا پھر آسمان کے بنانے کی طرف متوجہ ہوا، سات آسمان ہموار ومستحکم بنا دیے وہ ہر چیز سے اچھی طرح واقف ہے۔ امام نے فرمایا کہ امیر المومنینؑ کا ارشاد ہے: خلق لكم ما فى الارض جميعا یعنی زمین کی ساری چیزیں تمہارے لیے پیدا کیں، وہ اس لیے کہ تم ان سے فائدہ حاصل کرو اور انکے ذریعے خداوند عالم کی رضا تک پہنچو، اور جہنم کی آگ کے عذاب سے بچو۔ ثم استوىٰ الى السمآء پھر وہ آسمان کے بنانے کی طرف متوجہ ہوا۔ اس کو خلق کرنا اور اس کو مستحکم بنانا شروع کیا۔ فسواهن سبع سموات وهو بكل شى عليم سات مستحکم آسمان بنائے اور وہ ہر چیز کو جانتا ہے چونکہ وہ ہر چیز کا عالم ہے لہٰذا مصلحتوں کا بھی عالم ہے چنانچہ جو کچھ اس نے زمین میں پیدا کیا ہے وہ اے بنی آدم تمہارے مصالح کیلئے ہے۔

(2) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ام تريدون ان تسالوا رسولكم كما سئل موسىٰ من قبل و من يتبدل الكفر بالايمان فقد ضل سواء السبيل کیا تم چاہتے ہو کہ اپنے رسولؐ سے اس طرح کا سوال کرو جیسا پہلے موسیٰؑ سے سوال ہوا تھا جو شخص کفر کو ایمان کے بدلے اختیار کرے وہ سیدھے راستے سے بھٹک گیا۔ امام حسن عسکریؑ نے فرمایا کہ علی بن محمد بن علی بن موسیٰؑ نے فرمایا: ام تريدون کیا تم چاہتے ہو اے کفار قریش اور یہود۔ ان تسالو رسولكم کہ تم اپنے رسولؐ سے ان آیات معجزات کے متعلق سوال کرو جس طرح تمہارے دل چاہتے ہیں جبکہ تم کو نہیں معلوم کہ یہ تمہارے لیے سودمند ہے یا نقصان دہ۔ كما سئل موسىٰ من قبل جس طرح موسیٰؑ سے اسؑ سے پہلے سوال کیا گیا اور ان سے خواہش کا اظہار کیا گیا کہ لن نومن لك حتى نرى الله جهرة فاخذتكم الصاعقة تم پر ہرگز ایمان نہیں لائیں گے جب تک ہم خدا کو بظاہر نہ دیکھ لیں، پس انکو بجلی نے آلیا۔ ومن يتبدل الكفر بالايمان اور جو ایمان کے بدلے کفر کو اختیار کرے۔ یعنی جن معجزات کے دیکھنے کے بعد بھی جن کی انھوں نے خواہش کی تھی، وہ ایمان نہ لائیں یا پھر جب وہ سمجھ جائے کہ اسکو یہ خواہش نہیں کرنی چاہیے تھی اس وقت بھی وہ ایمان نہ لائے۔ جو دلائل اور معجزات خود خداوند تعالیٰ نے قائم کیے ہیں اور ساتھ ساتھ جو بھی شواہد اور بینات خدا نے واضح کیے ہیں۔ انکو کافی نہ سمجھے اور ایمان کے بدلے کفر اختیار کرے عناد سے کام لے، قائم ہونے والی حجت اور دلیل سے قائل نہ ہو۔ فقد ضل سواء السبيل تو وہ سیدھی راہ سے بھٹک گیا۔ وہ اس درمیانی راہ سے دور ہٹ گیا جو اسکو جنت تک پہنچاتی اسکے برعکس وہ راستہ اختیار کر لیا جو اسکو جہنم کی آگ کی طرف لے جاتا ہے۔۔۔۔ الخ (تفسیر امام عسکری علیہ السلام)

(3) خداوند تعالیٰ کا ارشاد ہے: يا ايها الذين آمنوا كتب عليكم القصاص فى القتلى الحر بالحر والعبد بالعبد والانثى بالانثى فمن عفى له من اخيه شئ فاتباع بالمعروف واداء اليه باحسان ذلك تخفيف من ربكم ورحمة فمن اعتدىٰ بعد ذلك فله عذاب اليم و لكم فى القصاص حياة يا اولى الالباب لعلكم تتقون اے مومنو! جو لوگ ناحق مارے جائیں انکے بدلے میں تم کو جان کے بدلے جان لینے کا حکم دیا جاتا ہے، آزاد کے بدلے آزاد، غلام کے بدلے غلام، عورت کے بدلے عورت۔ جس (قاتل) کو اسکے (ایمانی) بھائی (جو طالب قصاص تھا) کی طرف سے معاف کر دیا جائے تو اسکو اسی کے قدم بقدم نیکی کرنا اور خوش معاملگی سے (خون بہا) ادا کر دینا چاہیے۔ یہ تمہارے پروردگار کی طرف سے آسانی اور مہربانی ہے اسکے بعد جو بھی زیادتی کرے تو اسکے لیے دردناک عذاب ہے۔ اے عقل رکھنے والو قصاص (کے قواعد مقرر کر دینے) میں تمہاری زندگی ہے (یہ اسی لیے جاری کیا گیا ہے) کہ تم (خونریزی) سے پرہیز کرو۔ امام نے فرمایا کہ علی بن الحسین علیہم السلام کا ارشاد ہے کہ اس آیت میں يا ايها الذين امنوا كتب عليكم القصاص فى القتلى اے مومنو! جو لوگ ناحق مارے جائیں انکے بدلے میں تم کو جان کے بدلے جان لینے کا حکم دیا گیا ہے یعنی مساویانہ طور پر قاتل کیساتھ وہی سلوک کیا جائے جو مقتول کیساتھ اس نے اس کو قتل کرتے وقت سلوک کیا تھا۔ الحرّ بالحرّ والعبد بالعبد والانثى بالانثى آزاد کے بدلے آزاد، غلام کے بدلے غلام، اور عورت کے بدلے عورت۔ عورت کو عورت کے بدلے قتل کیا جائے گا جب وہ کسی عورت کو قتل کرے۔ فمن عفى له اور جس

Scanned with CamScanner

کومعاف کردیا جائے یعنی قاتل کو اور قاتل اور مقتول کا ولی اس کی دیت پر راضی ہوجائیں اور اسی کیساتھ اسکو معاف کردیا جائے تو فاتباع ولی سے مطالبہ اور قصاص لینے میں نیکی کی اتباع اور پیروی کرو۔ جس قاتل کو معاف کیا گیا ہے۔ دیت دینے میں حسن معاملگی کرے، نہ مخالفت کرے اور نہ دیت دینے میں ٹال مٹول سے کام لے۔ ذلك تخفيف من ربكم ورحمة یہ تمھارے پروردگار کی طرف سے آسانی اور مہربانی ہے اس نے اجازت دے دی ہے کہ مقتول کا ولی دیت لے کر قاتل کو معاف کردے۔ اگر قاتل کو قتل کرنے کا حق یا معاف کرنے کا حق نہ ہوتا تو امکان کم تھا کہ مقتول کا ولی خوشی کوئی عوض لیے بغیر اسکو معاف کردیتا اور قاتل قتل سے شاید ہی بچ سکتا۔ فمن اعتدى بعد ذلك اس کے بعد بھی جو زیادتی کرلے مثلاً دیت لے کر اور معاف کرنے کے بعد بھی قاتل کو قتل کردے تو فلهٔ عذاب اليم اسکے لیے دردناک عذاب ہے اللہ عزوجل کے یہاں آخرت میں اور دنیا میں قصاص کے اصول کی بنا پر قتل ہے کیونکہ اس نے اسکو قتل کیا ہے جس کا قتل کرنا اسکے لیے حلال نہیں تھا۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے۔ ولكم اور تمھارے لیے اے امت محمدؐ۔ فى القصاص حياة جان کے بدلے جان لینے میں زندگی ہے اس لیے کہ جو کسی کو قتل کرنے کا ارادہ کریگا اس کو معلوم ہوگا کہ اس سے قصاص اور بدلہ لیا جائے گا اس خیال سے وہ قتل کے ارادے سے رُک سکتا ہے۔ اس طرح قصاص میں اس کیلئے بھی زندگی ہے جس کے قتل کا ارادہ کیا گیا اور اس کیلئے بھی زندگی ہے جس نے دوسرے کے قتل کا ارادہ کیا۔ دوسروں کیلئے بھی زندگی ہے جب وہ جانتے ہیں کہ قصاص واجب ہے اور وہ کسی کو قتل کرنے کی جرأت نہیں کرتے، اے اولوالالباب اصاحبان عقل قصاص اور بدلے کے خوف سے خون نہیں بہایا جائے گا۔ (تفسیر امام عسکریؑ)

(4) سبط بن جوزی نے اپنے تذکرہ میں کہا ہے کہ میرے جد ابوالفرج نے اپنی کتاب "تحریم الخمر" میں ذکر کیا ہے اور میں نے اسکے اپنے خط سے نقل کیا ہے اور اسکو کہتے سنا ہے کہ میں اللہ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں نے ابوعبداللہ حسین بن علی کو کہتے سنا کہ میں اللہ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں نے ابوعبداللہ بن عطاء ہروی کو کہتے سنا کہ میں اللہ کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ میں نے عبدالرحمٰن بن ابوعبدی بیہقی کو کہتے ہوئے سنا کہ میں اللہ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں نے محمد بن علی بن حسین علوی کو کہتے سنا کہ میں اللہ کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے احمد بن عبداللہ سبیعی کو کہتے سنا کہ میں اللہ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں نے حسنؑ بن علی عسکری کو کہتے سنا کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں اللہ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں نے اپنے والد علیؑ بن محمدؑ کو کہتے سنا وہ کہتے ہیں کہ میں اللہ کو گواہ بنا کے کہتا ہوں کہ میں نے اپنے والد محمدؑ بن علیؑ بن موسیٰ رضا کو یہ فرماتے سنا وہ کہتے ہیں کہ میں اللہ کو گواہ بنا کے کہتا ہوں کہ میں نے اپنے والد علیؑ بن موسیٰ رضا کو یہ ارشاد فرماتے سنا کہ وہ کہتے ہیں کہ میں اللہ کو گواہ بنا کے کہتا ہوں کہ میں نے اپنے والد جعفرؑ بن محمدؑ کو یہ فرماتے سنا وہ کہتے ہیں کہ میں اللہ کو گواہ بنا کے کہتا ہوں کہ میں نے اپنے والد محمدؑ بن علیؑ کو کہتے سنا وہ فرماتے ہیں کہ میں اللہ کو گواہ بنا کے کہتا ہوں کہ میں نے اپنے والد علیؑ بن الحسینؑ کو یہ کہتے سنا وہ فرماتے ہیں کہ میں اللہ کو گواہ کرتے ہوئے کہتا ہوں کہ میں نے اپنے والد حسینؑ بن علیؑ کو یہ فرماتے سنا وہ کہتے ہیں کہ میں اللہ کو گواہ بنا کے کہتا ہوں کہ میں نے اپنے والد علیؑ بن ابی طالب کو یہ فرماتے سنا وہ کہتے ہیں کہ میں اللہ کو گواہ بنا کے کہتا ہوں کہ میں نے محمد رسول اللہؐ کو یہ فرماتے سنا وہ کہتے ہیں کہ میں اللہ کو گواہ بنا کے کہتا ہوں کہ میں نے جبرائیل کو یہ کہتے سنا وہ کہتے ہیں کہ میں اللہ کو گواہ بنا کے کہتا ہوں کہ میں نے میکائیل کو یہ کہتے سنا وہ کہتے ہیں کہ میں اللہ کو گواہ بنا کے کہتا ہوں کہ میں نے اسرافیل کو یہ کہتے سنا کہ میں لوح محفوظ پر اللہ کو گواہ بناتا ہوں کہ اس نے کہا میں نے خدا کو یہ فرماتے سنا کہ شارب الخمر كعابد الوثن شراب پینے والا بت کی پرستش کرنے والے کی طرح ہے۔ سبط بن جوزی کہتا ہے کہ جب میرے نانا نے یہ حدیث اپنی کتاب "تحریم الخمر" میں روایت کی تو کہا کہ ابونعیم فضل بن دکین نے کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح و ثابت ہے جس کو عترت طیبہ طاہرہ نے روایت کیا ہے۔ رسول اللہؐ سے کچھ اور لوگوں اور مثلاً ابن عباس، ابوہریرہ، انس، عبداللہ بن ابی اوفی اسلمی نے بھی روایت کیا ہے۔

آپ کی کچھ وصیتیں

آئمہ اہل بیت علیہم السلام میں سے ہر ایک نے بہت سی وصیتیں کی ہیں بعض کسی ایک فرد کیلئے ہیں اور بعض ایک جماعت کو وصیت کی گئی ہے بعض اوقات امام نے بعض ثقات کو وصیت حوالے کر کے حکم دیا کہ ان کے شیعوں اور حامیوں میں اس کی اشاعت کی جائے۔ یہ وصیتیں نصیحتوں اور حکمتوں سے بھری ہیں، پند و نصائح اور اسلامی تعلیمات کا مجموعہ ہیں۔ یہاں ہم امام ابو محمد حسن عسکری علیہ السلام کی بعض وصیتوں کو پیش کرتے ہیں اچھا ہو اگر انکو ہم اپنی زندگی پر منطبق کریں اور اپنے اعمال انکے مطابق ڈھال لیں۔ **(1) اپنے حامیوں کیلئے آپؑ کی وصیتیں**: میں تمھیں وصیت کرتا ہوں اللہ کے تقویٰ کی، دین میں ورع کی اور اللہ کیلئے جد و جہد کرنے کی، سچ بولنے کی، جو تمھیں اچھا یا برا امین بنائے اسکی امانت ادا کرنے کی، سجدے کو طول دینے اور اچھی ہمسائیگی۔ ان ہی چیزوں کو محمدؐ لے کر آئے ہیں، ان ہی جماعتوں اور قبائل میں نماز پڑھو، انکے جنازوں میں حاضری دو، انکے بیماروں کی عیادت کرو، انکے حقوق کو ادا کرو۔ جب تم میں سے کوئی شخص اپنے دین میں ورع اور پرہیز گاری رکھتا ہو اپنی گفتگو میں سچا ہو، امانت کو ادا کرتا ہو، لوگوں کیساتھ حسن خلق رکھتا ہو تو کہا جائے گا کہ یہ شیعہ ہے، اس بات سے مجھے خوشی ہوگی۔ اللہ سے ڈرو، زینت بنو، عیب نہ بنو۔ ہماری طرف ہر قسم کی محبت اور مودت کو قریب لاؤ اور ہر بری چیز کو ہم سے دور کرو کیونکہ ہمارے بارے میں جو اچھی بات کہی جائے ہم اسکے اہل ہیں۔ جو بری بات ہمارے متعلق کہی جائے تو ہم ایسے نہیں ہیں۔ اللہ کی کتاب میں ہمارا حق ہے، رسول اللہ سے ہماری قرابت ہے اور ہمارے لیے اللہ کی طرف سے تطہیر و پاک کرنا ہے۔ ہمارے علاوہ کوئی اس چیز کا دعویٰ نہیں کرتا اگر کرے تو وہ جھوٹا ہے۔ اللہ کا ذکر، موت کی یاد، تلاوت قرآن اور پیغمبرؐ پر صلوات زیادہ بھیجا کرو۔ کیونکہ پیغمبرؐ پر صلوات بھیجنا دس نیکیاں ہیں۔ جس چیز کی میں نے تم کو وصیت کی ہے اسکو محفوظ رکھنا۔ تم کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں اور تم پر سلام بھیجتا ہوں۔ **(2)** آپکی ایک وصیت: تم ناقص اجل اور گنتی کے دنوں میں ہو، موت اچانک آتی ہے جو شخص خیر کا پودا لگائے گا وہ قابل رشک فصل کاٹے گا، جو شر اور برائی کا بیج بوئے گا وہ ندامت اور پشیمانی کی فصل کاٹے گا۔ ہر کھیتی بونے والے کو وہ کچھ ملے گا جس کی اس نے کھیتی اگائی ہوگی، سست رفتار اپنے حصے کی طرف سبقت نہیں کرسکتا، حریص اور لالچی اس چیز کو نہیں پاسکتا جو اسکے مقدر میں نہیں، جس کو خیر و بھلائی دی گئی وہ اللہ نے اسکو دی ہے اور جو شر اور برائی سے بچ گیا تو اللہ تعالیٰ نے اسکو بچایا ہے۔ **(3)** آپ کے حامیوں میں سے کچھ آپکی بارگاہ میں شرف یاب ہوئے تو آپ نے وصیت فرمائی: زیادہ سے زیادہ شکر کرو تو نعمتوں میں اضافہ ہوگا۔ **(4)** آپ نے علی بن الحسین بن بابویہ قمی کو یہ وصیت تحریر فرمائی: تم کو میں اللہ کے تقویٰ، نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ کے ادا کرنے کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ جس نے زکوٰۃ ادا نہیں کی اسکی نماز قبول نہیں ہوتی۔ تم کو وصیت کرتا ہوں گناہ سے مغفرت کی، غصے کو پی جانے کی، صلہ رحمی کرنے کی، بھائیوں سے بھائی چارگی اور تنگی اور فراخی دونوں زمانے میں انکی حاجات میں کوشش اور مدد کرنے کی، نادانی اور جہالت کے موقع پر حلم و بردباری کی، تفقہ فی الدین (دین میں غور و فکر کرنے کی) معاملات میں جانچ پڑتال کرنے کی، قرآن سے تعہد اور لگن پیدا کرنے اور اس سے عہدہ برآ ہونے کی، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: لاخير فى كثير من نجواهم الا من امر بصدقة او معروف او اصلاح بين الناس تمھاری بیشتر سرگوشیوں میں کوئی خیر و بھلائی نہیں مگر جو شخص صدقہ دینے اور نیکی کرنے اور لوگوں کے درمیان اصلاح اور درستگی کا حکم دے۔ تمام فواحش اور برائیوں سے رُکنے کی وصیت کرتا ہوں۔ تم پر نماز شب پڑھنا لازم ہے کیونکہ نبی اکرمؐ نے حضرت علیؑ کو وصیت کی تھی اور فرمایا تھا: يا على عليك بصلاة الليل عليك بصلاة الليل یا علی نماز شب پڑھنا تم پر لازم ہے، نماز شب کو ادا کرنا تمھارے لیے ضروری ہے، نماز شب کی ادائیگی تم پر لازم ہے۔ جو شخص نماز شب کو خفیف اور معمولی سمجھے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ میری وصیت پر عمل کرنا، میرے سارے حامیوں کو ان چیزوں کا حکم دینا جس کا میں نے تم کو حکم دیا ہے تاکہ وہ اس پر عمل کریں۔ تم پر صبر کرنا لازم ہے اور فرج و کشائش (امام زمانہ کیلئے) انتظار کرنا۔ میرے حامی ہمیشہ حزن و ملال میں رہیں گے، یہاں تک کہ میرے فرزند ظہور کریں گے جن کی نبی اکرمؐ نے بشارت دی ہے کہ وہ زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے، جس طرح وہ ظلم و جور سے بھری ہوگی۔ صبر کروائے میرے شیخ اور میرے معتمد ابوالحسن اور میرے سارے ساتھیوں کو صبر کرنے کا حکم دو۔ زمین اللہ کی ہے وہی اپنے بندوں کو اس کا وارث بنائے گا، عاقبت اور انجام کار متقیوں کیلئے ہے۔ تم پر اور ہمارے سب ساتھیوں پر سلام، اللہ کی رحمت اور اسکی برکتیں ہوں۔ اللہ ہمارے لیے کافی ہے وہی بہترین نگران و وکیل ہے، بہترین مولا و سرپرست اور بہترین ناصر و مددگار ہے۔ **(5)** آپؑ کی ایک وصیت: سوال کرنے کو اس وقت تک آگے بڑھا تا رہ جب تک اپنے تحمل و برداشت کی قدرت اور امکان کو تو پائے۔ ہر روز کیلئے ایک نیا رزق ہے جان لے کہ طلب اور سوال کرنے میں اصرار کرنا حسن و جمال اور چہرے کی رونق کو چھین لیتا ہے اور تھکان اور سختی کا باعث ہوتا ہے۔ چنانچہ صبر کر یہاں تک کہ خداوند عالم تیرے لیے کوئی ایسا دروازہ کھول دے جس میں داخل ہونا آسان ہو۔ کس قدر قریب ہے احسان و بخشش غمگین اور مظلوم سے اور امن و امان بھاگنے والے خوفزدہ سے۔ بعض اوقات زمانے کے تغیرات اللہ تعالیٰ کی تنبیہ کی ایک قسم ہوتے ہیں۔ حصوں کے کئی مراتب ہیں چنانچہ پھل کے پکنے سے پہلے توڑنے کی جلدی نہ کر۔ تجھ کو معلوم ہونا چاہیے کہ تیری تدبیر کرنے والا تجھ سے بہتر اس وقت کو جانتا ہے جب تیری اصلاح حال ہوسکتی ہے اسکے اختیار اور انتخاب پر اپنے تمام امور میں وثوق اور اطمینان رکھ

Scanned with CamScanner

تیری حالت کی اصلاح ہو جائے گی۔ اپنی حاجات میں اسکے وقت سے پہلے جلدی نہ کرو ورنہ تیرا دل اور سینہ تنگ ہو جائے گا اور نا امیدی تجھ کو ڈھانپ لے گی۔

آپ کے خطوط کے نمونے

امام ابو محمد حسن عسکری علیہ السلام کے مختلف شہروں اور علاقوں میں آپکے شیعوں کے نام بہت سے خطوط ہیں بعض جانے پہچانے لوگوں کے نام بھی خطوط ہیں۔ آپ کے سوانح نگاروں کے نام بھی لیے ہیں جو آپکے خطوط لاتے اور جواب لے جاتے تھے۔ یہ سارے خط اسلام کی دعوت اور اسکی تعلیمات پر عمل کرنے پر مستعد کرنے اور ہدایات اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر مبنی ہیں۔ یہاں ان میں سے بعض خطوط کا ذکر کیا جاتا ہے۔ **(1)** محمد بن حسن کے خط کے جواب میں آپ نے اسکو یہ خط لکھا: بیشک اللہ عزوجل ہمارے لیے اولیاء کو جب انکے گناہ زیادہ ہو جائیں فقر و فاقہ کیساتھ مخصوص کر دیتا ہے، بہت سے گناہوں کو تو معاف بھی کر دیتا ہے۔ یہ اسی طرح ہے جیسے تیرا نفس تجھ سے کہہ چکا ہے کہ ہمارے ساتھ فقر و فاقہ میں رہنا بہتر ہے۔ ہمارے دشمن کیساتھ تلخی اور تونگری میں رہنے سے۔ ہم اس کیلئے پناہ گاہ ہیں جو ہماری پناہ میں آئے اسکے لیے نور و روشنی ہیں جو ہم سے روشنی حاصل کرے اس کیلئے عصمت اور بچاؤ کا ذریعہ ہیں جو ہماری وجہ سے گناہ سے بچنا چاہے جو ہم سے محبت رکھے وہ ہمارے ساتھ بلند ترین مقام میں ہوگا جو ہم سے منحرف ہو کر ٹیڑھا ہو جائے تو وہ جہنم کی طرف جائیگا۔ **(2)** اسحٰق بن اسماعیل نیشاپوری کے نام خط: خدا ہم کو اور تم کو اپنے پردے میں پردہ پوش رکھے۔ تمہارے سارے امور میں تم کو اپنے احسان کا مستحق سمجھے۔ میں نے تمہارے خط کو سمجھا، خدا تم پر رحم کرے۔ ہم **الحمد لله و نعمة** ایسے اہل بیت ہیں جو اپنے اولیاء کیلئے نرم دل ہیں۔ اللہ کے ان پر پے در پے احسانات اور ان پر فضل و کرم سے خوش ہوتے ہیں۔ ہم ہر اس نعمت کو شمار کرتے ہیں اور اہمیت دیتے ہیں جو اللہ تبارک و تعالیٰ ان کو عطا کرتا ہے۔ خداوند عالم اے اسحاق تم پر اور لوگوں میں سے جو تم جیسا ہو جس پر خدا نے رحم کیا ہے اور تمہاری جیسی بصیرت عطا کی ہے اس پر بھی اپنی نعمت تمام کرے۔ اللہ تعالیٰ کی نعمت کا تمام ہونا جنت میں داخل ہونا ہے۔ کوئی بڑی سے بڑی نعمت جو اعلیٰ قدر و منزلت رکھتی ہو ایسی نہیں جو اللہ کی حمد و ثنا اور اسکے مقدس اور پاک اسماء کا ذکر اس نعمت پر اللہ کے شکر کو ادا نہ کر دیتے ہوں۔ اس لیے میں کہتا ہوں کہ کسی بھی حمد کرنے والے نے ابد الآباد تک جو حمد کی ہے اس سے اللہ کی حمد افضل ہے۔ ایسی نعمت کی وجہ سے جس کا اللہ تعالیٰ نے اپنی مہربانی کی وجہ سے تجھ پر احسان کیا ہے اور تجھ کو ہلاکت سے نجات بخشی ہے۔ عقبہ یعنی ہلاکت کی گھاٹی کے راستے کو تیرے لیے آسان کیا ہے۔ بخدا یہ سخت اور شدید عقبہ اور گھاٹی ہے اسکا معاملہ بہت سخت ہے، اسکا راستہ بہت سخت ہے اس کی بلا اور مصیبت بہت بڑی ہے۔ پہلی کتابوں میں اسکا ذکر موجود ہے۔ گذشتہ زمانے میں تم میں سے لوگ تھے جو اپنے راستے پر چلے گئے۔ ان دنوں میں میرے کچھ امور ہیں جن میں تم میرے نزدیک کوئی قابل تعریف رائے نہیں رکھتے تو فیق کیلئے اپنے کو درست ہوئے ہو۔ اے اسحاق یقینی طور پر جان لو کہ جو شخص اس دنیا سے اندھا نکلا وہ آخرت میں بھی اندھا ہے اور راستے سے زیادہ بھٹکا ہوا ہے۔ اے ابن اسماعیل اندھی نہیں ہوتیں بلکہ دل سے جو سینوں میں ہیں وہ اندھے ہوتے ہیں۔ اللہ کا اپنی محکم کتاب میں ارشاد ظالم کی ترجمانی کرتے ہوئے اسی کو بیان کرتا ہے وہ کہنے لگا **رب لم حشرتني اعمٰى و قد كنت بصيرًا قال كذلك اتتك اياتنا فنسيتها و كذلك اليوم تنسى** پروردگار مجھے کیوں اندھا محشور کیا حالانکہ میں تو بینائی رکھتا تھا، ارشاد ہوا گا اسی طرح تیرے پاس ہماری آیات آئی ہوئی تھیں اور تو نے ان کو بھلا دیا آج اسی طرح تجھ کو بھلا دیا جائے گا۔ مخلوق پر اللہ کی حجت، ان کے شہروں میں اسکے امین، اسکے بندوں پر اسکے شہید و گواہ سے زیادہ کون سی آیت اور نشانی اعلیٰ اور عظیم ہے جبکہ پہلے انبیاء جو ان کے آباؤ اجداد تھے وہ گزر گئے اور قریبی آباؤ اجداد جو وصی تھے اور ان سب پر سلام ہو اور اسکی رحمت اور برکتیں اور زیادہ ہوں۔ پھر تم کو کہاں سرگرداں پھرایا جا رہا ہے۔ تم چوپایوں کی طرح کہاں چلے جا رہے ہو کہ حق سے منہ پھیرے ہوئے ہو اور باطل پر ایمان رکھتے ہو اور اللہ کی نعمتوں کا کفران کرتے ہو یا ان لوگوں میں سے ہو گئے ہو جو کتاب کے بعض احکام پر ایمان رکھتے ہو اور بعض کا کفر کرتے ہو۔ اسکی جو تم میں سے یا تمہارے غیر میں سے ایسا کرے کیا جزا ہونی چاہیے سوائے اسکے کہ دنیا کی زندگی میں رسوائی ہو اور باقی رہنے والی آخرت میں طویل عذاب ہو، بخدا یہ بہت بڑی رسوائی ہے۔ بیشک اللہ تعالیٰ نے اپنے احسان اور مہربانی سے جب تم پر فرائض و واجبات فرض کیے تو اس لیے نہیں کہ اسکو تم سے انکی حاجت تھی۔ بلکہ وہ جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں یہ اسکی رحمت اور مہربانی ہے تاکہ تم پر خبیث کو طیب سے الگ کر دے اور اسلئے کہ جو کچھ تمہارے سینوں میں ہے اسکا امتحان کر لے۔ جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اسکی جانچ پڑتال کر لے۔ اس طرح تم اللہ کی رحمت کی جانب ایک دوسرے سے سبقت لو اور اس طرح اسکی جنت میں تمہاری منزلیں ایک دوسرے سے درجہ بدرجہ ہوں۔ چنانچہ تم پر حج، عمرہ، نماز قائم کرنے، زکوٰۃ دینے، روزہ رکھنے اور ولایت (آل محمدؐ) کو فرض کیا۔ تمہارے لیے ایک دروازہ قرار دیا۔ جس سے تم فرائض کے دوسرے دروازوں کو کھول سکو۔ اس نے اپنے راستے کیلئے کنجی قرار دیا۔ اگر محمدؐ اور آپ کی اولاد میں سے اوصیاء نہ ہوتے تو تم چوپایوں کی طرح حیران و سرگرداں ہوتے۔ فرائض میں سے کوئی فرض نہ پہچانتے۔ کیا کسی شہر میں اسکے دروازے کے علاوہ کوئی کسی صورت داخل نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ جب اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبیؐ کے بعد اوصیاء کو انکا قائم مقام بنا کر تم پر احسان کیا تو اللہ نے اپنی کتاب میں کہا: **اليوم اكملت لكم دينكم و اتممت عليكم نعمتي و رضيت لكم الاسلام دينا** آج کے دن میں نے تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت تمام کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو دین کے طور پر پسند کر لیا۔ چنانچہ اپنے اولیاء کے تم پر کچھ حقوق فرض کیے انکے ادا کرنے کا تم کو حکم دیا تاکہ تمہارے لیے وہ چیزیں جو تمہارے ساتھ ہیں حلال ہو جائیں جیسے تمہاری ازواج، تمہارے اموال اور تمہارے کھانے پینے کے اسباب۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **قل لا اسئلكم عليه اجرا الا المودة في القربى** کہہ دیں کہ میں تم سے اس پر کسی اجر کا سوال نہیں کرتا بجز قربیٰ کی مودت اور محبت کے۔ یہ جان لو کہ جو شخص بخل سے کام لے وہ اپنے نفس سے ہی بخل کرتا ہے اللہ تعالیٰ غنی اور تونگر اور تم فقراء اور مساکین ہو نہیں کوئی معبود بجز اس کے۔ ان چیزوں کے بارے میں گفتگو طویل ہے کہ تمہارے لیے سودمند ہے یا تمہارے لیے ضرر رساں ہے۔ اللہ چاہتا ہے کہ اسکی طرف سے تم پر نعمت تمام ہو اگر ایسا نہ ہوتا تو ان لوگوں کے بعد جو گزر گئے تم نہ میرا کوئی خط اور نہ کوئی تحریر دیکھتے اور نہ ہی مجھ سے کوئی بات سنتے درحالیکہ تم کو جس کی طرف لوٹ کر جانا ہے اس سے غفلت میں ہو۔ میرے بعد تم پر ان کے غلام ابراہیم کو قائم کرنے اور جو میرا خط تم کو محمد بن موسیٰ نیشاپوری لے گیا تھا اسکے بعد اللہ ہی سے ہر حالت میں مدد چاہی جاتی ہے۔ اللہ کے معاملے میں کوتاہی کرنے سے بچو ورنہ خاسرین میں سے ہو جاؤ گے جو اللہ کی اطاعت سے منہ موڑے اور اسکے اولیاء کے مواعظ اور نصائح کو قبول نہ کرے اسکے لیے دوری اور ہلاکت ہے۔ یہ تو طے شدہ ہے کہ اللہ نے تم کو اپنی اطاعت، اپنے رسول کی اطاعت اور اولی الامر کی اطاعت کا حکم دیا ہے۔ خدا تمہاری کمزوریوں، تمہاری غفلت اور اپنے امر میں تمہارے صبر کرنے پر رحم کرے آخر انسان کو کس چیز نے اس کے کریم پروردگار سے مغرور کر دیا۔ بعض چیزیں جو اس خط میں ہیں وہ اگر سخت پتھر بھی سمجھ لے تو وہ قلق و اضطراب سے، اللہ کی خشیت کے خوف سے اور اللہ کی اطاعت کی طرف لوٹتے ہوئے پھٹ جائے۔ جو چاہو عمل کرو۔ بیشک اللہ، اسکا رسول اور مخصوص مومنین اسکو دیکھتے ہیں، پھر تم غیب و شہادت کے جاننے والے کی طرف پلٹ جاؤ گے۔ وہ تم کو ان تمام باتوں کی خبر دے گا جو تم عمل کرتے تھے۔ سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں جو عالمین کا مالک و پروردگار ہے۔ خدا کی رحمت اور صلوات ہو محمدؐ اور ان کی سب آلؑ پر۔ **(3)** سہل بن زیاد کے خط کے جواب میں آنجناب نے اس کو یہ خط تحریر فرمایا: تم نے توحید کے متعلق سوال کیا ہے اور جو تم نے پوچھا ہے وہ تم سے ایک جانب اور دور ہے۔ اللہ ایک اکیلا ہے نہ اس نے کسی کو جنا ہے اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا ہے نہ ہی کوئی اس کا کفو اور ہم پلہ ہے۔ وہ خالق ہے کسی کی مخلوق نہیں۔ اللہ تبارک تعالیٰ اجسام وغیرہ میں سے جس کو چاہتا ہے خلق کرتا ہے وہ خود جسم نہیں ہے۔ جل ثناؤہ و تقدست اسماؤہ اس کی حمد و ثنا جلیل ہے اور اسکے اسماء پاک ہیں اس سے کہ کوئی چیز اسکے مشابہ ہو۔ وہی ہے اسکا غیر نہیں ہے اسکی مثل کوئی چیز نہیں وہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔ **(4)** بنی اسباط کے خط کے جواب میں آنجنابؑ نے یہ خط تحریر فرمایا۔ انھوں نے موالی کے اختلافات کی خبر آپ کو دی تھی اور اس پر دلیل مانگی تھی۔ آپ نے لکھا: اللہ عزوجل نے صرف عاقل ہی کو مخاطب قرار دیا ہے۔ کوئی شخص اس سے زیادہ نہ کوئی آیت اور نشانی لا سکتا ہے اور نہ ہی کوئی دلیل ظاہر کر سکتا ہے جو خاتم النبیینؐ اور سید المرسلینؐ لے کر آئے۔ (اس کے باوجود) لوگوں نے کہا کہ جادوگر، کاہن اور کذاب (جھوٹا۔ معاذ اللہ) ہے بیشک اللہ نے اسکو ہدایت دی جس نے ہدایت حاصل کرنا چاہی۔ یہ صحیح ہے کہ بہت سے لوگوں کو دلائل سے تشفی ہوتی ہے اس بنا پر خدا عزوجل ہم کو اذن دیتا ہے تو ہم بات کرتے ہیں اور منع کرتا ہے تو ہم خاموش رہتے ہیں۔ اگر وہ چاہتا کہ حق ظاہر نہ ہو تو انبیاء کو مبعوث نہ کرتا جو بشارت دینے والے اور عذاب خدا سے ڈرانے والے تھے وہ کمزوری اور قوت دونوں حالتوں میں حق کو واضح اور ظاہر کرتے تھے وہ مختلف اوقات میں بولتے تھے تاکہ خدا اپنے امر کو ظاہر کرے اور اپنے حکم کو نافذ کرے۔ لوگوں کے مختلف طبقے ہیں۔ جو بصیرت چاہتا ہے وہ نجات کے راستے پر ہے اور حق سے تمسک رکھتا ہے۔ اصل اور دلیل کی شاخ اور فرع سے متعلق ہے وہ شک و ریب نہیں کرتا اس سے ہٹ کر کوئی ملجا اور ماوی نہیں پاتا۔ ایک طبقہ وہ ہے جنھوں نے حق کو اسکے اہل سے نہیں لیا وہ اس شخص کی طرح ہے جو سمندر میں سواری کر رہا ہو۔ اسکی موج کیساتھ موج میں اور اسکے سکون کیساتھ سکون میں ہو۔ ایک وہ طبقہ ہے جن پر شیطان نے غلبہ حاصل کر لیا ہے جن کی حالت یہ ہے کہ وہ اپنے حسد اور بغض کی وجہ سے اہل حق کا باطل سے رد کرتے ہیں۔ لہٰذا چھوڑ دو اسکو جو دائیں بائیں جاتا ہے کیونکہ چرواہا جس وقت اپنی بھیڑوں کو اکٹھا کرنا چاہے تو معمولی کوشش سے کر سکتا ہے۔ تم نے اس چیز کا ذکر کیا ہے جس میں موالی اختلاف

Scanned with CamScanner

کرتے ہیں۔ جب رفعت و بلندی اور تکبیر ہو تو پھر کوئی شک نہیں رہتا جو حکم کی مجالس میں بیٹھے وہ حکم کرنے کا زیادہ حق رکھتا ہے۔ جس چیز کی رعایت تم سے چاہی گئی ہے اسکی زیادہ اچھے طریقے سے رعایت اور نگہبانی کرو۔ شہرت اور نام ونمود اور عہدے اور منصب کی خواہش سے بچو۔ کیونکہ یہ دونوں ہلاکت کی طرف بلاتی ہیں۔

حکمت کی باتیں

آئمہ اہل بیتؑ سے جو کچھ نصائح، حکم اور مواعظ ہم کو ملے ہیں وہ یکجا کیے جائیں تو ہمارے پاس معارف، عرفان اور اخلاق کا ایک ضخیم مجموعہ اکٹھا ہو جائے، عربی زبان کے کتب خانے ایسی نفیس کتابوں سے بھر جائیں جن کی آج کے زمانے میں بہت زیادہ ضرورت ہے۔ آئمہ اہل بیتؑ کا ایسا نفیس کلام آج بھی محفوظ ہے جو کسی اور صحابی، تابعی یا ان کے بعد کے علماء سے محفوظ نہیں ہے۔ یہ کوئی تعجب کی بات بھی نہیں کیونکہ آپ ثقلین میں سے ایک ہیں جو رسول اعظمؐ امت مسلمہ کے درمیان چھوڑ گئے ہیں اور ان کو قرآن کریم کا نظیر و مثیل قرار دے گئے ہیں۔ یہ حضرات جو میراث چھوڑ گئے ہیں ان میں سے یہ حکیمانہ اقوال بھی ہیں جن میں سے ہر ایک اخلاقی تعلیمات اور توجیہی نصائح کا حامل ہے۔ دوسروں نے جو بڑی بڑی کتابوں اور ابواب میں لکھا وہ آپ حضرات کے چھوٹے چھوٹے کلمات موجود ہیں یہ بھی آپکا ایک امتیاز ہے۔ یہاں ہم امام ابو محمد عسکری علیہ السلام کے بعض حکیمانہ اقوال نقل کر رہے ہیں۔ **(1)** بے شک جنت میں ایک دروازہ ہے جس کو "باب المعروف" کہتے ہیں۔ اس میں سے اہل معروف اور احسان کرنے والے داخل ہونگے۔ **(2)** جو شخص کسی مجلس میں اپنے شرف سے پست جگہ بیٹھنے پر راضی ہو تو اللہ اور اسکے ملائکہ اس پر اس وقت تک صلوات بھیجتے رہتے ہیں جب تک وہ اس جگہ سے نہیں اٹھتا۔ **(3)** عبادت زیادہ نماز اور روزے کا نام نہیں۔ عبادت امر اللہ کے بارے میں زیادہ غور و فکر اور سوچ بچار کا نام ہے۔ **(4)** احمق کا دل اسکے منہ میں ہوتا ہے اور عقلمند کا اسکے دل میں ہوتا ہے۔ **(5)** جاہل کا دوست مشقت میں رہتا ہے۔ **(6)** زندگی سے بہتر وہ چیز ہے کہ جس کو زندگی اگر نہ پائے تو شرمندہ اور گلوگیر ہو جائے۔ موت سے بُری چیز وہ ہے کہ جب تم کو اس سے واسطہ پڑے تو تم موت کو چاہنے لگو۔ **(7)** مومن کیلئے وہ خواہش کس قدر بری ہے جو اسکو ذلیل و رسوا کر دے۔ **(8)** نیک لوگوں کا نیکوں کو دوست رکھنا ان کیلئے باعث ثواب ہے بُرے لوگوں کا نیکوں (ابرار) کو دوست رکھنا نیکوں کیلئے فضیلت ہے اور ابرار اور نیکوں کا فاجروں اور بُروں سے بغض رکھنا فاجروں کیلئے رسوائی اور ذلت ہے۔ **(9)** تواضع اور انکساری میں سے یہ بھی ہے کہ جس کسی کے قریب سے تم گزرو تو اس کو سلام کرو اور یہ بھی کہ کسی مجلس میں باشرف جگہ سے نیچے بیٹھو۔ **(10)** ان سخت مصیبتوں میں سے ایک جو کسی انسان کی کمر توڑ دیتی ہے وہ ہمسایہ ہے جو اگر اچھائی دیکھے تو اسکو چھپائے اور اگر برائی دیکھے تو اسکو شہرت دے۔ **(11)** بُرا بندہ وہ ہے جس کے دو چہرے ہوں، دو زبانیں ہوں جو اپنے بھائی کی موجودگی میں اس کی تعریف کرے اور اسکے پیٹھ پیچھے اسکا گوشت کھائے (غیبت کرے) اگر اسکو کچھ ملے تو اس پر حسد کرے اگر وہ مصیبت میں مبتلا ہو تو اسکا ساتھ چھوڑ جاؤ۔ **(12)** غصہ ہر برائی کی کنجی ہے۔ **(13)** سارے لوگوں میں کینہ پرور بہت کم آرام میں ہوتا ہے۔ **(14)** سارے لوگوں میں زیادہ پرہیز گار وہ ہے جو شبہ کے موقع پر رک جائے۔ سارے لوگوں میں زیادہ عابد وہ ہے جو واجبات و فرائض کو ادا کرے۔ سارے لوگوں میں زیادہ زاہد وہ ہے جو حرام کو چھوڑ دے۔ سارے لوگوں میں زیادہ اجتہاد اور کوشش کرنے والا وہ ہے، جو گناہوں کو چھوڑ دے۔ **(15)** کوئی عزت دار جب حق کو ترک کرتا ہے تو ذلیل ہو جاتا ہے جو ذلیل کے حق کو لازم جان لے وہ عزت والا ہو جاتا ہے۔ **(16)** دو خصلتیں اور صفتیں ایسی ہیں جن سے بالا کوئی چیز نہیں ...... اللہ پر ایمان رکھنا اور بھائیوں کو فائدہ پہنچانا۔ **(17)** باپ کے خلاف بیٹے کا بچپن میں جرأت کرنا بڑے ہو کر عاق و نافرمان ہونے کی طرف بلاتا ہے۔ **(18)** کسی غمزدہ کے سامنے خوشی کا اظہار کرنا آداب کے خلاف ہے۔ **(19)** جاہل کا ریاضت اور عبادت کرنا اور کسی چیز کے عادی شخص کو اسکی عادت چھڑانا دونوں کرامت ہیں۔ **(20)** جس شخص نے اپنے بھائی کو پوشیدہ طور پر وعظ و نصیحت کی اس نے اس کو زینت بخشی اور جس نے علی الاعلان اور دوسروں کے سامنے نصیحت کی تو گویا اسکو عیب لگایا۔ **(21)** حسن صورت، ظاہری جمال اور خوبصورتی ہے حسن عقل باطنی جمال اور خوبصورتی ہے۔ **(22)** جو شخص خدا سے مانوس ہوا اس کو لوگوں سے وحشت اور گھبراہٹ معلوم ہوتی ہے۔ **(23)** ساری خباثتیں اور برائیاں ایک گھر میں رکھی گئی ہیں اس گھر کی کنجی جھوٹ ہے۔ **(24)** جو شخص باطل کی پشت پر سوار ہوا وہ اسکو ندامت اور پشیمانی کے گھر میں اُتارے گا۔ **(25)** جود وسخا کی ایک مقدار ہے اس سے زیادہ ہو گی تو اسراف اور فضول خرچی ہو گی۔ مستقل مزاجی اور صبر کی بھی ایک مقدار ہے اس سے زیادہ ہو تو بزدلی ہے۔ میانہ روی کی بھی ایک مقدار ہے اس سے زیادہ ہو تو بخل ہے۔ شجاعت و بہادری کی بھی ایک مقدار ہے اس سے زیادہ لاابالی پن ہے۔ اپنے نفس کو ادب سکھانے کیلئے اتنی بات کافی ہے کہ ایسی چیزوں سے اجتناب کرو کہ جن کو تم دوسروں میں ناپسند کرتے ہو۔ **(26)** وہ رزق جس کی تم کو ضمانت دی گئی ہے تم کو فرض اور واجبات سے الگ مشغول نہ رکھے۔ **(27)** کوئی بلا اور مصیبت نہیں مگر اللہ کی اس میں حکمت ہے اور وہی اسکا احاطہ کیے ہوئے ہے۔ **(28)** ورع اور پرہیز گاری جس کی خلق اور خو ہو، کرم جس کی طبیعت ہو اور حلم و بردباری جسکی عادت ہو اسکے دوست زیادہ ہوتے ہیں اس پر اسکی تعریف و ثنا ہوتی ہے۔ اسکے حسن ثنا سے اسکے دشمنوں سے اسکی مدد کی جاتی ہے۔ **(29)** کسی سے جھگڑا نہ کرو ورنہ تمھاری خوبصورتی اور چہرے کی رونق ختم ہو جائے گی کسی سے مزاح نہ کرو ورنہ تم پر جرأت اور جسارت کی جائے گی۔ **(30)** جب فیصلہ شدہ امر کو ہو کے رہنا ہے تو پھر رونا دھونا کیسا؟

آپؑ کے چند جوابات

بہت سے مسائل ہیں جو آپ سے پوچھے جاتے تھے ان میں سے محترم قارئین کیلئے ہم یہاں امام ابو محمد عسکری علیہ السلام کے جواب نقل کرتے ہیں۔ یہ سوالات مختلف فنون میں احکام کے اسباب، ملامت اور سرزنشوں اور آداب وغیرہ کے بارے میں ہیں۔ ان سوالات کی اہمیت پر غور کرنے سے اس زمانے کے لوگوں کے جرم ظاہر ہو جاتے ہیں۔ یعنی آئمہ علیہم السلام کو حکومت و سلطنت سے دور رکھنے کی سعی، انکو امت مسلمہ سے جدا کرنے کی کوششیں، ان کو جلاوطن کرنے اور قید و نظر بند رکھنے اور ان سب کے ذریعے امت کو انکے فیض و برکات سے دور رکھنے کے جرم نظروں کے سامنے گھوم جاتے ہیں۔ یہاں بعض جوابات پیش کیے جاتے ہیں۔ **(1)** آپ سے فہفکی نے سوال کیا: مسکین اور ضعیف عورت کا کیا قصور ہے کہ وہ میراث کا ایک حصہ پاتی ہے اور مرد دو حصہ لیتا ہے۔ آپ نے فرمایا اس لیے کہ عورت کیلئے نہ جہاد ہے نہ کسی کا نان و نفقہ اسکے ذمے ہے اور نہ اس سے پرویت ہے یہ ساری چیزیں مرد پر لازم ہیں۔ **(2)** حسن بن ظریف کہتا ہے کہ میں نے ابو محمد کو خط لکھ کر امیر المومنین کے بارے میں رسول اللہؐ کے ارشاد کے سلسلے میں سوال کیا کہ: من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ آپ نے فرمایا: آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اسکے ذریعے ان کو ایک ایسا نشان قرار دیں جس کے ذریعے تفرقے کے موقع پر حزب اللہ (اللہ کی جماعت) کی پہچان ہو سکے۔ **(3)** جعفر بن محمد بن حمزہ علوی کہتا ہے کہ میں نے ابو محمد حسنؑ بن علی بن محمدؑ بن رضا کو خط لکھا اور سوال کیا کہ اللہ تعالیٰ نے روزوں کو کیوں فرض و واجب کیا ہے آپ نے جواب میں لکھا کہ خداوند تعالیٰ نے روزہ اس لیے فرض کیا ہے کہ غنی اور مالدار بھوک کو چکھ کر فقیر و مسکین سے شفقت و مہربانی سے پیش آئے۔ **(4)** آپؑ کو جب قید کیا گیا تو سر من رائے (سامراء) میں لوگ شدید قحط میں مبتلا ہوئے۔ خلیفہ معتمد بن متوکل عباسی نے حکم دیا کہ لوگ تین دن نماز استسقاء کیلئے باہر جمع ہوں مگر وہ بارش سے سیراب نہیں ہوئے۔ اسکے بعد ایک راہب کیساتھ عیسائی باہر نکلے۔ اس راہب نے جیسے ہی اپنا ہاتھ آسمان کی طرف بلند کیا موسلا دھار بارش شروع ہو گئی۔ دوسرے دن بھی یہی ہوا۔ بعض جاہل شک میں پڑ گئے اور بعض تو مرتد ہو گئے۔ یہ بات خلیفہ پر شاق گزری۔ اس نے حضرت حسن خالصؑ کو حاضر کرنے کا حکم دیا آپ سے کہنے لگا کہ: ادرک امۃ جدک رسول اللّٰہ قبل ان یھلکوا اپنے نانا رسول اللہؐ کی امت کی فریاد کو پہنچیں، ان کی مدد کریں اس سے پہلے کہ وہ ہلاک ہو جائیں۔ حسنؑ نے فرمایا کہ کل لوگ باہر نکلیں تو انشاء اللہ میں انکے شک و شبہ کو زائل کر دونگا۔ آپ نے خلیفہ سے اپنے اصحاب کی قید سے رہا ہونے کی بات کی۔ اس نے انکو رہا کر دیا۔ دوسرے دن جب لوگ استسقاء کیلئے باہر آئے اور راہب نے اپنا ہاتھ عیسائیوں کیساتھ بلند کیا تو آسمان ابر آلود ہو گیا۔ حضرت حسنؑ نے اسکے ہاتھ پکڑنے کا حکم دیا اچانک اس میں ایک آدمی کی ہڈی نکلی آپ نے اس سے وہ ہڈی لے لی اور فرمایا اب بارش کی دعا کرو اس نے ہاتھ اٹھایا تو بادل چھٹ گئے اور سورج نکل آیا۔ لوگوں کو تعجب ہوا خلیفہ نے آپ سے دریافت کیا کہ کیا بات ہے اے ابو محمدؑ! آپ نے فرمایا یہ ایک ولی کی ہڈی ہے جو اس راہب کو کسی قبر سے ملی ہے ولی کی ہڈی آسمان کے نیچے ظاہر کی جائے تو موسلا دھار بارش شروع ہو جاتی ہے۔ لوگوں نے امتحان کر کے دیکھا تو ایسا ہی تھا۔ اس طور مسلمانوں سے شک و شبہ کا ازالہ ہو گیا اور جناب حسنؑ اپنے گھر کی طرف لوٹ آئے۔

الکندی فلسفی کے ساتھ

استاد عبدالقادر احمد یوسف کہتے ہیں کہ یہ نہیں کہ آئمہ علیہم السلام اپنے گھر آپ کو دوسروں سے زیادہ حقدار سمجھتے تھے، بلکہ وہ مکلف تھے اور رسول اکرمؐ کے بعد انکی ذمہ داری تھی کہ اسلام کی نشر و اشاعت کریں اور سنن اور طرق الٰہی اور شرائع محمدؐ کی حفاظت کریں۔ اسلئے کہ انتہائی قرب کے اتصالات، نفس کی پاکیزگی اور اخلاص اور قرآن فہمی ان ہی سے متعلق تھی۔ در حقیقت

Scanned with CamScanner

دین اسکے جد امجد امیر المومنینؑ کی حمایت اور دفاع سے قائم ہوا۔ آنجنابؑ نے اپنا نفس دین کی مقدس راہ میں فدا اور قربان کیا۔ آپ اپنی جان قربان کر کے آنحضرت کو بچانے کیلئے رسول اعظمؐ کے بستر پر ہجرت کی رات سوئے۔ قریش کے جابروں اور طاغوتوں کو چیلنج کیا۔ اسکے ساتھ ساتھ پیغمبرؐ کی جنگوں اور غزوات میں اپنا کردار ہے کہ جنگ خندق کے روز رسول اللہؐ نے آپکے موقف کے بارے میں فرمایا۔ **لمبارزه علی لعمرو بن عبد و د افضل من اعمال امتی الی یوم القیامة**۔ عمرو بن عبدود سے علی کا مبارزہ کرنا، میری امت کے قیامت تک کے اعمال سے افضل ہے۔ **لبی الدین فاستقام ولولا ضرب مالیك ما استقام البناء** (ترجمہ: دین کی بنیاد رکھی اور اسکو قائم کیا اگر تیرے بزرگ (جو گذر گئے) کی ضرب نہ ہوتی تو یہ بنا قائم نہ رہ سکتی۔) آپکی اولاد بھی دین کیلئے مسلسل قربانیاں دیتی رہی۔ عاشورا کے دن سبط پیغمبر کا قیام اسلام کے کلمہ کے اعلاء اور بلندی کیلئے ہی تھا۔ آپ نے اسکے جو قربانیاں پیش کیں اسکے سامنے باقی ہر قربانی اور فدیہ ہیچ اور کمتر ہے۔ اموی اور عباسی حکومتوں کے دوران آئمہ نے حکام کے دباؤ اور فشار میں رہتے ہوئے زندگی بسر کی۔ یہ حکام انکا پیچھا کیے رہے۔ ان کو جلا وطن کیا۔ قید کیا اور پھر قتل کیا مگر باوجود حالات کی شدت کے اور ظالموں کی سختی اور شقی القلبی کے آپ حضرات سے جتنا ہوسکا، دین کی حمایت کی۔ وہ مختلف مذاہب کے علماء کے باطل نظریات کا رد کرتے اور فلسفیوں کے غلط افکار کو آشکار کرتے۔ موجودہ سلسلے کی کتابوں میں امام جعفر صادق اور امام رضا علیہ السلام کے اس قسم کے لوگوں سے مناظرے اور گفتگو کا ذکر ہو چکا ہے۔ یہاں ہم فلسفی کندی کیساتھ امام ابو محمد عسکریؑ کا موقف پیش کرتے ہیں۔ اسحٰق کندی اپنے زمانے کا عراق کا مشہور فلسفی تھا۔ اس نے تناقض قرآن کی تصنیف شروع کی اور اپنے آپکو اسی کام مشغول کر لیا۔ اپنے گھر میں اکیلا اس کام کیلئے رہنے لگا۔ ایک دن اسکا ایک شاگرد امام حسن عسکریؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ابو محمدؑ نے اس سے فرمایا **اما فیکم رجل رشید** کیا تم میں کوئی سمجھدار شخص نہیں جو تمہارے استاد کندی کو اس چیز سے روکے جو اس نے قرآن کے سلسلے میں اپنا شغل بنا رکھا ہے۔ اسکا شاگرد کہنے لگا کہ ہم تو اسکے شاگرد ہیں۔ ہمارے لیے یہ کس طرح مناسب ہے کہ ہم اس چیز میں یا کسی اور چیز میں ان پر اعتراض کریں۔ ابو محمدؑ نے فرمایا: جو کچھ میں تم سے کہوں وہ تو اس سے تک پہنچاؤ گے۔ اس نے کہا: ہاں۔ تو آپ نے فرمایا کہ اسکے پاس جاؤ اور اس سے لطف اور نرمی سے پیش آؤ اور جس راہ پر وہ چل رہا ہے اس میں اسکا ساتھ دو۔ جب اس سلسلے میں ہم آہنگی اور رغبت پیدا ہو جائے تو اس سے کہو کہ میرے ذہن میں ایک مسئلہ آیا ہے جو میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں، وہ کہے گا کہ ہاں پوچھو۔ اس سے کہنا کہ اگر اس قرآن کا یہ متکلم آپکے پاس آئے تو کیا یہ صحیح ہے کہ اس تکلم سے اس کی مراد ان کے معنی کے علاوہ ہیں۔ کیونکہ وہ ایسا شخص ہے کہ جب کسی چیز کو سنے تو اسکو سمجھتا ہے جب وہ اسکا جواب دے تو اس سے کہو کہ آپکو کیا معلوم ممکن ہے انکی مراد اسکے علاوہ ہو، جس کی طرف آپ گئے ہیں اور آپ اسکے معانی اور مطالب کے علاوہ کسی اور چیز کو انکی جگہ رکھ رہے ہیں۔ وہ شاگرد کندی کے پاس گیا اور اسکے ساتھ بہت لطف اور مہربانی سے پیش آیا یہاں تک کہ استاد کے سامنے یہ مسئلہ پیش کیا۔ اس نے کہا کہ اس کو دہراؤ تو شاگرد نے پھر بیان کیا۔ کندی غور کرتا رہا اور اس نتیجے پر پہنچا کہ لغت کے لحاظ سے بھی اسکا امکان ہے اور فکر و نظر اور عقلی طور پر بھی یہ جائز ہے۔ کہنے لگا کہ میں تجھے قسم دیتا ہوں کہ مجھے بتا کہ یہ بات تجھ کو کہاں سے ہاتھ آئی۔ شاگرد نے جواب دیا کہ یہ میرے دل میں بات آئی تھی تو آپ سے بیان کر دی۔ اس نے یہ کہا یہ ممکن نہیں کیونکہ تیرے ذہن کی رسائی یہاں تک نہیں ہو سکتی۔ سچ سچ بتا یہ بات کہاں سے سنی ہے۔ شاگرد نے کہا مجھے ابو محمدؑ نے اسکا حکم دیا تھا۔ کندی کہنے لگا کہ اب تو نے صحیح بات کی ہے۔ اس قسم کی بات صرف اسی گھر سے نکل سکتی ہے۔ یہ کہہ کر جو کچھ کاغذات اب تک لکھے تھے وہ سب آگ منگوا کر جلا دیے۔

آپؑ کی چند دعائیں

دعا وہ عاجزی اور انکساری والا کلام ہے جس کو خالق عظیم کو مخاطب کر کے مخلوق ترتیب دیتی ہے۔ اس کے ذریعے اسکی رضا چاہتی ہے اور اسکے احسانات میں اضافہ طلب کرتی ہے۔ قرآن کریم اس پر انسان کو ابھارتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ادعونی استجب لکم مجھ سے دعا کرو اور مجھے پکارو میں تمہاری دعا قبول کرتا ہوں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے: ادعوا ربکم تضرعا وخفیہ اپنے پروردگار کو تضرع و زاری کرتے ہوئے اور پوشیدہ طور پر پکارو۔ آنحضرتؐ نے فرمایا: جو شخص اللہ سے دعا نہ مانگے تو اللہ اس پر غضبناک ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا: خدا دعا میں الحاح و زاری اور اصرار کرنیوالوں کو دوست رکھتا ہے۔ آئمہ علیہم السلام نے بھی دعا کی ترغیب دی ہے۔ حضرت ابو جعفر الباقرؑ نے فرمایا: دعا افضل ترین عبادت ہے۔ ہر ایک امام سے بہت سی دعائیں آئی ہیں جن کو ہمارے علماء رحمہم اللہ نے اپنی ان دعاؤں میں ذکر کیا ہے انکو دعاؤں کا موضوع قرار دیا ہے۔ اس باب میں ہم امام ابو محمد علیہ السلام کی بعض دعائیں پیش کرتے ہیں: **(1)** کتاب الدلائل میں حمیری ابو ہاشم جعفری سے روایت کرتا ہے آپکے بعض موالیوں نے ابو محمدؑ کی خدمت میں درخواست کی انکو کوئی دعا تعلیم کریں۔ آپ نے انکو لکھا کہ یہ دعا پڑھا کرو۔ **یا اسمع السامعین، ویا ابصرین، ویا انظر الناظرین، ویا اسرع الحاسبین، ویا ارحم الراحمین، ویا احکم الحاکمین، صل علی محمد و آل محمد، و اوسع لی فی رزق، و دملی فی عمری، و امنن علی برحمتك، واجعلنی ممن تنصر به لدینك، ولا تستبدل بی غیری** (ترجمہ: اے سب سے زیادہ سننے والے، اے سب سے زیادہ دیکھنے والے، اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے، اے سب سے زیادہ حکم کرنے والے، محمدؐ و آل محمدؐ پر صلوات بھیج اور میرے رزق میں وسعت دے اور میری عمر کو طول دے اپنی رحمت سے مجھ پر احسان فرما۔ مجھے ان لوگوں میں قرار دے کہ جن کے ذریعے تو اپنے دین کی مدد اور نصرت کرتا ہے، میرے غیر کو میرا بدل قرار نہ دے۔ **(2)** آپ کی دعائے قنوت ہے: یا من غشی نوره الظلمات، یا من انارت بقدسه الفجاج المتوعرات، یا من خشع له اهل الارض والسموات یا من بخع له بالطاعة کل متجبر عات، یا عالم الضمائر المستخفیات، وسعت کل شیء رحمة وعلما، فاغفر للذین تابوا واتبعوا سبیلک، وقهم عذاب الجحیم، عاجلهم بنصرک الذی وعدتهم انک لا تخلف المیعاد، وعجل اللهم اجتیاح اهل الکید، وآوهم الی شر دار فی اعظم نکال واقبح مثاب۔ اللهم انک حاضر اسرار خلقک، وعالم بضمائرهم، ومستغن لولا الندب باللجا الی تنجز ما وعدت اللاجی عن کشف مکامنهم، وقد تعلم یارب ما اسره وابدیه، وانشره واطویه، واظهره واخفیه، علی متصرفات اوقاتی، واصناف حرکاتی من جمیع حاجاتی، وقد تری یارب ما قد تراطم فیه اهل ولایتک، واستمر علیهم من اعدائک، غیر ضنین فی کرم، ولا ضنین بنعم، ولکن الجهد یبعث علی الاستزادة، وما امرت به من الدعاء، اذا اخلص لک اللجا یقتضی احسانک شرف الزیادة، وهذه النواصی والاعناق خاضعة لک بذل العبودیة، والاعتراف بملکة الربوبیة، داعیة بقلوبها، ومحصات الیک فی تعجیل الانالة، فما شئت کان وما تشاء کائن، انت المدعو المرجو المأمول المسؤول لا ینقصک نائل وان اتسع ولا یلحفک سائل وان الح وضرع ملک لا تخلقه التنفید وعزک الباقی علی الدهر بید الاعصار من مشیک بمقدار وانت الله لا اله الا انت الرؤف الجبار۔ اللهم ایدنا بعونک، واکنفنا بصونک وانلنا منال المعتصمین بحبلک، المستظلین بظلک۔ ترجمہ: اے وہ جس کے نور نے تاریکیوں کو ڈھانپ لیا، اے وہ جس کے قدس اور بزرگی سے ٹیڑھے اور دشوار گزار راستے روشن ہو گئے، اے وہ جس کے سامنے اہل آسمان و زمین خشوع کرتے ہیں۔ اے وہ جس کی اطاعت میں تمام سرکش جھکتے ہیں۔ اے وہ جو پوشیدہ ضمیر کو جانتا ہے۔ رحمت، مہربانی اور علم کی وجہ سے ہر چیز پر وسعت رکھتا ہے۔ پس بخش دے ان لوگوں کو جو توبہ کرتے ہیں اور تیرے راستے کا اتباع کرتے ہیں، ان کو جہنم کی آگ سے بچا۔ ان کو جلد اپنی نصرت اور مدد سے نواز جس کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے بے شک تیرا وعدہ سچا ہے۔ جلدی کر خدایا اہل مکر و فریب کو ہلاک کرنے میں ان کو بدترین گھر کی طرف بہت برے عذاب اور قبیح ترین بازگشت کی طرف لوٹا دے۔ خدایا تو اپنی مخلوق کے اسرار میں موجود ہے اور انکے ضمائر کو جانتا ہے تو مستغنی اور بے پرواہ ہے۔ پناہ لیتے ہوئے پکارنے والے سے کیے ہوئے وعدے کو پورا کرنا نہ ہوتا انکے پوشیدہ رازوں کے منکشف کرنے سے۔ اے پروردگار تو جانتا ہے اسکو جسے میں چھپاتا یا واضح کرتا ہوں، جسے میں پھیلاتا یا لپیٹتا ہوں، جس کو ظاہر کرتا یا مخفی رکھتا ہوں۔ میرے گردش کرنیوالے اوقات، قسم قسم کی حرکات اور میری تمام حاجات ہیں۔ اے پروردگار تو دیکھتا رہا ہے اس چیز کو جس میں تیرے دوست پھنسے ہوئے ہیں اور تیرے دشمنوں نے جو حال انکا کیا ہوا ہے۔ تو کرم میں بخیل نہیں اور نہ ہی انعامات اور احسان کرنے میں۔ لیکن جدوجہد اضافہ اور زیادتی پر ابھارتی ہے۔ جو تو نے دعا کا حکم دیا ہے جب خلوص کیساتھ تیری پناہ لے تو تیرا احسان زیادتی کی شرط کو پورا کرتا ہے۔ یہ پیشانیاں اور گردنیں عبودیت کی ذلت کیساتھ تیرے لیے خضوع کرتی ہیں۔ ربوبیت کے استحقاق و لیاقت کا اعتراف کرتے ہوئے اپنے دلوں سے دعا کرتے ہوئے تیری طرف نکلتے ہوئے اور حاصل کرنے کی جلدی میں۔ پس جو تو نے چاہا وہی ہوا اور جو تو چاہے گا وہی ہوگا۔ تو وہ ہے جس کو پکارا جاتا ہے جس سے امید کی جاتی ہے، جس سے آرزو کی جاتی ہے جس سے سوال کیا جاتا ہے کوئی بخشش تجھ میں نقص نہیں پیدا کرتی چاہے وہ کتنی وسیع و عریض ہو۔ نہ ہی کسی سوال کرنیوالے کی طرف سے تجھ کو رنج و ملال ہوتا ہے۔ اگرچہ وہ الحاح و زاری اور تضرع کرے۔ تیرے ملک و سلطنت کو مختلف قسم کے احکام کے نافذ ہونے نے کہنہ اور پرانا نہیں کیا۔ تیری باقی رہنے والی عزت و وقار ابد تک ہے۔ عصر اور زمانے تیری مشیت اور ارادے کی وجہ سے معین مقدار میں ہیں۔ تو وہ اللہ ہے کہ تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں تو رؤف مہربان اور جبار ہے۔ خدایا اپنی مدد سے ہماری تائید فرما ہم کو اپنے بچاؤ کے پہلو میں لے لے ہم کو تیری رسی سے تمسک پکڑنے والوں

Scanned with CamScanner

کی مثال عطا کر جو تیرے سائے میں رہتے ہیں۔ (3) آپکی ایک دعا ہے۔بسم اللہ الرحمن الرحیمؒ یا عدتی عند شدتی، ویا غوثی عند کربتی، ویا مولٰی عند وحدتی، احرسنی بعینک التی لا تنام، واکنفنی برکنک الذی یا یرام۔ترجمہ: اے میرے ساز وسامان اور میری تیاری میری شدت وسختی کے وقت کی۔ اے میری مدد میری مصیبت کے وقت کی۔ اے میرے مونس میرے تنہائی میں۔ میری حفاظت فرما اپنی اس نظر رحمت اور آنکھ سے جو نہیں سوتی اور مجھے گھیر لے اپنے اس رکن وستون کیساتھ جس کا قصد نہیں کیا جا سکتا۔

آپؑ کی دعاؤں کی قبولیت

دعا کی قبولیت کے مقامات میں سے ایک مظلوم کی دعا ہے ظلم کرنے والوں کے خلاف: مظلوم کی دعا حجابوں کو چاک کر دیتی ہے۔ اسکے لیے آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ دنیا میں آئمہ اہل بیتؑ سے زیادہ کوئی مظلوم نہیں۔ ان پر ظلم وستم ہوئے، انکا حق غصب کیا گیا۔ ان کی زندگیاں خوف وہراس اور قہر وغلبے کے تحت گزریں۔ ان میں سے بعض کو جلا وطن کیا گیا، بعض کو قید وبند میں رکھا گیا۔ ان سب حضرات صلوات اللہ علیہم کو زہر سے یا قتل کر کے شہید کیا گیا۔ اسی لیے وہ ساری مخلوق سے زیادہ حق رکھتے ہیں کہ ان کی دعا قبول ہو۔ کیونکہ وہ مولا عز وجل کے بھی قریب ہیں۔ ان کی مظلومیت بھی بہت عظیم ہے۔ دشمنوں نے ان پر سختیاں بھی بہت کی ہیں۔ مؤرخین نے امام ابو محمد حسن عسکری علیہ السلام کی دعاؤں کا بہت سے موقعوں پر قبول ہونے کا ذکر کیا ہے جب آپؑ نے خلفائے بنی عباس یا بعض دوسرے افراد کیلئے بد دعا کی ہے، ان میں سے چند کا یہاں ذکر کیا جاتا ہے۔ (1) ابو الہیثم بن عدی کہتا ہے کہ جب معتز نے حکم دیا کہ ابو الحسن (ظاہرا ابو محمد ہونا چاہیے) کو کوفہ لے جایا جائے تو اس نے آنجناب کی خدمت میں لکھا کہ یہ کیسی خبر ہے جو ہم تک پہنچی ہے جس نے ہم کو مضطرب اور پریشان کر دیا ہے۔ آنجناب نے جواب میں لکھا کہ تین دن کے بعد فرج وکشائش تم کو حاصل ہوگی، انشاء اللہ چنانچہ تیسرے دن معتز قتل ہو گیا۔ (2) محمد بن شمعون بصری نے خط لکھا جس میں ابو محمدؑ سے حالات کے بارے میں پوچھا گیا اور کہا گیا کہ محمد مہتدی کی طرف سے موالیوں پر بہت سختی ہو رہی ہے۔ آپ نے تحریر فرمایا کہ اپنے دن سے پانچ دن شمار کر، وہ چھٹے دن قتل ہو جائے گا، اس ذلت وخواری کے بعد اسکے بعد جو اسکو لاحق ہوگی۔ جیسا آپ نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا۔ (3) ابو ہاشم جعفری کہتا ہے کہ میں امام حسن عسکریؑ کیساتھ قید میں تھا۔ مہتدی بن واثق نے قید کیا ہوا تھا۔ آپ نے مجھ سے فرمایا اسی رات اسکی زندگی ختم کر دیگا، صبح ہوئی تو پتہ چلا ترکوں نے فتنہ فساد کھڑا کر کے مہتدی کو قتل کیا اور اسکی جگہ معتمد بادشاہ بنا دیا گیا۔ (4) ابو محمد کا مال واسباب رکھنے کی ایک جگہ تھی جو ابو علی بن راشد کے کنٹرول میں تھا جب وہ عروہ بن یحیٰی کے سپرد کیا گیا تو اس نے اس میں سے کچھ مال خود لے لیا اور باقی کو آگ لگا دی۔ یہ حرکت ابو محمد کو غیظ میں لانے کیلئے تھی آپ نے اس پر لعنت کی، برأت کی اور اسکے لیے بد دعا کی۔ اس کو ایک دن اور رات کی بھی مہلت نہ ملی کہ خدا نے اس کو جہنم واصل کیا آنجناب نے فرمایا کہ میں اس رات پروردگار کیلئے اتنی دیر بیٹھا چنانچہ صبح کی پو نہیں پھوٹی اور نہ یہ آگ بجھی یہاں تک کہ اللہ نے عروہ کو ہلاک کر دیا۔

امام حسن عسکریؑ علماء اور عظماء اور بڑے لوگوں کی نظر میں

ساری امت آئمہ اہل بیت علیہم السلام والصلوات کی افضلیت پر جس طرح مجتمع ہوئی ہے کسی اور شخص کی افضلیت پر ایسی مجتمع اور متفق نہیں ہوئی۔ انکی افضلیت وجلالت پر اگلے اور پچھلے لوگوں کا اجماع ہے۔ انکے مناقب اور یادگار رہائے نمایاں کی سارے علماء اسلام نے بات کی ہے۔ یہاں تک کہ دوسرے مذاہب کے علماء اور قدیم وجدید دانشوروں اور ارباب فکر ونظر نے ان کے بارے میں لکھنے میں ایک دوسرے پر سبقت کی ہے۔ انکے مکارم، فضائل اور امت پر انکے احسانات کا ذکر کیا ہے۔ اہل سنت حضرات نے جو ان کے بارے میں لکھا ہے ممکن ہے وہ اس سے زیادہ ہو جو شیعوں نے لکھا ہے۔ اس میں تعجب بھی نہیں کیونکہ مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ وہ ایک ثقل، نفیس اور وزنی چیز ہیں۔ ان دو ثقلین میں سے جن کو رسول اعظمؐ امت کے درمیان چھوڑ گئے ہیں۔ انہی کے گھر میں وحی کا نزول ہوا اور دعوت محمدیہؐ دنیا میں پھیلی۔ یہ حضرات اس دین کے محافظ ونگران ہیں اور اس پر قیام کرنیوالے ہیں۔ امامت عروہ وارد سے اور امت کی قیادت ان ہی تک پہنچتی ہے۔ یہاں ہم امام حسن عسکری علیہ السلام کی فضیلت کی تعریف وتوصیف میں علماء اور عظماء کے بعض اقوال پیش کرتے ہیں۔ (1) وزیر عبید اللہ بن خاقان نے اپنے بیٹے سے کہا کہ اے بیٹا! اگر خلفائے بنی عباس کی امامت وحکومت کو زوال آجائے تو بنی ہاشم میں سے کوئی شخص ان (امام حسن عسکریؑ) کے علاوہ اسکا حقدار نہیں اور یہ انکے فضل وکرم، صیانت (قبائح سے محفوظ رہنے)، انکے زہد وتقوٰی اور عبادت اور عمدہ اخلاق اور صلاح اور راست روی کی وجہ سے ہے۔ اگر تو نے انکے والد کو دیکھا ہوتا تو انکو بہت بڑا فیاض، شریف، نجیب اور صاحب فضل وکمال پاتا۔ (2) احمد بن عبید اللہ بن خاقان کہتا ہے کہ سامرا کے علویوں میں سے حسن بن علی بن رضا جیسا نہ میں نے کسی کو دیکھا اور نہ کسی کو جانتا ہوں۔ انکی ہدایت، سکون ووقار، عفت وپاکدامنی، شرافت ونجابت اور انکے اہل بیت اور سارے بنی ہاشم میں عظمت وبزرگی کے لحاظ سے ان کے کوئی مثل نہیں۔ اسی طرح قائدین لشکر اور وزراء اور عامہ الناس کے یہاں چرچا تھا۔ مجھے یاد ہے کہ میں ایک دن اپنے باپ کے پاس کھڑا تھا وہ انکا لوگوں سے ملاقات کا دن تھا۔ انکے دربان اندر آئے اور کہنے لگے کہ ابو محمد بن رضا دروازے پر ہیں تو میرے باپ نے بلند آواز سے کہا کہ انکو آنے دو۔ مجھے دربانوں کی بات پر اور ان کی جسارت پر تعجب ہوا کہ وہ میرے باپ کے سامنے کسی کو کنیت سے پکاریں۔ انکے سامنے کسی کا نام کنیت کے ساتھ نہیں لیا جاتا تھا۔ سوائے خلیفہ، ولی عہد اور اس شخص کے کہ جس کے متعلق خلیفہ حکم دیتا کہ اسے کنیت سے پکارا جائے۔ ایک گندم گوں بہترین قد وقامت خوبصورت چہرے، عمدہ جسم کا نوجوان داخل ہوا، ان میں جلالت وعظمت اور بہترین ہیبت ودبدبہ تھا۔ میرے باپ ان کو دیکھ کر اٹھ کھڑے ہوئے اور آگے بڑھ کر استقبال کیا میں نے آج تک انکو ایسا سلوک کسی ہاشمی یا قائد لشکر سے کرتے نہیں دیکھا۔ قریب جا کر انھوں نے اس جوان سے معانقہ کیا ان کے چہرے اور سینے کا بوسہ لیا۔ ان کا ہاتھ پکڑ کر اپنے مصلے پر بٹھایا اور انکے پہلو میں خود بیٹھ گئے۔ ان سے مخاطب ہو کر گفتگو میں بار بار آپ پر قربان جاؤں کہتے مجھے اس انداز گفتگو پر بڑا تعجب تھا۔ میں اس تلاش میں رہا کہ پتہ کروں کہ یہ نوجوان کون ہے؟ چنانچہ میں نے بنی ہاشم، قائدین لشکر، دفتر کے افسران اعلٰی، قاضیوں، علماء، فقہاء اور عام لوگوں میں جس سے بھی سوال کیا انھوں نے ان کو انتہائی اجلال واعظام، محل رفیع وبلند اور قول جمیع پایا اور انکے تمام اہل بیت اور بزرگوں سے مقدم پایا۔ میری نگاہوں میں ان کی بڑی قدر ومنزلت ہوگئی۔ میں نے انکا کوئی دوست اور دشمن نہیں دیکھا مگر وہ انکے بارے میں اچھی رائے رکھتا تھا اور ان کی تعریف وتوصیف کرتا تھا۔ (3) فتح بن ملت نے آپ سے کہا: اللہ کی رحمت اور اسکی برکتیں آپ اہل بیت پر ہوں جو ایسی ذریت ہیں جن میں سے بعض دوسرے بعض سے ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کا حق واجب ہے جس طرح امیر المومنینؑ اور انکے بعد کے آئمہ صلوات اللہ علیہم اجمعین کا حق واجب ہے، حکمت اور امامت آپ تک منتہی ہوتی ہے۔ آپ اللہ کے ولی ہیں کہ جس سے جاہل رہنے کا کسی کو عذر قابل قبول نہیں۔ (4) بختیشوع طبیب کا قول ہے کہ آپ ہمارے زمانے میں آسمان کے نیچے رہنے والے تمام لوگوں سے زیادہ عالم ہیں۔ (5) آپ سے خلیفہ کے کاتب انوش نصرانی نے کہا: ہم نے آپ لوگوں کو اس انجیل میں اللہ کے یہاں مسیح عیسٰی بن مریم کے جیسا پایا۔ (6) آپکے بارے میں دیر عاقول کے راہب نے کہا: یہ اپنی آیات ونشانیوں اور براہین اور دلائل میں مسیح کی نظیر ہیں۔ وہ آپکے بعض معجزات اور کرامات کا مشاہدہ کر کے اسلام لے آیا تھا۔ (7) کمال الدین محمد بن طلحہ شافعی نے کہا: باقی رہے انکے مناقب تو جان لینا چاہیے کہ وہ بلند ترین منقبت اور اعلٰی ترین خوبی ہے جسکے ساتھ اللہ عز وجل نے آپکو مخصوص کیا ہے۔ تنہا آپ ہی کو اسکا ہار پہنایا ہے، آپکو اس کی زینت بخشی ہے، آپ ہی کی دائمی صفت قرار دی ہے کہ جس کی تازگی کو زمانہ پرانا نہیں کر سکتا اور جس کی بار بار تکرار کو زبانیں نہیں بھول سکتیں یہ ہے کہ محمد مہدیؑ ان کی نسل ہیں۔ ان سے پیدا ہوئے ہیں اور انکے فرزند ہیں جو ان ہی کی طرف منسوب ہیں انکا ٹکڑا ہیں جو ان ہی سے جدا ہوا ہے۔ (8) شمس الدین ابو مظفر یوسف بن قزاغلی، سبط بن جوزی نے کہا کہ آپ عالم اور ثقہ تھے۔ آپ نے اپنے والد کے واسطے سے اپنے جد امجد سے حدیث بیان کی ہے۔ (9) علی بن صباغ مالکی نے کہا ہے کہ ہمارے آقا ابو محمد حسن عسکریؑ کے فضائل ومناقب اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ آپ بلند مرتبہ سردار اور عظیم وسردار باپ کے بیٹے ہیں آپ کی امامت میں کوئی شخص بھی شک نہیں کر سکتا۔ جان لو کہ اگر کوئی کرامت وبزرگی اُٹھے تو انکا غیر اس کا بائع ہوگا اور یہ اسکے خریدار ہونگے۔ اپنے زمانے کے منفرد شخص ہیں جن کا کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ انکے ثانی ہونے میں کسی کو اعتراض نہیں وہ اپنے اہل عصر کے سید اور اہل زمانہ کے امام ہیں۔ آپکے اقوال وگفتار درست اور افعال وکردار قابل تعریف تھے۔ اگر آپکے زمانے کے فاضل ایک قصیدہ تھے تو آپ اس قصیدے کا چیدہ اور چوٹی کا شعر تھے۔ اگر وہ ایک ہار کے دانے تھے تو آپ اس ہار کا درمیانی قیمتی جوہر تھے آپ علوم کے ایسے شاہسوار تھے جن کا مقابلہ نہیں ہو سکتا۔ آپ گہرے پیچیدہ مسائل کو واضح کرنیوالے تھے جن سے نہ کوئی بحث کر سکتا تھا اور نہ نزاع۔ حقائق کو اپنے صائب اور درست نظریے سے منکشف کرنیوالے اور اپنی روشن فکری سے دقائق کو ظاہر کرنے والے تھے۔ مخفی امور میں اپنے باطن سے ہی باتیں کرتے تھے۔ آپ کریم الاصل، کریم النفس اور کریم الذات تھے...... الخ (10) ابو العباس احمد بن یوسف دمشقی قرمانی امام حسن بن علی عسکری

Scanned with CamScanner

رضی اللہ عنہ کے ذکر میں کہتا ہے کہ اصل ذکی وپاکیزہ کے برج اور امر خفی کو منکشف کرنیوالے آپ مدینہ میں پیدا ہوئے 8 ربیع الاول 232ھ آپ کی والدہ ام ولد (کنیز) تھیں۔ آپ کی کنیت ابو محمد تھی۔ آپکا لقب خالص تھی۔ آپکا رنگ گندم گوں سفید تھا۔ آپکی انگوٹھی کا نقش تھا سبحان من لہ مقالید السموات والارض آنجناب رضی اللہ عنہ نے دنیا میں زیادہ وقت نہیں گزارا کہ آپکے یادگار کارہائے نمایاں اور خوبیاں لوگوں کے سامنے ظاہر ہوتیں۔ ہیثم بن عدی سے روایت ہے کہ جب معتز نے ابو محمد حسنؑ کو کوفہ لے جانے کا حکم دیا تو ہیثم نے آپ کو لکھا کہ کیا خبر ہے؟ کہ جس نے ہم کو مضطرب کر دیا ہے۔ آپ نے جواب میں لکھا کہ تین دن کے بعد فرج وکشائش تم تک آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔ چنانچہ معتز تیسرے دن قتل ہو گیا۔ آپ سے ایک شخص نے سوال کیا کہ آپ اس کیلئے غنیٰ اور تونگری کی دعا کریں کیونکہ اسکو فقر وفاقہ نے آلیا ہے۔ آپ نے فرمایا تجھے خوشخبری ہو کہ تیرا چچازاد بھائی مرگیا ہے جو ایک لاکھ درہم چھوڑ گیا ہے عنقریب وہ رقم تیرے پاس آجائے گی چنانچہ کچھ ہی دنوں میں وہ خبر اس کو ملی اور مال بھی اس کیساتھ تھا جیسا کہ آپ فرما چکے تھے۔ **(11)** عبد الملک بن حسین بن عبد الملک عصامی مکی نے کہا کہ امام حسن عسکری بن علی ہادی بن محمد جواد بن رضا بن موسیٰ کاظم اپنے والد کے امام ہیں۔ آئمہ میں سے گیارہویں امام ہیں۔ آپکی والدہ ام ولد (کنیز) تھیں جن کا نام سوسن تھا۔ آپکی کنیت ابو محمد ہے۔ آپکے القاب خالص، سراج اور زیادہ مشہور عسکریؑ ہیں۔ آپ مدینے میں 232ھ میں پیدا ہوئے۔ آپکا حلیہ مبارک گندم گوں اور سفید کے بین بین تھا۔ آپکے ہم عصر بادشاہ معتز، مہتدی اور معتمد ہیں۔ آپ معتمد کی ابتدائی خلافت میں زہر سے شہید کیے گئے۔ جمعہ 8 ربیع الاول 260ھ میں سر من رائے (سامرا) میں آپ اپنے والد ہادیؑ کی قبر کے پاس دفن ہوئے۔ آپؑ نے اپنا بعد اپنا اکلوتا بیٹا محمدؑ چھوڑا۔ **(12)** عبد اللہ شبراوی شافعی کہتے ہیں کہ آئمہ میں سے گیارہویں حسن خالص ہیں۔ ان کا لقب عسکریؑ بھی ہے۔ آپؑ مدینہ میں پیدا ہوئے۔ 8 ربیع الاول آپ رضی اللہ عنہ کی وفات بھی جمعہ 8 ربیع الاول 260ھ کو ہوئی۔ اس وقت آپکی عمر اٹھائیس سال تھی۔ ان کی شرافت کیلئے اتنا کافی ہے کہ مہدی منتظر انکے فرزند ارجمند ہیں۔ کیا کہنا اس بیت شریف اور اونچے نسب کا اور فخر اور علو قدر کیلئے یہی کافی ہے وہ سب کے سب کریم اصل اور پاکیزہ جڑ والے ہیں جو کنگھی کے دندانوں کی طرح برابر ہیں۔ مجد اور بزرگی کے حصوں کو تقسیم کرنیوالے ہیں۔ کیا کہنا اس عالی مرتبت گھر کا جس کا محل ومرتبہ بلند ہے بلندی اور شرافت میں آسمان سے باتیں کرتا ہے قدر ومنزلت میں سب سے اونچا ہے۔ اس نے صفات کمال کو گھیر رکھا ہے جس کی غیر کیساتھ استثناء نہیں ہو سکتی۔ یہ آئمہ مجد وبزرگی میں موتیوں کی طرح پروئے ہوئے ہیں۔ شرف وبزرگی میں ایک دوسرے کے مدمقابل ہیں اس میں اول وآخر برابر ہیں۔ قوم نے انکے منارے کو نیچا کرنے کی کتنی کوششیں کیں۔ لیکن اللہ نے اسکو اونچا کیا۔ انکے اجتماع کو پراگندہ کرنے کیلئے سخت اور نرم پر سوار ہوئے۔ مگر اللہ تعالیٰ انکو جمع کیے ہوئے ہے۔ انکے کتنے حقوق انھوں نے ضائع کیے کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے مہمل چھوڑتا ہے اور نہ ضائع کرتا ہے۔ خدا ہم کو انکی محبت میں زندہ رکھے اور اسی پر ہم کو موت دے۔ ہم کو انکی شفاعت میں داخل کرے کہ جس کی طرف یہ حضرات منسوب ہیں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

(13) یوسف اسماعیل نبہانی نے کہا ہے کہ حسن عسکریؑ ہمارے سردار اہل بیت عظام کے آئمہ میں سے ایک ہیں۔ انکے سادات کے کریم سرداروں میں سے ایک ہیں۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔ انکا تذکرہ شبراوی نے کتاب ''الاتحاف بحب الاشراف'' میں کیا ہے۔ لیکن اس نے انتصار کیساتھ آپکے حالات قلمبند کیے ہیں اور آپکی کرامات کا تذکرہ نہیں کیا ہے۔ میں نے خود انکی ایک کرامت دیکھی ہے۔۔۔ الخ

(14) علی جلال حسینی کہتا ہے کہ ابو محمد زکی جن کو عسکریؑ بھی کہا جاتا ہے۔ 232ھ میں پیدا ہوئے، آپ فضل وکرم، عفت وپاکدامنی اور زہد وعبادت میں اپنے زمانے میں منفرد تھے۔ مفید نے اس سے روایت کی ہے جس نے آپکو دیکھا تھا کہ سر من رائے (سامرا) میں علویوں میں سے ایک ایسے شخص کو نہیں پہچانتا جو ہدایت ورہبری میں اور سکون ووقار میں سے حسنؑ بن علیؑ کی طرح ہو۔ آپ گندم گوں رنگ، اچھے قد وقامت اور خوبصورت چہرے اور عمدہ بدن والے تھے۔ آپ صاحب جلالت اور اچھی ہیبت کے مالک تھے۔ آپکی وفات 260ھ میں ہوئی۔ آپ اپنے والد کے جوار میں دفن ہوئے۔ وفات کے وقت آپکی عمر 28 سال تھی۔ **(15)** محمد امین غالب طویل کہتا ہے کہ گیارہویں امام حسن عسکریؑ ہیں۔ امام حسنؑ کے القاب زکی، خالص اور سراج ہیں۔ آپ نے سر من رائے شہر کو اپنا وطن بنالیا۔ جس کا نام عسکر بھی ہو گیا تھا اسی لیے آپکو عسکری کہتے ہیں۔ اس اماکے زمانے میں عباسیوں کا خوف امامت کے رتبے کی وجہ سے بہت بڑھ گیا تھا۔ چنانچہ وہ علویوں پر مصائب وآلام لاتے اور ان پر ظلم وستم ڈھاتے۔ خلیفہ نے تو بہانہ رسول حسینؑ شہید کی قبر مبارک منہدم کرنے، اس زمین کی طرف دریا کے رُخ موڑنے، قبر پر ہل چلانے اور آپکے زائرین کو قتل کرنے تک کی جسارت کر ڈالی۔ امام عسکریؑ 232ھ میں پیدا ہوئے، خلیفہ معتمد بن متوکل نے آپکو قید کر دیا۔ جب آپ کی کرامات ظاہر ہوئیں تو آپ کو رہا کیا۔ دوبارہ آپ پر توجہ اس طرح کی کہ آپکے کھانے میں زہر ملانے کا حکم دیا۔ یہ 260ھ کا واقعہ ہے۔ وفات کے وقت آپ کی عمر 28 سال تھی۔ آپ اپنی زندگی ہی میں اپنے اصحاب سے فرمایا کرتے تھے کہ آپ کے فرزند محمدؑ ہی مہدیٔ منتظر ہیں۔ **(16)** خیر الدین زرکلی کہتا ہے کہ حسن بن ہادی بن محمد جواد حسینی ہاشمی ابو محمد گیارہویں امام مدینے میں پیدا ہوئے۔ اپنے والد حضرت ہادیؑ کیساتھ سامرا، عراق منتقل ہوئے اس کا نام مدینۃ العسکر تھا۔ اسی لیے آپ کو عسکری کہا گیا۔ جیسے اس شہر سے منسوب ہونے کی وجہ سے آپکے والد کو بھی (عسکری کہا گیا)۔ آپ کی امامت کی بیعت آپکے والد کی وفات کے بعد کی گئی۔ آپ تقویٰ، زہد وعبادت میں اپنے سلف صالحین کے طریقے پر تھے، آپکی وفات سامرا میں ہوئی۔ صاحب فصول المہمہ کہتا ہے کہ جب امام حسنؑ کی وفات کی خبر مشہور ہوئی تو سر من رائے (سامرا) میں اضطراب اور بے چینی پیدا ہوئی اور دل جلنے لگا۔ ایک ہی چیخ بلند تھی، بازار خالی ہو گئے، دکانیں بند ہو گئیں، بنی ہاشم، قائدین لشکر، دفتروں کے افسر، قاضی اور دوسرے لوگ آپکے جنازے کی طرف سوار ہو کر پہنچ گئے۔ آپکو اسی گھر میں دفن کیا گیا۔ جس میں آپ کے والد گرامی دفن تھے۔

کتب حوالہ جات: کتاب التفسیر، تحفۃ العالم، دلیل سامرا، نور الابصار، الارشاد، اعلام الوریٰ، اثبات الھداۃ سفینۃ البحار، الفصول المھمہ، المدعۃ الساکبۃ، اثبات الوصیہ، اعیان الشیعہ، کشف الغمہ، الایقاد، المناقب، ینابیع المودۃ، تفسیر البرھان، تذکرۃ الخواص، تحف العقول، مدینۃ المعاجز، الانوار البھیہ، الدمعہ الساکبہ، المجالس السنیہ، جوھرۃ الکلام، الصواعق المحرقہ، البلد الامین، مھج الدعوات، مطالب المسئول، تذکرۃ الخواص، صحیفۃ الابرار، سمط النجوم العوالی، تاریخ العلویین،

شجرہ خاندان زنجانیہ عالیہ

اہلِ خاندان سادات متوجہ ہوں، شجرۂ نسب خاندانِ زنجانیہ عالیہ 84 صفحات پر مشتمل مرتب کیا گیا ہے۔ دیگر مشائخ عظام پاکستان بھی اپنے بزرگوں کے سالانہ عرس کی تواریخ اس میں شامل کروا سکتے ہیں۔ یہ شجرہ بھی سادات عظام کیلئے شائع کیا گیا ہے۔ روحانیات کا شوق رکھنے والے خاندانِ زنجانیہ کے عقیدت منداس شجرہ کو ادارہ ''آئینہ قسمت'' سے **مفت طلب** کر سکتے ہیں۔ حافظ شہزادہ سید محسن علی زنجانی

Scanned with CamScanner

بیادحضرت میراں حسین زنجانی رحمۃ اللہ علیہ پیر بھائی حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ لاہور

A.B.C سے باقاعدہ منظور شدہ اشاعت

بانی ادارہ منجم اعظم الحاج سید ناظر حسین شاہ زنجانی

ماہنامہ روحانی آئینہ قسمت® 2013

زنجانی جنتری®

جلد نمبر 65 جنوری 2013 شمارہ نمبر 10

چیف ایڈیٹر
شہزادہ سید انتظار حسین شاہ زنجانی

ایڈیٹر
شہزادہ سید مصور علی زنجانی

سب ایڈیٹر
شہزادہ حافظ سید محسن علی زنجانی

مینجنگ ایڈیٹر
شہزادہ سید محمد علی زنجانی

اعزازی ایڈیٹر
ڈاکٹر اعجاز حسین بٹ

زنجانی جنتری کاپی رائٹ ایکٹ حکومت پاکستان کے تحت رجسٹرڈ ہے کوئی پریس یا ناشر اس کا جعلی ایڈیشن نکالے گا تو خلاف ورزی پر قانونی کاروائی ہوگی

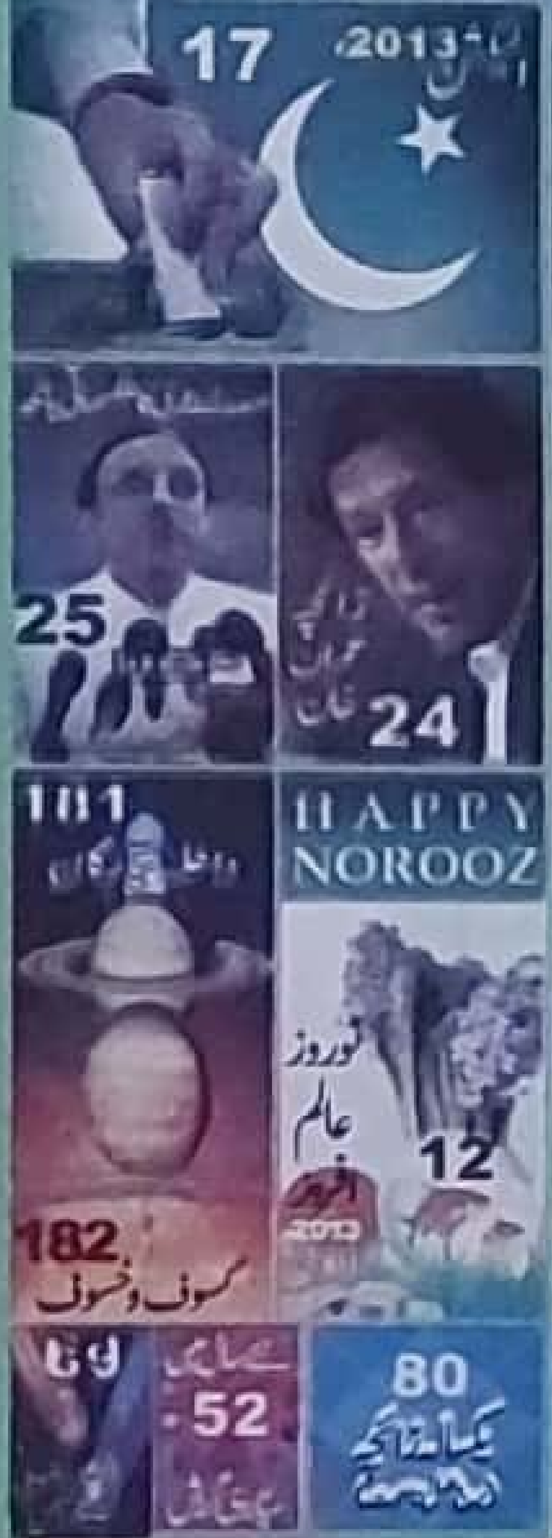

تبصرہ	1
سیمینار + عرس	2
شجرہ طیبہ	4
شجرہ خاندان زنجانیہ عالیہ	5
عریضہ	6
حمد و نعت + سلام	8
اداریہ	9
اشتہارات	10
نوروز عالم افروز 2013ء	12
الیکشن 2013ء	17
کیلنڈر رہنمائی 2013ء	22
زائچہ عمران خان	24
صدر زرداری کا طلسماتی ہاتھ	25
جفری پیش گوئیاں 2013ء	26
عالمی و سیاسی پیش گوئیاں 2013ء	30
ہر کام شروع سے پہلے	39
تقویم 2013ء	40
نئے سال میں سیاروں کی گردش	52
دیرینہ قصہ	60
دربار مصطفائی کا روحانی فیض	62
اسماء الحسنیٰ سے علاج	66
شرف مشتری 2013ء	67
کمالات جفر	68
زحل و مشتری کے خواص 2013ء	69
گنی نمبرز 2013ء	73
آپ کا صدقہ بمطابق الخوراک	74
صدقہ شمسی بمطابق رجعت و بروج	75
صدقہ سے شفاء	76
طلسم و نقوش بروج سیارگان	77
شرف مشتری کا لوٹ	79
یکسالہ زائچہ (برج حمل تا حوت) 2013ء	80
مجرب عمل ہمزاد وروحانی	152
آداب عملیات + رجال الغیب	153
عملیات کیلئے سیاروں کی باہمی نظرات	154
اہم اوقات عملیات و وظائف 2013ء	155
احرام مشتری (اشتہار)	159
نظرات سیارگان 2013ء	160
انجمن شرفات کواکب	168
تقویم سیارگان 2013ء	169
تسویۃ البیوت	175
پاکستان کی اطلس	178
طالع وقت معلوم کرنا	179
سیارگان کے شرف وہبوط، اوج و حضیض	180
داخلہ سیارگان 2013ء	181
کسوف و خسوف 2013ء	182
سورج و چاند گرہن نماز آیات	183
مجسطی و منازل قمری	184
گمشدہ مال، چور کا نام	186
کتب فہرست	188
سوال و جواب	189
کوہن زائچہ	190
کتب اشتہارات	191
کوہن تحفہ + کوہن نگینہ + کوہن سوال	192

مجلس مشاورت
- مخدوم سید چمن پیر قادری
- مخدوم سید طاہر سجاد زنجانی
- چودھری واجد علی خان
- کرنل (ر) سید اکبر علی شاہ
- میجر (ر) خالد اسمٰعیل قاضی
- ڈاکٹر اجمل نیازی
- شجاعت ہاشمی (آرٹسٹ)
- افتخار احمد (جیو)
- علامہ صمصام الدین
- پروفیسر توفیق بٹ
- محمد سلیم نقشبندی

مشیر قانونی
طالب علی غضنفر ایڈووکیٹ
محمد عامر چوہان ایڈووکیٹ

گرافکس لے آؤٹ
شہزاد شاکر

سرکولیشن مینیجر
منظور علی 0345-4063375

معاون
عبدالعزیز 0300-3629572

بیرون ممالک سالانہ چندہ
مڈل ایسٹ، انڈیا، کویت، سری لنکا 6000 روپے
یورپ، فار ایسٹ 7000 روپے
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا 8000 روپے

قیمت فی شمارہ 250 روپے
سالانہ چندہ 650 روپے
لائف ممبرشپ 7500 روپے
بیرون ممالک
لائف ممبرشپ 800 ڈالر
For 12 Years

ہیڈ آفس کاشانہ زنجانی D-125 گلبرگ II لاہور
فون: 042-35752277, 35872277 فیکس: 042-35755253
موبائل: 0300-9483758 Email: aienaeqismat@gmail.com
کراچی آفس کاشانہ زنجانی آرام باغ روڈ کراچی 74200
فون: 021-32217544

بیرون ملک نمائندگان
علامہ صمصام الدین (شکاگو) فیض احمد (نیویارک)
محمد علی زنجانی (لندن) فیصل عرفان (دبئی)
0044-7507827086

سید انتظار حسین زنجانی ایڈیٹر/پبلشر نے حیدری پریس ریلوے روڈ لاہور سے چھپوا کر کاشانہ زنجانی D-125 گلبرگ 2 لاہور سے شائع کیا

حمد

سید علی رضا کاظمی

ہے حمد خداوند تیری شان کی باتیں
میں صبح و شام کرتا ہوں رحمان کی باتیں
کوہسار فلک، کہکشاں اور چاند ستارے
دراصل یہ خالق کی ہیں پہچان کی باتیں
تو رازق و رزاق ہے تو مالک و معبود
آتی ہیں نظر ہم کو یہ ایقان کی باتیں
جو بختہ یقیں ربّ علا پر نہیں رکھتے
وہ لوگ کیا کرتے ہیں شیطان کی باتیں
واجب ہے تیرا شکر ہر اک حال میں یا رب
ہے میری عبادت تیرے احسان کی باتیں
ہوتے ہیں دل و جاں منور میرے اس دم
کرتا ہوں میں جب بھی تیرے فیضان کی باتیں
عظمت کا بیاں ہوتا ہے جب رب علا کا
اچھی مجھے سب لگتی ہیں قرآن کی باتیں

نعت

سید علی رضا کاظمی

اوج پر اپنے مقدر کا ستارہ ہو گا
جب بھی رکنے کا مدینے میں اشارہ ہو گا
دوست ہوتا نہیں ہر ہاتھ ملانے والا
جو نبیؐ کا نہ ہوا کب وہ ہمارا ہو گا
یا نبیؐ کہتے ہوئے موت جسے آتی ہو
اس کا کس طرح زمانے میں گزارا ہو گا
آپ کے رُخ کی زیارت کا جو مل جائے شرف
مجھ پہ احسان یہ آقا جی! تمہارا ہو گا
رشک رضوان مقدر پہ کریں کیوں نہ مرے
جب مدینے کا نگاہوں میں نظارہ ہو گا
دولتِ دنیا و دیں کیوں نہ ملے پھر اس کو
جس کو بھی آلِ محمدؐ کا سہارا ہو گا
دیدنی کتنا رضاؔ روضے کا منظر ہو گا
آنکھ نے جب دِل میں اُتارا ہو گا

منقبت

سید علی رضا کاظمی

فکرِ رسا پہ چھا گئی جب روشنی کی بات
بے ساختہ تب آ گئی لب پر علیؑ کی بات
سائل کو دے رہا ہے جو بھر بھر کے جھولیاں
آؤ کریں اُس سخی ابنِ سخی کی بات
اس آدمی نے حق کی حقیقت کو پا لیا
اچھی لگی ہے جس کو بھی حق کے ولی کی بات
گھر میں خدا کے مولا علیؑ کا وُرود ہے
پھر کیوں لبوں پہ آئے نہ میرے خوشی کی بات
ذکرِ علیؑ سے میں کبھی غافل نہیں ہوا
لب پر رہی سدا میرے نادِ علیؑ کی بات
ہر شاعر امامؑ کا منصب بجا مگر
سب کو پسند آئی مگر کاظمی کی بات

کلمہ "لا الہ الا اللہ" میرا قلعہ ہے، جو کوئی میرے قلعے میں داخل ہو گیا، میرے عذاب سے بچ گیا۔ حدیث قدسی

الرحمن بک ڈپو، نزد گرلز کالج، جھنگ صدر ✲ اکبر مگھار نیوز ایجنسی، ٹنڈو الہ یار خان
البیرونی تقویم ✲ بارہ ماہی جنتری ✲ سیرت جنتری

کلمہ "لا الہ الا اللہ" میرا قلعہ ہے جو کوئی میرے قلعے میں داخل ہو گیا میرے عذاب سے بچ گیا۔ حدیث قدسی

معرفت رسولؐ عشقِ رسولؐ اور امامِ زمانہؑ

21-12-2012 کو دنیا کا خاتمہ نہ ہو سکا!

اسلام دشمن قوتیں ہر سال پلاننگ سے ایسے ایسے شوشے چھوڑتی ہیں کہ ایک عام سادہ سا مسلمان بھی جوشِ ایمانی سے تڑپ اُٹھتا ہے۔ اس جہاں میں ہمارا وجود رسالت مآبؐ کی وجہ سے ہے، رسالت سے ہی ہمیں دین ملا اور اسی سے زندگی کو آئین ملا۔ رسالت ہی کی برکت ہے کہ ہم اربوں ہونے کے باوجود ایک ہیں، ہمارا ایک جزو دوسرے جزو سے اس طرح جڑا ہوا ہے کہ اسے کبھی الگ نہیں کیا جا سکتا۔ اس یکجہتی کی مثال ہر سال میدانِ عرفات میں حجاج کا اکٹھے ہونا، اب تو حج سے بھی دوگنا تگنا اجتماع ہر سال ایام محرم وار بعین میں کربلا و نجف میں دیکھا جا سکتا ہے۔ ہمارے پیارے نبی ﷺ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کی تصدیق و خاتم النبیین ہیں۔ ہم پر سبھی انبیاء کی حرمت واجب ہے اور یہی ہر مسلمان کا ایمان ہے تو پھر ہمارے پیارے نبی ﷺ کی عزت کو گھٹانا اور اُن کی شان میں گستاخی کرنے والا بے شک حضور ﷺ کی زندگی میں بھی واجب القتل تھا اور اب بھی ہے۔ عمر ابن عبدو جنگ خندق میں اپنے گھوڑے سمیت خندق پار کر آیا تھا اور گستاخی کرنے لگا۔ میرے نبیؐ نے فرمایا: ہے کوئی جو اس گستاخ کی زبان کو لگام دے اور سزا دے، نعرہ حیدری بلند ہوا اور حیدرؑ کی تلوار سے اس بدبخت کے دو ٹکڑے ہو گئے اور پھر چند سال قبل سلمان رُشدی نے کتاب رنگیلا رسول لکھ کر گستاخی کی، تب عالم اسلام خاموش تھا کہ سمندر کا سکوت توڑتے ہوئے اولادِ حیدرؑ سے امام خمینیؒ آگے بڑھے اور اس پر واجب القتل کا فتویٰ جاری کیا، جو آج بھی قائم ہے۔ اب یہ بدبخت فلمساز امریکہ سے نو وارد ہوا ہے۔ یقیناً قیامت تک ہر گستاخِ رسولؐ واجب القتل ہوگا۔ علامہ اقبال فرماتے ہیں:

قوت قلب و جگر گردد نبیؐ　　از خدا محبوب تر گردد نبیؐ

ترجمہ: تحقیق سے ثابت ہوگا کہ رسول اکرمؐ کی ذات انسان کے لیے قلب و جگر کی قوت بن جاتی ہے اور آپؐ کی ذات خدا سے بھی زیادہ محبوب ہو جاتی ہے۔ (یعنی رسول اللہؐ) کی پیروی ہی اللہ سے محبت کا معیار ہے۔ پہلے رسولؐ سے محبت ثابت کرنی پڑتی ہے، تب خدا اپنی محبت کی طرف بڑھاتا ہے۔ سبھی مسلم فقہاء کا اجماع ہے کہ جب تک احمد مجتبیٰؐ کے فرزند امام زمانہ حضرت محمد مہدی علیہ السلام تشریف نہ لائیں گے تب تک دنیا ختم نہ ہوگی۔ آپؑ کی آمد، آپ بھی لوگوں کے امام ہوں گے۔ تب دنیا آپؑ کے ذریعے عدل و انصاف سے پُر ہوگی۔ آپؑ اپنے دشمنوں کو سخت ذلت سے ہمکنار کریں گے، آپؑ سرکشوں اور حق کے منکروں کو برباد کریں گے۔

دُعا برائے سلامتیٔ امامِ زمانؑ

اے اللہ! محافظ بن جا اپنے ولی (حضرت) حجت ابن الحسن کا! تیری رحمت نازل ہو اُن پر اور اُن کے آبائے گرامی پر اس لمحہ میں اور ہر آنے والے لمحہ میں۔ بن جا اُن کا مددگار، نگہدار، پیشوا، حامی اور رہنما اور نگہبان یہاں تک کہ تو ان کو چاہت سے اپنی زمین کی حکومت دے اور مدتوں اس پر برقرار رکھے۔ یا اللہ! رحمت نازل فرما محمدؐ و آلِ محمدؐ پر اور اُن کے ظہور میں تعجیل فرما۔

نور آئینہ جنتری کے خالق شہزادہ سید محمد علی زنجانی کے خاندانِ زنجانیہ عالیہ کے لائق فرزند ہیں۔ جنھوں نے بارہویں امام زمانہؑ کے حضور نذرانہ عقیدت پیش کیا۔

نور آئینہ جنتری متعارف کرائی جو U.K.، U.S.A. کے علاوہ پاکستان بھر کے بکسٹالوں پر دستیاب ہے۔ پاکستان میں نہ ملنے کی صورت میں -/110 روپے منی آرڈر نیچے دیے گئے پتہ پر بھیج کر کے گھر بیٹھے جنتری رجسٹرڈ پوسٹ سے حاصل کریں۔

منگوانے کا پتہ: "ماہنامہ آئینہ قسمت"، کاشانہ زنجانی، D-125، حضرت میراں حسین زنجانی روڈ، گلبرگ 2، لاہور۔ فون: 35752277 - 0092-42

چودھری واجد علی خان (سابق ایم پی اے) جنڈیالہ کلساں (نارنگ منڈی) کالا خطائی روڈ، ضلع شیخوپورہ
Phone Res: 056-2215005
Mob: 0300-4259249

البیرونی تقویم ✻ بارہ ماسہ جنتری ✻ آئینہ قسمت
ظفر بک سٹال، ڈنڈوت، ضلع جہلم ✻ امین بک ڈپو، نزد تھل پرنٹنگ پریس، بھکر

اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰہُ لِیُذۡہِبَ عَنۡکُمُ الرِّجۡسَ اَہۡلَ الۡبَیۡتِ وَ یُطَہِّرَکُمۡ تَطۡہِیۡرًا

ترجمہ: اور اللہ ارادہ رکھتا ہے کہ اہل بیت رسولﷺ کو پاک کر دے جیسے پاک رکھنے کا حق ہو

حضرت سیّد میراں حسین شاہ زنجانی ہندو پاکستان کے اولین اولیاء اللہ میں سے ہیں۔ 10 ربیع الاول 3 فروری 2012ء، الحمراء ہال لاہور میں جشن عید میلاد النبیؐ کے زیر سایہ حضرت سیّد میراں حسین زنجانی سیمینار زیر صدارت شہزادہ سیّد انتظار حسین شاہ زنجانی منعقد کیا گیا۔ جس میں سینکڑوں سامعین کے علاوہ معززین محمد اعجاز الحق (سابق وفاقی وزیر)، چیف جسٹس (ر) منیر اے خان، الحاج سہیل ضیاء بٹ (خادم مصطفی)، چوہدری اختر رسول (سابق صوبائی وزیر)، شوکت علی خان (گلوکار)، عمران شوکت، عاصم بخاری (اداکار)، علامہ ڈاکٹر محمد حسین اکبر، علامہ مفتی سیّد کاظم رضا نقوی، جسٹس (ر) رانا محمد زاہد، سیّد مشتاق حسین شاہ زنجانی، علامہ حسین احمد اعوان، پیر اختر رسول قادری، علامہ عبد المصطفیٰ چشتی، علامہ محمد مفتی رمضان سیالوی (خطیب حضرت داتا صاحب)، قاری محمد عارف سعیدی (ناظم اعلیٰ جامعہ زنجانیہ دربار میراں حسین زنجانی)، قاری رب نواز چشتی (خطیب دربار میراں حسین زنجانی)، ملک نسیم رضا، رانا محمد خالد، پیر ایس اے جعفری، سیّد علی رضا کاظمی المعروف کاظمی برادران، علامہ عبد القدیر قادری، قاری علی حسن رضا (نائب صدر مدرس جامعہ)، قاری محمد سلیم اشرفی (جامعہ شمسہ فیض باغ، صدر مدرس)، میاں المعراج دین (لکی فرنیچر والے)، پیر سیّد ناظم حسین شاہ، باوا سیّد صدا حسین بخاری (جڑانوالا)، علامہ جاوید اکبر ساقی، سیّد تطہیر عشرت نقوی نے شرکت فرمائی۔ مقررین نے اپنے کلام اور اپنی جذبۂ ایمانی عشق رسولؐ سے بھری تقریریں فرما کر حاضرین کا ایمان تازہ کر دیا۔

خطیب داتا گنج بخش علی ہجویریؒ علامہ محمد مفتی رمضان سیالوی نے اس سیمینار کو بہت سراہا اور اسے بارش کا پہلا قطرہ قرار دیتے ہوئے ایسے سیمینار ہر سال بلکہ مسلسل کراتے رہنے کی ضرورت پر زور دیا۔

آخر میں شہزادہ حافظ سیّد محسن علی زنجانی نے اہل حاضرین، وطن عزیز پاکستان کی سربلندی اور سبھی پاکستانیوں کی نیک قلبی حاجات کے لیے دعائیں فرمائیں۔

11 ربیع الاول کو 15 ویں سالانہ عرس سیّد ناظر حسین شاہ زنجانی تقریب کا مختصر احوال

بانی ادارہ منجم اعظم الحاج سیّد ناظر حسین شاہ زنجانیؒ کا سالانہ 15 واں عرس ہر سال کی طرح بمقام درگاہ شاہ زنجانی، بھماں جھگیاں، شادباغ لاہور نہایت عقیدت و احترام کے ساتھ منایا گیا۔ علی الصبح جامع مسجد جھگیاں کے بچوں نے قرآن خوانی کی، بعد از نماز ظہر بچوں کو شہزادہ سیّد انتظار حسین شاہ زنجانی نے نقدی کی صورت میں میلہ تقسیم کیا۔ شام 4 بجے مہمانانِ گرامی کی آمد پر شہزادہ حافظ سیّد محسن علی زنجانی نے عرس کی تقریبات کا آغاز کیا۔ درجنوں نعت خواں نے سرکارؐ کا میلاد پڑھا۔

مہمانانِ گرامی سیّد نجم شاہ، پیر سیّد طاہر سجاد کاظمی زنجانی (سجادہ نشین خانوہارنی شریف)، پیر سیّد چن پیر قادری (سجادہ نشین حضرت میاں میرؒ)، پیر سیّد مشتاق حسین شاہ زنجانی (زیب سجادہ نشین دربار حضرت میاں میرؒ)، سیّد پرویز شاہ (سانپوں والی سرکار)، سیّد عابد شاہ بخاری، سیّد اصغر علی شاہ بخاری، مہر محمد یونس، ملک نسیم رضا، بریگیڈیئر جہاں زیب، رانا خالد، عاصم بخاری، ڈاکٹر نوازش علی، محمد افضل، محمد سلیم نقشبندی، سیٹھ ندیم، سیٹھ عامر سعید، صاحبزادہ فیضان ندیم، محمد اکرام، شیرازی آف گوادر، بابر بن دلاور (ڈی ایس پی)، سیّد لخت عباس (انسپکٹر) بمعہ سیکیورٹی اہل کار، سینکڑوں اہل علاقہ کے معززین عورتوں اور بچوں نے شرکت کی۔

سبھی مہمانانِ گرامی نے مشترکہ طور سے چادر پوشی کر کے اہل علاقہ، اہل لاہور، اہل پاکستان، اہل اسلام اور سال بھر درگاہ شاہ زنجانی پر حاضری دینے والوں کو قبولیت دعاؤں، ان کے مرحومین کے بلند درجات کے لیے دعائیں کی گئیں۔ بعد از دعا لنگر تقسیم کیا گیا اور پھر عشاء کے بعد محفل سماع کے اختتام پر اس روحانی تقریب کا اختتام ہوا۔ تین شب مسلسل درگاہ شاہ زنجانی پر چراغاں رہا۔ یوں عرس کی چھوٹی تقریب بڑی تقریب جشن میلاد النبیؐ سے جا ملی۔

پاکستان بک ڈپو، پنوں عاقل (سندھ) ✲ اعظم بک ڈپو، اُردو بازار، بھکر ✲ البیرونی تقویم ✲ بارہ امامیہ جنتری ✲ آئینہ قسمت

Scanned with CamScanner

شجرہ خاندانِ زنجانیہ عالیہ درگاہ پیر شاہ زنجانی

داماد رسولؐ خدا شیر خدا مولائے کائنات پارہ نور اولیس نور ختم المرسلین باب مدینۃ العلم امام اول حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام

☆...... امام حضرت علی مرتضیٰ داماد رسول مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
☆...... سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام ابن
☆...... حضرت امام زین العابدین علیہ السلام ابن
☆...... حضرت امام باقر علیہ السلام ابن
☆...... حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ابن
☆...... حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام ابن
☆...... حضرت امام علی رضا علیہ السلام ابن
☆...... حضرت امام علی تقی علیہ السلام ابن (برادر سید موسیٰ المبرقع)
☆...... سید موسیٰ المبرقع شاہ زنجانی ابن (آمد زنجان 225ھ)
☆...... سید احمد پاک کبیر شاہ زنجانی ابن
☆...... سید محمد الاعرج شاہ زنجانی ابن
☆...... سید شاہ احمد ثانی شاہ زنجانی ابن
☆...... سید موسیٰ اصغر شاہ زنجانی ابن
☆...... سید میر احمد ابو عبداللہ شاہ ابن
☆...... سید محمد میر عالم نور شاہ زنجانی ابن
☆...... سید میر علی شاہ زنجانی ابن
☆...... سید میر جعفر نظام الملت زنجانی ابن
☆...... سید میر عالم ابی محمد شاہ زنجانی ابن
☆...... سید امیر علی شاہ زنجانی ابن
☆...... سید اخی ابوالفرح شاہ زنجانی ابن
☆...... سید ابو جعفر شاہ زنجانی ابن
☆...... سید علی شاہ جہانیاں زنجانی ابن
☆...... سید میراں حسین شاہ زنجانی ابن (مدفون لاہور)
☆...... سید میر حسن شاہ زنجانی ابن
☆...... سید میر علی شاہ زنجانی ابن
☆...... سید اسمٰعیل شاہ زنجانی ابن

☆...... سید میر احمد شاہ زنجانی ابن
☆...... سید شاہ ابی زید زنجانی ابن
☆...... سید جلال الدین شاہ زنجانی ابن
☆...... سید کمال الدین شاہ زنجانی ابن
☆...... سید بابو شاہ زنجانی ابن
☆...... سید سلیمان شاہ زنجانی ابن
☆...... سید اسمٰعیل شاہ زنجانی ابن
☆...... سید عبدالوہاب شاہ زنجانی ابن
☆...... سید پیر علی شاہ زنجانی ابن
☆...... سید شاہ محمد زنجانی ابن
☆...... سید معظم شاہ زنجانی ابن
☆...... سید غلام علی شاہ زنجانی ابن
☆...... سید مراد شاہ لقب باقر شاہ زنجانی ابن
☆...... سید غلام نبی شاہ زنجانی ابن
☆...... سید شاکر علی شاہ زنجانی ابن
☆...... سید محمد شاہ زنجانی ابن
☆...... سید سکندر شاہ زنجانی ابن
☆...... سید بابا جیون شاہ زنجانی ابن
☆...... الحاج سید ناظر حسین شاہ زنجانی ابن
☆...... شہزادہ سید افتخار حسین شاہ زنجانی ابن

درگاہ پیر شاہِ زنجانی لاہور

جانشین خاندان زنجانیہ عالیہ

☆...... شہزادہ سید منصور علی زنجانی
☆...... شہزادہ سید محمد علی زنجانی
☆...... شہزادہ حافظ سید محسن علی زنجانی
☆...... شہزادہ سید محمد اذان علی زنجانی

شہزادگان زنجانی کا 48 ویں پشت سے شجرہ جا ملتا ہے

شجرہ خاندان زنجانیہ عالیہ

اہلِ خاندان سادات متوجہ ہوں، شجرۂ نسب خاندانِ زنجانیہ عالیہ **84** صفحات پر مشتمل مرتب کیا گیا ہے۔ دیگر مشائخ عظام پاکستان بھی اپنے بزرگوں کے سالانہ عرس کی تواریخ اس میں شامل کروا سکتے ہیں۔ یہ شجرہ بھی سادات عظام کیلئے شائع کیا گیا ہے۔ روحانیات کا شوق رکھنے والے خاندانِ زنجانیہ کے عقیدت مند اس شجرہ کو ادارہ "آئینہ قسمت" سے **مفت طلب** کر سکتے ہیں۔ — حافظ شہزادہ سید محسن علی زنجانی

اے ابنِ آدم! تجھے ہر روز کا رزق مل جاتا ہے پھر بھی پریشان جبکہ تیری عمر کم ہوتی ہے تجھے پرواہ نہیں۔ حدیث قدسی

حافظ شہزادہ سید محسن علی زنجانی

عریضہ یا صاحب الزمان ادرکنی فی سبیل اللہ

عریضہ کا سائنسی جواز: فیکس مشین نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ آپ کا اصلی خط/چٹھی آپ ہی کے پاس موجود ہے جبکہ آپ کے پیغامات اسی لحہ امریکہ، برطانیہ اور دنیا کے تمام گوشوں میں اسی لحہ پہنچ جاتے ہیں۔ "**سرکار ولی عصر** علیہ السلام" جو خدا کے "لاریب" نمائندہ ہیں انکے حضور نیت اعمال کا روزنامچہ کہیں تیز رفتاری سے پہنچتا ہے۔ "جناب مالک اشتر مولا علیؑ" سے عرض کرتے ہیں۔ مولا میں نے آج آپکی تعداد کے برابر لوگ فی النار کیے ہیں۔ **مولا علی** علیہ السلام **فرماتے ہیں:** اے اشترؔ میں نے جن لوگوں کو قتل کیا ہے میں نے ان کی نسلوں تک کو چیک کیا ہے کوئی کہیں مومن تو نہیں"۔ **ہمارے مولا (امام زمانہ** علیہ السلام**)** بھی انکی اولاد ہیں جو تمام معاملات کی تہہ تک آگاہ ہیں۔

☆ دنیا میں کوئی کام درخواست کے بغیر نہیں ہوتا۔ بچہ سکول داخل کروانا ہو، مریض ہسپتال میں، کوئی بھی ملازمت حاصل کرنا ہو تو درخواست ضروری ہے۔ آپکی اپنی رقم بنک میں جمع ہے مگر ضروری ہے کہ درخواست دے کر رقم حاصل کریں۔ **درخواست ایک مستند ریکارڈ کی حیثیت رکھتی ہے۔**

☆ نماز، عبادت، عادات اور روایت کے طور پر ادا ہوتی ہے۔ دعا و مناجات توجہ اور انتہائی غور سے مانگی جاتی ہے۔ کسی بزرگ، استاد کو ہم اس کی اہلیت قابلیت کی وجہ سے عزت و احترام دیتے ہیں۔ بادشاہ، افسر، جی۔ایم کو بحیثیت عہدہ و مرتبہ گارڈ آف آنر پیش کیا جاتا ہے۔

دوست، عزیز، بزرگ، روحانی پیشوا، پیر و مرشد کو بہ لحاظ مرتبہ القاب و احترام اور نفسِ مضمون سے مخاطب کیا جاتا ہے۔ "جناب ... ہم اپنے **آقا و مولا** علیہ السلام کے حضور "**عریضہ**" پیش کرتے ہیں۔ تمام تر نیاز مندیوں کے ساتھ سرکار کے دربار میں حاضری کی سفارش حاصل کرتے ہیں۔ پوری توجہ، انتہائی یکسوئی، تمام تر اعلیٰ القابات اور بہترین نفسِ مضمون کے ساتھ مولاؑ کو پکار کر راز و نیاز کرتے ہیں۔ مولا کریم ابن کریم ہیں ہمیشہ لجپال فرماتے ہیں۔ لحہ بھر سے پہلے مدد نصرت فرماتے ہیں

☆ نقش و تعویذ، اسمِ اعظم کا کام کرتا ہے جس کام کے لیے اس کے روحانی فیض و برکات حاصل ہوتے ہیں۔ اس طرح **مولا** علیہ السلام **کا عریضہ** بھی "**اسم اعظم**" **کا کام کرتا** ہے۔ جہاں جہاں آبپاشی ہوتی ہے۔ فصلوں کو خیر و برکات نصیب ہوتی ہے۔ آبی پودوں اور جانوروں کو حیات نو ملتی ہے۔ الغرض جو کچھ کہا جائے، کم ہے۔

تمام پریشانیوں و مشکلات کے لیے مالک حقیقی کی بارگاہِ اقدس میں درخواست پیش کریں

بسم اللہ الرحمن الرحیم ☰ اللھم صل علی محمد و آل محمد ☰ اللہ اکبر۔ الحمد للہ۔ سبحان اللہ

از جناب سیّدہ فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا

عریضہ بحضور پُرنور قسمت کائنات، لنگر زمین و آسمان جناب امام مہدی علیہ السلام ابن جناب حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام

میرے تمام معاملات خدا کے سپرد ہیں۔ سرکار ولی عصرؑ ہمارے آقا، مولا، نگہبان، وارث، سرپرست ہیں۔ پھر پریشانی/فکر کیسی؟ اے ہمارے مولا و آقا ہم آپ کے غلام ہیں۔ ہم حیدری، حسینی ہیں۔ (ہم جناب سیدہ طاہرہؑ کی دعاؤں سے پیدا ہوئے ہیں)۔ ہم آپ کی رعایا ہیں، اللہ تعالیٰ آپ کو صحت و سلامتی عطا فرمائے۔ خدا آپ کو تمام دشمنوں اور ہر قسم کے شر سے اپنی خصوصی حفظ و امان میں رکھے۔ آپ کا جلد از جلد ظہور ہو تا کہ آپ آکر دشمنانِ اسلام سے بدلہ لے سکیں۔ پوری کائنات میں فقط ہم نے اپنا سر آپ کے "در اقدس" پر جھکایا ہے۔ میرے مشکلات، پریشانیوں کو حل فرمائیں۔ آپ کو ان کا واسطہ جن کا واسطہ آپ رد نہیں فرماتے۔ میرے مسائل و ضروریات یہ ہیں۔

مولا جلد مدد فرمایئے، جلد مدد فرمائے، ابھی ابھی فوراً، دشمن ہمیں طعنہ زنی نہ کریں کہ آپکے مالک مشکل کشا نہیں

یہاں اپنا نام مع ولدیت لکھیں:

دو رکعت نماز حاجات پڑھیں۔ شب بدھ یا روز بدھ اعمال صاحب العصرؑ بجالائیں عریضہ مولاؑ کی ضریح اقدس یا قرآن پاک میں یا آبِ جاری میں یہ کہتے ہوئے مولاؑ کے سپرد کریں

اے حسینؑ بن روح آپ پر سلام ہو۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپکی وفات اللہ کی راہ میں ہوئی۔ آپ اللہ کے نزدیک زندہ و رزق یافتہ ہیں۔ میں آپ سے اس زندگی میں مخاطب ہوں جو آپکو اللہ کے نزدیک حاصل ہے۔ پس میرا یہ رقعہ اور میری حاجات ہمارے مولاؑ جناب امام زمانہؑ کے حضور پیش کریں، آپ قابل اعتماد و امانتدار ہیں۔

آئیے اپنے آقا کے ساتھ گفتگو کر کے مولا سے تمام تر فیض و برکات حاصل کریں۔ آئیے اپنی حاجت کا عریضہ ڈالیں

"اللھم صل علی محمد و آل محمد"

65 Cheetham Hill Road, Manchester, M4 4ES, U.K.
Email: azanjani@gmail.com — Cell: 0044 7507827086
Ph: +924235752277
+924235872277
کاشانہ زنجانی، D-125، گلبرگ 2، لاہور

نوٹ: پرنٹ شدہ عریضے بلاہدیہ ادارہ آئینہ قسمت سے طلب کریں۔

آئینہ قسمت — بارہ امامیہ جنتری — البیرونی تقویم
رشید سٹیشنری مارٹ، اُردو بازار، بھکر ☼ اسحاق نیوز ایجنسی، ٹنڈو اللہ یار خان

Scanned with CamScanner

دنیا کا خاتمہ؟!

بین الاقوامی الیکٹرانک، پرنٹ میڈیا، انٹرنیٹ پر ایک شور مچا ہوا ہے کہ مایا کیلنڈر کے مطابق 2012ء میں دنیا کا خاتمہ ہو جائے گا؟

قران منشور زندگی ہے اور نہج البلاغہ حکمت زندگی ہے۔ نہج البلاغہ تمام کی تمام حکمت علیؑ باب **مدینة العلم** رسول خداؐ ہے۔ کچھ خاص نعمتیں خدا نے مؤمنین پر نازل کی ہیں۔ کیونکہ ہم نعمت شناس نہیں ہیں۔ اس لیے ان کی قدر نہیں جانتے، صرف مال و دولت کو نعمت شمار کرتے ہیں۔ نعمتوں کی شناخت کا سب سے بڑا منبع ہمارے پاس قرآن کریم ہے اور اس کے بعد اہل بیتؑ ہیں۔

''نبوت'' اللہ کی طرف سے انسانوں کی ہدایت کا ذریعہ اور امامت اللہ کی طرف سے دین اور انسانوں کی راہنمائی کا ذریعہ ہے۔ عدل کا تقاضہ ہے کہ قیامت روز جزا سے پہلے تک کسی نمائندہ خدا کا ہونا ضروری ہے۔ یہی وہ سادہ سا راز ہے جو آپ کی خدمت میں ہدیہ ہے، بہتوں کو معلوم ہے اور جو نہیں جانتے جان لیں کہ ہمیں پہلے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کی آمد کا شکر ادا کرنا چاہیے۔ اس شکر کے بعد ہی ہمیں بارہ اماموں کی معرفت ملے گی اور پھر اس شکر کے بجالانے سے ہمیں امام زمانہ حضرت مہدی علیہ السلام کی معرفت مل سکتی ہے۔ سن 2012ء کی نسبت سے قارئین زنجانی جنتری کو اس مرتبہ بارہ اماموں کی مختصری معارفت کرانے کی کوشش کی جارہی ہے۔

کیا یہ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو صراط مستقیم کی طرف ہدایت کرنے والے امام اور قائد کے بغیر چھوڑ دے؟ اگر وہ ان کو بغیر حجت کے تنہا چھوڑ دے تو روز قیامت وہ کہیں گے اے رحمٰن ہمارے لیے کوئی حجت ور ہنما نہ تھا جو باطل سے حق کی طرف ہماری رہنمائی کراتا اسی لیے رسول خداؐ اور تمام آئمہ علیہم السلام نے ارشاد فرمایا:

''کہ اللہ تعالیٰ نے زمین کو حجت کے بغیر خالی نہیں چھوڑا'' اور یہ ایک امر حقیقی ہے، وہم و گمان نہیں۔

امام حسن عسکری علیہ السلام سے ایسا ہی سوال کیا گیا کہ اے فرزند رسولؐ ''آپؑ کے بعد امام حجت کون ہیں؟'' کیونکہ وہ مؤمنین تو جانتے تھے کہ امام حسن عسکری علیہ السلام گیارہویں امام ہیں جبکہ رسول خداؐ کے فرمان کے مطابق ان کے بعد بارہ امام ہوں گے۔ امام حسن عسکری علیہ السلام نے جواب دیا۔ ''میرا بیٹا محمدؑ میرے بعد امام اور حجت خدا ہیں پس جو کوئی بھی ان کی معرفت کے بغیر مر گیا وہ جہالت کی موت مرا۔'' جنتری ہذا کا صفحہ نمبر 31 کا مطالعہ بھی ضرور کریں۔

قرآن مجید میں بیسیوں آیات ہمارے امام مہدی علیہ السلام کے بارے میں بشارت دیتی ہیں اور یہ روز روشن کی طرح واضح ہیں۔ ان آیات میں سے چند ایک آیات پیش خدمت ہیں۔

''اور ہم نے یہ ارادہ کیا کہ ان لوگوں پر جو زمین میں کمزور ہیں احسان کریں اور انہیں امام بنائیں اور انہیں وارث بنائیں''۔ (القرآن)

''اور یہ امام زمانؑ کی قیادت اور امامت میں ہوگا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''بے شک اس زمین کا ہم اپنے نیک بندوں کو وارث بنائیں گے۔'' (القرآن)

اور وہ لوگ امام مہدیؑ ان کے پیروکار، محب اور صحیح اسلام کے راستے پر چلنے والے دوسرے لوگ ہیں۔ خدائے رحمان جل جلالہ ارشاد فرماتے ہیں:

''اور زمین اپنے پروردگار کے نور سے روشن ہوگئی۔'' (القرآن)

اور آج 2012-12-21 دنیا کے خاتمہ کی پیش گوئی کر کے سادہ ذہن لوگوں کو ڈرایا جارہا ہے۔ جو جانتے ہیں، الحمد للہ جو نہیں جانتے وہ جان لیں کہ جب تک امام زمانہؑ خروج (ظہور) نہ فرمائیں گے اور حضرت عیسیٰ ابن مریمؑ آکر ان کی بیعت نہ کریں اور ان کی امامت میں نماز ادا نہ کریں اور ظالم دنیا سے ظلم کا خاتمہ اور امن قائم نہ ہوگا، تب تک دنیا کا خاتمہ نہ ہوگا۔ قول معصومؑ ہے: ''**اللھم و اعطنی السعة فی الرّزق والامن فی الوطن** (بحار الانوار، جلد 98)۔

ترجمہ: خدایا! میرے رزق میں وسعت اور وطن (پاکستان) میں امن عطا فرما۔ آمین

آئینہ جنتری کے خالق شہزادہ سید محمد علی زنجانی کے خاندانِ زنجانیہ عالیہ کے لائق فرزند ہیں۔ جنہوں نے بارہویں امام زمانہؑ کے حضور نذرانہ عقیدت پیش کیا۔

آئینہ جنتری متعارف کرائی جو U.K.، U.S.A. کے علاوہ پاکستان بھر کے بکسٹالوں پر دستیاب ہے۔ پاکستان میں نہ ملنے کی صورت میں -/100 روپے منی آرڈر نیچے دیے گئے پتہ پر بھیج کر کے گھر بیٹھے جنتری رجسٹرڈ پوسٹ سے حاصل کریں۔

منگوانے کا پتہ: ''ماہنامہ آئینہ قسمت''، کاشانۂ زنجانی، D-125، حضرت میراں حسین زنجانی روڈ، گلبرگ 2، لاہور۔ فون: 0092-42-375752277

چودھری واجد علی خان (سابق ایم پی اے) جنڈیالہ کلساں (نارنگ منڈی) کالا خطائی روڈ ضلع شیخوپورہ
Phone Res:056-2215005
Mobile:0300-4259249

1

از تحریر: حافظ شہزادہ سید حسن علی زنجانی

امام حضرت علی علیہ السلام

حضرت علی کرم اللہ وجہہ مولود کعبہ بفرمانِ رسولؐ جانشین رسولؐ سلسلہ امامت میں امام اول ولی اللہ ہیں۔ دنیا میں پھیلے تمام روحانی سلسلے (ماسوائے نقشبندی) آپ کی ذات اقدس پر جا کر منتہی ہوتے ہیں۔ دنیا میں سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب قرآن پاک کے بعد نہج البلاغہ ہے۔ سیرت رسولؐ کے بعد سیرت علیؑ پر دنیا بھر میں سب سے زیادہ کتب ہر زبان میں مولا علیؑ کی ذات و صفات اور شانِ امامؑ بیان کرتی ہیں۔ رسول خداؐ فرماتے ہیں کہ علیؑ کو مجھ سے اور خدا سے زیادہ کوئی نہیں جانتا، تو پھر ہماری کیا مجال ہے کہ ہم آپ کی مکمل شان معرفت کو بیان کر سکیں۔ ہم یہاں ان کی سوانح عمری کی بجائے فرمانِ رسولؐ کی 50 احادیث نقل کرتے ہیں تاکہ ہر مسلمان کا ایمان تازہ ہو جائے۔

صدقہ کے بارے میں امیر کائنات ؑ کا فرمان۔ اللہ نے تمہیں جو کچھ دیا ہے اس میں سے اس کی راہ میں صرف کرو۔ یاد رکھو خدا کے نام پر خرچ کرنے والے کو مجاہد کا مرتبہ ملتا ہے۔

مندرجہ بالا احادیث کا فور کلر رنگین پرنٹ منگوانے کیلئے مومنین اس پتہ پر رابطہ کریں۔ (سیّد ریاض علی شاہ۔ D-31، شادباغ، لاہور) 03008485867 , 0343-3456185

Scanned with CamScanner

آپ کا نام: حسن (ع)۔ **آپ کے والد کا نام:** علی امیر المومنین (ع)۔ **آپ کی والدہ:** فاطمہ زہرا (ع)۔ **آپ کے نانا:** رسول اللہ (ص)۔ **آپ کے دادا:** ابوطالب بن عبدالمطلب سردار قریش۔ **آپ کی نانی:** خدیجۃ الکبریٰ بنت خویلد۔ **آپ کی دادی:** فاطمہ بنت اسد بن ہاشم۔ **آپ کے سگے بھائی:** حسین۔ **آپ کی سگی بہنیں:** زینب و ام کلثوم۔ **آپکی ولادت:** آپ مدینے میں شب پندرہ رمضان سن 3 ہجری میں پیدا ہوئے۔ آپ کو رسول اللہ (ص) کی خدمت میں لایا گیا تو آپ (ص) نے فرمایا: اللھم اعیذہ بک و ولدہ من الشیطن الرجیم۔ خدایا میں اسے اور اس کی اولاد کو شیطان رجیم سے تیری پناہ میں دیتا ہوں اور ان کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی اور ان کا "حسن" نام رکھا اور ایک مینڈھا سے ان کا عقیقہ کیا۔ **آپکا حلیہ:** آپ کا رنگ سرخی مائل سفید، سیاہ اور موٹی آنکھیں، رخسار کتابی، پانی پینے کی نالیس باریک، گھنی ڈاڑھی اور سر کے بال لمبے تھے۔ آپ کی گردن سفید گویا چاندی کی تھی چست اور گٹھا ہوا جسم، دونوں کندھوں کی درمیانی جگہ چوڑی تھی، موزوں جسم، قد و قامت میانہ، حسین و ملیح چہرہ، گھنگریالے بال تھے، خضاب لگاتے تھے، جسامت نہایت بہترین و موزوں تھی۔ امیر المومنین کی زندگی میں ہمیشہ آپ کے ساتھ رہے۔ جمل، صفین اور نہروان تینوں جنگوں میں شرکت کی۔ **کنیت:** ابو محمد تھی یہ کنیت رسول اللہ (ص) نے تجویز فرمائی تھی۔ **القاب:** تقی زکی اور سبط تھے۔ **انگوٹھی کا نقش:** "العزۃ للہ وحدہ" تھا۔ **معروف ازواج:** خولہ بنت منظور فزاریہ، ام اسحٰق بنت طلحہ بن عبیداللہ تیمی، ام بشیر بنت ابی مسعود انصاری، جعدہ بنت اشعث، ہند بنت عبدالرحمٰن بن ابوبکر۔ **آپکے بیٹے:** زیدؒ، حسنؒ، عمرؒ، قاسمؒ، عبداللہؒ، عبدالرحمٰن، الحسنؒ، طلحہؒ۔ **آپکی بیٹیاں:** ام الحسنؒ، ام الحسینؒ، فاطمہؒ، ام عبداللہؒ، فاطمہ، ام سلمہؒ، رقیہؒ۔ **آپکی بیعت:** 21 رمضان 40 ہجری میں آپ کے دست مبارک پر بیعت خلافت کی گئی۔ پندرہ جمادی الاولیٰ 41ھ میں آپ نے معاویہ سے صلح کرلی۔ **آپکی وفات:** 7 صفر 50ھ بمقام مدینہ منورہ۔ **آپکی قبر مطہر:** امام حسین علیہ السلام نے آپکو جنت البقیع میں آپکی وصیت کے مطابق اپنی دادی فاطمہؒ بنت اسد کیساتھ دفن کیا۔ **آپکی مدت امامت:** دس سال

درج ذیل تین آیات امام حسنؑ کی شان میں وارد ہوئی ہیں: (1) فمن حاجک فیہ من بعد ماجاءک من العلم فقل تعالوا ندع ابناء نا و ابناءکم و نساء نا و نساءکم و انفسنا و انفسکم ثم نبتھل فنجعل لعنۃ اللہ علی الکاذبین (آل عمران: 61)۔ **ترجمہ:** آپ کے پاس آجانے کے بعد جو شخص اس بارے میں آپ سے بحث کرے تو فرما دیجیے کہ ہم اپنے بیٹوں کو لاتے ہیں تم اپنے بیٹوں کو لاؤ۔ ہم اپنی عورتوں کو لاتے ہیں تم اپنی عورتوں کو لاؤ اور ہم اپنے نفسوں کو لاتے ہیں، تم اپنے نفسوں کو لاؤ پھر ہم مباہلہ کریں اور جھوٹوں پر خدا کی لعنت قرار دیں۔ (2) انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھرکم تطھیرا (احزاب آیہ: 33)۔ **ترجمہ:** بس اللہ کا یہ ارادہ ہے اے اہل بیت کہ ہر قسم کی رجس سے تم کو دور رکھے اور تمہیں پاک رکھے جیسا کہ پاک رکھنے کا حق ہے۔ (3) ابوہریرہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) تشریف لائے اور فاطمہؑ کے صحن خانہ میں بیٹھ گئے، پس حسنؑ تیزی سے آئے۔ آنحضرتؐ نے انہیں گلے لگالیا اور انکے بوسے لیے اور فرمایا خدایا! میں اس سے محبت کرتا ہوں اور ہر اس شخص سے محبت کرتا ہوں جو اس سے محبت کرے۔ (4) بخاری میں حضرت ابوبکرؓ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ (ص) کو منبر پر دیکھا، حسن بن علیؑ ان کے ساتھ تھے آپ کبھی لوگوں کی طرف اور کبھی حسنؑ کی طرف رخ کرتے اور فرماتے یقیناً میرا یہ بیٹا سید و سردار ہے اور شاید خدا اس کے ذریعہ مسلمانوں کے دو گروہوں میں صلح کرائے۔

آپکی عبادت: آپ عبادت میں کمال جد و جہد اور خشوع و خضوع کی انتہا پر پہنچے ہوئے تھے۔ آپ نے پچیس حج پاپیادہ کیے جبکہ سواری کی اونٹنیاں آپکے ساتھ ہوتی تھیں۔ جب آپ وضو کرتے تو آپکے بدن کا جوڑ جوڑ ہلنے لگتا، رنگ زرد ہو جاتا، اس بارے میں آپ سے استفسار کیا تو فرمایا: جو شخص رب العرش کی بارگاہ میں حاضر ہو تو ضرور ہے کہ اس کا رنگ زرد ہو جائے اور اسکے مفاصل اور جوڑ کانپنے لگیں۔ مسجد کے دروازے پر پہنچتے تو سر اٹھا کر عرض کرتے: "الٰھی ضیفک ببابک یا محسن قداتاک المسیئ فتجاوز عن قبیح ماعندی بجمیل ما عندک یا کریم" ۔ اے معبود تیرا مہمان تیرے دروازہ پر کھڑا ہے اے محسن خطا کار تیرے پاس آیا ہے۔ پس اے کریم میرے قبیح سے اپنے جمیل کے صدقہ درگزر فرما۔ جس وقت بھی دیکھا آپکی زبان ذکر خدا میں مشغول تھی۔

آپکی سیرت: آپکی سیرت اپنے نانا اور اپنے باپؑ کی سیرت تھی۔ خطا کار سے چشم پوشی کرنا قدرت رکھتے ہوئے معاف کر دینا، تواضع کرنا اور دیگر اسی قسم کی قابل تعریف خوبیاں اور صفات کریمہ تھیں۔ (1) آپ نے فرمایا کہ دنیا عرب کے سر اور دماغ میرے ہاتھ میں تھے وہ صلح کرتے جس سے میں صلح کرتا اور جنگ کرتے جس میں جنگ کرتا مگر میں نے خدا کی رضا کے حصول اور مسلمانوں کے خون کی حفاظت کے پیش نظر اس حکومت کو ترک کر دیا۔ (2) آپ فقراء کے قریب سے گزرے جو چن کر لائے ہوئے روٹیوں کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں کو زمین پر بکھیرے ہوئے تھے اور کھا رہے تھے، انہوں نے آپکو شرکت کی دعوت دی۔ آپ نے قبول فرمائی اور فرمایا "ان اللہ لا یحب المتکبرین" "اللہ تکبر کرنیوالوں کو دوست نہیں رکھتا۔ جب کھانے سے فارغ ہوئے تو آپ نے انہیں اپنی مہمانی کی دعوت دی۔ انہیں کھانا بھی کھلایا اور لباس بھی پہنایا۔ (3) امام حسن علیہ السلام سے لوگوں نے عرض کیا کہ آپ فقر و فاقہ میں ہونے کے باوجود سائل کو کبھی رد نہیں کرتے۔ آپ نے فرمایا: میں اللہ کا سائل ہوں، مجھے یہی پسند ہے۔ مجھے شرم آتی ہے کہ خود سائل ہوتے ہوئے کسی سائل کو رد کروں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے عادی بنادیا ہے وہ مجھ پر اپنی نعمتوں کا فیضان کرتا ہے میں نے اسے عادی بنایا ہوا ہے کہ لوگوں پر اسکی نعمتوں کا فیض کروں، پس مجھے خوف ہے کہ اگر میں اپنی عادت چھوڑ دوں تو وہ بھی اپنی عادت مجھ سے روک دے، پھر اپنے یہ اشعار پڑھے۔ "اذا ما اتانی سائل قلت مرحبا۔ بمن فضلہ فرض علی معجل"۔ "ومن فضلہ فضل علی کل فاضل۔ وافضل ایام الفتی حین یسئل" جب کوئی سائل آتا ہے تو میں کہتا ہوں مرحبا اے وہ شخص کہ جس پر جلدی فضل و بخشش کرنا مجھ پر فرض ہے اور اس پر فضل کرنے ہی سے ہر فضل کرنے والے پر فضل ہوتا ہے اور جواں مردی زندگی کے افضل دن وہی ہوتے ہیں جب اس سے سوال کیا جاتا ہے۔

آپکا احسان و کرم: (1) آپ نے اپنا مال راہ خدا میں تین بار تقسیم کیا۔ یہاں تک کہ پاؤں کے جوتے میں سے ایک رکھ لیتے اور دوسرا دے دیتے تھے۔ دو بار آپ نے اپنا مال اس طرح تقسیم کیا کہ کل کا کل مال راہ خدا میں چھوڑ کر علیحدہ ہو گئے۔ (2) آپ نے انصار کی ایک جماعت سے ایک باغ چار لاکھ میں خریدا۔ پھر آپ کو خبر ملی کہ وہ لوگوں کے محتاج ہو گئے تو آپ نے وہ باغ تحفتاً انہیں دے دیا۔

آپکی وصیت: اے میرے اور میرے بھائی کے بیٹو! تم آج قوم کے بچے ہو مگر کل قوم کے بڑے بن جاؤ گے، پس علم حاصل کرو، تم میں سے جو اسے بیان نہیں کر سکتا، یاد نہیں رکھ سکتا وہ اسے لکھ لے اور بحفاظت رکھ لے۔

آپکی سنہری اقوال: (1) آپ نے فرمایا: نعمتیں جب تک قائم رہتی ہیں تو مجہول ہوتی ہیں اور جب پشت پھیرتی ہیں تو پہچانی جاتی ہیں۔ (2) آپ نے فرمایا: جو قوم مشورہ کرتی ہے وہ ضرور رشد و ہدایت پالیتی ہے۔ (3) آپ نے فرمایا: انسان کی تباہی تین چیزوں میں ہے تکبر، حرص و لالچ اور حسد۔ (4) آپ نے فرمایا: اپنا علم دوسروں کو سکھاؤ اور دوسرے کا خود سیکھو اس سے تم اپنے علم کو پختہ بھی کرلوگے اور جو نہیں جانتے اسے بھی جان لوگے۔

فرمان امام حسن مجتبیٰؑ صدقہ کے بارے میں: لوگوں کی امید بھری اور منتظر بھری آنکھیں کسی کی طرف اٹھنے سے پہلے اور سائل کی عزت و آبرو مجروح ہونے سے پہلے صدقہ ادا کردو۔ (وسائل الشیعہ)

3 الحسن — امام حسین علیہ السلام

آپؑ کا نام: حسین (ع)۔ **آپؑ کے والد کا نام:** علی امیر المومنین (ع)۔ **آپؑ کی والدہ:** فاطمہ زہرا (ع)۔ **آپؑ کے نانا:** رسول اللہ (ص)۔ **آپؑ کے دادا:** ابوطالب بن عبدالمطلب سردار قریش۔ **آپؑ کی نانی:** خدیجۃ الکبریٰ بنت خویلد۔ **آپؑ کی دادی:** فاطمہ بنت اسد بن ہاشم۔ **آپؑ کے سگے بھائی:** حسن۔ **آپؑ کی سگی بہنیں:** زینب و ام کلثوم۔ **آپکی ولادت:** آپ 3 شعبان 4ھ کو مدینہ میں پیدا ہوئے۔ آپ پیدا ہوئے تو آپکو اپنے نانا رسول اللہ کی خدمت میں لایا گیا۔ رسول پاک آپکو دیکھ کر بہت خوش ہوئے آپکے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی اور اپنے لعاب دہن سے آپکو تحنیک (تالو پر لعاب دہن لگایا) جب ساتواں دن ہوا تو آپکا حسینؑ نام رکھا اور انکی طرف سے ایک مینڈھا عقیقہ کیا اور آپکی والدہ محترمہ کو حکم دیا کہ انکا سر منڈوا کر بالوں کے ہم وزن چاندی صدقہ کریں۔ **آپکا حلیہ:** آپ رسولؐ اللہ سے بہت زیادہ مشابہت رکھتے تھے، موزوں جسم، میانہ قد، کشادہ پیشانی، گھنی داڑھی، چوڑا چکلا سینہ، کشادہ کندھے، بڑی ہڈیاں، ہتھیلیاں اور قدم چوڑے تھے، گھنگریالے بال، کسرتی بدن، رنگ سرخی مائل سفید تھا۔ اپنے نانا رسولؐ اعظم کے سائے میں پرورش پائی۔ **کنیت:** آپکی کنیت ابو عبداللہ ہے۔ **القاب:** رشید، وفی، ذکی، مبارک، تابع لمرضات، اللہ دلیل علی ذات اللہ، سبط، سید شباب اہل الجنۃ ہیں۔ آپ اپنے والد امیر المومنین کیساتھ ساتھ رہے، آپکے عظیم مدرسہ میں ربع صدی تک حاضر رہے، تینوں جنگوں جمل، صفین اور نہروان میں اپنے والد گرامی کے شانہ بشانہ رہے۔ **آپکی ازواج:** لیلیٰ بنت ابی مرہ بن عروہ بن مسعود ثقفی، ام اسحٰق بنت طلحہ بن عبیداللہ تیمی، شاہ زنان بنت کسریٰ یزدجرد بادشاہ ایران اور رباب بنت امراء القیس بن عدی ہیں۔ **آپکے بیٹے:** امام زین العابدینؑ، علی اکبرؑ، جعفرؑ اور عبداللہ اصغرؑ ہیں۔ **آپکی بیٹیاں:** سکینہؑ، فاطمہؑ۔ **آپکی انگوٹھی کا نقش:** حسبی اللہ۔

اپنے والد امیر المومنینؑ کی شہادت کے بعد آپ نے اپنے بھائی امام حسن علیہ السلام کی 40ھ میں بیعت کی اور آپ انکا بے حد احترام کرتے تھے۔ یہاں تک کہ مقام امامت اور برادر بزرگ ہونے کے لحاظ سے آپ اس مجلس میں گفتگو نہ فرماتے تھے، جہاں امام حسنؑ تشریف فرما ہوں۔ یہاں آپ اپنے بھائی حسنؑ کے بعد دس سال زندہ رہے۔ مسلمانوں کے ایک گروہ کے نزدیک آپ امام مفترض الطاعۃ تھے۔ آپ سبط رسول اور انکے ریحانہ و پھول اور ثقلین میں سے دوسرے تھے کہ جن دو کو آنحضرت اپنی امت میں چھوڑ گئے تھے۔ کتاب و عترت اور اجماع مسلمین سے شباب اہل الجنۃ تھے۔ آپ نے یزید کی بیعت سے انکار کیا اور 60ھ میں بروز اتوار جب کہ ماہ رجب کے دو دن باقی تھے اپنے خاندان اور اصحاب کے ساتھ مدینہ سے مکہ کی طرف سفر کیا۔ آپ اس وقت قرآن پاک کی یہ آیت تلاوت فرما رہے تھے۔ "فخرج منها خائفاً يترقب قال ربي نجني من القوم الظالمين" وہ اس سے عالم خوف میں نکلا درانحالیکہ نگران تھا، اس نے کہا میرے پروردگار مجھے ظالم قوم سے نجات دے۔ مکہ میں اسوقت داخل ہوئے جب 60ھ شعبان کی تین راتیں گزر چکی تھیں اور وہ خدا تعالیٰ کے اس قول کی تلاوت کر رہے تھے۔ "ولما توجه تلقاء مدين قال عسى ربي ان يهديني سواء السبيل" اور جب وہ مدین کے سامنے پہنچ گیا تو اس نے کہا قریب ہے کہ میرا پروردگار سیدھے راستے کی ہدایت کرے۔ بیعت و اطاعت کرنے کے بارے میں اہل کوفہ کے خطوط و وفود آپکو پہنچنے شروع ہو گئے۔ یہاں تک کہ آپکے پاس بارہ ہزار خط اکٹھے ہو گئے۔ آپ نے مکہ سے اپنے چچازاد بھائی حضرت مسلم بن عقیل کو اپنا نائب و سفیر بنا کر اہل کوفہ کی طرف بھیجا۔ آپکو یہ خبر ملی کہ یزید بن معاویہ نے کچھ لوگ آپکی طرف اس لیے بھیجے ہیں کہ وہ دھوکہ سے آپکو شہید کر دیں چاہے آپ کعبہ کے پردوں کو پکڑے ہوئے ہوں۔ آپ نے ماہ ذی الحجہ 60ھ کی آٹھویں تاریخ ترویہ کے دن مکہ میں خطبہ دیا جس میں اپنی دعوت کا اعلان کیا اور پھر اسی دن مکہ سے نکل کھڑے ہوئے۔ جب آپ سرزمین عراق میں داخل ہوئے تو کوفہ کے راستے میں ابن زیاد کے بھیجے ہوئے لشکر کے سردار حر بن یزید ریاحی نے آپکو گھیرے میں لے لیا، یہاں تک کہ آپکو کربلا میں اُتارا۔ آپ کربلا میں دوسری محرم 60ھ کو پہنچے۔ آپ نے کربلا میں اپنا سامان و سفر سواریوں سے اتارا ہی تھا کہ ابن زیاد کے لشکر یکے بعد دیگرے کربلا پہنچنے لگے یہاں تک کہ انکی تعداد 30 ہزار ہو گئی۔ آپ اور آپکے خاندان کے افراد اور آپکے اصحاب باوفا دسویں محرم 61ھ میں شہید ہوئے۔ آپکو آپکے فرزند ارجمند زین العابدین علیہ السلام نے تیرہ محرم کو دفنایا۔ سب سے پہلے آپکی قبر مطہر کی زیارت عظیم صحابی رسولؐ حضرت جابر بن عبداللہ بن انصاری نے بتاریخ 20 صفر 61ھ کربلا پہنچ کر کی۔

امام حسینؑ احادیث رسولؐ میں: (1) حاکم نے اخراج کیا ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے کہ یعلیٰ عامری سے نبی اکرمؐ نے فرمایا: "حسين مني و انا من الحسين اللهم احب من احب حسينا۔ حسینؑ مجھ سے ہے اور میں حسینؑ سے ہوں، خدایا اسکو دوست رکھ جو حسینؑ کو دوست رکھے۔ (2) جابرؓ بن عبداللہ روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: "جسے یہ بات خوش آئند ہو کہ وہ جوانان جنت کے سردار کو دیکھے تو اسے چاہیے کہ وہ حسینؑ بن علیؑ کی طرف دیکھے۔" **نص:** (3) شمس الدین محمد بن طولون نے کہا کہ امام حسنؑ نے اپنے بھائی حسینؑ کو اپنا وصی قرار دیا۔

آپؑ کی عبادت: (1) آپ نے پچیس حج حرم اس طرح کیے کہ آپکی سواریوں کو آپکے ساتھ ہنکایا جاتا تھا اور آپ پا پیادہ مشغول سفر ہوتے تھے۔ (2) آپ شب و روز میں ہزار رکعت نماز پڑھتے تھے۔ (3) حضرت علی بن الحسین علیہ السلام سے کہا گیا کہ آپ کے والد گرامی کی اولاد کس قدر کم ہے۔ تو آپ نے فرمایا: "تعجب ہے کہ میں انکے گھر کیسے پیدا ہو گیا۔ کیونکہ وہ رات دن میں ہزار رکعت نماز پڑھتے تھے تو وہ عورتوں کیلئے کب فارغ ہوتے تھے۔"

آپؑ کی سیرت: (1) مسعدہ سے روایت ہے وہ کہتا ہے کہ امام حسینؑ مساکین و فقراء کے قریب سے گزرے جنھوں نے چادر بچھائی تھی اور اس پر روٹیوں کے ٹکڑے پھیلائے ہوئے کھا رہے تھے۔ انہوں نے عرض کیا فرزند رسول! تشریف لائیے آپ انکے قریب دو زانو ہو کر بیٹھ گئے اور شریک طعام ہوئے، پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ "ان الله لا يحب المستكبرين" پھر فرمایا میں نے تمہاری دعوت قبول کی ہے۔ تم بھی میری دعوت قبول کرو۔ پس انہوں نے آپ کی دعوت قبول کی اور آپکے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے اور آپؑ کے دردولت پر حاضر ہوئے، آپؑ نے اپنی کنیز سے فرمایا جو کچھ تمہارے پاس کھانا موجود ہے لے آؤ۔ (2) یوم الطف یعنی کربلا کی جنگ کے روز آپ کی پشت مبارک پر کچھ نشانات پائے گئے۔ لوگوں نے انکے بارے میں امام زین العابدینؑ سے سوال کیا۔ آپؑ نے فرمایا یہ نشان ان تھیلوں کے ہیں جن میں آپ بیواؤں، یتیموں اور مسکینوں کی ضروریات اپنی پشت پر اٹھا کر انکے گھروں تک پہنچاتے تھے۔

آپکا احسان و کرم: (1) ابو عبدالرحمٰن عبداللہ بن حبیب سلمی نے امام حسینؑ کے ایک بیٹے کو سورہ الحمد کی تعلیم دی جب اس بچہ نے آپکے ساتھ اس سورہ کو پڑھا تو آپؑ نے پڑھانے والے کو ہزار دینار اور ہزار حلّے دیے اور اسکا منہ موتیوں سے بھر دیا اور جب آپ سے اس بارے میں گفتگو ہوئی تو فرمایا یہ جو کچھ میں نے دیا ہے اس عطا (اس تعلیم) کا کہاں مقابلہ کر سکتا ہے۔ (2) امام حسین علیہ السلام اسامہ بن زید کی بیماری کے دوران انکی عیادت کو تشریف لے گئے تو وہ کہہ رہا تھا۔ واغماہ (ہائے میرا غم و دکھ) آپؑ نے فرمایا: اے بھائی تجھے کس چیز کا غم ہے۔ اس نے کہا مجھ پر ساٹھ ہزار درہم قرض ہے۔ امام حسینؑ نے فرمایا وہ مجھ پر ہے۔ اس نے کہا: میں ڈرتا ہوں میں کہیں مر نہ جاؤں۔ آپؑ نے فرمایا: تم ہرگز نہیں مرو گے یہاں تک کہ میں اسے تم سے ادا کر دوں گا، پس آپؑ نے انکے فوت ہونے سے پہلے قرض ادا کر دیا۔

آپؑ کی وصیت: آپؑ کی وصیت یہ ہے: اس چیز سے اجتناب کرو کہ جس سے تمہیں معذرت کرنا پڑے۔ کیونکہ مومن نہ بُرا کام کرتا ہے اور نہ ہی اسے اس سے معذرت کرنی پڑتی ہے، منافق ہر روز برائی کرتا اور اس سے عذر خواہی کرتا ہے۔

آپکے کلمات قصار: (1) سلام میں 70 نیکیاں ہیں جن میں 69 سلام کی ابتدا کرنیوالے کیلئے ہیں اور ایک جواب دینے کیلئے۔ (3) بخیل وہ ہے جو سلام کرنے میں بخل کرے۔

آپکی دعا: آپ کی ایک دعا "اللهم ارزقني الرغبة في الأخرة حتى اعرف صدق ذلك في قلبي بالزهادة مني في دنياي اللهم ارزقني بصرا في امر الاخرة حتى اطلب الحسنات شوقا والزمن السيئات خوفا يا رب۔" **ترجمہ:** خدایا مجھے آخرت میں رغبت عطا کر یہاں تک کہ اسکی صداقت کو اپنے دل میں پہچان لوں اپنی دنیا سے اپنے زہد و پرہیز کے ذریعہ۔ خدایا مجھے آخرت کے بارے میں بصارت عطا فرما تا کہ میں نیکیوں کو ذوق و شوق کیساتھ طلب کروں اور خوف اور ڈر کے مارے برائیوں سے بھاگ کھڑا ہوں۔

فرمان امام حسینؑ صدقہ کے بارے میں: خدا کے نام پر خفیہ طور پر صدقہ دو، اللہ اس کی تم کو علی الاعلان جزا دے گا۔ (گفتار دلنشین)

Scanned with CamScanner

آپؑ کے دادا: امیر المومنین علیہ السلام ہیں۔ **آپؑ کے والد:** حسینؑ شہید ہیں۔ **آپؑ کی والدہ:** شاہ زنان بنت یزدجرد ابن شہریار بن کسریٰ شاہ ایران ہیں۔ اس خاتون کا نام امیر المومنین نے "مریم" رکھا تھا اور یہ بھی کہا گیا کہ "فاطمہ" رکھا تھا اور سیدۃ النساء کے لقب سے پکاری جاتی تھیں۔ **آپؑ کے بھائی:** علی اکبرؑ اور عبداللہ رضیع (شیر خوار) ہیں جو دونوں کربلا میں شہید ہو گئے۔ **آپؑ کی بہنیں:** سکینہؑ و فاطمہؑ ہیں۔ **آپؑ کی ولادت:** مدینہ میں پانچ شعبان 38ھ بروز جمعہ پیدا ہوئے۔ **آپؑ کی کنیت:** ابو محمدؑ **آپؑ کے القاب:** زین العابدین، سید الساجدین، سید العابدین، ذکی، امین ہیں۔ آپ کربلا کے خونیں واقعہ میں موجود تھے اس دردناک واقعہ کے بعد راہ میں، کوفہ و شام کے دربار و بازار میں آپ خاندان کے اہل و عیال پر نگراں تھے۔ آپ کی ازواج میں سے زیادہ معروف فاطمہ بنت امام حسنؑ سبط ہیں۔ **آپؑ کے بیٹے:** عبداللہ، حسنؑ، حسینؑ، زیدؑ، عمرؑ، حسین اصغرؑ، عبدالرحمنؑ، سلیمانؑ، علیؑ اور محمد الاصغرؑ۔ **آپؑ کی بیٹیاں:** خدیجہؑ، ام کلثومؑ، فاطمہؑ اور علیہؑ ہیں۔ **آپؑ کی انگوٹھی کا نقش:** "وما توفیقی الا باللّٰہ" ہے۔ آپ کا قیام مدینہ میں رہا، آپ مشکلات و مہمات میں جائے پناہ تھے، امت پر علم و سخاوت کا فیض کرتے تھے۔ **آپؑ کی امامت:** آپ اپنے والد گرامی امام حسینؑ کے بعد چونتیس سال زندہ رہے یہی آپکی مدت امامت ہے۔ **آپؑ کے زمانہ کا بادشاہ:** یزید بن معاویہ، معاویہ بن یزید، مروان بن حکم، عبدالملک بن مروان اور ولید بن عبدالملک تھے۔ آپ کے آثار میں سے صحیفہ سجادیہ اور رسالہ حقوق ہے۔ آپکو ولید بن عبدالملک بن مروان نے زہر دیا۔ آپکی شہادت 25 محرم 95ھ میں واقع ہوئی۔ **آپؑ کی قبر:** بقیع میں اپنے تایا امام حسنؑ کے پہلو میں دفن ہوئے۔

آپؑ کی نص خلافت: زہری سے روایت ہے وہ عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے روایت کرتا ہے کہ میں حسینؑ بن علیؑ کے پاس تھا کہ علی بن الحسین اصغر داخل ہوئے تو انہیں حسینؑ نے بلایا اور سینہ سے لگایا، دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔ پھر فرمایا: میرا باپ تجھ پر صدقے، کس قدر پاکیزہ ہے تیری خوشبو اور کس قدر اچھا ہے تیرا خلق۔ راوی کہتا ہے کہ میرے دل میں کچھ خیال آیا تو میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان جائیں اے فرزند رسول اگر وہ کچھ ہو جائے جسے آپ میں دیکھنے سے خدا کی پناہ مانگتے ہیں تو پھر کس کی طرف ۔۔۔۔ تو آپ نے فرمایا کہ میرے اس بیٹے علیؑ کی طرف یہ خود بھی امام ہے اور ائمہ کا باپ بھی ہے۔

آپؑ کی عبادت: (1) امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ علی بن الحسینؑ ہر شب و روز میں ہزار رکعت نماز پڑھتے تھے اور ہوا آپکو سنبل کی طرح دائیں بائیں جھکاتی تھی، کھجور کے پانچ سو درخت آپکی ملکیت تھے، آپ ہر درخت کے پاس دو رکعت نماز پڑھتے تھے، جب آپ نماز کیلئے کھڑے ہوتے آپکا رنگ متغیر ہو جاتا اور اس طرح کہ جیسے ایک شہنشاہ جلیل القدر کے سامنے ایک کمتر ادنیٰ غلام کھڑا ہو، آپکا تمام جسم خوف اور دبدبۂ خداوندی سے کانپنے لگتا اور آپ اس طرح نماز ادا فرماتے جیسے یہ زندگی میں آخری نماز ہو۔ (2) استاد عبدالعزیز سید الاہل نے کہا ہے چونکہ زمین پر عبادت اور زہد و تقویٰ میں کوئی بھی ان کا مثل نہ ہوا تو لوگوں نے آپکو زین العابدین کا لقب دیا اور جب دیکھا آپکا سر سجدے سے نہیں اٹھتا مگر دوسرے سجدے کیلئے تو آپکو سجاد کا نام دیا اور جب سجود کی علامات آپکی پیشانی پر ابھر آئیں تو آپکو ذوالثفنات کا لقب دیا۔ (3) جب آپ نماز کیلئے وضو فرماتے تو آپکا رنگ زرد ہو جاتا، آپ سے آپکے گھر والے کہتے کہ وضو کے وقت آپکی یہ عادت ہو گئی ہے تو آپ فرماتے کیا تم جانتے ہو کہ میں کس کے سامنے کھڑا ہونا چاہتا ہوں۔ (4) اس کمرے میں آگ لگ گئی جس میں آپ سر بسجود تھے، لوگوں نے چیخنا شروع کیا فرزند رسول آگ آگ مگر آپ نے سر نہ اٹھایا یہاں تک کہ آگ بجھا دی گئی، آپ نماز سے فارغ ہوئے، دریافت کیا کہ آپکو کس چیز نے اس سے مشغول کر رکھا تھا۔ آپ نے فرمایا: مجھے اس سے بڑی آگ نے مشغول کر رکھا ہے۔ (5) آپکی کنیز سے آپکے بارے میں پوچھا گیا تو اس نے کہا۔ تفصیل سے عرض کروں یا مختصر کہا کہ مختصر بات کرو تو اس نے کہا دن کو کبھی آپکے لیے کھانا نہیں لائی اور رات کو کبھی آپکے لیے بستر نہیں کیا۔

آپؑ کی سیرت کا ایک گوشہ: (1) سفیان نے کہا کہ ایک شخص علی بن الحسینؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا کہ فلاں شخص نے آپکی بدگوئی کی ہے اور اذیت پہنچائی ہے۔ آپ نے فرمایا میرے ساتھ اسکے پاس چلو، وہ اس خیال سے آپکے ساتھ چلا کہ آپ اس سے بدلہ لیں گے۔ اسکے پاس پہنچے تو امام نے فرمایا اے فلاں جو کچھ تو نے ہمارے حق میں کہا ہے اگر سچ ہے تو خدائے تعالیٰ مجھے بخشے اور اگر تیرا قول باطل ہے تو خدا تجھے بخشے۔ (2) ایک روز آپ باہر تشریف لے جا رہے تھے کہ ایک شخص سامنے آیا اور آپکو گالیاں دینے لگا تو غلام و موالی غضبناک ہو کر اسکی طرف بڑھے۔ آپ نے فرمایا: ٹھہر جاؤ، پھر اس شخص پر متوجہ ہوئے، گفتگو ہوئی تو اسے ندامت ہوئی آپ نے اسکی طرف ایک عمدہ چادر پھینکی جو آپ نے پہن رکھی تھی اور اسکے لیے ہزار درہم کا حکم دیا۔ وہ شخص اسکے بعد کہا کرتا تھا، میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اولاد رسول میں سے ہیں۔ (3) آپکے پاس کچھ مہمان تھے۔ آپکا ایک خادم ان کیلئے تنور میں سے گرم گرم کباب بڑی تیزی اور عجلت سے لا رہا تھا کہ اس جلدی میں ایک سیخ اسکے ہاتھ سے گری اور امام کے ایک بچہ کے سر پر پڑی جو سیڑھی کے نیچے تھا۔ جس سے وہ بچہ مر گیا، غلام تو متحیر و مضطرب ہوا، مگر امام نے فرمایا تو راہ خدا میں آزاد ہے تو نے یہ کام جان بوجھ کر نہیں کیا۔ پھر آپ نے اپنے بیٹے کو تجہیز و تکفین کے بعد دفن کر دیا۔

آپؑ کا کرم و احسان: (1) جب کوئی سائل آپکے پاس آتا تو فرماتے۔ مرحبا اے میرا زاد آخرت اٹھا کر لے جانے والے۔ (2) آپ شکر اور باداموں کا صدقہ کرتے اس بارے میں آپ سے سوال کیا گیا تو آپ نے "لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون" کی تلاوت فرمائی۔ (تم اسوقت تک ہرگز نیکی حاصل نہیں کر سکتے جب تک اس میں سے خرچ نہ کرو جسے محبوب رکھتے ہو) اور آپ ان دو چیزوں کو بہت پسند فرماتے تھے۔ (3) آپ رات کو اپنے چچازاد کے پاس اجنبی صورت میں جاتے اور اسے کچھ دینار دیتے تو وہ کہتے علی بن الحسینؑ میرے ساتھ صلہ رحمی نہیں کرتا۔ خدا اسے جزاء خیر نہ دے آپ صبر و برداشت کرتے اور اپنا تعارف نہ کراتے جب آپ شہید ہو گئے اس نے دینار دینے والے کو مفقود پایا، پھر اسے آپکے احسان کا علم ہوا، پس وہ آپکی قبر پر آتا اور گریہ کرتا رہا۔ (4) آپ نے دو مرتبہ اپنا کل مال راہ خدا میں تقسیم کیا۔ (5) جب آپکی وفات ہوئی تو معلوم ہوا کہ آپ اہل مدینہ کے سو گھروں کی کفالت کرتے تھے اور اشیاء خورد و نوش کو خود اٹھا کر ان تک پہنچاتے تھے۔

آپؑ کے آزاد کردہ غلام: (1) سید الاہل کہتے ہیں کہ آپ اپنی ضرورت کیلئے نہیں بلکہ آزاد کرنے کی نیت سے غلام خریدتے۔ کہا گیا ہے کہ آپ نے ایک لاکھ غلام آزاد کیے۔

آپؑ کی وصیت: ابو حمزہ ثمالی سے روایت ہے کہ علی بن الحسین علیہ السلام نے اپنے اصحاب سے فرمایا: اے میرے بھائیو! میں تمہیں آخرت کے گھر کے بارے میں وصیت کرتا ہوں۔ دنیا کے گھر کے بارے میں وصیت نہیں کرتا۔ کیونکہ اس پر تو تم حریص ہو اور اس سے تمسک کیے ہوئے ہو۔ کیا تمہیں وہ بات یاد نہیں جو عیسیٰ بن مریم نے اپنے حواریوں سے کہی تھی، انہوں نے فرمایا تھا کہ دنیا ایک پل ہے۔ پس اسے عبور کر لو اسکو تعمیر نہ کرو اور فرمایا کہ تم میں سے کون ہے جو دریا کی موج پر گھر بنائے، اس دنیا کے گھر کو جائے قرار قرار نہ دو۔

آپؑ کے بعض کلمات قصار: (1) آپ نے فرمایا: خدا سے شرم و حیا کرو تا کہ اسکا قرب حاصل ہو۔ (2) آپ نے فرمایا: غیبت سے بچو کیونکہ وہ جہنم کے کتوں کا سالن ہے۔ (3) آپ نے فرمایا: قیامت میں جو کچھ کسی شخص کے ترازو میں رکھا جائیگا اس میں سے حسن اخلاق سے افضل کوئی چیز نہیں ہے۔

آپؑ کے بعض جوابات: (1) آپ سے عصبیت کے بارے میں سوال کیا گیا آپ نے فرمایا: عصبیت ہی وہ چیز ہے جس کی وجہ سے کوئی انسان گنہگار ہوتا ہے یہ کہ انسان اپنی قوم کے بدترین آدمی کو دوسری قوم کے بہترین شخص سے اچھا سمجھے یہ عصبیت نہیں ہے کہ انسان اپنی قوم سے محبت کرے، بلکہ عصبیت یہ ہے کہ ظلم و جور پر بھی اپنی قوم کی اعانت کرے۔ (2) آپکی خدمت میں عرض کیا گیا کہ سب لوگوں میں سے زیادہ عظیم قدر و منزلت کون رکھتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ وہ کہ جو دنیا کیلئے اپنے نفس کی قدر و منزلت کو نہ سمجھے۔

آپؑ کی دعا: آپکی ایک دعا یہ ہے: اللّٰھم من انا حتی تغضب علی، فو عزتک ما یزین ملکک احسانی ولا یقبحہ اساءتی ولا ینقص من خزائنک غنائی ولا یزید فیھا فقری۔ "خدایا میں کون ہوں کہ تو مجھ پر غضبناک ہو، پس تیری عزت کی قسم میرے اچھے اعمال تیرے ملک کو زینت نہیں بخش سکتے اور نہ ہی میرے برے کام اسے قبیح و بدصورت بنا سکتے ہیں۔ میری تونگری تیرے خزانوں میں کمی نہیں کر سکتی اور نہ ہی میرا فقر و فاقہ ان میں زیادتی و اضافہ کر سکتا ہے۔"

فرمان امام زین العابدینؑ صدقہ کے بارے میں: جب کوئی کسی غریب محتاج کو صدقہ دیتا ہے اور وہ حالات کا مارا صدقہ دینے والے کیلئے دعا کرتا ہے تو اسکی دعا ضرور قبول ہوتی ہے۔ (ثواب الاعمال)

Scanned with CamScanner

آپ کے دادا: حسینؑ شہید ہیں۔ **آپ کے والد:** علی بن الحسینؑ ہیں۔ **آپ کی والدہ:** فاطمہ بنت امام حسنؑ علیہا السلام ہیں، جن کی کنیت "ام عبداللہ" ہے آپ ایسے ہاشمی ہیں جو ہاشمی ماں باپ سے پیدا ہوئے ہیں اور ایسے علوی ہیں جو علوی ماں باپ سے پیدا ہوئے ہیں اور آپ پہلے وہ فرد ہیں کہ جنہیں حسن و حسین علیہما السلام کی اولاد ہونے کا شرف ہے۔ **آپ کی ولادت:** آپ پہلی رجب 57ھ بروز جمعہ یا بروز پیر پیدا ہوئے آپ رسول اللہؐ سے مشابہت رکھتے تھے اسی بناء پر آپکو شبیہ کا لقب دیا گیا، آپ مرتفع قامت، باریک جلد اور گھنگریالے بال اور گندم گوں تھے، جسم پر خال تھے، پتلی کمر والے اور خوش آواز تھے سر زمین کی طرف جھکائے رکھتے تھے، آپ اپنے دادا حسینؑ کیساتھ چار سال رہے اور واقعہ کربلا میں موجود تھے۔ **آپ کی کنیت:** ابو جعفر ہے۔ **آپ کے القاب:** باقر، الشاکر للہ، ہادی، امین اور شبیہ تھے۔ **آپ کی انگوٹھی کا نقش:** "العزۃ جمیعاً للہ" تھا۔ **آپ کے بیٹے:** جعفر صادقؑ، عبداللہ، ابراہیم، عبیداللہ اور علی تھے۔ **آپ کی بیٹیاں:** زینب اور ام سلمہ تھیں۔ آپ نے اپنے علم اور حدیث سے دنیا کو پُر کر دیا۔ جابر جعفی کہتے ہیں کہ مجھ سے آپ نے ستر ہزار احادیث بیان کیں اور محمد بن مسلم کا قول ہے کہ میں نے آپ سے تیس ہزار احادیث کا سوال کیا۔ آپ کے مؤلفات، کتاب تفسیر کہ جسے ابن ندیم نے ذکر کیا ہے۔ ایک رسالہ ہے جو آپ نے سعد الخیر کو جو بنی امیہ سے تھا، بھیجا تھا۔ ایک اور رسالہ "کتاب الہدایہ" ہے جو آپ نے اسی سعد اموی کو بھیجا تھا۔ آپ نے عبدالملک بن مروان کو درہم و دینار کا سکہ بنانے کا مشورہ دیا اور اسکی کیفیت کی تعلیم دی۔ آپ کے زمانہ (امامت) کے بادشاہ ولید بن عبدالملک، سلیمان بن عبدالملک، عمر بن عبدالعزیز، یزید بن عبدالملک، ہشام بن عبدالملک۔ آپ کی وفات سات ذی الحجہ 114ھ بروز دوشنبہ (پیر) ہوئی اسوقت آپکی عمر 57 سال اور مدت امامت 19 سال تھی۔ آپ کی قبر، جنت البقیع میں اپنے والد امام زین العابدینؑ اور بزرگ امام حسنؑ سبط علیہما السلام کیساتھ دفن ہوئے۔

آپ کی نص خلافت: امام زین العابدینؑ نے فرمایا: یاد رکھو یہ امام، آئمہ کے باپ ہیں اور علم کی کان ہیں اور علم کی گتھیوں کو اس طرح کھولیں گے جیسا کھولنے اور واضح کرنے کا حق ہے۔ خدا کی قسم یہ سب لوگوں کی نسبت رسول اللہؐ سے زیادہ مشابہت رکھتے ہیں۔

امام محمد باقرؑ رسول اعظمؐ کی حدیث میں: جابر بن عبداللہ انصاری کہتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہؐ نے فرمایا کہ بیشک تم زندہ ہو گے یہاں تک کہ تم میری اولاد میں سے ایک مرد کو دیکھو گے جو مجھ سے بہت مشابہت رکھتا ہوگا، اسکا نام میرے نام پر ہوگا، جب تم اسکو دیکھو گے تو تمھیں شاق نہیں گزرے گا، پس اُن سے میرا سلام کہنا۔

آپ کی عبادت: (1) جناب صادقؑ نے فرمایا: میرے والد گرامی بہت زیادہ ذکرِ خدا کرتے تھے۔ میں آپکے ساتھ چل رہا ہوتا وہ ذکر خدا کرتے جاتے، آپکے ساتھ کھانا کھاتا تو آپ ذکر جاری رکھتے، لوگوں سے ملاقات کے دوران بھی ذکر جاری رہتا، میں دیکھتا کہ انکی زبان تالو سے چمٹی ہوئی ہے اور وہ "لاالہ الا اللہ" فرمارہے ہیں، آپ ہمیں اکٹھا کر لیتے اور ذکر کرنے کا حکم دیتے یہاں تک کہ سورج نکل آتا، ہم میں سے جو قرأت کر سکتا، اسے قرأت کا حکم دیتے اور جو قرأت نہ کرسکتا اسے ذکر کا حکم دیتے۔ (2) آپ دن رات میں ڈیڑھ سو رکعت نماز پڑھتے تھے۔

آپ کی سیرت کا ایک گوشہ: (1) آپ جب کسی شخص کو موذی مرض میں مبتلا دیکھتے تو آہستہ سے اللہ سے پناہ مانگتے اور استغفار فرماتے۔ (2) اگر کبھی آپ ہنس دیتے تو بارگاہ الٰہی میں عرض کرتے، خداوندا مجھ پر ناراض نہ ہونا۔ (3) آپکے گھر سے نہیں سنا گیا کہ اے سائل خدا تجھ برکت دے اور نہ ہی یہ سنا کہ اے سائل یہ لے لے، بلکہ آنحضرت فرمایا کرتے تھے کہ انہیں اچھے اچھے ناموں کیساتھ پکارو۔

آپ کا احسان و کرم: (1) عمرو بن دینار اور عبداللہ بن عبید بن عمیر سے روایت ہے کہ وہ دونوں کہتے ہیں کہ ہم نے کبھی بھی ابو جعفر محمد بن علیؑ سے ملاقات نہیں کی مگر یہ کہ آپ ہمارے لیے صلہ کے طور پر کچھ نقدی اور کپڑے اُٹھا لائے اور فرماتے کہ یہ تمہارے لیے تیار کیے گئے تھے اس سے پہلے کہ تم مجھ سے ملنے آتے۔ (2) اسود بن کثیر کہتے ہیں کہ میں نے ابو جعفرؑ کی خدمت میں اپنی ایک حاجت اور بھائیوں کی جفا اور زیادتی کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا: برا ہے وہ بھائی جو تو گمری کی حالت میں تو تیری رو رعایت کرے مگر تنگدستی و فقر کی حالت میں تجھے چھوڑ دے، پھر آپ نے اپنے غلام کو حکم دیا: وہ ایک تھیلی نکال کر لایا جس میں سات سو درہم تھے، آپ نے فرمایا: اسکو خرچ کر و جب ختم ہو جائے تو مجھے بتانا۔

آپ کا مدرسہ: محمد بن مسلم نے کہا ہے کہ مجھے جس چیز کے بارے میں شک و شبہ ہوا میں نے اسکا ابو جعفرؑ سے سوال کیا۔ یہاں تک کہ میں نے آپ سے تیس ہزار احادیث کے بارے میں سوالات کیے۔ اور بعض اُن لوگوں نے نقل کیا ہے کہ جنہوں نے آپکو حج میں دیکھا ہے کہ آپ سے مشکل مسائل کے بارے میں استفتاء کرنیوالے لوگ آپ پر ٹوٹ پڑتے اور مشکلات کے دروازے کھولنے کی خواہش کرتے، پس آپ نہیں اٹھے یہاں تک کہ انہیں ایک ہزار مسئلہ میں فتویٰ دیا اور پھر اُٹھ کر اپنے سامان کی طرف تشریف لے گئے۔

آپ کی بعض وصایا: (1) ابو جعفر محمد بن علی بن الحسین علیہم السلام عمر بن عبدالعزیز کے پاس تشریف لے گئے تو اس نے کہا: اے ابو جعفر! مجھے وصیت کیجیے۔ آپ نے فرمایا: میں تجھے وصیت کرتا ہوں کہ مسلمانوں میں سے چھوٹے کو اپنا بیٹا، درمیانے کو اپنا بھائی سمجھ اور بڑے کو اپنا باپ فرض کر، پھر اپنے بیٹے پر رحم کر اور اپنے بھائی کیساتھ صلہ رحمی کر اور اپنے باپ کیساتھ نیکی کر اور جب کوئی نیکی کرو تو اسکی پرورش بھی کرو (یعنی اسے دوام اور تسلسل بخشو)۔ آپؑ کی وصیت اپنے بیٹے کو: اے بیٹا! جب خدا تجھ پر کسی نعمت کا احسان کرے تو کہو "الحمد للہ" (سب تعریفیں اللہ کیلئے ہیں) اور جب تجھے کوئی معاملہ رنجیدہ کرے تو کہو "لاحول ولاقوۃ الا باللہ" (کوئی قوت و طاقت نہیں مگر اللہ سے) اور جب رزق تمہارے پاس آنے میں تاخیر کرے تو کہو "استغفر اللہ" (میں خدا سے بخشش چاہتا ہوں)۔

آپ کے بعض کلمات قصار: (1) آپ نے فرمایا: کوئی آنکھ ایسی نہیں جو پانی میں ڈبڈبائی مگر یہ کہ اس آنکھ والے کے چہرے کو خدا جہنم کی آگ پر حرام کر دیتا ہے اگر وہ آنسو دونوں رخساروں پر بہنے لگیں تو قیامت کے دن اُس چہرے کو تنگی و سختی اور ذلت کا سامنا کرنا نہیں پڑے گا اور ہر چیز کا کوئی نہ کوئی اجر و ثواب مقرر ہے، مگر آنسو۔ خدا اُسے گناہوں کے سمندروں کا کفارہ قرار دیتا ہے اور اگر کوئی رونے والا کسی امت میں رہ کر روئے تو خدا اُس امت کو جہنم کی آگ پر حرام کر دے۔ (2) تین چیزیں دنیا و آخرت کے مکارم و محترم امور میں سے ہیں، تم اُسے معاف کرو جس نے تم پر ظلم کیا ہے، اُس سے صلہ رحمی کرو جس نے قطع رحمی کی ہے اور جاہلانہ سلوک پر تم حلم و بردباری اختیار کرو۔ (3) آپ نے فرمایا: کسی چیز کا دوسری چیز سے ملنا اتنا اچھا نہیں جتنا حلم کا علم سے ملنا ہے۔ (4) آپ نے فرمایا: وہ عالم کہ جس کے علم سے نفع اُٹھایا جائے ہزار عابدوں سے افضل ہے۔ (5) آپ نے فرمایا: جس وقت خدا کسی ذات میں حسن نیت دیکھتا ہے تو اسے عصمت و حفاظت کیساتھ گھیر لیتا ہے۔ (6) آپ نے فرمایا: جو شخص اُس چیز پر عمل کرتا ہے جسے وہ جانتا ہے تو خدا اُسے اسکی بھی تعلیم دیگا جسے وہ نہیں جانتا۔

آپ کے بعض جوابات: (1) آپ سے سوال ہوا موت کیا ہے تو آپ نے فرمایا وہی نیند ہے کہ جو تمھیں ہر رات آتی ہے مگر اسکی مدت طویل ہے۔ (2) آپ سے سوال کیا گیا ایسی عورت کے بارے میں جسے درد زہ ہوا، اتنی شدت ہوئی کہ وہ مر گئی، بچہ اسکے شکم میں متحرک ہے۔ آپ نے فرمایا: میت کا پیٹ چاک کر کے بچہ کو نکال لیا جائے۔

امام محمد باقرؑ علماء و عظماء کی نظر میں: (1) آپ سے جابر بن عبداللہ نے عرض کیا آپ مخلوق خدا کی بہترین شخصیت کے فرزند ہیں، آپ کے دادا جنت کے سردار ہیں اور آپکی دادی نساء عالمین کی سردار ہیں۔ (2) ابو اسحٰق کہتے ہیں ان جیسا انسان کبھی نہیں دیکھا۔ (3) ابو زرعہ کہتے ہیں: بے شک ابو جعفرؑ سب علماء سے بڑے ہیں۔ (4) اُستاد علی جلال حسینی کہتے ہیں کہ آپ وسیع علم اور وافر علم کے مالک تھے۔

فرمان امام محمد باقرؑ صدقہ کے بارے میں: نیکی کرنے اور صدقہ دینے سے افلاس دور ہوتا ہے۔ (بحار، جلد 93)

Scanned with CamScanner

آپ کا نام: جعفرؑ ہے۔ **آپ کے والد:** امام محمد باقر علیہ السلام ہیں۔ **آپ کے دادا:** امام علی زین العابدین ہیں۔ **آپ کی والدہ:** ام فروہ (فاطمہ) بنت قاسم بن محمد ابی بکر ہیں۔ **آپ کی ولادت:** سترہ ربیع الاول 80ھ بقولے 83ھ جمعہ یا پیر کے دن طلوع فجر کے قریب مدینہ میں اپنے جد امجد رسول اعظمؐ کی ولادت کے دن پیدا ہوئے۔ **آپ کا حلیہ مبارک:** مربع جسامت، موزوں میانہ قد و قامت، روشن نورانی، سفید چہرہ، چمک ایسی گویا چراغ روشن ہے، سیاہ گھنگھریالے بال، ستواں اور اونچی ناک، پیشانی کشادہ، اوپر کے بال گر گئے تھے، رخسار پر سیاہ خال تھا۔ **آپ کی کنیت:** زیادہ مشہور پہلی کنیت ہے ابو عبداللہ، ابو اسماعیل، ابو موسیٰ۔ **آپ کے القاب:** صادق، فاضل، طاہر، قائم، کافل، نجی اور صابر ہیں، پہلا لقب زیادہ مشہور ہے۔ **آپ کی انگوٹھی کا نقش:** "ماشاء اللہ ولا قوۃ الا باللہ استغفر اللہ"۔ **آپ کی ازواج:** زیادہ جانی پہچانی جناب حمیدہ بنت صاعد مغربی اور فاطمہ بنت حسین بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب۔ **آپ کے بیٹے:** اسماعیل، عبداللہ، موسیٰ کاظمؑ، اسحاق، محمد دیباج، عباس، علی۔ **آپ کی بیٹیاں:** بنتہ، ام فروہ، اسماء، فاطمہ۔ **آپ کی تالیفات:** شیخ مظفری کہتے ہیں کہ جو کتب آپ سے بلاواسطہ روایت ہوئیں ان کی تعداد 80 ہے اور جو بالواسطہ ہیں وہ 70 ہیں۔ **آپ کے شاگرد:** آپ سے علم حدیث چار ہزار سے زائد افراد نے حاصل کیا۔ **آپ کے مصنف شاگرد:** آپ کے سینکڑوں شاگردوں نے مختلف علوم و فنون پر سینکڑوں کتابیں تصنیف کی ہیں۔ **آپ کا عراق کی طرف:** آپکو منصور عباسی نے کئی مرتبہ بروتی مدینے سے عراق کی طرف نکالا اور ان میں سے کئی مرتبہ آپکو شہید کرنے کا ارادہ کیا، علم کی نشر و اشاعت کیلئے آپ عراق میں قیام کو غنیمت سمجھتے تھے، یہاں تک کہ "حسن بن علی وشاء" کہتے ہیں میں نے مسجد کوفہ میں 900 بزرگ عالم ایسے دیکھے جن میں سے ہر ایک کہتا تھا کہ "حدثنی جعفر بن محمدؑ" (مجھ سے جعفر بن محمد نے حدیث بیان کی)۔ **آپ کے زمانے کے بادشاہ:** بنی امیہ میں سے ہشام بن عبدالملک، یزید بن عبدالملک۔ **آپ کا لقب:** ابراہیم بن ولید، مروان بن محمد لقب حمار، بنی عباس میں سے سفاح اور منصور۔ **آپ کا عرصہ امامت:** 34 سال۔ **آپ کی وفات:** 25 شوال 148ھ میں اس زہر کے اثر سے جو منصور عباسی نے اپنے گورنر مدینہ محمد بن سلیمان کے ذریعہ بھجوایا، آپکی شہادت واقع ہوئی۔ **آپ کی قبر:** آپ جنت البقیع میں اپنے والد محمد باقرؑ اور اپنے دادا زین العابدینؑ اور اپنے چچا حسنؑ سبط صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین کے پہلو میں دفن ہوئے۔ **آپ کی عمر:** آپ تمام آئمہ میں سن کے اعتبار سے سب سے بڑے ہیں۔ **آپ کی عمر شریف:** آپکی پہلی روایت کی بناء پر 68 سال ہے اور دوسری روایت کے مطابق 65 سال ہے۔

آپ کی نص خلافت: جابر بن یزید جعفی کہتے ہیں کہ ابو جعفرؑ سے انکے بعد والے قائم کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے ابو عبداللہ پر ہاتھ رکھ کر فرمایا یہ، خدا کی قسم! یہ قائم آل محمدؐ ہیں۔

آپ کی عبادت: مالک بن انس "امام مذہب" نے کہا ہے کہ ایک زمانہ تک میری آپکے یہاں آمد و رفت رہی۔ بس میں آپکو تین میں سے کسی ایک حالت میں دیکھتا۔ نماز پڑھتے ہوئے، روزے کی حالت میں، تلاوت و قرأت کلام پاک کرتے ہوئے دیکھتا۔

آپ کی سیرت کے چند گوشے: (1) آپ نے اپنے کسی غلام کو کسی کام کیلئے بھیجا، وہ دیر تک واپس نہ آیا، آپ اسکی تلاش میں نکلے تو اسے ایک جگہ سوتا ہوا پایا۔ آپ اسکے سرہانے بیٹھ کر پنکھا جھلنے لگے، یہاں تک کہ وہ بیدار ہو گیا۔ آپ نے فرمایا: اے فلاں یہ کیا معاملہ ہے کہ تم رات دن سوتے ہو جبکہ رات تمہارے لیے اور تمہارا دن ہمارے لیے ہے۔ (2) جب آپ کی رحلت کا وقت قریب تھا آپ نے اپنے اعزہ کو جمع کرنے کا حکم دیا، جب وہ اکٹھے ہو گئے تو آپ نے آنکھیں کھول کر انہیں مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: ہماری شفاعت اسے نہیں پہنچے گی جو نماز کو خفیف سمجھے۔

آپ کا کرم و احسان: ہشام بن سالم کہتے ہیں کہ ابو عبداللہ جب نماز عشاء سے فارغ ہوتے اور رات کا حصہ گزر جاتا تو ایک تھیلے میں روٹیاں، گوشت اور درہم بھر کر پشت پر یا گردن پر رکھ لیتے اور مدینہ کے حاجتمند لوگوں کے یہاں جاتے اور حسب ضرورت یہ اشیاء ان میں تقسیم فرماتے اور وہ آپکو پہچان نہ سکتے تھے، جب آپکی وفات ہو گئی اور لوگوں نے اس روزی کو مفقود پایا تو سمجھ گئے کہ وہ ابو عبداللہ ہی تھے۔

آپ کا علم: امام جعفر بن محمد صادق علیہ السلام کی زندگی کے چند سالوں میں دنیا آپکے علوم سے معمور اور احادیث و آراء سے روشن و تابندہ ہو گئی۔ آپ نے طالبعلموں میں مختلف علوم القاء کیے اور انہیں معارف کے کئی اصناف کی تعلیم دی، ایک حلقہ حدیث کا، دوسرا فقہ کا، تیسرا تفسیر کا، چوتھا فلسفہ اور الٰہیات کا، پانچواں افلاک اور سورج، چاند، ستاروں کے مدارکا حتیٰ کہ آپکے گھر کی ایک یونیورسٹی سے تعریف کی گئی ہے۔

امام صادقؑ کیمیا کے ملہم: (1) چونکہ امام صادقؑ کا گھر ایک یونیورسٹی کی طرح تھا جس میں حکماء و فلاسفہ اور اہل علم کا ایک بحر عظیم موجیں مار رہا تھا استاد محمد صادق نشأت کہتے ہیں کہ آپ اپنے طالبعلموں پر علاوہ فقہ و حدیث و تفسیر کے مختلف علوم القاء کرتے اور انکی مختلف معارف سے تربیت فرماتے۔ جس میں قابلیت دیکھتے اُسے جدید علوم کیساتھ مختص کر دیتے۔ آپ نے اپنے شاگرد جابر بن حیان میں استعداد و لیاقت دیکھی تو اسے مخصوص وقت دیا۔ جس میں اسے علم کیمیا اور دیگر علوم تعلیم فرمائے، یہاں تک کہ جابر نے امام کے مختلف دروس، املاء سے کئی سو رسائل تحریر کیے جن میں پانچ سو رسالے آلمانیا میں تین سو سال قبل یا اس سے پہلے چھپ چکے ہیں اور وہ رسائل "برلین" کی سرکاری لائبریری میں اور پیرس کی لائبریری میں موجود ہیں۔ جابر کی تالیفات 3900 رسالوں تک پہنچ گئی ہیں۔ ہم نے ان صفحات میں اس علم کی امام صادقؑ کی طرف نسبت کے سلسلہ میں مشرق و مغرب کے بعض اعلام کے اقوال و کلمات کو جمع کیا ہے کہ جابر بن حیان نے آپ ہی سے اخذ کیا اور اس سے علماء یورپ نے تعلیم حاصل کی ہے۔

آپ کی وصیت: آپکی وصیت ابو اسامہ سے: تجھ پر لازمی ہے اللہ کا تقویٰ، ورع، اجتہاد، صدق حدیث، اداء امانت، حسن خلق، حسن جوار (پڑوسی)۔ اور اپنے نفسوں کی طرف اپنی زبانوں کے علاوہ دعوت اور زینت بنو۔ عیب نہ بنو اور طویل رکوع و سجود تم پر لازم ہے۔

آپ کے بعض کلمات قصار: (1) آپ نے فرمایا: موت کے بعد انسان کیلئے تین چیزیں مفید ہیں ایک وہ صدقہ جسے خدا نے اسکی زندگی میں اس سے جاری کرایا، وہ اسکی موت کے بعد بھی جاری رہتا ہے۔ دوسرے ہدایت کا وہ راستہ جس پر عمل کیا جا رہا ہو۔ تیسرے نیک اور صالح بیٹا جو اسکے لیے دعا کرتا ہو۔ (2) فرمایا! جس کی زبان سچی ہے، اسکا عمل پاکیزہ ہے اور نیت اچھی ہے۔ اللہ عزوجل اسکے رزق میں زیادتی کرتا ہے اور جو اپنے اہلخانہ سے نیک سلوک کرتا ہے، اسکی عمر زیادہ کر دیتا ہے۔ (3) آپ نے فرمایا: کوئی زادِ راہ تقویٰ سے بہتر نہیں ہے اور خاموشی سے زیادہ کوئی چیز خوبصورت نہیں ہے اور کوئی دشمن جہالت سے زیادہ نقصان رساں نہیں ہے اور جھوٹ کی بیماری سے کوئی بیماری بڑی نہیں ہے۔ (6) آپ نے فرمایا: حسد و غضب ہر شر اور برائی کی چابی ہے۔

امام صادقؑ گناہان کبیرہ کو شمار کرتے ہیں: آپ نے فرمایا ہاں اے عمر پھر آپ نے انکی تفصیل بیان فرمائی: (1) اللہ کیساتھ شرک کرنا۔ "ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ" بیشک اللہ نہیں بخشے گا کہ اسکے ساتھ شرک کیا جائے۔ (2) اللہ کی رحمت سے مایوس ہونا۔ "ولا ییاس من روح اللہ الا القوم الکافرون۔" اور اللہ کی رحمت سے مایوس نہیں مگر کافروں کی قوم۔ (3) حقوق والدین: ماں باپ کی نافرمانی کیونکہ عاق والدین جبار شقی ہے "وبراً بوالدتی لم یجعلنی جباراً شقیا۔" درانحالیکہ میں نیکی کرنیوالا ہوں اپنی والدہ کیساتھ اور مجھے جبر کرنیوالا اور شقی و بدبخت قرار نہیں دیا۔ (4) قتل نفس: "ومن یقتل مومنا متعمدا فجزاوہ جھنم خالدین فیھا و غضب اللہ علیہ ولعنہ و اعدلہ عذابا عظیما۔" اور جو شخص جان بوجھ کر کسی مومن کو قتل کر دے تو اسکی سزا جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ رہیگا اور اس پر اللہ کا غضب ہے اور خدا کی لعنت اور اس کیلئے بہت بڑا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ (5) قذف محصنات: پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانا۔ "ان الذین یرمون المحصنات الغافلات المومنات لعنوا فی الدنیا والاخرہ ولھم عذاب عظیم۔" جو لوگ پاکدامن غافل مومن عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں، انہیں دنیا و آخرت میں لعنت کی گئی ہے اور انکے لیے بہت بڑا عذاب ہے۔ (6) یتیم کا مال کھانا: "ان الذین یاکلون اموال الیتامیٰ ظلما انما یاکلون فی بطونھم نارا و سیصلون سعیرا۔" وہ جو یتیموں کے مال ظلم کر کے کھاتے ہیں وہ اپنے شکموں میں آگ بھرتے ہیں، عنقریب وہ جہنم کی آگ میں جلیں گے۔ (7) جادو: "ولقد علموا لمن اشتراہ مالہ فی الآخرۃ من خلاق" اور وہ جان گئے ہیں کہ جو بھی اسے خریدے اسکا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔ (8) زنا، بدکاری: "ولا تقربوا الزنا انہ کان فاحشہ وساء سبیلا۔" اور زنا کے نزدیک نہ جاؤ، وہ فعل قبیح اور برا راستہ ہے۔ اور "ولا یزنون و یفعل ذلک یلق اثاما" اور وہ زنا نہیں کرتے جو ایسا کرے وہ خطا کار ہے۔ (9) شراب پینا: آنحضرتؐ کا ارشاد ہے۔ "شارب الخمر کعابد الوثن۔" شراب پینے والا بت کی پوجا کرنے کے مانند ہے۔ (10) نماز چھوڑ دینا: آنحضرتؐ کا ارشاد ہے "من ترک الصلوٰۃ متعمدا فقد بری من ذمۃ اللہ و ذمۃ رسولہ"۔ جو شخص جان بوجھ کر نماز چھوڑ دے تو وہ اللہ اور اسکے رسولؐ کے ذمہ سے بری ہے۔

فرمان امام جعفر صادقؑ صدقہ کے بارے میں: بڑا ملعون ہے وہ شخص جسے خداوند عالم مال و دولت سے نوازے اور وہ اس میں سے صدقہ نہ نکالے۔ (مستدرک الوسائل)

آپ کے دادا: امام محمد باقر علیہ السلام۔ **آپ کے والد گرامی:** امام جعفر صادق علیہ السلام۔ **آپ کی والدہ:** حمیدہ بنت صاعد مغربی۔ **آپ کی پیدائش:** آپ مقام ابواء مکہ اور مدینے کے درمیان ایک جگہ اتوار کے دن، 7 صفر، 128ھ میں پیدا ہوئے۔ امام جعفر صادقؑ نے انکی ولادت کے وقت ولیمہ کیا اور تین دن تک لوگوں کو کھانا کھلایا۔ **آپ کا حلیہ مبارک:** آپکا چمکیلا رنگ، میانہ قامت تھی، گھنی ڈاڑھی رکھتے تھے۔ **آپ کی کنیت:** ابوابراہیم، ابوالحسن، ابوعلی اور ابو اسمٰعیل تھی۔ **آپ کے القاب:** عبد صالح، کاظم، صابر، الصالح الامین، باب الحوائج، ذوالنفس ذکیہ، زین المجتہدین، الوفی، الزاہر، المامون، طیب، سیّد۔ **آپ کی انگوٹھی کا نقش:** الملک اللہ وحدہٗ۔ **آپ کے صاحبزادے:** علی الرضاؑ، ابراہیم، عباس، قاسم، اسمٰعیل، ہارون، حسن، احمد، محمد، حمزہ، عبداللہ، اسحاق، عبیداللہ، زید، فضل اور سلیمان۔ **آپ کی صاحبزادیاں:** فاطمہ کبریٰ، فاطمہ صغریٰ، رقیہ، حکیمہ، ام ابیہا، رقیہ صغریٰ، کلثوم، ام جعفر، لبابہ، زینب، خدیجہ، علیہ، آمنہ، حسنہ۔ **آپ کے زمانے کے بادشاہ:** منصور، محمد مہدی، موسیٰ ہادی، ہارون رشید۔ آپ نے اپنی زندگی کا ایک حصہ قید خانوں کی تاریکیوں میں گزارا۔ آپکو مہدی عباسی نے قید کیا، بعد میں چھوڑ دیا۔ ہارون رشید نے آپکو بصرے میں عیسیٰ بن جعفر کے یہاں قید رکھا، وہاں سے بغداد فضل بن ربیع کے پاس قید کیا، پھر فضل بن یحییٰ کے پاس اور پھر سندی بن شاہک کے پاس قید رکھا۔ **آپ کی شہادت:** ہارون رشید کی طرف سے بھیجے ہوئے زہر سے جمعہ 25 رجب 183ھ کو شہید ہوئے۔ **آپ کی امامت کی مدت:** 35 سال۔ **آپ کی قبر:** آپ کرخ کی جانب مقابر قریش میں دفن ہوئے۔ آج آپکا مزار مبارک بلندی اور نورانیت میں آسمان کا مقابل ہے۔ آپکے مزار کے چوکھٹوں پر سونا تہہ بہ تہہ چڑھا ہوا ہے۔ وہاں ساری دنیا کے مسلمانوں کا ہمہ وقت اژدہام رہتا ہے۔

آپ کی خلافت کی نص: (1) نصر بن قابوس کے واسطے سے ابوعبداللہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: موسیٰ بن جعفر میرا بیٹا، میرے بعد امام ہے۔ (2) سلیمان بن خالد کہتا ہے کہ ابوعبداللہ نے ایک دن ابوالحسن (موسیٰ) کو بلایا۔ ہم لوگ آپکے پاس حاضر تھے۔ ہم سے فرمایا: تم پر لازم ہے اسکا دامن پکڑنا، یہی خدا کی قسم تمہارا میرے بعد صاحب ہے۔

آپ کی عبادت: (1) تاریخ میں کوئی قیدی سوائے موسیٰ بن جعفر کے نہیں ملتا جو قید خانے کی تنگ چہار دیواری کے درمیان اللہ تعالیٰ کا اس بات پر شکر ادا کرتا ہے کہ قید میں آ کر اسکو عبادت کیلئے فارغ ہونے کی نعمت عطا ہوئی۔ آپ ہی ہیں کہ اس قید کو نعمت سمجھ کر اس پر شکر کرنا واجب اور ضروری خیال کیا۔ (2) آپ خوف خدا سے اتنا روتے کہ آپ کی ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہو جاتی۔ (3) موسیٰ بن جعفر دس سال سے اوپر روزانہ سورج کے سفید ہونے سے لے کر زوال تک ایک طولانی سجدہ کرتے رہے۔

آپ کی سیرت کا ایک گوشہ: (1) آپ نے ایک ہزار غلام آزاد کیے۔ (2) معتب سے روایت ہے کہ ابوالحسنؑ ہم کو حکم دیا کرتے تھے کہ جب پھل پک جائے تو ہم اسکو نکال کر فروخت کریں اور مسلمانوں کیلئے روزانہ خرید کریں۔

عطیات و صدقات: (1) ابن صباغ مالکی کہتا ہے کہ موسیٰ کاظمؑ اپنے زمانے کے لوگوں میں سب سے زیادہ عبادت گزار، زیادہ عالم، زیادہ سخی و جواد اور زیادہ کریم النفس تھے۔ مدینے کے غریب غربا کی دیکھ بھال کرتے، انکے گھروں پر درہم و دینار اور دوسری ضروریات لے جاتے مگر انکو پتہ نہیں چلتا کہ یہ چیزیں انکو کون دے جاتا ہے اسکا علم انکو آپ کی وفات کے بعد ہی ہو سکا۔ (2) خطیب اپنی تاریخ میں لکھتا ہے کہ آپ سخی و کریم تھے آپکو کسی شخص کے متعلق معلوم ہوتا کہ وہ آپکو اذیت دیتا ہے تو آپ اسکو ایک ہزار دینار کی تھیلی بھیجتے۔ آپکی تھیلیاں تین سو دینار، چار سو دینار اور دو سو دینار کی ہوتیں جو آپ مدینے میں تقسیم کرتے، موسیٰ بن جعفرؑ کی تھیلیاں ضرب المثل تھیں جن کے پاس آپکی تھیلی آتی، اسکی محتاجی دور ہو جاتی اور وہ مستغنی ہو جاتا۔ (3) آپکی خدمت میں ایک غریب آدمی آیا اور اس نے سوال کیا، آپ نے اسکو ایک ہزار دینار دیا۔ (4) ایک حبشی غلام نے ایک قسم کا حلوہ اور لکڑی کا ایک گٹھا آپکی خدمت میں بطور ہدیہ بھیجا۔ آپ نے وہ غلام اس جاگیر کیساتھ جس میں وہ کام کرتا تھا اسکے مالک سے خرید لیا۔ اس غلام کو آزاد کیا اور وہ جاگیر اسکو بخش دی۔

آپ کی وصیت: (1) آپ کی اپنے ایک صاحبزادے کو وصیت: اے فرزند اس سے بچو کہ خدا تم کو اس معصیت میں دیکھے جس سے اس نے تم کو منع کیا ہے اور اس سے بچو کہ خدا تم کو اس اطاعت سے مفقود پائے کہ جس کا اس نے تم کو حکم دیا ہے تم کو جدوجہد اور کوشش کرنا لازمی ہے۔ اللہ کی عبادت اور اسکی اطاعت میں تیرا نفس کوتاہی نہ کرے کیونکہ اللہ کی عبادت جو عبادت کا حق ہے، اس طرح نہیں ہو سکتی۔ مزاح اور تمسخر سے بچو وہ تمہارے ایمان کے نور کو ختم کر دیگا اور تمہاری مروت میں کمی کر دیگا۔ کبیدہ خاطر ہونے اور سستی سے بچو، یہ دونوں تمہاری دنیا اور آخرت کے حصے میں رکاوٹ بنیں گے۔ (2) آپ کی ایک وصیت: دین میں غور و خوض کرو کیونکہ فقہ اور دین کا فہم ہی بصیرت کی کلید ہے۔ یہ فہم عبادت کی تکمیل، بلند درجات اور مقامات اور دنیا اور آخرت کے مراتب جلیلہ کا سبب بنتا ہے۔ فقیہ اور علم دین کے حامل کو عبادت کرنے والے (عابد) پر اتنی فضیلت ہے جتنی سورج کی فضیلت ستاروں پر ہے۔ جو دین کا فہم نہیں رکھتا، خدا اس کے کسی عمل پر راضی نہیں ہوتا۔

حکیمانہ کلمات: (1) آپ نے فرمایا کہ میں نے تمام لوگوں کے علم کو چار چیزوں میں پایا: (۱) اول یہ کہ تم اپنے پروردگار کو پہچانو۔ (۲) تم یہ پہچانو کہ اس نے تمہارے ساتھ کیا احسانات کیے ہیں۔ (۳) تم پہچانو کہ وہ تم سے کیا چاہتا ہے۔ (۴) تم پہچانو کہ کیا چیزیں تم کو دین سے خارج کر دیتی ہیں۔ (2) ایک قبر پر آئے تو فرمایا: بیشک وہ چیز جس کا انجام اور آخر یہ ہو وہ اس لائق ہے کہ اسکے اول اور آغاز میں زہد اور دوری اختیار کی جائے اور وہ چیز جس کی ابتداء یہ ہے اس لائق ہے کہ اسکے آخر سے خوف کیا جائے اور ڈرا جائے۔ اچھی ہمسائیگی صرف یہ نہیں کہ ہمسایے کو اذیت اور تکلیف نہ پہنچائی جائے بلکہ یہ اذیت اور تکلیف پر صبر کرنا ہے۔ (3) جو شخص خدا کا فہم اور اسکی معرفت رکھتا ہو اسکو خدا کو اسکے رزق میں تاخیر کرنے والا نہیں سمجھنا چاہیے اور اسکی قضا اور فیصلے کا ذمہ انہیں ماننا چاہیے۔

آپ کی بعض جوابات: (1) آپ سے یقین کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ انسان اللہ پر توکل کرے اور اللہ کے سامنے سر تسلیم خم کر دے، اللہ کی قضا و فیصلہ پر راضی ہو اور اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کر دے۔ (2) آپ سے اللہ کے معنی کے بارے میں سوال کیا گیا۔ آپ نے فرمایا وہ جو ہر چھوٹی بڑی چیز پر کنٹرول اور غلبہ رکھتا ہے۔

آپ کی دعا: یا اللہ یا اللہ ی اللہ اسالك بحق من حقه عليك عظيم ان تصلى على محمد و آل محمد، و ان ترزقنى العمل بما علمتنى من معرفة حقك، وان يبسط على ما حظرت من رزقك۔ "یا اللہ، یا اللہ، یا اللہ میں تجھ سے اسکے حق کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں جس کا حق تجھ پر بہت بڑا ہے کہ محمدؐ و آل محمدؐ پر درود بھیج اور مجھے تو نے جو اپنے حق کی معرفت کا علم دیا ہے۔ اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرما۔ جو اپنا رزق تو نے مجھ سے روک رکھا ہے اس میں وسعت دے دے۔"

فرمان امام موسیٰ کاظمؑ صدقہ کے بارے میں: بھلائی کرنے کا سب سے اچھا راستہ صدقہ ہے۔ (نہج الفصاحۃ)

آپؑ کے دادا: امام جعفر صادق علیہ السلام۔ **آپؑ کے والد:** امام موسیٰ کاظم علیہ السلام۔ **آپؑ کی والدہ:** نجمہ یا طاہرہ، کنیت ام البنین۔ **آپؑ کی ولادت:** مدینہ منورہ میں بروز جمعرات 11 ذیقعد 48ھ میں تولد ہوئے۔ **آپؑ کی کنیت:** ابوالحسن۔ **آپؑ کے القاب:** رضا، صابر، رضی، ولی، صادق اور فاضل۔ **آپؑ کی انگوٹھی کا نقش:** ماشاء اللہ لاقوۃ الا باللہ۔ **آپؑ کی ازواج:** سبیکہ نوبیہ، ام حبیبہ بنت مامون عباسی۔ **آپؑ کی اولاد:** امام محمد جواد (تقی) علیہ السلام۔ **آپؑ کی تالیفات:** 7۔ **آپؑ کی ولی عہدی:** آپؑ کی ولی عہدی کے عنوان سے 201ھ میں بیعت کی گئی۔ **سکہ رضویہ:** امام کی ولی عہدی کی بیعت کے بعد آپ کے نام کے درہم و دینار کے سکے ڈھالے گئے تھے۔ **آپؑ کے زمانے کے بادشاہ:** ہارون رشید، امین اور مامون۔ **آپؑ کی شہادت:** آپؑ نے منگل کے دن 17 صفر 203ھ میں مامون کے دیے ہوئے زہر کے اثر سے وفات پائی۔ **آپؑ کی امامت کی مدت:** 20 سال۔ **آپؑ کی عمر:** 55 سال۔ **آپؑ کی قبر مطہر:** خراسان میں بلند اور نورانیت اور روشنی میں آسمان سے باتیں کرتی ہے، جس کی چوکھٹوں پر سونے کے ڈھیر لگے ہیں۔ مشرق و مغرب سے مسلمان آپؑ کے مزار کی زیارت کے لیے حاضر ہوتے ہیں۔

آپؑ کی خلافت پر نص: علی بن جعفر کہتے ہیں کہ میں اپنے بھائی موسیٰ بن جعفر علیہ السلام کے پاس تھا۔ آپ میرے والد صلوات اللہ علیہ کے بعد خدا کی حجت تھے کہ اچانک انکا فرزند علیؑ آ گیا تو آپ نے مجھ سے کہا کہ اے علی یہ تیرا صاحب (امام) ہے۔ اسکو مجھ سے وہی منزلت حاصل ہے جو مجھے میرے والد سے تھی، خدا تجھے اپنے دین پر ثابت قدم رکھے۔

آنجنابؑ کی عبادت: سیرت اور تراجم کی کتابوں سے پتہ چلتا ہے کہ امام رضا علیہ السلام عبادت کے عاشق تھے، اپنا دن اور رات نماز، روزہ اور قرأت قرآن میں صرف کرتے۔ (1) ابراہیم بن عباس کہتے ہیں کہ آپؑ کا کلام، آپؑ کے جواب اور آپ جو مثالیں دیتے وہ قرآن سے ماخوذ ہوتی تھیں۔ آپ ہر تین دن میں ایک قرآن مکمل کرتے، کہا کرتے کہ اگر چاہوں تو تین دن سے پہلے بھی ختم کر سکتا ہوں مگر میں کبھی کسی آیت سے بغیر غور و تامل کے نہیں گزرتا۔ یہ بھی سوچتا اور فکر کرتا ہوں کہ یہ کس چیز کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ (2) رجاء بن ابی الضحاک کو مامون نے امام رضا کو مدینے سے (خراسان) لانے کیلئے بھیجا تھا۔ وہ کہتا ہے کہ خدا کی قسم میں نے کوئی ایسا شخص نہیں دیکھا جس میں آپ سے زیادہ خدا کا تقویٰ ہو، نہ ایسا شخص دیکھا جو آپ سے زیادہ اپنے تمام اوقات میں ذکرِ خدا کرتا ہو اور نہ ہی ایسا شخص دیکھا جو آپ سے زیادہ شدید خوفِ خدا رکھنے والا ہو۔ (3) ابراہیم بن عباس کہتے ہیں کہ آپ رات کو بہت کم سوتے تھے، بہت زیادہ روزے رکھتے تھے، ہر ماہ کے تین روزے آپ سے کبھی نہیں چھوٹے۔ فرماتے تھے کہ یہ روزے پوری عمر کے روزے کے برابر ہیں۔

آپؑ کی سیرت کا ایک گوشہ: (1) ابوالحسنؑ کے یہاں ایک مہمان آیا ہوا تھا، وہ ابھی بیٹھا ہی تھا کہ چراغ میں کچھ خرابی پیدا ہو گئی۔ اس شخص نے چراغ درست کرنے کیلئے ہاتھ بڑھایا تو آپ نے اسے منع کیا، خود چراغ درست کیا اور فرمایا ہم لوگ وہ ہیں کہ اپنے مہمانوں سے خدمت نہیں لیتے۔ (2) امام رضاؑ نے فرمایا کہ میں مدینے کی سڑکوں پر اپنے گھوڑے پر سوار گزرتا تو مدینے کے لوگ اور دوسرے افراد اپنی ضروریات کا ذکر مجھ سے کرتے ہیں، ان کو پورا کرتا تو وہ لوگ میرے چچاؤں کی مانند ہو جاتے۔ (3) آپ کا خادم یاسر روایت کرتا ہے کہ جس دن آپ نے دنیا سے کوچ کیا آپ بہت ضعیف ہو چکے تھے، نماز ظہر پڑھ کر مجھ سے دریافت فرمایا کہ اے یاسر لوگوں نے کچھ کھانا کھایا۔ میں نے عرض کیا اے میرے آقا و سردار آپ اس حالت میں ہیں، یہاں کون کچھ کھائے گا۔ آپ سیدھے اٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا دسترخوان لاؤ۔ اپنے خدم و حشم میں سے سب کو اپنے ساتھ دسترخوان پر بٹھایا، ایک ایک کے بارے میں پوچھا، جب سب کھانا کھا چکے تو آپ نے فرمایا کہ عورتوں کے پاس کھانا بھیجو۔ عورتوں کے پاس کھانا بھیجا گیا، جب سب کھا چکے تو آپ پر غشی کی کیفیت طاری ہو گئی، ضعف بڑھ گیا اور آخر کار داعی اجل کو لبیک کہا۔ (4) ابو عباد کا کہنا ہے کہ امام علی رضا علیہ السلام گرمیوں میں بوریے اور چٹائی پر بیٹھتے، سردیوں میں بالوں سے بنے ہوئے فرش پر۔ آپ موٹے جھوٹے کپڑے پہنتے، جب لوگوں کیلئے باہر نکلتے تو پھر اُکے لیے زینت کرتے اور اچھا لباس پہن لیتے۔

آپؑ کا اپنے غلاموں اور خادموں کیساتھ رویہ: (1) ابراہیم بن عباس امام رضاؑ سے اپنی حدیث و گفتگو میں کہتا ہے جب آپ تنہا ہوتے اور دسترخوان بچھایا جاتا تو اپنے غلاموں اور خادموں کو اپنے ساتھ دسترخوان پر بٹھاتے۔ یہاں تک کہ دربان اور سائیس کو بھی۔ (2) انکے خادم یاسر سے روایت ہے کہ امام رضاؑ جب اکیلے ہوتے تو اپنے تمام خدم و حشم چھوٹے اور بڑے کو اکٹھا کرتے اور ان سے باتیں کرتے اور ان سے مانوس ہوتے اور انہیں مانوس کرتے۔

آپؑ کی عطیات اور صدقات: (1) آپ نیکی، احسان اور صدقہ بہت کرتے تھے اور یہ عمل زیادہ تر آپ تاریک راتوں میں انجام دیتے۔ (2) آپ نے عرفہ کے دن خراسان میں اپنا سارا مال (فقراء اور مساکین میں) تقسیم کر دیا۔ اس پر فضل بن سہل نے آپ سے کہا کہ یہ تو خسارہ ہے۔ آپ نے جواب میں فرمایا بلکہ یہ غنیمت اور سودمند بات ہے، اس چیز کو خسارہ اور تاوان نہ خیال کرو جس سے تم کو اجر و کرم کی امید ہو۔

آپؑ کی وصیت: آپ کی وصیت ہے: اپنے قریبی سے صلہ رحمی کر، گرچہ پانی کے ایک گھونٹ سے ہو، اپنے کسی قرابت دار سے صلہ رحمی کا افضل طریقہ اس سے اذیت و تکلیف کو روکنا ہے۔ ولا تبطلوا صدقاتکم بالمن والاذی "اپنے صدقات کو احسان جتا کر اور اذیت و تکلیف دے کر باطل نہ کرو۔"

آپؑ کے کلمات اور حکمت کی باتیں: (1) آپ نے فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ کو اسکی مخلوق سے تشبیہ دے وہ مشرک ہے اور جو اللہ کی طرف اس چیز کی نسبت دے جس سے اس نے منع کیا ہے وہ کافر ہے۔ (2) ہر شخص کا دوست اسکی عقل ہے اور اسکا دشمن اسکی جہالت ہے۔ (3) نماز ہر متقی کیلئے قرب الٰہی کا باعث ہے۔ (4) سخی اللہ سے قریب ہوتا ہے، جنت سے قریب ہوتا ہے اور لوگوں سے قریب ہوتا ہے، جہنم کی آگ سے دور ہوتا ہے۔ (5) صاحب نعمت کو چاہیے کہ اپنے اہل و عیال کو وسعت و فراخی میں رکھے۔ (6) وہ شخص سزا سے نہیں بچ سکتا جو ظلم اور زیادتی کے ذریعے کھاتا ہے۔

آپؑ کی بعض دعائیں: (1) آپ کی ایک دعا ہے: (اللھم اعطنی الھدی و ثبتنی علیہ، و احشرنی علیہ امنا، امن من لاخوف علیہ، ولا حزن، ولا جزع، انک اھل التقوی و اھل المغفرۃ)۔ **ترجمہ:** خدایا مجھے ہدایت عطا کر اور اس پر مجھے ثابت قدم رکھ مجھے اسی پر امن و امان کیساتھ محشور کر، اس شخص ایسا امن جس پر نہ خوف ہو اور نہ حزن و ملال۔ نہ جزع و فزع بیشک تو اہل تقویٰ اور اہل مغفرت ہے۔ (2) یہ دعا قنوت سے متعلق ہے: (رب اغفر وارحم، و تجاوز عما تعلم، انک انت الاعز الاجل الاکرم)۔

امام علی رضاؑ بڑے لوگوں کی نگاہ میں: (1) محمد بن جعفر بن محمدؑ (امام رضاؑ کے چچا) سے مامون نے آپ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا کہ وہ ایسے عالم ہیں جن کو ہم نے کسی اور اہل علم کے پاس (حصول علم کیلئے) آتے جاتے نہیں دیکھا۔ (2) رجاء بن ابی ضحاک نے کہا کہ خدا کی قسم میں نے ایسا کوئی شخص نہیں دیکھا جس میں آپ سے زیادہ اللہ کا تقویٰ ہو، اپنے تمام اوقات میں آپ سے زیادہ اللہ کا ذکر کرتا ہو اور اللہ عزوجل کا آپ سے زیادہ شدید خوف رکھتا ہو۔

فرمان امام علی رضاؑ صدقہ کے بارے میں: آدمی کی بہترین پونجی صدقہ ہے۔ (عیون الاخبار، جلد 2)

آپ کے دادا: امام موسیٰ کاظم علیہ السلام۔ **آپ کے والد**: امام علی رضا علیہ السلام۔ **آپ کی والدہ**: سبیکہ نوبیہ (آپ ابراہیم فرزند رسول کی والدہ ماریہ قبطیہ کے خاندان سے تھیں)۔ **آپ کی ولادت**: مدینہ میں شب جمعہ 19 رمضان 195ھ میں پیدا ہوئے۔ **آپ کا حلیہ**: آپ معتدل سفید رنگ تھے۔ **آپ کی کنیت**: ابوجعفر۔ آپ ابوجعفر ثانی کہلاتے جبکہ حضرت محمد باقر علیہ السلام ابوجعفر اول ہوئے۔ **آپ کے القاب**: جواد، قانع، مرتضیٰ، نجیب، تقی، منتجب، مختار، متوکل، متقی، زکی اور عالم۔ **آپ کی انگوٹھی پر نقش**: نعم القادر اللہ۔ **آپ کی ازواج**: سمانہ مغربیہ اور اُم الفضل دختر مامون عباسی۔ **آپ کے صاحبزادے**: امام علی ہادی علیہ السلام اور موسیٰ۔ **آپ کی صاحبزادیاں**: فاطمہ اور امامہ۔ **آپ کے دربان**: عمر بن فرات (کتاب مناقب میں عثمان بن سعید سمان کا نام ہے)۔ **آپ کے زمانے کے بادشاہ**: مامون عباسی اور معتصم عباسی۔ آپ کو معتصم عباسی نے مدینے سے بلوایا تو آپ 28 محرم 220ھ کو بغداد پہنچے۔ **آپ کی شہادت**: آپ نے آخر ذیقعد 220ھ ہفتے کے دن بغداد میں معتصم عباسی کے خاموشی سے بھیجے ہوئے زہر سے اپنی بیوی ام الفضل بنت مامون عباسی کے ہاتھوں شہادت پائی۔ **آپ کی قبر مطہر**: آپ اپنے جد امجد امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے پاس دفن ہوئے، آج آپ کی قبر بلندی اور چمک دمک میں آسمان سے باتیں کرتی ہے۔ آپ کی چوکھٹ پر سونے کے ڈھیر لگے ہیں۔ سارے ملکوں سے مسلمان کشاں کشاں آپ کی زیارت اور یہاں سے برکت حاصل کرنے آتے ہیں۔ **آپ کی مدت امامت**: 17 سال۔

آپ کی خلافت پر نص: (1) حضرت امام رضاؑ نے فرمایا: ابوجعفر میرے وصی ہیں اور میرے اہل بیت میں میرے خلیفہ اور جانشین ہیں۔ (2) شیخ محدث، فقیہ محمد ابراہیم جوینی شافعی نے اپنی کتاب "فرائد السمطین" میں دعمل خزاعی کے حوالے سے حضرت علی رضا بن موسیٰ کاظم سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: میرے بعد میرا بیٹا جواد تقیؑ امام ہے۔

آپ کا احسان و کرم: (1) سندی نے کہا ہے کہ آپ ہر سال مدینہ کی طرف دس لاکھ درہم سے بھی زیادہ بھیجتے، آپ سخاوت کیلئے مشہور تھے، اسی لیے آپ کا لقب جواد ہو گیا۔ (2) مقبل کہتا ہے کہ میں نے محمد بن علی علیہ السلام سے ملاقات کی اور آپ سے بیت المقدس تک کے اخراجات کا سوال کیا تو آپ نے مجھے سو دینار عطا کیے۔ (3) داؤد بن قاسم جعفری کہتا ہے کہ مجھ کو ابوجعفر علیہ السلام نے تین سو دینار دیے اور حکم فرمایا کہ آپ کے بعض چچازاد بھائیوں کے پاس انہیں لے جاؤں۔ (4) آپ نے ابراہیم بن محمد کو لکھا کہ میں تجھے اتنے دینار اور اتنے کپڑے بھیج چکا ہوں، خدا تجھے ان میں اور جو دوسری نعمتیں اس نے تجھ کو عطا کی ہیں، ان میں برکت دے۔

آپ کی وصیتیں: (1) آپ سے کسی نے وصیت کی فرمائش کی۔ آپ نے پوچھا کیا تو اسکو قبول کریگا۔ اس نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: صبر کو تکیہ بنا، فقر کو گلے لگا لے، شہوات کو چھوڑ دے، ہوا و ہوس کی مخالفت پر کمربستہ ہو، یہ جان رکھ کہ تو کبھی خدا کی نگاہ سے دور اور چھپا ہوا نہیں، پھر دیکھ کہ تو کس طرح کا آدمی بنتا ہے۔ (2) شریر کی مصاحبت سے بچو، اسکو اپنا ساتھی نہ بناؤ، اسلئے کہ وہ ننگی تلوار کی مانند ہے، دیکھنے میں خوبصورت اور دیدہ زیب مگر اسکے اثرات بُرے ہوتے ہیں۔ (3) ظاہراً طور پر اللہ کا ولی اور پوشیدہ طور پر اسکا دشمن نہ بن۔ (4) جو چیز تجھ کو ناپسند ہے اس پر صبر کر اس چیز میں جسے حق نے تجھ پر لازم قرار دیا ہے۔ اس چیز سے صبر کرے جس کو تو پسند کرتا ہے، اس چیز میں جو تجھ کو ہوا و ہوس کی طرف بلاتی ہے۔

آپ کے حکیمانہ اقوال: (1) توبہ میں دیر کرنا دراصل دھوکہ اور غرور ہے۔ زیادہ عرصے تک توبہ کو ٹالتے رہنا انسان کو حیران اور سرگرداں کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سامنے وضاحتیں پیش کرنا اور جواز قائم کرنا ہلاکت اور بربادی ہے، گناہ پر اصرار کرنا اللہ کے عذاب سے گویا نڈر ہونا ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نڈر خسارے والی قوم ہی رہ سکتی ہے۔ (2) مومن تین چیزوں کا محتاج ہوتا ہے۔ اللہ کی توفیق، خود نفس کا نصیحت کرنا اور جو نصیحت کرے اسکو قبول کرنا۔ (3) جس نے اپنی ہوا و ہوس کی اطاعت کی اس نے گویا اپنے دشمن کی خواہش اور تمنا پوری کی۔ (4) جب قضا نازل ہو جائے تو فضا تنگ ہو جاتی ہے۔ (5) مومن کی عزت اسی میں ہے کہ وہ سب سے بے پرواہ ہو۔ (6) اللہ پر بھروسہ ہر اعلیٰ چیز کی قیمت اور ہر بلندی کا زینہ ہے۔ (7) خوف اور ڈر کی مناسبت سے تحفظ اور بچاؤ بھی ہوتا ہے۔ (7) چھپے ہوئے راز زمانے کے ہاتھوں تمہارے سامنے ظاہر ہو جاتے ہیں۔ (8) کسی چیز کو پختہ اور مستحکم ہونے سے پہلے ظاہر کرنا فساد کا باعث ہوتا ہے۔ (9) تقویٰ عزت ہے، علم خزانہ ہے اور خاموشی نور اور روشنی ہے۔ (10) مومن کے نامہ اعمال کا عنوان اسکا حسن خلق ہے۔

امام محمد تقیؑ علماء اور دانشوروں کی نظر میں: (1) مامون نے آپ سے گفتگو کی اور پھر کہنے لگا کہ آپ واقعی فرزند رضا ہیں اور یہ حق ہے کہ آپ مصطفیٰؐ کے گھرانے کے ہیں۔ (2) عیسائی پادری نے آپ کے کمالات سن کر کہا: یہ شخص نبی ہوگا یا نبی کی ذریت سے ہوگا۔ (3) یوسف اسمٰعیل نبہانی نے کہا کہ محمد جواد بن علی رضا اکابر ائمہ اور امت کے چراغوں میں سے ہیں۔ ہمارے سادات اور سرداران اہل بیتؑ میں سے ایک ہیں۔

فرمان امام محمد تقیؑ صدقہ کے بارے میں: تین چیزیں بندے کو خدا کی خوشنودی تک پہنچاتی ہیں۔ بکثرت استغفار، نرم خوئی اور کثرت صدقہ۔ (احقاق الحق، جلد 12)

Scanned with CamScanner

آپؑ کے دادا: امام علی رضا علیہ السلام۔ **آپؑ کے والد:** امام محمد جواد علیہ السلام۔ **آپؑ کی والدہ:** سمانہ مغربیہ۔ **آپؑ کی ولادت:** صریا میں (جو مدینے کے مضافات میں ایک بستی ہے) 15 ذی الحجہ 212ھ میں ہوئی۔ **آپؑ کی کنیت:** ابوالحسن۔ **آپؑ کے القاب:** نقی، ہادی، نجیب، مرتضیٰ، عالم، متقی، فقیہ، امین، مؤتمن، طیب، متوکل، عسکری اور ناصح ہیں۔ **آپؑ کی انگوٹھی کا نقش:** اللّٰہ ربی وھو عصمتی من خلقه (اللہ میرا پروردگار ہے وہی مجھے اپنی مخلوق سے محفوظ رکھنے والا ہے)۔ **آپؑ کی زوجہ:** سلیل۔ **آپؑ کی اولاد:** امام حسن عسکری علیہ السلام، حسین، محمد، جعفر اور علیہ ہیں۔ **آپؑ کے پوتے:** امام مہدیؑ۔ **آپؑ کا سرمن رائے (سامرہ) آنا:** متوکل عباسی نے آپؑ کو یہاں بلوایا، جہاں آپؑ بیس سال نو ماہ رہے۔ **آپؑ کی نظر بندی:** آپؑ عمر بھر ظالموں کے قید خانوں میں رہے جن کے آثار آج بھی باقی ہیں۔ **آپؑ کے زمانے کے بادشاہ:** معتصم، واثق، منتصر، مستعین اور معتز۔ **آپؑ کی شہادت:** آپؑ 2 شنبہ، 3 رجب 254ھ کو معتز عباسی کے زہر کے اثر سے شہید ہوئے۔ آپؑ سرمن رائے (سامرہ) میں اپنے گھر ہی میں دفن ہوئے، آج آپؑ کی قبر مبارک بلندی اور چمک دمک میں آسمان سے باتیں کرتی ہے، جس کے اوپر دنیا کا سب سے بڑا سونے کا قبہ ہے، اسکی تعمیر میں 72000 سونے کی اینٹیں استعمال ہوئیں۔ یہاں ساری دنیا سے مسلمان زیارت کرنے اور آپکو سلام کرنے جوق در جوق حاضر ہوتے ہیں۔ **آپؑ کی مدت امامت:** 34 سال۔ **آپؑ کی عمر:** 42 سال

آپؑ کی خلافت کی نص: (1) امیہ بن علی قیسی کہتا ہے کہ میں نے ابوجعفر علیہ السلام سے عرض کیا کہ آپؑ کے بعد کون خلیفہ ہے تو آپؑ نے فرمایا: میرا بیٹا علیؑ۔ (2) محمد بن عثمان کوفی کہتا ہے میں نے ابوجعفر علیہ السلام سے کہا: اگر آپؑ کو کوئی حادثہ پیش آیا، ہم اللہ سے اس کی پناہ مانگتے ہیں، تو پھر ہم کس کی طرف (رجوع کریں) تو آپؑ نے فرمایا: میرے اس بیٹے یعنی ابوالحسنؑ کی طرف۔

آپؑ کی عبادت: (1) حائری کہتا ہے کہ آپؑ اپنے پروردگار کی عبادت کے شوق میں ساری رات قرار نہیں تھا۔ آپؑ بہت کم سوتے اور کھڑے ہو کر عبادت میں مشغول ہو جاتے۔ قرآن کی خوشحالی سے تلاوت کرتے، خود بھی گریہ کرتے اور جو سنتا وہ بھی روتا۔ آپؑ رات کی تاریکی میں ریت اور کنکریوں پر بیٹھتے اور عبادت، استغفار اور تلاوت قرآن میں مشغول رہتے۔ (2) قطب راوندی کہتا ہے کہ آپؑ رات کو قبلہ رو ہوتے اور لحظہ بھر بھی سستی نہ کرتے، آپؑ کے جسم پر پشم کا جبہ ہوتا، آپؑ کا سجادہ چٹائی پر ہوتا۔

آپؑ کی سیرت کا پہلو: (1) مسعودی کہتا ہے کہ آپؑ کے (مدینے سے) سامرا کی طرف روانگی کے موقع پر شہر سے باہر تک الوداع کہنے آپکے ساتھ ساتھ بریحہ عباسی بھی گیا۔ بریحہ عباسی حرمین کا پیش نماز تھا۔ (امام کعبہ اور امام مسجد نبوی تھا) راستے میں بریحہ کہنے لگا کہ مجھے علم ہے کہ آپؑ کو اسکی خبر ہو چکی ہے کہ آپؑ کے یہاں سے (خلیفہ کے پاس) جانے کا سبب میں بنا ہوں۔ میں بڑی سے بڑی قسم کھاتا ہوں کہ اگر آپؑ نے میری شکایت خلیفہ یا اسکے مصاحبین یا اسکے بیٹوں سے کی تو میں آپؑ کے باغات اور نخلستانوں کو یہاں جلا کر راکھ کر دونگا، آپؑ کے غلاموں اور آدمیوں کو قتل کروا دونگا اور آپؑ کی جاگیر کے چشموں کا پانی زمین دوز کر دونگا، اس میں ذرا کمی نہیں کرونگا۔ یہ سن کر ابوالحسنؑ اس سے مخاطب ہوئے اور فرمایا: میرا تجھے اللہ کی بارگاہ میں پیش کرنے کا سب سے قریب ترین وقت آنیوالی رات ہے، میں ایسا نہیں کہ تجھ کو خداوند تعالیٰ کے سامنے پیش کرنے کے بعد پھر اس کی کسی مخلوق سے تیری شکایت کروں۔ یہ سنا تو بریحہ منہ کے بل آپؑ کے سامنے گر پڑا اور رونے اور گڑگڑانے لگا، آپؑ سے معافی کا طلبگار ہوا تو آپؑ نے فرمایا چلو تم کو معاف کیا۔ (2) محمد بن ریان بن صلت کہتا ہے کہ میں نے ابوالحسنؑ کی خدمت میں خط لکھا جس میں ایک دشمن کے بارے میں حیلہ وفریب کرنے کے متعلق میں نے اجازت چاہی، آپؑ نے اس سے منع فرمایا۔ (3) ابوطیب یعقوب بن یاسر کہا کرتا تھا کہ وائے ہو تم پر مجھے ابن رضاؑ (امام علی نقیؑ) کے معاملے نے عاجز کر رکھا ہے، میں نے بہتیری کوشش کی کہ وہ میرے ساتھ شراب پئیں اور میرے ندیم و ہم نشیں بنیں مگر وہ اس سے انکار کرتے ہیں، مجھ کو اس سلسلے میں ایک موقع بھی نہیں ملا۔

آپؑ کا احسان و کرم: (1) حضرت ابوالحسن ہادیؑ کی بارگاہ میں ابوعمر و عثمان بن سعید، احمد بن اسحاق اشعری اور علی بن جعفر ہمدانی حاضر ہوئے، وہاں احمد بن اسحاق نے اس قرض کی شکایت کی تھی جو اسکے ذمے تھا۔ آپؑ نے اپنے وکیل سے فرمایا: اے عمرو اس کو تیس ہزار دینار دے دو اور علی بن جعفر کو بھی تیس ہزار دینار دیا جائے، تم خود بھی تیس ہزار دینار لے لو۔ (2) اسحاق جلاب کہتا ہے کہ میں نے یوم ترویہ ابوالحسنؑ کیلئے بہت سی بھیڑ بکریاں خریدیں جو آپؑ نے اپنے عزیز و اقارب میں تقسیم کیں۔ (3) اسحاق جلاب (بڑے شہروں کے درمیان تجارت کرنیوالا) کہتا ہے کہ میں نے ابوالحسنؑ کیلئے بہت سی بھیڑ بکریاں خریدیں، آپؑ نے مجھے بلایا اور ایک میدان میں لے گئے، وہاں آپؑ کے حکم کے مطابق میں نے ان بھیڑ بکریوں کو لوگوں میں تقسیم کر دیا۔

آپؑ کی بعض وصیتیں: (1) آپؑ کی ایک وصیت ہے: نعمتوں کا سامنا کرو، انکی اچھی دیکھ بھال کرو اور عمدہ طریقے سے ان سے ملاقات کرو، انکا شکر ادا کرو کہ ان نعمتوں میں فراوانی ہو۔ جان لو کہ نفس اس چیز کی طرف زیادہ متوجہ ہوتا ہے جو اسکو عطا کی جائے اور اس چیز سے زیادہ رکنے والا ہے جو اس سے روکی جائے، چنانچہ اسکو ایسی سواری پر سوار کرو جو سست رفتار نہ ہو۔ (2) اپنے بعض اصحاب کیلئے آپؑ کی ایک وصیت: یاد کرو اپنے گھر والوں سے اپنے بچھڑنے کو جب نہ کوئی طبیب تم کو روک سکے گا اور نہ کوئی دوست تم کو نفع پہنچا سکے گا۔

آپؑ کے حکیمانہ اقوال: (1) جس کا تو مالک ہے اس پر غضبناک ہونا قابل ملامت ہے۔ (2) ہشیاری کو آگے بڑھ کر پکڑنے سے کوتاہی کی حسرتوں کو یاد کر۔ (3) لوگ دنیا میں اموال کیساتھ اور آخرت میں اعمال کیساتھ ہیں۔ (4) حسد کرنے سے بچو کیونکہ تم میں اسکا اثر واضح ہوتا ہے جبکہ تمہارے دشمن میں اسکا کوئی عمل دخل نہیں ہوتا۔ (5) بدترین مصیبت بداخلاقی ہے۔ (6) دنیا ایک بازار ہے، جس میں ایک قوم نفع کماتی ہے اور دوسری خسارے میں رہتی ہے۔

آپؑ کے بعض جوابات: (1) عباس بن ہلال کہتا ہے کہ میں نے ابوالحسن علی بن محمدؑ سے اللہ عزوجل کے اس قول کے بارے میں سوال کیا۔ اللّٰہ نور السمٰوات والارض۔ تو آپؑ نے فرمایا یعنی انکی ہدایت اور رہبری کرنیوالا جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں۔

آپؑ کی بعض دعائیں: (1) آپؑ یہ دعا اپنی رات کی مناجات میں پڑھتے تھے۔ الھی مسیئی قلورد، و فقیر قد قصد، ولا تخیب مسعاه، و ارحمه و اغفر خطاه۔ "میرے معبود برائی کرنیوالا تیری بارگاہ میں داخل ہوا ہے، فقیر و محتاج نے قصد و ارادہ کیا ہے، اسکی سعی اور کوشش کو نا امید نہ کرنا، اس پر رحم فرما اور اسکی خطا کو بخش دے۔

امام علی ہادیؑ علماء اور دانشوروں کی نظر میں: (1) عبداللہ بن اسعد یافعی کہتا ہے کہ ابوالحسن علی ہادی بن محمد جواد بن علی رضا بن موسیٰ الکاظم بن جعفر الصادق علوی حسینی چالیس سال زندہ رہے، وہ جنابؑ عبادت گزار فقیہ اور امام تھے۔ (2) عبدالحی بن عماد حنبلی کہتا ہے کہ ابوالحسن علی بن محمد بن رضا علی بن کاظم موسیٰؑ بن جعفر صادق علوی حسینی جو ہادیؑ کے لقب سے مشہور تھے۔ فقیہ، عالم اور عبادت گزار تھے۔

فرمان امام علی نقیؑ صدقہ کے بارے میں: تنگ دستی سے انسان تزکیہ نفس اور شدید نا امید ہو جاتا ہے۔ (بحار، جلد 78)

11 امام حسن عسکری علیہ السلام

آپؑ کے دادا: امام محمد جواد علیہ السلام۔ **آپؑ کے والد:** امام علی ہادی علیہ السلام۔ **آپؑ کی والدہ:** سلیل۔ **آپؑ کے بھائی:** محمد، حسین اور جعفر۔ **آپؑ کی ولادت:** آپؑ مدینے میں 8 ربیع الثانی 232ھ میں پیدا ہوئے۔ **آپؑ کا حلیہ:** گندم گوں رنگ، موٹی موٹی آنکھیں، بہترین قد و قامت اور خوبصورت جسم، آپؑ صاحب جلالت و ہیبت تھے۔ **آپؑ کی کنیت:** ابومحمد۔ **آپؑ کے القاب:** زکی، ہادی، عسکری، تقی، خالص، سراج، صامت، رفیق اور مرضی ہیں۔ **آپؑ کی انگوٹھی کا نقش:** سبحان من له مقالید السّمٰوٰت والارض (اے وہ جس کے قبضہ قدرت میں آسمانوں اور زمین کی چابیاں ہیں)۔ **آپؑ کا سامرا میں تشریف لانا:** آپؑ اپنے والد بزرگوار حضرت امام ہادیؑ کے ساتھ تشریف لائے اور وفات تک سامرا ہی میں رہے۔ **آپؑ کی زوجہ محترمہ:** نرجس (یا ملیکہ) بنت یشوعا بن قیصر شاہ روم اس خاتون کی والدہ حضرت عیسیٰؑ کے حواریوں کی اولاد تھیں، ان کا نسب حضرت عیسیٰؑ کے وصی شمعون تک پہنچتا ہے۔ **آپؑ کے فرزند ارجمند:** حضرت امام مہدیؑ۔ **آپؑ کے زمانے کے بادشاہ:** معتز، مہتدی اور معتمد عباسی۔ **آپؑ کے آثار:** کتاب التفسیر۔ **آپؑ کی نظر بندی:** آپؑ نے اپنی زندگی ظالموں کی قید میں گزاری، ان قید خانوں کے آثار آج تک باقی ہیں۔ **آپؑ کی وفات:** آنجناب صلوات اللہ علیہ نے جمعہ 8 ربیع الاول 260ھ کو 28 سال کی عمر میں رحلت فرمائی۔ **آپؑ کا مزار مبارک:** آپؑ اپنے والد گرامی حضرت ہادی علیہ السلام کے قریب سر من رائے میں اپنے ہی گھر میں دفن ہوئے۔ آپکی قبر اطہر آج رفعت و بلندی اور چمک دمک میں آسمان سے باتیں کرتی ہے اس پر دنیا کا سب سے بڑا سونے کا گنبد ہے، اسکی تعمیر میں 2 ہزار سونے کی اینٹیں صرف ہوئیں۔ مسلمانوں کا جم غفیر ساری دنیا سے آپکی زیارت کیلئے آپکو سلام کرنے حاضر ہوتا رہتا ہے۔

آپؑ کی خلافت کی نص: آنجنابؑ نے ابوہاشم جعفری سے فرمایا: ابومحمدؑ میرا بیٹا ہے، میرے بعد میرا خلیفہ ہے۔ اسکے پاس ان تمام چیزوں کا علم ہے کہ جن کی ضرورت ہو سکتی ہے، اسکے پاس امامت کا سبب ہے۔

آنجنابؑ کی عبادت: (1) محمد شاکری سے روایت ہے کہ آنجنابؑ محراب میں بیٹھتے اور سجدے میں چلے جاتے، میں سو جاتا۔ سو کر جب اٹھتا تو دیکھتا تو آپ سجدے ہی میں ہوتے تھے۔ (2) معتمد عباسی آپؑ کی قید کے دوران کے حالات دریافت کرتا رہتا تھا، اس کو بتایا جاتا کہ آپؑ دن کو روزے رکھتے اور راتوں کو نمازیں پڑھتے ہیں۔

آپؑ کی سیرت سے اقتباس: آپؑ نے داود بن اسود کو پیغام بھیجا: جب تم سنو کہ کوئی مجھے برا بھلا کہہ رہا ہے تو (اس پر کان نہ دھرو۔ مترجم) اور جس کا تم کو حکم دیا گیا ہے، اسی راستے پر چلتے رہو اگر کوئی ہم کو برا بھلا کہے تو اس سے بچ کر تم اسکو جواب دو یا اسکو اپنے آپ کو پہنچاؤ۔

آپؑ کا احسان و کرم: (1) آپؑ نے ابوہاشم جعفری کیلئے ایک سو دینار بھیجے۔ آپؑ نے مزید لکھا کہ اگر تم کو ضرورت اور احتیاج ہوا کرے تو بلا تکلف مانگ لیا کرو، کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہ کیا کرو۔ بیشک تمہارے لیے وہ کچھ ہوگا، جس کو تم پسند کرو گے (انشاء اللہ)۔ (2) ابوجعفر عمری کہتا ہے کہ ابوطاہر بلبل نے حج کیا تو علی بن جعفر ہمدانی کو دیکھا کہ وہ بہت زیادہ توقعات خرچ کر رہا ہے۔ جب واپس آیا تو یہ بات اس نے ابو محمدؑ کو لکھ بھیجی۔ آپؑ نے اس رقعے پر لکھا کہ ہم نے اس کے لیے ایک لاکھ دینار کا حکم دیا ہے اور تیرے لیے بھی اس کے مثل حکم دیا ہے۔ (3) آپؑ نے عمرو بن ابو مسلم کو پچاس دینار بھیجے اور فرمایا: اس سے کنیز خریدو۔

آپؑ کی وصیت: تم ناقص اجل اور گنتی کے دنوں میں ہو، موت اچانک آتی ہے جو شخص خیر کا پودا لگائے گا وہ قابل رشک فصل کاٹے گا جو شر اور برائی کا بیج بوئے گا، وہ ندامت اور پشیمانی کی فصل کاٹے گا۔ ہر کھیتی بونے والے کو وہ کچھ ملے گا جس کی اس نے کھیتی اگائی ہوگی، سست رفتار اپنے حصے کی طرف سبقت نہیں کر سکتا۔ حریص اور لالچی اس چیز کو نہیں پا سکتا جو اسکے مقدر میں نہیں، جس کو خیر و بھلائی دی گئی وہ اللہ نے اسکو دی ہے اور جو شر اور برائی سے بچ گیا تو اللہ تعالیٰ نے اسکو بچایا ہے۔

آپؑ کی حکمت کی باتیں: (1) بے شک جنت میں ایک دروازہ ہے جس کو "باب المعروف" کہتے ہیں، اس میں اہل معروف اور احسان کرنے والے داخل ہوں گے۔ (2) جو شخص کسی مجلس میں اپنے شرف سے پست جگہ بیٹھنے پر راضی ہو تو اللہ اور اسکے ملائکہ اس پر اس وقت تک صلوات بھیجتے رہتے ہیں جب تک وہ اس جگہ سے نہیں اٹھتا۔ (3) کسی سے جھگڑا نہ کرو ورنہ تمہاری خوبصورتی اور چہرے کی رونق ختم ہو جائے گی کسی سے مزاح نہ کرو، ورنہ تم پر جرأت اور جسارت کی جائے گی۔

آپؑ کے چند جوابات: (1) آپؑ سے فہفکی نے سوال کیا: مسکین اور ضعیف عورت کا کیا قصور ہے کہ وہ میراث کا ایک حصہ پاتی ہے اور مرد دو حصہ لیتا ہے۔ آپؑ نے فرمایا اس لیے کہ عورت کیلئے نہ جہاد ہے نہ کسی کا نان و نفقہ اسکے ذمہ ہے اور نہ اس پر دیت ہے۔ یہ ساری چیزیں مرد پر لازم ہیں۔ (2) جعفر بن محمد بن حمزہ علوی کہتا ہے کہ میں نے ابو محمد حسنؑ بن علی بن محمد بن رضا کو خط لکھا اور سوال کیا کہ اللہ تعالیٰ نے روزوں کو کیوں فرض و واجب کیا ہے؟ آپؑ نے جواب میں لکھا کہ خداوند تعالیٰ نے روزہ اس لیے فرض کیا ہے کہ غنی اور مالدار بھوک کو چھو کر فقیر و مسکین سے شفقت و مہربانی سے پیش آئے۔

آپؑ کی ایک دعا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یا عدتی عند شدتی، ویا غوثی عند کربتی، ویا مولٰی عند وحدتی، احرسنی بعینک التی لاتنام، و اکنفنی برکنک الذی لا یرام۔ ترجمہ: اے میرے ساز و سامان اور میری تیاری میری شدت و سختی کے وقت کی۔ اے میرے مددگار میری مصیبت کے وقت کی، اے میرے مونس میری تنہائی میں، میری حفاظت فرما اپنی اس نظر رحمت اور آنکھ سے جو نہیں سوتی اور مجھے گھیر لے اپنے اس رکن و ستون کیساتھ جس کا قصد نہیں کیا جا سکتا۔

امام حسن عسکریؑ علماء اور عظماء اور بڑے لوگوں کی نظر میں: (1) آپؑ کے بارے میں دیر عاقول کے راہب نے کہا: یہ اپنی آیات و نشانیوں اور براہین اور دلائل میں مسیح کی نظیر ہیں۔ وہ آپؑ کی بعض کرامات کا مشاہدہ کر کے اسلام لے آیا تھا۔

فرمان امام حسن عسکریؑ صدقہ کے بارے میں: سرکار امام عسکریؑ اپنی پشت مبارک پر سامان رکھ کر راتوں کو نکلتے تھے اور شب کی تاریکی میں گھر گھر جا کر خستہ حال لوگوں میں رقم کے علاوہ اناج، کپڑے اور اسی طرح روزمرہ ضروریات کی چیزیں بلاناغہ تقسیم کرتے تھے۔ (مستدرک الوسائل، جلد 7)

آپؑ کا نام: محمدؑ ہے۔ **آپؑ کے والد:** امام حسن عسکری علیہ السلام۔ **آپؑ کے دادا:** امام علی ہادی علیہ السلام۔ **آپؑ کی والدہ:** نرجس خاتون ہیں اور کہا گیا ہے کہ ملیکہ بنت یشوعا ابن قیصر روم ہیں اور اس خاتون کی والدہ حواریین کی اولاد میں سے ہیں جو شمعون وصی عیسیٰؑ کی طرف منسوب ہیں۔ **آپؑ کی کنیت:** ابوالقاسم ہے (جو رسول اللہؐ کی کنیت ہے)۔ **آپؑ کے القاب:** مہدی، قائم، منتظر، صاحب الزمان، حجت خاتم اور صاحب الدار ہیں۔ **آپؑ کی ولادت:** آپؑ 15 شعبان کی رات میں 255ھ میں سر من رائی (سامرہ) میں پیدا ہوئے۔ **آپؑ کا حلیہ:** آپؑ کا چہرہ مبارک سفید سرخی مائل اور گندم گوں ہے، آپؑ کی پیشانی فراخ روشن اور تاباں ہے، آپؑ کے ابرو ایکدوسرے سے ملے ہوئے ہیں، آپؑ کے رخسار طویل ہیں، ستواں ناک دراز اور ایک سا رہے، اسکا سرا اٹھا ہوا ہے، جس کا حسن دیکھنے والے کو تعجب میں ڈال دے۔ گویا آپؑ درخت دیان کی ٹہنی ہیں اور آپؑ کا چہرہ گویا کوکب دری ہے۔ آپؑ کے دائیں رخسار پر ایک تل ہے، گویا وہ کستوری کی ڈلی ہے جو سفید چاندی پر رکھی ہو، سر پر کان تک بالوں کی (زلفیں) اور نرم بال کانوں کی لو تک اٹھے ہوئے ہیں، قد و قامت ایسا کہ اس سے زیادہ میانہ قد آنکھوں نے نہیں دیکھا اور نہ ہی حسن و حیاء میں کوئی آپؑ سے زیادہ معروف رہا۔ آپؑ کی پہلی غیبت جس کو غیبتِ صغریٰ کہا جاتا ہے اسکی مدت انہتر سال ہے اور اس غیبت میں آپؑ نے اپنے سفراء اور نائب مقرر کیے تھے۔ آپؑ کا ان سے رابطہ تھا اور آپکے احکامات انکی طرف جاری ہوتے تھے۔ **آپؑ کے اہم سفراء یا نائبین یہ ہیں:** (۱) ابو عمرو عثمان بن سعید بن عمرو عمری اسدی۔ (یہ امام ہادی اور امام عسکری علیہما السلام کے وکیل رہ چکے تھے)۔ (۲) انکے بیٹے ابو جعفر محمد بن عثمان بن سعید متوفی 304ھ۔ (۳) ابوالقاسم حسین بن روح بن ابو بحر نوبختی (326ھ میں انتقال کیا)۔ (۴) ابوالحسن علی بن محمد سمری 329ھ میں انتقال کیا۔ آپؑ کی دوسری غیبت، غیبت کبریٰ کہی جاتی ہے۔ یہ غیبت 329ھ یعنی جناب علی بن محمد سمری کی وفات کے بعد شروع ہوئی۔ یہ غیبت کبریٰ اس وقت تک ہے کہ جب خدا آپکو ظہور کا حکم دے۔ **آپؑ کا نقش نگیں:** "انا حجۃ و خاصتہ"۔ آپؑ کے جھنڈے پر لکھا ہے "البیعۃ للہ" بیعت صرف اللہ کے لیے ہے۔ آپؑ کے انصار اہل بدر کی تعداد میں تین سو تیرہ افراد ہیں اور وہ خاص حضرات اور علمبردار آپؑ کے ظہور کے بعد شہروں میں آپؑ کے عامل اور گورنر مقرر ہونگے۔ آپؑ کے ظہور کی جگہ مکہ مکرمہ ہے، آپؑ کا بیعت لینے کا مقام رکن و مقام کے درمیان ہے۔ آپؑ کا لشکر دس ہزار افراد پر مشتمل ہوگا۔ آپؑ کی حکومت تمام عالم پر ہوگی۔ آنحضرتؐ سے یہ حدیث متواتر مروی ہے کہ (یملاء الارض قسطاً و عدلاً کما ملئت ظلماً و جوراً) آپؑ زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح پُر کردیں گے جیسے وہ ظلم و جور سے پُر ہوگی۔ اکثر روایات کے مطابق آپؑ کی حکمرانی کی مدت پانچ سال ہے، بعض روایات میں سات سال، نو سال یا انیس سال کا ذکر ہے۔ کچھ روایات میں اس مدت سے زیادہ کا بھی ذکر ہے۔

آپؑ قرآن حکیم کی نظر میں: (1) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "فاستبقوا الخیرات اینما تکونوا یات بکم اللہ جمیعا۔" یعنی خیرات اور اچھے کاموں میں ایکدوسرے سے سبقت کرو جہاں کہیں بھی تم ہو گے خدا تم کو اکٹھا کر لائیگا۔ (بقرہ 148)۔ ابن عباس اسکی تفسیر کرتے ہیں اور انہوں نے کہا (مطلب) قائمؑ کے اصحاب ہیں کہ جنہیں خدا ایک ہی دن میں یکجا کردیگا۔ ابوجعفرؑ سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: "خیرات" سے مراد ولایت ہے اور خداوند تعالیٰ کا ارشاد "اینما تکونوا یات بکم اللہ جمیعا" اور جہاں کہیں ہو گے تو خدا تم سب کو لے آئے گا۔ سے مراد قائمؑ کے اصحاب ہیں۔ جن کی تعداد تین سو تیرہ ہوگی۔ آپ نے فرمایا کہ خدا کی قسم وہ امت معدودہ (شمار اور منتخب کیے ہوئے) ہیں۔ خدا کی قسم وہ خریف کے بادلوں کی طرح ایک ہی ساعت میں اکٹھے ہو جائیں گے۔ ابو عبداللہؑ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: امام مہدیؑ اور انکے اصحاب پہلے سے کیے ہوئے وعدہ کے بغیر اکٹھے ہونگے۔

آنحضرتؐ ظہور مہدیؑ کی بشارت دیتے ہیں: (1) حضرتؐ نے فرمایا کہ یہ دن راتیں ہرگز نہیں گزریں گی، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ میرے اہل بیتؑ میں سے ایک مرد کو مبعوث کریگا جس کا نام میرے نام کے موافق ہوگا، وہ زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیگا، جس طرح وہ ظلم و جور سے بھری ہوگی۔ (2) احمد، ترمذی، ابوداؤد اور ابن ماجہ نے آنحضرتؐ سے یہ حدیث روایت کی ہے کہ دنیا کے ختم ہونے میں ایک دن بھی باقی رہ جائے تو خدا اس دن میرے اہل بیتؑ میں سے ایک شخص کو بھیجے گا جو اسے عدل و انصاف سے پُر کردیگا جس طرح وہ ظلم و جور سے پُر ہوگی۔ (3) آنحضرتؐ نے حضرت فاطمۃ الزہراؑ سے فرمایا کہ مہدیؑ تمہاری اولاد میں سے ہوگا۔

امیر المؤمنین علیہ السلام ظہور مہدیؑ کی بشارت دیتے ہیں: محمد بن حنیفہ نے اپنے والد بزرگوار امیر المؤمنینؑ سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا: مہدی عجل اللہ فرجہ ہم اہل بیت میں سے ہیں۔ خدا انکے معاملے کو ایک رات میں درست کردیگا۔

آئمہ طاہرین علیہم السلام ظہور مہدیؑ کی بشارت دیتے ہیں: امام حسینؑ نے فرمایا! ہم میں سے بارہ مہدی ہیں۔ انکے اول امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہیں اور ان میں سے آخری میری اولاد میں سے نویں ہیں، وہ امام قائمؑ بالحق ہیں۔ انکے ذریعے خداوند عالم زمین کو مردہ ہونے کے بعد زندہ کریگا۔ انکے ذریعے دین حق کو باقی تمام ادیان پر غلبہ عطا کریگا، اگرچہ مشرکین اسکو ناپسند کرتے ہیں۔ انکے لیے ایک غیبت ہے، جس کے دوران کئی قومیں مرتد ہو جائیں گی، جو اس دین پر ثابت قدم رہیں گے، انکو اذیت پہنچائی جائے گی، ان سے کہا جائے گا کہ یہ وعدہ کب پورا ہوگا، اگر تم سچے ہو یاد رکھو جس نے انکی غیبت میں اذیت، تکلیف اور تکذیب پر صبر کیا وہ اس مجاہد کے مثل ہے، جس نے رسول اللہؐ کے سامنے تلوار سے جہاد کیا ہو۔

آپؑ کے ظہور کی علامات: (1) آنحضرتؐ نے فرمایا کہ ہم میں سے اس امت کے مہدیؑ ہیں۔ جب دنیا میں فتنہ و فساد برپا ہوگا، فتنے ظاہر ہوں گے، راستے کٹ جائیں گے، بعض دوسروں پر غارتگری کریں گے۔ نہ بڑا چھوٹے پر رحم کریگا اور نہ چھوٹا بڑے کی عزت و توقیر کریگا، اسوقت اللہ تعالیٰ ہمارے مہدیؑ کو جو حسینؑ کی صلب میں سے نویں ہیں مبعوث کریگا، وہ گمراہی کے قلعوں کو فتح کریگا اور بند دلوں کو کھولے گا۔ وہ دین کیلئے آخری زمانے میں قیام کریگا، جس طرح میں نے پہلے زمانے میں قیام کیا ہے، وہ زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیگا جس طرح وہ ظلم و جور سے بھری ہوگی۔

آپؑ کی کچھ دعائیں: آپؑ کی ایک دعا: یا نور النور، یا مدبر الامور یا باعث من فی القبور۔ صل علی محمد و ال محمد و اجعل لی ولشیعتی من الضیق فرجا و من الھم مخرجا و اوسع لنا المنھج و اطلق لنا من عندك ما یفرج و افعل بنا ما انت اھلہ یا کریم یا ارحم الراحمین۔ ترجمہ: اے نور روشنی کو نور بخشنے والے! اے امور کی تدبیر کرنیوالے اور جو قبروں میں ہیں، انکو اٹھانے والے، محمدؐ وآل محمدؐ پر اپنی رحمت نازل فرما اور مجھے اور میرے ساتھیوں کو تنگی اور ضیق سے فرج اور کشائش عطا فرما اور غم اور پریشانی سے نکلنے کی جگہ اور کشادہ کردے، ہمارے لیے کشائش کے راستے اور کھول دے، ہمارے ساتھ وہ سلوک کر جس کا تو اہل ہے، اے کریم! اے رحم کرنیوالوں میں سب سے زیادہ رحم کرنیوالے ہیں۔

آپؑ کی سلطنت و حکومت: بلاشبہ آپؑ کی حکومت ساری دنیا پر محیط ہوگی اور آپؑ کے عدل و انصاف سے پوری انسانیت مستفید ہوگی، ساری دنیا پر دین اسلام کا غلبہ ہوگا۔ یہ حدیث شریف متواتر ہے یملاء الارض قسطا و عدلا کما ملئت ظلما و جورا (آپؑ زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر دیں گے جس طرح وہ ظلم و جور سے بھری ہوگی۔

امام مہدیؑ صحاح ستہ میں: (1) آنحضرتؐ نے فرمایا: تمہاری حالت و کیفیت کیا ہوگی جب ابن مریمؑ تم میں نازل ہونگے اور تمہارا امام تم ہی میں سے ہوگا۔ (2) تمہارے خلفاء میں سے ایک ایسا خلیفہ ہوگا جو مٹھیاں بھر بھر کے مال دیگا، گن گن کر نہیں۔ (3) آپؐ نے فرمایا: مہدیؑ میری عترت میں سے اولاد فاطمہؑ سے ہوگا۔

فرمان امام مہدی آخر الزمانؑ صدقہ کے بارے میں: افضل ترین صدقہ وہ ہے جو تم ایسے رشتہ داروں کو دو جو تم سے قلبی طور پر دشمنی رکھتے ہوں۔ (ہدیۃ الشیعہ)

شجرہ خاندانِ زنجانیہ عالیہ درگاہ پیر شاہ زنجانی

داماد رسولؐ خدا شیر خدا مولائے کائنات پارہ نور اولیس نور ختم المرسلین باب مدینۃ العلم امام اول حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام

☆......امام حضرت علی مرتضیٰ داماد رسول مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
☆......سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام ابن
☆......حضرت امام زین العابدین علیہ السلام ابن
☆......حضرت امام باقر علیہ السلام ابن
☆......حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ابن
☆......حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام ابن
☆......حضرت امام علی رضا علیہ السلام ابن
☆......حضرت امام علی تقی علیہ السلام ابن (برادر سید موسیٰ البرقع)
☆......سید موسیٰ البرقع شاہ زنجانی ابن (آمد زنجان 225ھ)
☆......سید احمد پاک کبیر شاہ زنجانی ابن
☆......سید محمد الاعرج شاہ زنجانی ابن
☆......سید شاہ احمد ثانی شاہ زنجانی ابن
☆......سید موسیٰ اصغر شاہ زنجانی ابن
☆......سید میر احمد ابو عبداللہ شاہ ابن
☆......سید محمد میر عالم نور شاہ زنجانی ابن
☆......سید میر علی شاہ زنجانی ابن
☆......سید میر جعفر نظام الملت زنجانی ابن
☆......سید میر عالم ابی محمد شاہ زنجانی ابن
☆......سید امیر علی شاہ زنجانی ابن
☆......سید اخی ابو الفرح شاہ زنجانی ابن
☆......سید ابو جعفر شاہ زنجانی ابن
☆......سید علی شاہ جہانیاں زنجانی ابن
☆......سید میراں حسین شاہ زنجانی ابن (مدفون لاہور)
☆......سید میر حسن شاہ زنجانی ابن
☆......سید میر علی شاہ زنجانی ابن
☆......سید اسمٰعیل شاہ زنجانی ابن

☆......سید میر احمد شاہ زنجانی ابن
☆......سید شاہ ابی زید زنجانی ابن
☆......سید جلال الدین شاہ زنجانی ابن
☆......سید کمال الدین شاہ زنجانی ابن
☆......سید بابو شاہ زنجانی ابن
☆......سید سلیمان شاہ زنجانی ابن
☆......سید اسمٰعیل شاہ زنجانی ابن
☆......سید عبدالوہاب شاہ زنجانی ابن
☆......سید پیر علی شاہ زنجانی ابن
☆......سید شاہ محمد زنجانی ابن
☆......سید معظم شاہ زنجانی ابن
☆......سید غلام علی شاہ زنجانی ابن
☆......سید مراد شاہ لقب باقر شاہ زنجانی ابن
☆......سید غلام نبی شاہ زنجانی ابن
☆......سید شاکر علی شاہ زنجانی ابن
☆......سید محمد شاہ زنجانی ابن
☆......سید سکندر شاہ زنجانی ابن
☆......سید باباجیون شاہ زنجانی ابن
☆......الحاج سید ناظر حسین شاہ زنجانی ابن
☆......شہزادہ سید انتظار حسین شاہ زنجانی ابن

درگاہ پیر شاہِ زنجانی لاہور

جانشین خاندان زنجانیہ عالیہ

☆......شہزادہ سید مصور علی زنجانی
☆......شہزادہ سید محمد علی زنجانی
☆......شہزادہ حافظ سید محسن علی زنجانی
☆......شہزادہ سید محمد اذان علی زنجانی

شہزادگانِ زنجانی کا 48 ویں پشت سے شجرہ جاملتا ہے

شجرہ خاندان زنجانیہ عالیہ

اہلِ خاندان سادات متوجہ ہوں، شجرۂ نسب خاندانِ زنجانیہ عالیہ **84** صفحات پر مشتمل مرتب کیا گیا ہے۔ دیگر مشائخ عظام پاکستان بھی اپنے بزرگوں کے سالانہ عرس کی تواریخ اس میں شامل کروا سکتے ہیں۔ یہ شجرہ سبھی سادات عظام کیلئے شائع کیا گیا ہے۔ روحانیات کا شوق رکھنے والے خاندانِ زنجانیہ کے عقیدت مند اس شجرہ کو ادارہ "آئینہ قسمت" سے **مفت طلب** کر سکتے ہیں۔ حافظ شہزادہ سید محسن علی زنجانی

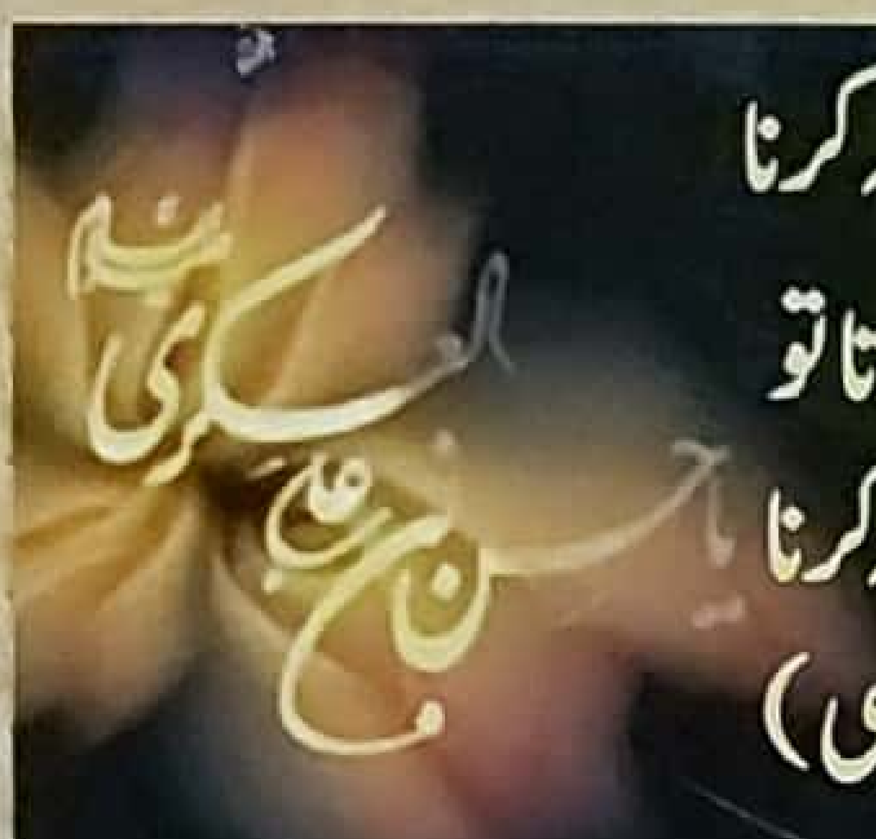

(اے حبیبؐ!) اگر میں نے آپؐ کو خلق نہ کرنا
ہوتا، تو افلاک کو نہ بناتا، اگر علیؑ کو خلق نہ کرنا ہوتا تو
آپؐ کو خلق نہ کرتا، اور اگر فاطمہؑ کو خلق نہ کرنا
ہوتا، تو آپ دونوں کو خلق نہ کرتا۔ (حدیث قدسی)

روضہ نبویؐ کے قریب خاتونِ جنت (فاطمہؑ) کا
روضہ جسے 1925ء میں شہید کر دیا گیا۔ انہی
قوتوں نے امام حسن عسکریؑ کے مزار کو شہید کرنے
کی (2009ء میں) گھناؤنی سازش کی۔

Jannatul Baqi-Before the demolition of 1925, by King Ibne Saud

شجرہ طیبہ معصومین علیہ السلام
کے گیارہویں امام
حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام
مزار مبارک (سر من رائے) عراق

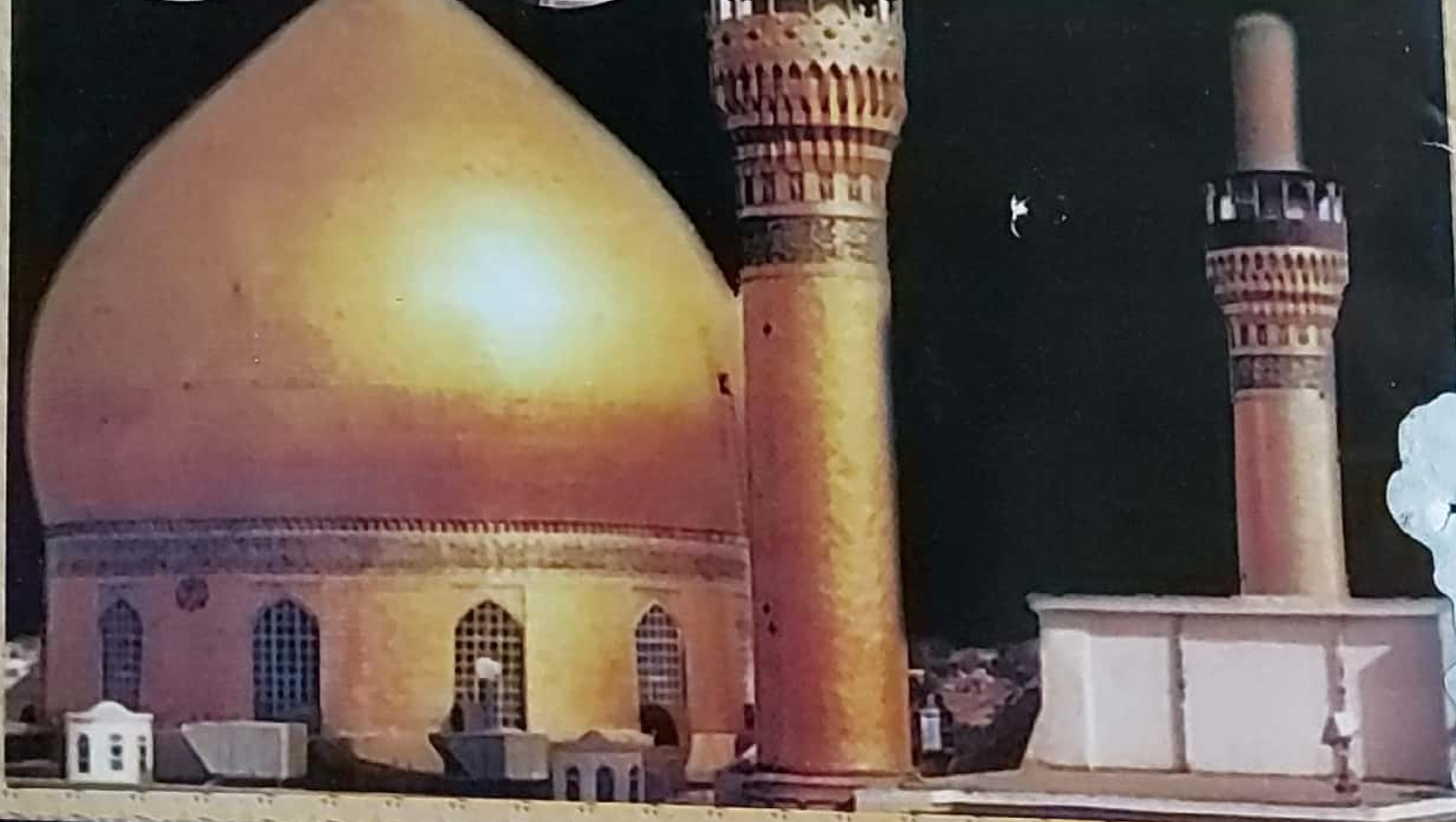

شجرۂ طیبہ
معصومین علیہ السلام

مصدقہ:
ادارہ شیعہ مجلس علمائے پاکستان

مصدقہ:
آقا ملت مولانا سید نجم الحسن صاحب
قبلہ کراروی، پشاور

اسمائے معصومین	مشہور لقب	کنیت	اُمہات	تعدادِ اولاد	تاریخ وماہ وسن ولادت	جائے ولادت	تاریخ وفات	مدت حیات	بادشاہ وقت	سبب شہادت	جائے دفن
پیغمبر اسلام حضرت محمدؐ	مصطفیٰ	ابو القاسمؐ	حضرت آمنہؑ بنت وہب	فاطمہؑ، ہرا، طیب طاہر، قاسم و ابراہیم	۱۷ ربیع الاول ۱ عام الفیل	شعب ابی طالب (مکہ معظمہ)	۲۸ صفر ۱۱ھ	۶۳ سال	و۔ نوشیرواں عادل ش۔ ہرقل بادشاہ قیصر روم	زہر۔ یہودیہ بمقام خیبر	مدینہ طیبہ
ام الائمہ جناب فاطمہؑ	زہراء	ام الحسنین سیدۃ النساء	حضرت خدیجۃ الکبریٰ	حسن، حسینؑ، محسن ام کلثوم و سقط محسن	۲۰ جمادی الثانیہ ۵ بعثت	مکہ معظمہ	۳ جمادی الثانیہ ۱۱ھ	۱۸ سال ۹ ماہ ۱۵ یوم	و۔ یزدجرد ش۔ حضرت ابوبکر	افتادن در و پہلو شکستن	جنت البقیع (مدینہ)
ابو الائمہ حضرت علیؑ	امیر المومنین	ابو الحسن ابو تراب	حضرت فاطمہؑ بنت اسد	۱۱ پسر ۱۶ دختران	۱۳ رجب ۳۰ عام الفیل یوم جمعہ	درمیان خانہ کعبہ	۲۱ رمضان ۴۰ھ	۶۳ سال	و۔ شہریار ش۔ معاویہ	ضرب ابن ملجم سازش امیر شام بمقام مسجد کوفہ	نجف اشرف (عراق)
حضرت امام حسنؑ	مجتبیٰ	ابو محمدؐ	حضرت فاطمہ زہراؑ	۸ پسر ۷ دختران	۱۵ رمضان ۳ھ	مدینہ منورہ	۲۸ صفر ۵۰ھ	۴۷ سال	و۔ یزدجرد ش۔ معاویہ	زہر دادن جعدہ بنت اشعث [illegible] امیر معاویہ	جنت البقیع (مدینہ)
حضرت امام حسینؑ	سید الشہداء	ابو عبد اللہ	حضرت فاطمہ زہراؑ	۶ پسر ۴ دختران	۳ شعبان ۴ھ (بنا بر مشہور)	مدینہ منورہ	۱۰ محرم ۶۱ھ	۵۷ سال	و۔ یزدجرد ش۔ یزید	ذبحہائے بیشمار بمقام کربلا بخنجر شمر لعین	کربلائے معلیٰ (عراق)
حضرت امام علیؑ	زین العابدین	ابو محمدؐ	حضرت شہربانو بنت یزدجرد بادشاہ ایران	۱۱ پسر ۴ دختران	۱۵ جمادی الاول ۳۸ھ	مدینہ منورہ	۲۵ محرم ۹۵ھ	۵۷ سال	و۔ بادشاہ دین امیر المومنین حضرت علیؑ ش۔ ولید	زہر دادن ولید بن عبد الملک	جنت البقیع (مدینہ)
حضرت امام محمدؐ	باقر	ابو جعفر	فاطمہ بنت امام حسن	۵ پسر ۲ دختران	یکم رجب ۵۷ھ	مدینہ منورہ	۷ ذی الحجہ ۱۱۴ھ	۵۷ سال	و۔ معاویہ ش۔ ہشام	زہر ابراہیم بن ولید بن عبد المالک	جنت البقیع (مدینہ)
حضرت امام جعفرؑ	صادق	ابو عبد اللہ ابو اسمٰعیل	ام فروہ بنت قاسم بن محمد ابن ابی	۷ پسر ۳ دختران	۱۷ ربیع الاول ۸۳ھ	مدینہ منورہ	۱۵ شوال ۱۴۸ھ	۶۵ سال	و۔ عبد الملک بن مروان ش۔ منصور	زہر منصور دوانقی	جنت البقیع (مدینہ)
حضرت امام موسیٰؑ	کاظم	ابو الحسن ابو ابراہیم	حمیدہ خاتون	۱۹ پسر ۱۸ دختران	۷ صفر ۱۲۸ھ	ابواء (مابین مکہ و مدینہ)	۲۵ رجب ۱۸۳ھ	۵۵ سال	و۔ مروان الحمار ش۔ ہارون رشید	زہر ہارون رشید عباسی بذریعہ سندی ابن شاہک	کاظمین (عراق)
حضرت امام علیؑ	رضا	ابو الحسن	ام البنین	امام محمد تقی فقط	۱۱ ذی قعدہ ۱۴۸ھ	مدینہ منورہ	۲۳ ذی قعدہ ۲۰۳ھ	۵۵ سال	و۔ منصور دوانقی ش۔ مامون رشید	زہر مامون رشید	مشہد مقدس (خراسان)
حضرت امام محمدؐ	تقی	ابو جعفر	خیزران خاتون (ریحانہ)	۲ پسر ۲ دختران	۱۰ رجب ۱۹۵ھ	مدینہ منورہ	۲۹ ذی قعدہ ۲۲۰ھ	۲۵ سال ۳ ماہ ۱۲ یوم	و۔ محمد الامین عباسی ش۔ معتصم باللہ	زہر معتصم باللہ بذریعہ ام الفضل بنت مامون رشید	کاظمین (عراق)
حضرت امام علیؑ	نقی	ابو الحسن	سمانہ خاتون	۵ فرزند	۵ رجب ۲۱۴ھ	حوالی مدینہ منورہ	۳ رجب ۲۵۴ھ	۴۰ سال	و۔ مامون رشید ش۔ معتمد باللہ	زہر معتمد باللہ	سر من رائے (عراق)
حضرت امام حسنؑ	عسکری	ابو محمدؐ	حدیثہ خاتون	حضرت صاحب الامر	۱۰ ربیع الثانی ۲۳۲ھ	مدینہ منورہ	۸ ربیع الاول ۲۶۰ھ	۲۸ سال ۲ ماہ	و۔ واثق باللہ ش۔ معتمد باللہ	زہر معتمد باللہ	سر من رائے (عراق)
حضرت امام محمدؐ	مہدی الحجۃ القائم صاحب الزمان	ابو القاسم	نرجس خاتون	العلم عند اللہ	۱۵ شعبان ۲۵۶ھ	سر من رائے عراق	بحکم خدا زندہ ہیں	ماشاء اللہ	و۔ معتمد باللہ	بحکم خدا زندہ ہیں	جائے غیبت سر من رائے

نوٹ: بادشاہ وقت کے خانہ میں "و" سے ولادت اور "ش" سے شہادت مراد ہے۔ (شاہ زنجانی)

Scanned with CamScanner

مکہ (کعبہ) مدینہ (حرم محمدؐ) پر حملہ کیا جاسکتا ہے: امریکی صدارتی امیدوار ٹام ٹینکریڈو

کعبہ کی حفاظت کے لئے آج بھی نسل حضرت عبدالمطلبؑ میں سے امام زمانہ حضرت مہدی علیہ السلام موجود ہیں۔ ان کے جلد ظہور کی دعا ہے۔ (**شاہ زنجانی**)

میں پریشان حال (ڈپریشن) میں پیرومرشد **شہزادہ سید انتظار حسین شاہ زنجانی** کی خدمت میں کاشانہ زنجانی گلبرگ پہنچا اور امریکی صدارتی امیدوار کی دھمکی آمیز خبر کی طرف توجہ دلائی ایک لحہ کے لئے شاہ زنجانی کے چہرے پر اپنے جدِ امجد کی طرح روحانی جلال آگیا فرمانے لگے **چودھری واجد علی خان صاحب** پوری خبر سنائیں۔ میں نے بتایا کہ امریکی ری پبلکن پارٹی کے صدارتی امیدوار کانگریس کے رکن ٹام ٹینکریڈو نے امریکی صیہونی شیطنت کا لب لباب بیان کرتے ہوئے ہرزہ سرائی کی ہے کہ اگر ''دہشت گرد'' ان کے ملک پر ایٹمی حملہ کریں تو امریکہ کو مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ پر جوابی حملہ کر دینا چاہئے۔ ریاست کولوریڈو سے تعلق رکھنے والے بش کی پارٹی کے اہم رکن کا یہ بیان ایک ٹاؤن ہال میں تیس افراد کے سامنے دیا گیا۔ آئندہ ہونے والے امریکی انتخابات میں اس شخص کو بش کا جانشین کہا جارہا ہے۔ حرمین شریفین پر حملے کی ناپاک صیہونی تجویز مستقبل کے ''بش'' نے ایجنڈا واضح کر دیا۔ امریکی صدارتی انتخابی مہم میں پہلے خوشحالی کے منشور اور اب امت مسلمہ کی تباہی کے پروگرام پیش کئے جاتے ہیں۔ شاہ زنجانی صاحب سے میں نے عرض کی آقا! ہم دنیا میں سوا ارب مسلمان ہیں کیا اللہ نے ہمیں یوں ہی بے یارومددگار چھوڑ دیا ہے۔ **شاہ زنجانی** فرمانے لگے چودھری صاحب! ایسا ہرگز نہیں ہے۔ پیغمبرِ اسلام کی ولادت کے سال **ابرھہ** کا کعبہ کو ڈھانے کیلئے حملہ اور اس کا انجام آج بھی سورۃ فیل کی تفسیر میں شان قران پاک ہے۔ امریکہ چونکہ جاپان پر دو ایٹم بم گرا چکا ہے۔ عالمی مجرم ہے، اسے ڈر لگا رہتا ہے کہ کوئی ملک اس پر ایٹم بم نہ گرا دے۔ اسلام امن پسند مذہب ہے امریکہ کو شوق امن ہو تو بین المذاہب بین الاقوامی کانفرنس بلائے۔ جس طرح صدر پاکستان ملک سے باہر جائیں تو سینٹ کے چیئرمین کو صدر بنا دیا جاتا ہے جبکہ دنیاوی ناقص نظام میں بھی عدگی ہے تو پھر بھلا **مالک کُل** کا نظام کیسے کامل نہیں ہو سکتا۔ خاتمہ نبوّت کے بعد عدل کا تقاضا ہے کہ قیامت تک کوئی اللہ کا نمائندہ ہونا چاہئے اور وہ ہیں **امام زمانہ**۔ؑ الوہیت کا تحفظ رسالتؐ اور الوہیت رسالت کا تحفظ اب امامتؑ کے ذمہ ہے۔ سلسلہ امامت کے بارھویں امام حضرت محمد مہدی علیہ اسلام جنکی آمد (ظہور) پر سبھی دنیا کے ہر ملک کے مسلمان متفق ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ مسلمان اُمہ ان کا شعور نہیں رکھتے۔ میں نے عرض کی کہ اس مرتبہ **شہزادہ حافظ محسن علی زنجانی** کو حکم دیں کہ وہ تحقیق کر کے ہمیں امام زمانہؑ کی معارفت سے روشناس کرائیں۔ جو پیش خدمت ہے۔

محمدؐ
۹۲

علیؑ
۱۱۰

محمدؐ اور علیؑ لحمک لحمی!
طلسم اس کا میں سمجھاؤں تجھے سُن!
محمدؐ سے جو حرف م لے لے
علیؑ کے ع کو بھی اک طرف چُن!
کیا جمع تو حاصل ایک سو دس
علیؑ ظاہر ہوئے، سر کو ذرا دھن!
جو باقی حمد اور لی رہ گئے ہیں
وہ اعداد محمدؐ مظہر کُن!

نتیجہ فکر: منجم اعظم الحاج سید ناظر حسین زنجانیؒ

چوھدری واجد علی خان (سابق ایم پی اے) جنڈیالہ کلساں (نارنگ منڈی) کالا خطائی روڈ ضلع شیخوپورہ
Phone: Res: 056-2215005 Mob: 0300-4259249

عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف

حضرت امام مھدی الزمان علیہ السلام

تحقیق و پیشکش: شہزادہ حافظ سید محسن علی زنجانی

امام مھدیؑ علیہ السلام ایک نظر میں: آپ کا نام محمدؐ ہے۔ آپ کے والد امام عسکری علیہ السلام ہیں۔ آپ کے دادا امام علی ہادی علیہ السلام ہیں۔ آپ کی والدہ جس خاتون ہیں اور کہا گیا ہے کہ ملیکہ بنت یشوعا بن قیصر روم ہیں اور ان خاتون کی والدہ حوارئین کی اولاد سے ہیں جو شمعون وصی عیسیٰ کی طرف منسوب ہیں۔ آپ کی کنیت ابوالقاسم ہے (جو رسول اللہ ﷺ کی کنیت ہے)۔ آپ کے القاب مہدی، قائم، منتظر، صاحب الزمان، حجت خاتم اور صاحب الدار ہیں۔ آپ پندرہ شعبان کی رات ۲۵۵ھ میں سر من رائی (سامراء) میں پیدا ہوئے۔ آپ کا چہرہ مبارک سفید سرخی مائل اور گندم گوں ہے آپ کی پیشانی فراخ روشن اور تاباں ہے۔ آپ کے ابرو ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہیں، آپ کے رخسار طویل ہیں۔ ستواں ناک دراز اور ایک سا رہے اس کا سر اٹھا ہوا ہے۔ جس کا حسن دیکھنے والے کو تعجب میں ڈال دے۔ گویا آپ درخت دیان کی ٹہنی ہیں اور آپ کا چہرہ گویا کوکب دری ہے۔ آپ کے دائیں رخسار پر ایک تل ہے۔ گویا وہ کستوری کی ڈلی ہے جو سفید چاندی پر رکھی ہو۔ سر پر کان تک بالوں کی (زلفیں) اور نرم بال کانوں کی لو تک اُٹھے ہوئے ہیں۔ قد و قامت ایسا ہے کہ اس سے زیادہ میانہ قد آنکھوں نے نہیں دیکھا اور نہ ہی حسن و حیاء میں کوئی آپ سے زیادہ معروف رہا۔ آپ کی پہلی غیبت جس کو غیبت صغریٰ کہا جاتا ہے اس کی مدت انہتر سال ہے اور اس غیبت میں آپ نے اپنے سفراء اور نائب مقرر کیے تھے۔ آپ کا ان سے رابطہ تھا اور آپ کے احکامات ان کی طرف جاری ہوتے تھے۔ اہم سفراء یا نائبین یہ ہیں:۔

(1) ابو عمرو عثمان بن سعید بن عمرو عمری اسدی۔ (یہ امام ہادی اور امام عسکری کے وکیل رہ چکے تھے)۔ (2) ان کے بیٹے ابو جعفر محمد بن عثمان بن سعید متوفی ۳۰۵ھ

(3) ابوالقاسم حسین بن روح بن ابو بحر نوبختی (۳۲۶ھ میں انتقال کیا۔ (4) ابو الحسن علی بن محمد سمری (۳۲۹ھ میں انتقال کیا۔

آپ کی دوسری غیبت، غیبت کبریٰ کہی جاتی ہے۔ یہ غیبت ۳۲۹ھ یعنی جناب علی بن محمد سمری کی وفات کے بعد شروع ہوئی۔ یہ غیبت کبریٰ اس وقت تک ہے کہ جب خدا آپ کو ظہور کا حکم دے۔ آپ کا نقش نگیں "انا حجۃ وخاصۃ" آپ کے جھنڈے پر لکھا ہے "البیعۃ للہ" بیعت صرف اللہ کیلئے ہے۔ آپ کے انصار اہل بدر کی تعداد میں تین سو تیرہ افراد ہیں اور وہ خاص حضرات اور علمبردار آپ کے ظہور کے بعد شہروں میں آپ کے عامل اور گورنر مقرر ہوں گے۔ آپ کے ظہور کی جگہ مکہ مکرمہ ہے۔ آپ کا بیعت لینے کا مقام رکن و مقام کے درمیان ہے۔ آپ کا لشکر دس ہزار افراد پر مشتمل ہوگا۔ آپ کی حکومت تمام عالم پر ہوگی۔ آنحضرت ﷺ سے یہ حدیث متواتر مروی ہے کہ (یملاء الارض قسطا وعدلا کما ملئت ظلما وجورا) آپ کو عدل وانصاف سے اس طرح پُر کردیں گے جیسے وہ ظلم وجور سے پُر ہو گی۔ اکثر روایات کے مطابق آپ کی حکمرانی کی مدت پانچ سال ہے بعض روایات میں سات سال، نو سال یا انیس سال کا ذکر ہے۔ کچھ روایات میں اس مدت سے زیادہ کا بھی ذکر ہے۔

امام مھدی علیہ السلام قرآن حکیم کی نظر میں:

قرآن کریم میں نو آیات ایسی ہیں کہ جو آپ کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔ ان آیات کو ثقہ اور معتبر راویوں نے اپنی کتابوں میں ائمہ اہل بیت علیہم السلام اور ان کے علاوہ صحابہ کرام اور تابعین سے نقل کیا ہے۔ اور یہ آیات آپ کی سیرت کریمہ اور بعض ایسے حوادث کے ضمن میں ہیں جو آپ کے قیام کے رونما ہوں گے مثلاً بیابان کا دھنس جانا اور صیحہ آسمانی (آسمانی چیخ) وغیرہ۔ جن آیات کا ہم نے یہاں ذکر کیا ہے اس سے کئی زیادہ سیرت، حدیث اور ائمہ علیہم السلام کے حالات زندگی کی کتابوں میں ملتی ہیں جن کی تاویل امام مہدی علیہ السلام کے سلسلے میں کی گئی ہے۔ اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں کیونکہ خود امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ قرآن حکیم چار حصوں میں نازل ہوا ہے، ایک چوتھائی حصہ ہمارے بارے میں ایک چوتھائی حصہ ہمارے دشمنوں کے بارے میں، ایک چوتھائی حصہ واقعات اور مثالوں پر مبنی ہے اور ایک چوتھائی حصہ فرائض اور احکام کے بارے میں ہے۔ اور قرآن کے عمدہ اور بہترین حصے ہمارے لیے ہیں۔ اور یہ بات ان حضرات کیلئے تعجب خیز نہیں کیونکہ آنحضرتؐ کی بہت سی احادیث کی بناء پر اور مسلمانوں کے اجماع کے مطابق آپ ہی حضرات ثقلین میں سے ایک اور قرآن کے ہم پلہ ہیں۔ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں۔

"انی مخلف فیکم الثقلین کتاب اللہ و عترتی اھل بیتی ما ان تمسکتم بھما لن تضلو ابعدی ابدا"

ترجمہ: میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں قرآن اور اپنے اہل بیتؑ، اگر ان سے تمسک رکھو گے تو کبھی گمراہ نہ ہو گے۔

(1) اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے "فاستبقو االخیرات اینما تکونوا یات بکم اللہ جمیعا" یعنی خیرات اور اچھے کاموں میں ایک دوسرے سے سبقت کرو جہاں کہیں بھی تم ہو گے خدا تم کو اکٹھا کر لائیگا۔ (بقرہ ۱۴۸) ابن عباس اس کی تفسیر کرتے ہیں اور انہوں نے کہا (مخاطب) قائمؑ کے اصحاب ہیں کہ جنہیں خدا ایک ہی دن میں یکجا کر دے گا۔ ابو جعفرؑ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا "خیرات" سے مراد ولایت ہے اور خداوند تعالےٰ کا ارشاد "اینما تکونو ایات بکم اللہ جمیعا" "اور جہاں کہیں ہو گے تو خدا تم سب کو لے آئے گا" سے مراد قائمؑ کے اصحاب ہیں۔ جن کی تعداد تین سو تیرہ ہوگی۔ آپ نے فرمایا کہ خدا کی قسم وہ امت معدودہ (شمار اور منتخب کیے ہوئے) ہیں۔ خدا کی قسم وہ خریف کے بادلوں کی طرح ایک ہی ساعت میں اکٹھے ہو جائیں گے۔ ابو عبداللہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: امام مہدی اور ان کے اصحاب پہلے سے کیے ہوئے وعدہ کے بغیر اکٹھے ہوں گے۔ مفضل بن عمر سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ نے فرمایا: یہ آیت اصحاب قائم میں سے گم ہو جانے والوں کے متعلق نازل ہوئی ہے۔ جو رات بھر اپنے بستروں سے گم ہو جائیں گے۔ ابوالحسنؑ سے روایت ہے کہ آپ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا: خدا کی قسم ہمارے قائم کا قیام ہوگا تو خدا تمام شہروں سے ہمارے شیعوں کو ان کی طرف جمع کر دے گا۔

(2) اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے ولہ اسلم من فی السموت والارض طوعاً وکرھا (آل عمران ۸۳)

ابو جعفر سے ایک طویل حدیث مروی ہے کہ زمین میں کوئی جگہ ایسی باقی نہیں رہے گی جہاں "اشھد ان لاالہ الا وحدہ لاشریک لہ واشھد ان محمد رسول اللہ" کی ندا اور پکار بلند نہ ہو اور اس کی شہادت نہ دی جائے۔ خدا کا یہ ارشاد اس پر دلالت کرتا ہے ولہ اسلم من فی السموت والارض طوعاً وکرھا والیہ یرجعون۔ اور اس کے سامنے سب نے سر تسلیم خم کر دیئے جو آسمانوں اور زمین میں ہیں اطاعت و فرمانبرداری سے یا مجبوری و کراہت سے۔ رفاعہ بن موسیٰ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سورہ آل عمران میں اس ارشاد ولہ اسلم من فی السموت والارض طوعاً وکرھا۔ کے متعلق سنا ہے کہ جب امام مہدیؑ کا قیام ہوگا تو زمین کا کوئی حصہ (اشھد ان لاالہ الا وحدہ لاشریک لہ واشھد ان محمد رسول اللہ) کی صدا کی گونج سے خالی نہیں رہیگا۔ حضرت ابو بکر سے روایت ہے کہ میں نے ابوالحسن سے خدا کے اس قول ولہ اسلم من السموات والارض طوعا و کرھا۔ کے بارے سوال کیا تو آپ نے فرمایا: یہ آیت حضرت قائم کے بارے میں ہے جب آپ خروج کریں گے تو یہود، نصاریٰ صابئین، زنادقہ اور مرتدین و کفار زمین کے مشرق و مغرب میں جہاں کہیں ہوں گے ان کے سامنے اسلام پیش کریں گے اور جب طوعا کرھا یا رضا و تنگی سے اسلام لے آئیں گے انہیں نماز و زکواۃ اور ان تمام چیزوں کا جو خدا کی طرف سے واجب قرار دی گئی ہیں ان کا حکم دیں گے اور جو اسلام نہیں لائے گا اس کی گردن اڑا دیں گے اور یہاں تک کہ زمین کے مشارق و مغارب میں صرف وہی بچے گا جو اللہ تعالیٰ کو ایک مانے گا۔ میں نے آپ سے عرض کیا "آپ پر قربان جاؤں، مخلوق تو اس سے کہیں زیادہ ہے آپ نے فرمایا کہ خدا جب کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو زیادہ کو کم اور کم کو زیادہ کر دیتا ہے۔

(3) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "وان من اھل الکتاب الالیؤمنن بہ قبل موتہ" (نساء ۱۵۹) **ترجمہ:** اہل کتاب میں سے کوئی شخص نہیں مگر یہ کہ وہ ان کی موت سے پہلے ان پر ضرور ایمان لے آئیگا۔ محمد بن مسلم کی سند سے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: حضرت عیسیٰ قیامت سے پہلے اس دنیا میں تشریف لائیں گے اور آپ کی رحلت سے پہلے تمام غیر مسلم ان پر ایمان لائیں گے۔ اور آپ امام مہدی علیہ السلام کی امامت میں نماز پڑھیں گے۔ شھر بن حوشب راوی ہیں کہ حجاج نے مجھ سے کہا کہ اے شھر کتاب اللہ کی ایک آیت کا مفہوم میری سمجھ میں نہیں آتا ہے۔ شھر نے پوچھا اے امیر وہ کون سی آیت ہے اس نے کہا کہ خدا کا کہنا ہے وان من اھل الکتاب الالیؤمنن بہ قبل موتہ۔ خدا کی قسم جب میں یہود و نصاریٰ کی گردن مارنے کا حکم دیتا ہوں تو میں نے آج تک اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا کہ ان کے ہونٹ (کلمہ پڑھنے) کے لیے حرکت کر رہے ہوں میں نے کہا کہ خدا امیر کی حفاظت کرے اس آیت کی یہ تاویل نہیں ہے۔ حجاج کہنے لگا کہ پھر کیا مطلب ہے تو میں نے کہا کہ حضرت

Scanned with CamScanner

عیسیٰ علیہ السلام قیامت سے پہلے دنیا میں تشریف لائیں گے اور ان کی رحلت سے پہلے تمام یہود و نصاریٰ ان پر ایمان لائیں گے اور آپ امام مہدی علیہ السلام کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ حجاج کہنے لگا کہ آپ نے یہ کہاں سے سنا ہے؟ میں نے کہا کہ میں نے یہ حدیث علی بن الحسینؑ بن علیؑ بن ابی طالب سے سنی ہے وہ کہنے لگا کہ خدا کی قسم آپ اسے ایک صاف وشفاف چشمہ سے لائے ہیں۔

(4) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے **هو الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظهره علی الدین کله ولو کره المشرکون** (توبہ ۳۳)
وہی ہے جس نے اپنا رسول ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تا کہ اسے تمام ادیان پر غالب کردے اگرچہ مشرک ناپسند کرتے ہیں۔
ابن عباس سے روایت ہے وہ زمانہ جب کوئی یہودی کوئی نصرانی اور کوئی کسی مذہب وملت کا شخص باقی نہیں رہے گا مگر یہ کہ وہ اسلام میں داخل ہوگا۔ اور یہاں تک کہ جزیہ رکھ دیا جائے گا اور صلیب توڑ دی جائے گی خنزیر مار دیے جائیں گے۔ اور خدا کا قول **لیظهره علی الدین کله ولو کره المشرکون.** اس پر دلالت کرتا ہے۔ اور قیام قائمؑ کا وقت ہوگا۔
اس آیت کے بارے میں ابو نے سامر کے واسطے سے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کیا ہے۔ **هو الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظهره علی الدین کله ولو کره المشرکون.**
آپ نے فرمایا کہ خدا کی قسم اس کی صحیح تفسیر نہیں ہوگی جب تک کہ قائم مہدیؑ خروج نہ کریں تو جو مشرک ان کے خروج کو ناپسند کرے گا وہ باقی نہیں رہے گا۔ اور کوئی کافر قتل ہوئے بغیر نہیں رہے گا۔ یہاں تک کہ اگر کوئی کافر کسی پتھر کے شکم میں ہوگا تو وہ پتھر کہے گا کہ کافر میرے شکم میں ہے پس مجھے توڑ کر اسے قتل کرے۔

(5) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے **ولئن اخرنا عنهم العذاب الی امة معدودة.** (هود. ۸) اگر ہم ان سے عذاب کو گنے ہوئے گروہ کے آنے تک روک رکھیں۔ امیر المومنین علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا امۃ معدودہ (گنا چنا گروہ) قائم علیہ السلام کے تین سو تیرہ اصحاب ہیں۔ امام محمد باقر علیہ السلام اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے خدا کے اس ارشاد کے بارے میں روایت ہے امت معدودہ سے مراد آخر الزمان میں امام مہدیؑ کے تین سو تیرہ اصحاب ہیں۔ یہی تعداد اہل بدر کی تھی۔ جو ایک ہی ساعت (گھڑی) میں اکٹھے ہوں گے جس طرح خریف کے بادل اکٹھے ہوتے ہیں۔

(6) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: **ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثها عبادی الصالحون** ۔ "یقیناً ہم نے زبور میں بعد نصیحت کے یہ لکھ دیا تھا کہ بے شک زمین کے وارث ہمارے نیک بندے ہوں گے۔"
ابو جعفر سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: اس آیت میں جن کا ذکر ہے وہ حضرت قائمؑ اور ان کے اصحاب ہیں۔ امام محمد باقر علیہ السلام اور امام جعفر صادق علیہ السلام نے بھی اس آیت کو قائم علیہ السلام اور ان کے اصحاب سے منسوب کیا ہے۔

(7) خداوند کریم کا ارشاد ہے۔ **الذین ان مکنا هم فی الارض اقاموا الصلاة واتوا الذکاة وامروا بالمعروف و نهوا عن المنکر ولله عاقبة الامور** (الحج. ۴۱)
یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم انہیں زمین پر اختیار دیں تو وہ نماز قائم کردیں اور زکوۃ دیں، اور نیک کاموں کا حکم دیں اور بُرے کاموں سے روکیں اور معاملات کا انجام تو اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔ ابو جارود کہتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: یہ آیت حضرت امام مہدیؑ اور ان کے اصحاب کے بارے میں نازل ہوئی ہے کہ جنہیں خدا زمین کے مشرقوں اور مغربوں کا مالک بنائے گا اور ان کے ذریعے دین کو غلبہ دے گا۔ یہاں تک ظلم وبدعت کا نشان باقی نہیں رہے گا۔ آپ ہی سے روایت ہے۔ فرمایا کہ یہ آیت آخری امام تک آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے متعلق ہے۔ حضرت مہدی علیہ السلام اور ان کے اصحاب ہی ہوں گے جنہیں خدا زمین کے مشرقوں اور مغربوں کا مالک بنائے گا اور دین اسلام کو غلبہ دے گا اور جس طرح سفہا اور نادان دین کو مٹاتے ہیں آپ اور آپ کے اصحاب کے ذریعہ خدا تمام بدعتوں اور باطل کو مٹا دے گا۔ یہاں تک کے ظلم کا کوئی اثر ونشان باقی نہیں رہے گا اور وہ لوگ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کریں گے۔

(8) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے **ونرید ان نمن علی الذین استضعفوا فی الارض ونجعلهم ائمة ونجعلهم الوارثین.** "(القصص. ۵)
اور ہم چاہتے ہیں کہ ان لوگوں پر احسان کریں کہ جنہیں زمین میں کمزور کردیا گیا ہے اور انہیں امام اور رہبر قرار دیں اور انہیں وارث قرار دیں۔"
امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ اس آیت میں آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر ہے خدا ان کے مہدیؑ آخر الزماں کو مبعوث کرے گا اور ان کو تکلیف و پریشانی اور سختی سہنے کے بعد عزت دے گا اور ان کے دشمنوں کو ذلیل کرے گا۔ اور آپ ہی نے فرمایا کہ دنیا ترشروئی اور سختی کے بعد عنقریب ہم پر عطوف اور مہربان ہوگی جس طرح اونٹنی دودھ دوہنے والے کو کاٹتی ہے اور پھر اپنے بچہ پر مہربان ہوتی ہے۔
اس کے بعد آپ نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تلاوت فرمائی "**ونرید ان نمن علی الذین استضعفوا فی الارض ونجعلهم ائمة ونجعلهم الوارثین.**"

(9) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "وانه لعلم للساعة" (الزخرف. ۶۱) **ترجمہ**: اور وہ تو یقیناً قیامت کی ایک روشن دلیل ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظہور مہدی کی بشارت دیتے ہیں : حضرت محمد ﷺ سے امام مہدی علیہ السلام کے بارے میں متواتر احادیث مروی ہیں:
احادیث میں یہ بھی ہے کہ آپ کا نام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والا ہے اور آپ کی کنیت بھی آنحضرت والی ہے اور یہ بھی احادیث میں آیا ہے کہ آپ زمین کو عدل وانصاف سے پُر کردیں گے جس طرح کہ وہ ظلم وجور سے پُر ہوگی۔ یہ احادیث اتنی زیادہ ہیں کہ ان کا شمار نہیں کیا جاسکتا جب کہ تواتر کی وجہ سے ان کی صحت میں کوئی کلام نہیں۔ نہ حدیث کی کوئی کتاب ان سے خالی ہے اور نہ تاریخ وسیرت کی کوئی کتاب ایسی ہے جس میں یہ احادیث موجود نہ ہوں۔ یہاں اختصار کے خیال سے ہم آنحضرت کی ایسی بیس احادیث (۲۰ کتابوں سے) پیش کررہے ہیں جو ایک دوسری سے لفظی اور معنوی طور پر مختلف ہیں۔
ہم ان احادیث کے مصدر کو نقل کیا ہے اور اسناد کو حذف کردیا ہے۔ یہ احادیث حضرت مہدی علیہ السلام کے تذکرے کے متواتر ہونے پر دلالت کرتی ہیں اور اس بات کو اجاگر کرتی ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر محفل اور ہر مجمع میں اُمت مسلمہ کو امام مہدیؑ ظہور کی بشارت دیتے تھے۔

(1) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ دن راتیں ہرگز نہیں گذریں گی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ میرے اہل بیتؑ میں سے ایک مرد کو مبعوث کرے گا جس کا نام میرے نام کے موافق ہوگا۔ وہ زمین کو عدل وانصاف سے بھردے گا جس طرح وہ ظلم وجور سے بھری ہوگی۔ (2) احمد، ترمذی، ابوداؤد اور ابن ماجہ نے آنحضرتؐ سے یہ حدیث روایت کی ہے۔ کہ دنیا کے ختم ہونے میں ایک دن بھی رہ جائے تو خدا اس دن میرے اہل بیتؑ میں سے ایک شخص کو بھیجے گا جو اسے عدل وانصاف سے پُر کردے گا جس طرح وہ ظلم وجور سے پُر ہوگی۔

(3) علماء نے معلی بن زیاد کے وسیلے سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں تمہیں مہدیؑ کی بشارت دیتا ہوں جو میری امت میں مبعوث ہوں گے جس وقت لوگ اختلاف، مصائب اور خطرات میں گھرے ہوئے ہوں گے بس وہ زمین کو عدل وانصاف سے پُر کردیں گے جس طرح یہ ظلم وجور سے پُر ہوگی۔ وہ مال کی صحیح تقسیم کریں گے اور آپ سے آسمان اور زمین کے رہنے والے راضی وخوش ہوں گے۔ ایک شخص نے عرض کیا: صحاحا (صحیح تقسیم) سے کیا مراد ہے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ سب لوگوں میں برابر کی تقسیم۔ اللہ تعالیٰ امت محمدیہ کے دلوں کو غنی اور تونگر بنا دیگا اور اس تقسیم میں ان کا عدل وانصاف سب پر حاوی ہوگا۔ یہاں تک کہ منادی ندا دے گا کہ کسے مال کی ضرورت ہے۔ سوائے ایک شخص کے لوگوں میں سے کوئی نہیں اُٹھے گا۔ وہ کہے گا کہ مجھے ضرورت ہے۔ منادی کہے گا خازن کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ مہدیؑ تجھے حکم دے رہے ہیں کہ مجھے مال دو۔ وہ خازن سے جلدی کرنے کو کہے گا۔ جب خازن اس کو مال حوالے کرے گا۔ اس مال (کی فراوانی) کو دیکھ کر اس کو شرمندگی ہوگی اور کہے گا کہ یا تو میں امت محمدیہ میں زیادہ دلیر ہوں یا جو چیز ان کے لئے بہت ہے اس کو میں کم سمجھتا ہوں۔ یہ کہہ کر وہ مال واپس کرے گا مگر وہ بواپسی قبول نہیں کیا جائے گا۔ امام کہیں گے ہم دے کر کوئی چیز واپس نہیں لیا کرتے۔ اس طرح کا سلسلہ سات یا آٹھ یا نو سال تک جاری رہے گا پھر اس کے بعد زیست وزندگی میں کوئی بھلائی نہیں یا فرمایا حیات میں اس کے بعد خیر نہیں ہے۔ (4) سلمان محمدی سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں ایک روز نبی اکرمؐ کی بارگاہ میں پہنچا تو دیکھا کہ حسینؑ آپ کے زانو پر ہیں اور آنحضرتؐ ان کی آنکھوں اور چہرے کے بوسے لے رہے ہیں اور فرمار ہے ہیں کہ بے شک تم سید ابن سید ہو اور تمام سادات اور سرداروں کے باپ ہو۔ بے شک تم امام اور امام کے فرزند اور ائمہؑ کے باپ ہو یقیناً تم حجت، حجت کے فرزند اور نو حجج کے باپ ہو جو تمہاری صلب میں سے ہوں گے کہ جن کے نویں حجت قائمؑ ہیں۔ (5) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آخری زمانہ میں میری اولاد میں سے ایک شخص خروج کرے گا اس کا نام مثل میرے نام کے اور اس کی کنیت مثل میری کنیت کے ہوگی جو زمین کو عدل وانصاف سے اس طرح پُر کردے گا۔ جس طرح وہ ظلم وجور سے پُر ہوگی۔ پس وہی مہدیؑ ہوں گے۔ (6) آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دن اور راتیں ختم نہیں ہوں گی کہ جب تک میرے اہل بیتؑ میں سے ایک شخص مالک وبادشاہ نہ بنے گا جو زمین کو عدل وانصاف سے پُر کردے گا جس طرح وہ ظلم وجور سے پُر ہوگی۔ (7) آنحضرت ﷺ نے حضرت فاطمہ الزہراؑ سے فرمایا کہ مہدیؑ تمہاری اولاد میں سے ہوگا۔

(8) آپؐ نے فرمایا کہ مہدیؑ ہم اہل بیتؑ میں سے ہوں گے۔ خدا ان کے معاملے کو ایک ہی رات میں درست کردے گا۔ (9) ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمہاری کیا کیفیت ہوگی جب ابن مریمؑ تم میں نزول کریں گے اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔ (10) ابو الحسن رضاؑ نے اپنے آباء واجداد سے روایت کی ہے۔ آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ نبی اکرمؐ کا فرمان ہے۔ قسم ہے اس کی جس نے مجھے حق کے ساتھ بشیر بنا کر بھیجا۔ میری اولاد میں سے قائم غائب ہوگا اسی عہد ومیثاق کی بنا پر جو میری طرف سے اس کیساتھ عملاً کیا گیا ہے۔ یہاں تک

Scanned with CamScanner

کہ اکثر لوگ کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ کو آل محمدؐ کی حاجت وضرورت نہیں اور کچھ لوگ اس کی ولادت میں شک کریں گے بس جو اس کے زمانے میں موجود ہو اس کو چاہیے کہ اس دین سے تمسک رکھے اور
شیطان کو راہ نہ دے (ورنہ وہ) اس شک کی وجہ سے خود کو میری امت میں سے دور کردے گا اور میرے دین میں سے نکال دے گا۔ بے شک اس نے تمہارے ماں باپ کو جنت سے نکالا تھا اور اللہ
تعالیٰ نے شیاطین کو ان لوگوں کا اولیاء اور دوست قرار دیا ہے جو ایمان نہیں رکھتے۔ (11) آپؐ نے حضرت علی علیہ السلام کا ہاتھ تھام کر فرمایا کہ اس کی صلب سے ایک جوانمرد خروج کرے گا جو زمین
کو عدل وانصاف سے پُر کردے گا جب تم یہ معاملہ دیکھو تو تم پر لازم ہے کہ تمیمی جوان کا دامن تھامے رکھو کیونکہ وہ مشرق کی طرف سے آگے بڑھے گا اور وہ مہدیؑ کا علمدار ہو گا۔
(12) ذر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ دنیا ختم نہیں ہوگی۔ جب تک کہ میرے اہل بیتؑ میں سے ایک شخص عربوں کا مالک نہ ہو جس کا نام میرے نام کے مثل ہوگا۔
(13) انس بن مالکؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ ہم اولاد عبدالمطلب اہل جنت کے سردار ہیں یعنی۔ میںؐ، حمزہؓ، علیؑ، جعفر بن ابی طالبؓ، حسنؑ، حسینؑ اور مہدیؑ۔
(14) ابوسعید خدری سے روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا کہ میرے بعد بارہ امام ہیں۔ نو حسینؑ کی صلب میں سے ہیں اور ان ہی میں سے مہدیؑ بھی ہیں۔
(15) ابوایوب انصاری سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہؑ سے فرمایا کہ ہم میں سے بہترین نبی ہیں اور وہ تمہارے والد ہیں۔ اور ہم میں سے
بہترین وصیؑ ہیں اور وہ تمہارے شوہر ہیں کہ جن کے دو پر ہیں کہ جن کے ذریعہ وہ جنت میں جہاں چاہیں اڑتے ہیں۔ یہ تمہارے والد کے چچازاد بھائی جعفرؓ ہیں۔ اور ہم میں سے اس امت میں دو
سبط جوانان جنت کے سردار حسنؑ اور حسینؑ ہیں جو تمہارے بیٹے ہیں اور ہم میں سے مہدیؑ ہیں جو تمہاری اولاد میں سے ہیں۔ (16) آنحضرت ﷺ کی ایک حدیث ہے آپ فرماتے ہیں کہ جو
شخص یہ چاہتا ہے کہ اللہ عزوجل سے ملاقات اس حالت میں کرے کہ اس کا ایمان کامل ہو اور اس کا اسلام سچا ہو تو وہ آپؐ کے بیٹے صاحب الزمان مہدیؑ سے تولا اور محبت کرے۔
(17) آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اس شخص کیلئے رحمت اور خوشخبری ہے کہ جو میرے اہل بیتؑ کے قائمؑ کا ادراک کرے اور وہ اس کے قیام سے پہلے اس کی اقتداء (پیروی) کرے، اس کے دوست کو
دوست رکھے اور اس کے دشمن سے تبرا اور بیزاری کرے اور ان سے پیشتر کے تمام ہدایت کرنے والے آئمہؑ کو دوست رکھے۔ ایسے افراد میرے رفیق وساتھی اور میری محبت ومودت کے حامل ہیں۔
(18) ابن عباسؓ سے روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا کہ مہدیؑ اہل جنت کے طاؤس ہیں۔ (19) آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میری امت پر آخری زمانے میں ان کے بادشاہ وسلطان
کی طرف سے ایسی بلا ومصیبت نازل ہوگی کہ جس سے زیادہ شدید بلا ومصیبت نہیں سنی گئی ہوگی یہاں تک کہ ان کیلئے یہ وسیع وعریض زمین تنگ ہو جائے گی۔ زمین ظلم وجور سے بھر دی جائے گی مومن کو ظلم سے
نجات کیلئے کوئی ملجا وماویٰ نہیں ملے گا کہ جو اس کو پناہ دے سکے۔ پس اللہ عزوجل میری عترت میں سے ایک شخص کو مبعوث کرے گا جو زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا جس طرح وہ ظلم وجور سے بھری ہوگی
۔ اس سے آسمان کے مکین اور زمین کے رہنے والے راضی اور خوش ہو جائیں گے زمین اپنے اندر جو کچھ ذخیرہ کیے ہوگی وہ سب باہر نکال دے گی اور آسمان کے بھی تمام خزینے اللہ تعالےٰ عطا کردے گا۔ وہ ان میں
سات سال یا آٹھ سال یا نو سال زندگی بسر کرے گا۔ اللہ عزوجل اپنی خیر اور بھلائی میں سے اہل زمین پر جو احسانات کرے گا۔ ان کو دیکھتے ہوئے زندہ لوگ۔ مردوں کے زندہ ہونے کی تمنا کریں گے۔
(20) آپؐ نے فرمایا کہ زمین ظلم وجور سے بھر جائیگی۔ اس کے بعد میری عترت میں سے ایک جوان مرد خروج کریگا جو سات یا نو سال زمین کا مالک وبادشاہ رہیگا اور وہ زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیگا۔

امیر المومنین علیہ السلام ظہور مہدیؑ کی بشارت دیتے ہیں: جس طرح رسول اعظمؐ نے امام مہدیؑ کی شان میں بہت سی احادیث بیان فرمائی ہیں اسی
طرح محدثین اور اہل سیر نے بہت سی احادیث امیر المومنینؑ سے نقل کی ہیں جو امام مہدیؑ پر نص کے رہیں اور جن میں ان کی ولادت، ان کی غیبت، ظہور اور اسی طرح کے حالات کا ذکر ملتا ہے۔
امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے نہج البلاغہ اور اس کے علاوہ بھی دوسرے مواقع پر اشارہ کیا ہے جس کا مختصراً یہاں ذکر کیا جاتا ہے۔
(1) امام رضاؑ نے انکے آباء واجداد کے حوالے سے امیر المومنینؑ سے روایت ہے کہ اے حسین علیہ السلام تمہاری اولاد میں سے نویں وہی قائم بالحق ہیں جو دین کو ظاہر کرنیوالے اور عدل کے رائج کرنیوالے ہیں۔
امام حسینؑ نے عرض کیا کہ کیا یہ بات ہو کر رہے گی تو آپؑ نے فرمایا یقیناً اس کی قسم کہ جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبوت کے ساتھ مبعوث کیا اور ان کو تمام مخلوق پر مصطفیٰ ومنتخب کیا ہے
لیکن غیبت کے بعد حیرت اور پریشانی کے باعث لوگ اپنے دین پر ثابت قدم نہیں رہیں گے بجز ان مخلص افراد کے جو یقین کی منزل پر ہوں گے کہ جن سے اللہ تعالیٰ نے ہماری ولایت کا میثاق کیا
ہوگا ان کے دلوں میں ایمان راسخ کر دیا جائے گا، ان کو خاص بائید ایزدی حاصل ہوگی۔ (2) امیر المومنینؑ نے فرمایا ہم میں سے قائم علیہ السلام کے لیے ایک بڑی غیبت ہے کہ جس کی مدت
طویل ہے۔ گویا میں شیعوں کو دیکھتا ہوں کہ وہ ان کی غیبت میں چوپاؤں کی طرح چراگاہ کی تلاش میں چکر لگا رہے ہوں جو انہیں نہیں مل رہی ہے۔ یاد رکھو کہ جو شخص اپنے دین پر ثابت قدم رہا اور
امام کی غیبت کی مدت کے طول ہونے کی وجہ سے اس کا دل سخت نہ ہوا ہوگا تو وہ قیامت کے دن میرے درجہ میں میرے ساتھ ہوگا۔ اس کے بعد آپؑ نے فرمایا ہم میں سے قائمؑ جب قیام کریں
گے تو ان کی گردن میں کسی کی بیعت نہیں ہوگی اس لیے ان کی ولادت مخفی ہوگی اور ان کا وجود غائب ہوگا۔ (3) جناب امیر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: خبردار رہو کہ اللہ تعالےٰ کی قسم ہیں اور
میرے یہ دونوں بیٹے قتل کر دیے جائیں گے اور میری اولاد میں سے آخری زمانہ میں خدا ضرور ایک شخص کو مبعوث کرے گا جو ہمارے خون کا مطالبہ کرے گا اور وہ غیبت میں رہے گا۔ تا کہ گمراہ
لوگوں کی تمیز کر سکے۔ یہاں تک کہ جاہل کہے گا کہ خدا کو آل محمدؐ کی ضرورت نہیں۔ (4) حضرت علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ زمین اللہ عزوجل کی حجت سے خالی نہیں رہتی ہے لیکن عنقریب اللہ
تعالےٰ اپنی مخلوق کو ان کے ظلم وجور اور اپنے نفسوں پر زیادتی اور اسراف کرنے کی وجہ سے حجت سے اندھا کردے گا۔ حالانکہ اگر زمین ایک لمحہ کے لیے بھی اللہ کی حجت سے خالی ہو جائے تو وہ
اپنے اوپر بسنے والی مخلوق کو نگل جائے لیکن حجت تو لوگوں کو پہچانتی ہے مگر لوگ ان کو نہیں پہچانتے جیسا کہ حضرت یوسف علیہ السلام تو لوگوں کو پہچانتے تھے لیکن وہ ان سے اجنبی تھے، اس کے بعد
آپؑ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی۔ یحسرۃ علی العباد ما یاتیھم من رسول الا کانو بہ یستھزون (یٰس۔۳۰) **ترجمہ**: اے حسرت لوگوں پر کہ کوئی رسول ان کے پاس
نہیں آتا مگر یہ کہ وہ اس سے استہزاء کرتے اور اس کا مذاق اڑاتے ہیں۔ (5) محمد بن حنفیہ نے اپنے والد بزرگوار امیر المومنینؑ سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا: مہدی عجل اللہ فرجہ ہم اہل بیت
میں سے ہیں خدا ان کے معاملے کو ایک رات میں درست کردے گا۔ (6) حضرت موسیٰ بن جعفرؑ نے اپنے والد گرامی سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: امام حسین علیہ السلام حضرت علیؑ
ابن ابی طالبؑ کی بارگاہ میں اس وقت حاضر ہوئے جب کہ آپؑ کے پاس کچھ اصحاب موجود تھے۔ آپؑ نے فرمایا کہ یہ تمہارے سید آئے ہیں، رسول اللہؐ نے ان کو سید وآقا کا نام دیا اور کہا کی صلب
سے ضرور ایک شخص اٹھے گا جو خلق وخُلق میں میرے مشابہ ہوگا وہ زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا جس طرح وہ ظلم وجور سے بھری ہوگی۔ آپ سے پوچھا گیا کہ یا امیر المومنینؑ یہ کب ہوگا تو
آپ نے فرمایا ہیہات (دور کی بات ہے) جب تم دین سے نکل جاؤ گے جس طرح عورت اپنے دونوں سرینوں کو اپنے شوہر کیلئے نکالتی ہے۔ (7) امام حسینؑ ابن علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ
نے فرمایا امیر المومنین صلوات اللہ علیہ سے رسول اللہؐ کے اس ارشاد کے معنی کے بارے میں سوال کیا گیا: انی مخلف فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی۔ **ترجمہ**: میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑے
جا رہا ہوں۔ اللہ تعالےٰ کی کتاب اور اپنی عترت۔ پوچھا گیا کہ عترت کون ہیں تو آپؑ نے فرمایا: میںؑ اور حسنؑ وحسینؑ اور نو امام اولاد حسینؑ میں سے ہیں کہ جن کے نویں مہدیؑ اور قائمؑ ہیں۔ وہ
اللہ تعالےٰ کی کتاب سے جدا نہیں ہوں گے اور کتاب ان سے جدا نہیں ہوگی۔ یہاں تک کہ رسول اللہ کے پاس ان کے حوض پر آملیں گے۔ (8) آپؑ نے فرمایا کہ یقیناً زمین ظلم وجور سے پُر ہو
گی یہاں تک کہ کوئی شخص چھپے بغیر اللہ تعالےٰ کا نام نہ لے سکے گا۔ پھر خدا ایک صالح اور نیک قوم کو لے آئیگا جو زمین کو عدل وانصاف سے پُر کردیں گے جس طرح وہ ظلم وجور سے پُر ہوگی۔
(9) اصبغ بن نباتہ کے حوالے سے امیر المومنینؑ سے روایت ہے کہ آپؑ نے قائمؑ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: یاد رکھو ضرور غائب ہوں گے یہاں تک کہ جاہل اور نادان کہیں گے کہ خدا کو آل محمدؐ کی ضرورت وحاجت نہیں ہے۔
(10) علقمہ بن قیس سے روایت ہے کہ امیر المومنینؑ نے منبر کوفہ پر خطبہ لولوار شاد فرمایا جس کے آخر میں فرمایا: یاد رکھو کہ میں عنقریب کوچ ہونے والا ہوں اور عالم غیب میں جانے والا ہوں۔ م اموی فتنہ اور
کسروی سلطنت کا انتظار کرو اور جس کو خدا نے زندہ کیا ہے اس کے مارنے کا اور جس کو خدا نے مارا ہے اس کے زندہ کرنے کا انتظار کرو۔ تم اپنے گھر وا کو اپنے عبادت خانے بنا لینا۔ اپنے ہاتھوں کو اس کی طرح
کاشا جو جھاؤ کے (درخت کے) انگارے پر کھڑا ہوا ہو۔ اللہ کا ذکر زیادہ کرنا کیونکہ اگر تم اس کا ادراک کرسکو تو اللہ کا ذکر بہت بڑی چیز ہے۔ پھر آپؑ نے فرمایا: دجلہ فرات کے درمیان زوراء نام کا ایک شہر بنایا
جائے گا۔ اگر تم اس کو دیکھو گے تو تم کو معلوم ہوگا کہ اس کو گچ، چونے اور اینٹوں سے مضبوط کیا گیا ہوگا اور سونا چاندی از درد، مرمر اور خام اور نرم پتھروں سے مزین کیا گیا ہوگا۔ دروازے ہاتھی دانت سے مرصع ہوں
گے۔ خیمے اور گنبد اور سیارات (موٹر کاریں) ہر طرف ہوں گی۔ ساگوان اور چیڑ کی لکڑی اور صنوبر کے درخت سے بھرپور استفادہ کیا گیا ہوگا۔ اس میں بڑے بڑے پختہ محلات ہونگے۔ بنی شیصبان کے ۲۳ بادشاہ
جس کے والی ہوں گے: سفاح (زیادہ خون بہانے والا) مقلاص (اونٹنی کو دوہنے والا) جموح (منہ زور اور سرکش) خدوع (بہت زیادہ دھوکے باز) مظفر (کامیاب) مخنث (ہیجڑا) نظار (اپنے دامنوں کو بار بار
دیکھنے والا) کبش (مینڈھا) مہتور (جس کی عقل جاتی رہی ہو)، عشار (بہت پھلنے والا) مصطلم (جڑ سے اکھیڑنے والا)، مستصعب (ہر چیز کو مشکل سمجھنے والا) غلام (چھوکرا) رہبانی (ڈرپوک) (معزول شدہ
، خبیث، جوئے باز) سیار (زیادہ چلنے پھرنے والا) مترف (ظالم سرکش) کدید (سخت مزاج اور بخیل)، اکدب (زیادہ سفید ناخنوں والا) مترف (ظالم وسرکش)، اکلب (زیادہ حریص، زیادہ گالیاں بکنے والا)

Scanned with CamScanner

،وسیم (خوبصورت) (ظلام (بہت ظلم کرنے والا) اور فیشوش۔

سرخ گنبد بنایا جائے گا۔اس کے پیچھے قائم الحق (حق کے ساتھ قیام کرنے والا ہوگا جو تمام براعظموں میں اپنے چہرے سے نقاب ہٹائے گا۔وہ چہرہ چمکتے ستاروں کے درمیان چودھویں کے مانند ہوگا۔

(11) آنجناب نے فرمایا! بے شک بے اعتنائی اور ترشروئی کے بعد عنقریب دنیا ہم پر مہربان ہوگی اور ہماری طرف ملتفت ہوگی بے اعتنائی اور ترشروئی کے بعد۔اس کی مثال کاس کاٹنے والی اونٹنی کی ہے جو اپنے بچے پر مہربان ہوتی ہے۔پھر آپؑ نے یہ آیت تلاوت کی: ونرید ان نمن علی الذین استضعفو فی الارض ونجعلھم المته ونجعلھم الوارثین۔(القصص۔۵) ہم ان لوگوں پر احسان کرنا چاہتے ہیں جن کو زمین میں کمزور کر دیا گیا ہے۔تا کہ ہم ان کو امام اور رہنما قرار دیں اور ان کو ہم وارث بنائیں۔ابن ابی الحدید کا کہنا ہے کہ "ہمارے اصحاب (یعنی ہم مسلک علماء) کہتے ہیں کہ یہاں ایک امام کے بارے میں وعدہ ہے جو زمین کا مالک ہوگا اور سارے ممالک پر ان کا اختیار ہوگا۔

(12) آپؑ کا خطبہ ہے کہ: جس طرح چمڑا کسی جانور کے جسم سے الگ کیا جاتا ہے اس طرح خدا اس مصیبت کو تم سے ایسے شخص کے ذریعے دور کر دے گا جو ان کو ذلیل وخوار کرے گا۔ان کا سختی اور شدت سے برتاؤ کرے گا۔ان کو موت کے تلخ پیالے سے سیراب کرے گا اور ان کو دے گا تو صرف تلوار کا گھاؤ۔(13) آپؑ کا ایک خطبہ ہے: اے قوم! جس کا وعدہ کیا گیا ہے اس کے ورود کا وقت ہے۔اس کے طلوع کے قریب ہونے کا زمانہ ہے جس کو تم نہیں جانتے۔یاد رکھو ہم سے جو بھی اس کو پائے گا تو گویا ایک روشن چراغ کے ساتھ چلے گا۔صالحین اور نیک لوگوں کی مثال کی اقتدا کرے گا تا کہ اس میں رسی کو کھول دے اور غلام کو آزاد کر دے،وہ جماعتوں کو متفرق کر دے گا اور متفرقوں کو جمع کر دے گا۔لوگوں سے پردے میں ہوگا،قیافہ شناس اس کے اثر اور نشانی دیکھ سکے گا گو وہ مسلسل دیکھتا رہے گا۔

ابن ابی کہتا ہے: اس کے بعد آپؑ نے مہدی آل محمدؐ کا ذکر کیا ہے۔اس قول سے آپؑ کی مراد وہی جناب ہیں: وان من ادر کھا منایسری فی ظلمات ھذہ الفتن بسراج منیر وھو المھدی۔ اور جو ہا میں سے ان فتنوں کو پائے گا تو ان کی تاریکیوں میں روشن چراغ کے ساتھ چلے گا اور وہ حضرت مہدیؑ ہی ہیں۔اور وہ خود بھی کتاب وسنت کی اتباع کرے گا۔اور صالحین کی مثال کی پیروی کرے گا اور ان کے پیچھے چلے گا۔اس طرح ان فتنوں کی گرہیں کھول سکے گا قیدیوں کو آزاد کرائے گا اور ان کے پنجے سے مظلوموں کو نکلوائے گا۔گمراہوں کی جماعتوں کو منتشر کرے گا۔اہل ہدایت اور اہل ایمان میں جو تفرقہ پیدا ہوا ہوگا اس کو دور کر کے ان کو جمع کرے گا۔

(14) آپؑ کا ایک خطبہ ہے: اس نے حکمت کے لباس کو بطور ڈھال پہن رکھا ہے۔اس کی طرف پورے ادب سے بڑھ کر اور اس کی معرفت حاصل کر کے اور اس کیلئے اپنے آپ کو فارغ کر کے اس کو لے لیا ہے۔یہ حکمت اس کے نفس میں اس کی گم شدہ چیز ہے۔اس لیے وہ اس کو طلب کرتا ہے اور اس کا سوال اس لیے کرتا ہے وہ اس کی حاجت اور ضرورت ہے۔وہ اس وقت سے مسافر اور غریب ہو گیا ہے جب سے اسلام مسافر اور غریب ہو گیا ہے وہ ایک ہی جگہ بیٹھا ہوا ہے کہ اپنا سینہ زمین سے لگایا ہوا ہے وہ خدا کی حجتوں میں سے بقیہ ہے اور اس کے انبیاء کے خلفا میں سے (آخری) خلیفہ ہے۔ ابن ابی الحدید کہتا ہے: اس کلام کی ہر کتب فکر نے اپنے عقیدے کے مطابق وضاحت کی ہے۔شیعہ امامیہ کا خیال ہے کہ اس سے مراد مہدیؑ منتظر ہیں۔میرے نزدیک بھی بعید نہیں کہ اس سے آپؑ کی مراد قائم آل محمدؐ ہوں۔

(15) بصرہ میں آپؑ نے ایک خطبے میں فرمایا: ہیں آخر زمانے میں آنیوالے مہدیؑ قائم کا باپ ہوں۔(16) آنجنابؑ نے فرمایا: مہدیؑ میری ذریت میں سے ہیں جو رکن اور مقام کے درمیان ظہور کرینگے۔

آئمہ طاہرین علیہم السلام ظہور مہدیؑ کی بشارت دیتے ہیں :اپنے نانا رسول اللہﷺ اور اپنے والد امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی سیرت پر چلتے ہوئے آئمہ اہل بیت علیہم السلام نے بھی امام مہدیؑ کے ظہور کی بشارت دی ہے۔ان کے صفات، ان کے انصار، ان کے ظہور کی علامات، ان کی حکومت وسلطنت سب کچھ بیان کیا ہے۔کتابیں ان کی احادیث سے بھری ہیں اور لوگوں کو فیض پہنچا رہی ہیں۔اگر ہم ان تمام چیزوں کو یکجا کرنا چاہیں جو آپ حضراتؑ نے ذکر فرمائی ہیں تو کئی ضخیم کتابیں تیار ہو جائیں گی۔چنانچہ اس مختصر کتاب کی مناسبت سے ہم ہر امام کی ایک ایک روایت نقل کر رہے ہیں۔محترم قارئین مزید مطالعہ کیلئے ان مصادر کی طرف رجوع فرمائیں جن کا حوالہ یہاں دیا جا رہا ہے۔

(1) حنان بن سدیر سے روایت ہے کہ اس نے اپنے باپ سدیر بن حکیم سے اور اس نے ابو سعید عقیصا سے روایت کی ہے کہ جب امام حسنؑ اور بن علیؑ نے معاویہ بن ابوسفیان سے صلح کر لی تو کچھ لوگ آپؑ کی بارگاہ میں داخل ہوئے اور اس صلح کرنے پر ملامت اور طعن کیا۔آپؑ نے فرمایا: تم پر وائے ہو تم کو کیا خبر کہ میں نے کیا کیا ہے۔خدا کی قسم جو کچھ میں نے کیا ہے وہ میرے شیعوں کیلئے بہتر ہے ہر چیز سے جس پر سورج طلوع وغروب کرتا ہے۔کیا تم نہیں جانتے کہ میں تمہارا امام ہوں جس کی اطاعت تم پر فرض ہے۔اور یہ کہ رسول اللہﷺ کی خاص نص کی بنا پر میں نوجوانان جنت کے سرداروں میں سے ایک ہوں۔انہوں نے جواب دیا کہ جی ہاں یہ درست ہے۔آپؑ نے فرمایا کیا تم کو یاد نہیں کہ جب حضرت خضرؑ نے کشتی میں سوراخ کیا،لڑکے کو قتل کیا،اور دیوار کھڑی کی تھی تو یہ باتیں حضرت موسیٰ بن عمران کو بری لگی تھیں۔اس لئے کہ ان باتوں کی حکمت ان کی آنکھوں سے اوجھل تھی۔حالانکہ اللہ کی نظر میں ان باتوں میں حکمت اور مصلحت تھی اور یہ سارے کام صحیح تھے۔ کیا تم نہیں جانتے کہ ہم میں ہر ایک کو اپنے زمانے کے سرکش کی حکومت میں اور اس کے تحت رہنا ہوگا بجز حضرت قائمؑ کے جن کے پیچھے حضرت عیسیٰ بن مریم نماز پڑھیں گے۔اللہ عزوجل ان کی ولادت کو مخفی رکھے گا۔اس طرح ان کی گردن پر کسی کا تسلط اور کسی کی بیعت نہیں ہوگی میرے بھائی حسینؑ،سیدۃ النساء (سلام اللہ علیہا) کے بیٹے کی اولاد میں سے یہ نویں ہوں گے اور خروج کریں گے اللہ غیبت کے زمانے میں ان کی عمر کو طول دے گا۔جی ان کو ظاہر کرے گا تو ایک جوان کی شکل میں جو چالیس سال سے کم عمر ہو۔تا کہ سب لوگوں کو معلوم ہو کہ اللہ تعالے ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔

(2) امام حسینؑ نے فرمایا: ہم میں سے بارہ مہدیؑ ہیں۔ان کے اول امیر المومنین علی ابن طالب علیہ السلام ہیں اور ان میں سے آخری میری اولاد میں سے نویں ہیں،وہ امام قائم بالحق ہیں۔ان کے ذریعے خداوند عالم زمین کو مردہ ہونے کے بعد زندہ کرے گا۔ان کے ذریعے دین حق کو باقی تمام ادیان پر غلبہ عطا کرے گا اگرچہ مشرکین اس کو ناپسند کرتے ہیں۔ان کیلئے ایک غیبت ہے جس کے دوران کئی قومیں مرتد ہو جائیں گی۔جو اس دین پر ثابت قدم رہیں گی ان کو اذیت پہنچائی جائے گی۔ان سے کہا جائے گی کہ یہ وعدہ کب پورا ہوگا،اگر تم سچے ہو یاد رکھو جس نے ان کی غیبت میں اذیت،تکلیف اور تکذیب پر صبر کیا وہ اس مجاہد کے مثل ہے جس نے رسول اللہؐ کے سامنے تلوار سے جہاد کیا ہو۔

(3) ابو خالد کابلی سے روایت ہے کہ مجھ سے علیؑ بن الحسینؑ نے فرمایا: اے ابو خالد! بے شک تاریک رات کے ٹکڑوں کے مثل فتنے کھڑے ہوں گے۔ان سے نجات نہیں پائے گا بجز اس کے جس سے خدا عہد ومیثاق لیا ہے۔وہی ہدایت کے چراغ ہیں اور علم کے چشمے ہیں۔خداوند عالم ان کو ہر تاریک فتنے سے نجات دے گا۔گویا میں تمہارے صاحب (امام مہدیؑ) کو دیکھ رہا ہوں جو تمہارے نجف سے (جو کوفہ کی پشت پر ہے) اُٹھے ہیں۔ان کے ساتھ تین سو اور کچھ افراد ہیں۔جبرائیل ان کے دائیں طرف اور میکائیل ان کے بائیں طرف ہیں۔اسرائیل ان کے آگے آگے ہیں۔ان کے ساتھ رسول اللہؐ کا علم اور پرچم ہے جس کو انہوں نے لہرایا ہوا ہے۔وہ جس قوم پر اس علم کے ساتھ پہنچ جاتے ہیں اللہ عزوجل اس قوم کو ہلاک کر دیتا ہے۔

(4) ابو حمزہ ثمالی سے روایت ہے کہ ایک دن میں حضرت ابو جعفر محمد باقرؑ کے پاس تھا۔جب وہ لوگ جو پہلے سے موجود تھے وہاں سے چلے گئے تو آپؑ نے مجھ سے فرمایا: اے ابو حمزہ! ان حتمی اور یقینی امور میں سے جن میں اللہ کے یہاں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی ایک ہمارے قائمؑ کا قیام بھی ہے۔جو میں کہہ رہا ہوں اس میں جو شخص شک کرے وہ کافر ومنکر ہے۔پھر فرمایا: میرے ماں باپ اس پر قربان جو میرے نام سے موسوم اور میری کنیت والا میرے بعد ساتواں ہوگا۔میرے باپ اس پر صدقے جو زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا۔جس طرح وہ ظلم وجور سے بھری ہوگی۔اے ابو حمزہ جو اس کو درک کرے اور پھر اس کیلئے اس چیز کو تسلیم نہ کرے جو محمدؐ اور علیؑ کیلئے تسلیم کی ہے تو خدا یقیناً اس پر جنت کو حرام کر دے گا اور اس کا ٹھکانا جہنم میں ہوگا۔ظالموں کیلئے وہ رہنے کی بری جگہ ہے۔

(5) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: میری اولاد میں سے خلف صالح وہی مہدیؑ ہیں۔ان کا نام محمدؐ اور ان کی کنیت ابو القاسم ہے۔وہ آخری زمانے میں خروج کریں گے۔

(6) یونس بن عبد الرحمن سے روایت ہے کہ میں حضرت موسیٰ ابن جعفرؑ کی بارگاہ میں داخل ہوا اور عرض کیا اے فرزند رسول آپؑ قائم بالحق ہیں۔آپؑ نے فرمایا میں قائم بالحق بھی ہوں۔مگر وہ قائم جو زمین کو اللہ عزوجل کے دشمنوں سے پاک کرے گا اور اس کو عدل وانصاف سے بھر دے گا جیسے وہ ظلم وجور سے بھری ہوگی،وہ میری اولاد میں سے پانچواں ہے۔ان کی ایک طویل غیبت ہے،ان کی جان کے خوف سے اس دوران کچھ قومیں گمراہ ہوں گی اور دوسرے ثابت قدم رہیں گے۔پھر فرمایا: طوبیٰ اور خوشخبری ہے ان سب شیعوں کیلئے جو ہمارے قائمؑ کی غیبت کے زمانے میں ہماری موالات ومحبت پر ہماری رسی سے متمسک رہیں گے اور ہمارے دشمنوں سے برائت پر ثابت قدم رہیں گے،وہ ہم سے ہیں اور ہم ان سے ہیں بے شک وہ ہمارے آئمہ اور رہنما ہونے پر راضی ہیں اور ہم ان کے شیعہ اور پیروکار ہونے پر راضی ہیں ان کیلئے طوبیٰ اور خوشخبری۔بخدا وہ ہمارے ساتھ ہیں قیامت کے دن ہمارے درجات میں۔

(7) ابو صلتؒ سے روایت ہے کہ دعبلؒ کہتے ہیں: جب میں نے اپنے آقا ومولا امام رضاؑ کے سامنے یہ قصیدہ پڑھا اور اس شعر تک پہنچا: خروج امام لامحا لة قائم یقوم علی اسم اللہ والبر کات یمیز فینا کل حق وباطل ویجزی علی النعمائو النقمات ۔تو امام رضا علیہ السلام رو دیے۔پھر سر اُٹھا کر فرمایا: اے خزاعی! اس بیت کے پڑھتے وقت روح القدس نے تمہاری زبان سے نطق کیا ہے اس شعر کو ادا کیا ہے۔تم کو معلوم ہے کہ یہ کون امامؑ ہیں جن کے بارے میں تم نے اس شعر میں اظہار خیال کیا ہے؟ میں نے عرض کیا! مجھے نہیں معلوم مگر یہ میں نے سنا

ہے کہ اے میرے مولا و آقا آپ میں سے ایک امام خروج کریں گے اور زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے۔ آپ نے فرمایا: اے دعبل! میرے بعد میرا بیٹا محمدؑ امام ہے ان کے بعد ان کا بیٹا علیؑ، ان کے بعد ان کا بیٹا حسنؑ ہے اور حسنؑ کے بعد ان کا بیٹا محمدؑ جو حجت اور قائم ہیں۔ ان کی غیبت میں لوگ منتظر ہوں گے۔ ظہور میں ان کی اطاعت اور پیروی کی جائے گی۔ اگر دنیا کی زندگی کا صرف ایک دن بھی باقی رہ گیا تو خدا اس دن کو اس قدر طول دے گا کہ ہمارے قائم خروج کریں اور زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے جس طرح وہ ظلم و جور سے بھری ہوگی۔

(8) ابو غانم خادم سے روایت ہے کہ ابو محمد حسنؑ کے یہاں ایک مولود مسعود پیدا ہوا اس کا نام انہوں نے محمدؑ رکھا تیسرے دن ان کو اپنے اصحاب کے سامنے پیش کیا اور فرمایا: یہ میرے بعد امام ہے اور تم پر میرا خلیفہ ہے یہ وہی قائم ہے جس کے لوگ منتظر ہوں گے چنانچہ جب زمین ظلم و جور سے بھری ہوگی تو وہ اسی کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے۔

صحابہ اور تابعین ظہور مہدیؑ کی بشارت دیتے ہیں: پچھلے ابواب میں رسول اکرم ﷺ اور آئمہ اطہار السلام کی امام مہدی صلوات اللہ وسلامہ علیہ کے بارے میں احادیث پیش کی گئی تھیں۔ اس باب میں آنجناب علیہ السلام کے بارے میں صحابہ کبار اور تابعین کا آپ کے ظہور پر اجماع اور آپ کے قیام پر ان کے اتفاق رائے کے سلسلے میں ان کے کلمات ہم پیش کر رہے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کا قول نقل کیا جاتا ہے۔

(1) امیر المومنین امام علی علیہ السلام نے فرمایا: حضرت مہدی عجل اللہ فرجہ ہم اہل بیت میں سے ہیں۔ خدا ان کے معاملے کو ایک ہی رات میں درست کر دے گا۔

(2) امام حسن بن علی علیہم السلام نے فرمایا: میری اولاد میں سے نویں پشت میں یوسفؑ کی اور موسیٰ بن عمران کی سنت ہے اور وہ ہمارے قائمؑ ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ایک ہی رات میں ان کے معاملہ کی اصلاح فرمائے گا اور اس کو درست کر دے گا۔ (3) امام علی بن الحسین علیہم السلام نے فرمایا: ہمارے شیعوں کیلئے خوشخبری ہے جو ہمارے قائمؑ کی غیبت کے زمانے میں ہماری رسی سے متمسک اور ہماری موالات اور ہمارے دشمنوں سے برائت میں ثابت قدم رہیں گے۔ وہ ہم سے ہیں اور ہم ان سے ہیں بخدا وہ قیامت کے دن ہمارے ساتھ ہمارے درجات میں ہوں گے۔

(4) امام محمد بن علی باقر علیہم السلام نے فرمایا: قائمؑ رعب و دبدبے والے ہوں گے۔ ان کیلئے زمین سمٹ جائے گی۔ اس کے خزانے ان پر ظاہر ہوں گے۔ ان کی سلطنت مشرق و مغرب تک پہنچے گی۔ خدا عز و جل ان کے دین کو غلبہ دے گا خواہ مشرکین اس کو ناپسند کرتے ہیں۔ زمین کی ہر غیر آباد جگہ آباد ہو جائے گی۔ روح اللہ عیسیٰؑ بن مریم علیہ السلام نزول کریں گے اور قائمؑ کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔

(5) امام جعفر بن محمد صادق علیہم السلام نے فرمایا: عاشوراء کی رات قائمؑ کے نام کی منادی ہوگی۔ یہ وہی دن ہے جس میں امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے۔ گویا میں ہفتہ کے دن جو محرم کا دسواں دن ہے (ان کو دیکھ رہا ہوں) کہ وہ رکن و مقام کے درمیان کھڑے ہیں۔ ایک شخص ان کے سامنے ندا کر رہا ہے بیعت کرو بیعت کرو۔ اطراف زمین سے ان کے پاس ان کے انصار آئیں گے زمین ان کے لیے سمٹ آئے گی۔ وہ آ کر آپ کی بیعت کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کی وجہ سے زمین کو عدل انصاف سے بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و جور سے بھری ہوگی۔ پھر آپ مکہ سے چلیں گے اور کوفہ پہنچیں گے۔ نجف میں جو کوفہ کے قریب ہے نزول اجلال فرمائیں گے۔ وہاں سے مختلف شہروں کو لشکر روانہ کریں گے۔ (6) جابر عبداللہ انصاری نے امام زین العابدین علیہ السلام کے بارے میں کہا کہ اولاد انبیاءؑ میں علی بن الحسینؑ جیسے شخص نہیں دیکھے گئے بجز یوسف بن یعقوبؑ کے البتہ بخدا علی بن الحسینؑ کی ذریت یوسف بن یعقوبؑ کی ذریت سے افضل ہے اور بے شک ان میں سے وہ ہے جو زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و جور سے بھری ہوگی۔

(7) جب سلمان (فارسی) رضی اللہ عنہ کوفہ میں داخل ہوئے تو شہر کو دیکھا اور اس شہر میں جو کچھ بلائیں اور مصیبتیں نازل ہونے والی تھیں ان کا ذکر کیا۔ حتی کہ بنی امیہ اور ان کے بعد والوں کی حکومت و سلطنت کا ذکر کیا۔ پھر کہا کہ جب یہ ہو تو اپنے گھروں کے فرش کو لازم پکڑ لو (یعنی گھروں سے باہر نہ نکلو) یہاں تک کہ طاہر بن طاہر (طاہروں کا طاہر فرزند) جو مطہر اور دوسروں کو پاک کرنے والا ہوگا۔ جو غیبت والا جلا وطن اور دور کیا ہوا ہوگا ظہور کرے گا۔

(8) عمار بن یاسرؓ نے کہا مہدیؑ کے خروج کی علامت یہ ہوگی۔ تمہارے اوپر ترکوں کا جھکاؤ تمہارا وہ خلیفہ جو تمہارے لیے مال جمع کرے گا وہ مر جائے گا جس کے بعد ایک کمزور قسم کا آدمی خلیفہ بنایا جائے گا جس کو دو سال کے اندر معزول کر دیا جائے گا۔ دمشق کی مسجد کا مغربی حصہ زمین میں دھنس جائے گا۔ شام میں تین افراد خروج کریں گے۔ اہل مغرب مصر کی طرف خروج کریں گے۔ یہ سفیانی کے خروج کی علامت ہوگی۔

(9) عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب نے کہا ہے کہ: وہ جنابؑ زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے جس طرح وہ ظلم و جور سے بھری ہوگی۔ چوپائے اور درندے (تک) آپؑ کے زمانے میں امن و امان سے رہیں گے۔ زمین اپنے جگر کے ٹکڑے (وسائل اور معدنیات) مثل ستون کے باہر پھینک دے گی۔ اور وہ سونے چاندی کے ہوں گے۔ (10) کعب نے کہا کہ بیشک میں مہدیؑ کو تورات کی اسفر (کتابوں) میں لکھا ہوا پاتا ہوں جن کے عمل میں ظلم و عتاب نہیں ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ حضرت مہدیؑ اللہ تعالےٰ کے سامنے اس طرح خاشع و تابع ہوں گے جیسے آئینہ انسان کے سامنے خاشع اور تابع ہے۔

(11) صعصعہ بن صوحان نے نزال بن صبرہ سے کہا کہ وہ (امام مہدیؑ) جن کے پیچھے عیسیٰ بن مریم نماز پڑھیں گے عترت (رسولؐ) کے بارہویں فرد ہیں اور حسینؑ بن علیؑ کی اولاد میں سے نویں ہیں وہ مغرب سے طلوع ہونے والے سورج ہیں جو رکن اور مقام کے پاس ظہور کریں گے زمین کو پاک کریں گے۔ عدل و انصاف کی میزان قائم کریں گے۔ اس طرح کوئی کسی پر ظلم نہیں کر پائے گا۔ (12) طاؤس نے کہا ہے: میں چاہتا ہوں کہ اس وقت تک نہ مروں جب تک مہدیؑ کے زمانے کو درک نہ کرلوں (نہ دیکھ لوں) یہ وہ زمانہ ہوگا جس میں محسن اپنے احسان میں اضافہ کرے گا اور برے (شخص) سے بدلہ لیا جائے گا۔

(13) قتادہ سے روایت ہے کہ میں نے سعید بن مسیب سے پوچھا کہ مہدیؑ کا ہونا حق ہے؟ میں نے پوچھا وہ کون ہیں اس نے کہا قریش میں سے ہیں۔ میں نے پوچھا قریش کے کس قبیلے سے۔ جواب دیا بنی ہاشم سے عبدالمطلب کی اولاد ہیں۔ میں نے پھر پوچھا عبدالمطلب کی کس اولاد سے۔ اس نے کہا فاطمہؑ کی اولاد میں سے۔

(14) محمد بن سیرین نے جب حضرت مہدیؑ کا ذکر کیا تو کہا کہ آپؑ بعض انبیاءؑ سے افضل ہیں۔ (15) عمرو بن عاص نے مہدیؑ کے خروج کی علامت یہ بتائی: جب بیابان میں لشکر زمین میں دھنس گیا تو یہی مہدیؑ کے خروج کی علامت ہوگی۔ (16) عمرو عامر بن شراحیل شعبی نے کہا کہ ہماری روایات کو جان لو۔ ہماری اور اکثر اہل اسلام کی بھی روایت یہ ہے کہ ہمارے نبی اکرمؐ نے فرمایا: آنحضرتؐ کی صاحبزادی فاطمہؑ کی اولاد میں سے مہدیؑ کا ہونا ضروری اور لابدی ہے، وہ ظہور کریں گے اور زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے جس طرح ان کے غیر کی وجہ سے وہ ظلم و جور سے بھری ہوگی۔

(17) محمد بن مسلم زہری کہتا ہے کہ جب سفیانی اور مہدیؑ کا جنگ میں ٹکراؤ ہوگا تو اس دن آسمان سے لوگ ایک ندا سنیں گے: یاد رکھو کہ اولیاء اللہ ان کے (یعنی مہدیؑ کے) اصحاب ہیں۔

(18) ابو محمد اسماعیل بن عبدالرحمٰن سدی نے کہا کہ مہدیؑ اور عیسیٰ بن مریم ساتھ ہوں گے جب نماز کا وقت آئے گا تو حضرت عیسیٰؑ کہیں گے کہ آپؑ نماز پڑھانے کے زیادہ حقدار ہیں۔ چنانچہ حضرت عیسیٰؑ آپؑ کے پیچھے ماموم بن کر نماز پڑھیں گے۔ (19) مقاتل بن سلیمان نے وانہ لعلم للساعۃ کی تفسیر میں کہا کہ یہ حضرت مہدیؑ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

(20) عبداللہ بن عمر نے کہا کہ جب بیابان میں لشکر زمین میں دھنس جائے گا تو یہ مہدیؑ کے ظہور کی علامت ہوگی۔

(21) زید بن علی بن الحسین علیہم السلام نے ابن بکیر سے کہا: ہماری وجہ سے اللہ کی معرفت ہوئی ہمارے ذریعہ سے خدا کی عبادت کی گئی۔ ہم اللہ تک پہنچنے کا راستہ ہیں۔ ہم میں سے مصطفیٰؐ اور مرتضیٰؑ ہیں اور ہم میں سے مہدیؑ ہوں گے جو اس امت کے قائم ہیں۔ اس نے عرض کیا رسول اللہؐ نے آپ حضرات سے کوئی عہد و وعدہ کیا تھا کہ آپؑ کا قائم کب قیام کرے گا۔ آپ نے فرمایا: اے ابن بکیر تو ہرگز ان سے ملحق نہیں ہوگا (وہ زمانہ دیکھے گا)۔ ان (حضرات امام باقرؑ) کے بعد امامت کے چھ والی و حاکم ہوں گے۔ پھر خداوند تعالےٰ ہمارے قائمؑ کا خروج قرار دے گا۔ وہ (مہدیؑ) زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے جس طرح وہ ظلم و جور سے بھری ہوگی۔

(22) محمد بن حنفیہ نے محمد بن بشیر سے کہا کہ مہدیؑ کی علامتوں میں سے یہ بھی ہے کہ حاجت و ضرورت کو ظاہر کیا جائے گا۔ کوئی شخص کہے گا رات میں نے کھانے کے بغیر گزاری ہے۔ یہاں تک کہ وہ تم سے دوسرے چہرے سے ملے...... اس وقت بہت جلد وہ صیحہ (اور ندا اور پکار) واقع ہوگی اور سنائی دے گی۔

(23) علی بن عبداللہ بن عباس نے کہا کہ مہدیؑ اس وقت تک خروج نہیں کریں گے جب تک سورج کے ساتھ ایک آیت و نشانی طلوع نہیں کرے گی۔

(24) سعید بن جبیر نے کہا ہے کہ وہ سال جس میں مہدیؑ قیام کریں گے چوبیس بارشیں ہوں گی۔ ان کی برکت سب کو نظر آئے گی۔

(25) ابو سعید خدری آنحضرتؐ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: میں تم کو مہدیؑ کی بشارت دیتا ہوں جو میری امت میں لوگوں کے اختلاف و اضطراب کے وقت مبعوث ہوں گے۔ وہ زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے جس طرح وہ ظلم و جور سے بھری ہوگی آسمان اور زمین کے رہنے والے ان پر راضی ہوں گے۔ وہ مساوی طور پر لوگوں کے درمیان مال تقسیم کریں گے۔

(26) ابو سعید خدری نے آنحضرتؐ سے روایت کی ہے جب زمین ظلم و جور سے بھر جائیگی تو میری عترت میں سے ایک شخص خروج کریگے جو سات سال یا نو سال روئے زمین کے مالک ہونگے اور اس کو عدل و انصاف سے بھر دینگے۔

(27) ابو سعید خدری آنحضرتؐ سے روایت کرتے ہیں کہ قیامت اس وقت تک برپا نہیں ہوگی جب تک میرے اہل بیتؑ میں سے ایک شخص زمین کا مالک نہ ہو جائے۔ وہ نورانی پیشانی، دراز اور ایک جیسی بینی والا ہوگا۔ وہ زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا جس طرح وہ اس سے پہلے ظلم و جور سے بھری ہوگی۔ اس کی سلطنت سات سال ہوگی۔

Scanned with CamScanner

امام مہدی علیہ السلام کی ولادت

سوانح حیات لکھنے والوں نے امام مہدیؑ کی ولادت کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ آپ سُر من رائے میں پندرہ شعبان ۲۵۵ھ مطابق ۸۶۸ء کو تولد ہوئے۔
آپ کی ولادت کے مراسم تفصیل سے ذکر کیئے ہیں۔ امام حسن عسکری علیہ السلام نے دس ہزار رطل روٹیاں اور دس ہزار رطل گوشت آپ کی طرف سے صدقہ دیا اور تین سو بکروں سے عقیقہ کیا۔ اس کے علاوہ اور بھی مراسم کا ذکر ہے جن کو امام حسن عسکریؑ نے انجام دیا۔ آپ کی ولادت کے سلسلے کی دو روایات کا ذکر کیا جاتا ہے: موسیٰ بن محمد بن قاسم بن حمزہ بن موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں۔ مجھ سے حکیمہ بنت امام تقی جوادؑ نے بیان کیا کہ امام ابو محمد عسکریؑ نے مجھے بلا بھیجا اور مجھ سے کہا کہ پھوپھی، آج آپ ہمارے ہاں افطار کریں۔ یہ پندرہ شعبان کی رات ہے۔

اے الاشاد ۲/۳۷۔ **الجار** ۱۳/۱۲ **لذخیرة ال المعاد** ۳۲۷ **منتخب الاثر** ۳۳۸ **اکمال الدین** ۲/۲ **الغیبة للشیخ الطوسؒ** ۱۴۱ **اینا بیع المودة** ۵۴۲ **المجالس السنیته** ۵/۴۷۹ **کشف الاستار** ۵۳ **فضائل** الامام علی ۲۴۳ موجز تواریخ اہل بیت للسماوی ۹۵ الفصول المہمۃ ۲۷۷ المدخل الی موسوعۃ العتبات المقدسۃ ۲۴۹ کشف الغمۃ ۳/۶ ۲۳ ط ۲ الائمۃ الاثناعشر لابن طولون ۱۱۷ اعیان الشیعۃ ۴ق ۳/۲۷ ۲۲ نور الابصار ۲۴۳ منتہی الآمال للقمی ۲/۲۸۱ جوہرۃ الکلام ۱۵۷ الاتحاف بحب الاشراف ۶۹ صواعق المحرقۃ ۱۰۰ الیواقیت والجواہر ۲/۱۴۳ البرہان علی وجود صاحب الزمانؑ ۶۴ مرآۃ الاسرار۔ تاریخ آل محمد للقاضی بہلول بہجت ۲۷ غایۃ الاختصار ۶۵۔ روضۃ الاحباب للسید جمال الدین معراج الوصول الی معرفۃ فضیلۃ آل الرسول۔ روضۃ المناظر، الاعلام ۶/۳۱۰ ق اثبات الوصیۃ ۱۹۵۔

۲۔ کمال الدین ۲/۱۰۵، ۳۔ کمال الدین ۲/۱۰۶ ارطل، بارہ اوقیہ کا وزن ہے شام میں ۵ پاؤنڈ اور مصر میں پونے سولہ آونس کا۔ بلا شبہ اللہ تبارک وتعالیٰ اس رات زمین میں اپنی حجت کو ظاہر کرے گا۔ وہ مخدومہ فرماتی ہیں کہ لیٹ گئی اور سو گئی۔ سحری کے وقت اٹھی۔ سورہ سجدہ اور سورہ یسٓ کی تلاوت کی۔

اس دوران نرجس خاتون میں اضطراب سا پیدا ہوا۔ ان سے پردہ ہٹایا گیا تو اچانک مولود سجدے میں تھا۔ ابو محمدؑ نے آواز دی اے (پھوپھی) میرے بیٹے کو میرے پاس لے آئیں۔ میں اس شہزادے کو ان کے پاس لے گئی۔ آپ نے اس بچے کے پیر اپنے سینے پر رکھے اور اپنی زبان اس کے منہ میں دی۔ اپنا ہاتھ اس کی آنکھوں، کانوں اور بدن کے جوڑوں پر پھیرا۔۔۔ الخ۔ محمد بن حسن ولید نے محمد بن یحیٰ سے روایت کی، اس نے ابو عبد اللہ حسین بن رزق اللہ سے اس نے موسیٰ بن محمد بن قاسم بن حمزہ بن موسیٰ بن جعفرؑ بن محمدؑ بن علیؑ بن حسینؑ بن علی بن ابو طالب سے روایت کی وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے حکیمہ بنت محمدؑ بن علیؑ بن موسیٰ بن جعفرؑ بن محمدؑ بن علیؑ بن حسین بن علیؑ بن ابو طالب نے بیان کیا۔ وہ فرماتی ہیں کہ ابو محمد حسن بن علی علیہم السلام نے مجھے پیغام بھیجا کہ اے پھوپھی آج رات آپ افطار ہمارے یہاں آ کر کریں۔ یہ پندرہ شعبان کی رات ہے اور اللہ تبارک وتعالےٰ عنقریب اسی رات اپنی حجت کو ظاہر کرے گا وہ اللہ زمین میں اس کی حجت ہے۔ وہ مخدرہ کہتی ہیں کہ میں نے آپؑ سے دریافت کیا کہ ان کی والدہ کون ہیں۔ تو آپؑ نے مجھ سے فرمایا "نرجس"۔ میں نے آپؑ سے کہا خدا مجھے آپ کا صدقہ قرار دے، بخدا نرجس میں تو کوئی اثر نہیں ہے۔ آپؑ نے فرمایا جو میں نے آپ سے بات کہی ہے وہی صحیح ہے چنانچہ میں آئی اور سلام کر کے بیٹھ گئی۔ نرجس آ کر میرے موزے اتارنے لگیں۔ مجھ سے مخاطب ہوئیں اے میری سردار اور میرے گھر والوں کی سردار آپ کیسی ہیں؟
میں نے جواب دیا بلکہ آپ میری اور میرے گھر والوں کی سردار ہیں۔ نرجس نے میری اس بات پر تعجب کیا اور کہنے لگیں پھوپھی جان آپ یہ کیا کہہ رہی ہیں۔ میں نے کہا: بیٹی بلا شبہ اللہ تعالےٰ عنقریب آج ہی کی رات تم کو ایک لڑکا عطا کرے گا جو دنیا اور آخرت میں سردار ہے۔ یہ سن کر ان کو شرم وحیا سی محسوس ہوئی۔ میں نے عشاء کی نماز سے فارغ ہو کر افطار کیا۔ بستر پر لیٹی تو نیند آ گئی۔ آدھی رات گزری تو نماز کیلئے اٹھی نماز سے فارغ ہوئی تو دیکھا کہ وہ (نرجس) ابھی سوئی ہوئی تھیں۔ پھر میں تعقیبات کیلئے بیٹھی رہی پھر میں لیٹ گئی کچھ دیر بعد گھبرا کے اٹھی تو وہ ابھی سوئی ہوئی تھیں۔ اس کے بعد وہ کھڑی ہوئیں، نماز پڑھی اور سو گئیں۔ حکیمہ کہتی ہیں کہ میں طلوع فجر معلوم کرنے باہر نکلی تو اول وقت ہو چکا تھا۔ ان کو سوتے دیکھا تو مجھے شک سا ہوا۔ ابو محمد علیہ السلام نے اپنے کمرے سے بلند آواز سے کہا کہ پھوپھی جلدی نہ کریں وقت قریب ہے۔ حکیمہ کہتی ہیں کہ میں بیٹھ گئی اور سورہ سجدہ، اور "یٰس" کی قرائت کی میں اسی حالت میں تھی کہ نرجس گھبرا کے اٹھیں۔ میں دوڑ کر ان کے پاس گئی اور کہا کہ تم پر اللہ کے نام کا سایہ ہو۔ میں نے دریافت کیا کہ کچھ محسوس کرتی ہو تو انہوں نے جواب دیا کہ ہاں پھوپھی۔ میں نے ان کو سمجھایا کہ اپنے آپ کو سمیٹو اور دل کو قابو میں رکھو۔ جو میں نے تم سے کہا تھا وہی بات صحیح ہے۔ حکیمہ کہتی ہیں کہ مجھے کچھ سستی اور تھکن کا غلبہ ہوا اور وہ بھی ست ہو گئیں پھر میں اپنے سید وآقا کے احساس دلانے سے بیدار ہوئی۔ میں نے نرجس سے کپڑا اٹھایا تو اچانک میں نے آنجنابؑ کو سجدے میں دیکھا۔ ان کے سجدے کے اعضاز مین پر تھے میں نے ان کو سینے سے لگا لیا وہ پاک وپاکیزہ اور صاف ستھرے تھے۔ بلند آواز میں ابو محمدؑ نے فرمایا: پھوپھی میرے بیٹے کو میرے پاس لائیں میں ان کو ابو محمدؑ کے پاس لے کر گئی آپ نے اپنے دونوں ہاتھ شہزادے کی پشت کے نیچے رکھے اور ان کے پدم اپنے سینے پر رکھے۔ اپنی زبان ان کے منہ میں دی اپنا ہاتھ ان کی آنکھوں اور بدن کے جوڑوں پر پھیرا۔

امام مہدی علیہ السلام کی ولادت کا اعلان:

حکومت وقت اور اس کے عملے کے خوف سے امام حسن عسکری علیہ السلام اپنے صاحبزادے کے معاملے کو مخفی رکھتے اور ان کی حفاظت کا انتظام کرتے تھے مگر ساتھ ہی ساتھ اپنے اصحاب میں آپؑ نے ان کی ولادت کا اعلان کیا اور بچے کو ان کے سامنے پیش بھی کیا۔ بعض اوقات کچھ لوگوں کے پاس ان کی طرف سے صدقات بھی بھیجے۔ بعض شیعوں کو ان کی ولادت کی خبر لکھ کر بھیجی۔ ساری باتیں حجت کو قائم کرنے اور اپنے صاحبزادے پر خلافت کی نص برقرار کرنے کیلئے تھیں۔ یہاں ان لوگوں کے نام تحریر کیے جا رہے ہیں جن سے آنجناب علیہ السلام کی ولادت کی خبر روایت ہوئی ہے:
(1) کلینی نے اپنی سند کے ساتھ علی بن بلال سے روایت کی ہے کہ امام ابو محمد حسنؑ بن علیؑ عسکری اپنی رحلت سے دو سال پہلے اپنے بعد کے خلیفہ کی مجھ کو خبر دینے میرے پاس آئے۔ پھر اپنی وفات سے تین دن پہلے مجھے اپنے بعد کے خلیفہ اور جانشین کی خبر دینے تشریف لائے۔ (2) آپؑ نے ابو ہاشم جعفری کو آنجنابؑ کی ولادت کی خبر دی تھی۔ (3) آپؑ نے ابو طاہر بلالی کو ان کی ولادت کی خبر دی تھی۔
(4) ابراہیم (ابو محمدؑ کے صحابی) سے روایت ہے کہ میرے مولا ابو محمدؑ نے مجھے اس تحریر کے ساتھ چار مینڈھے بھیجے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ میرے فرزند محمد مہدیؑ کی طرف سے ہیں۔ خوش ہو کر ان کو کھاؤ اور ہمارے شیعوں میں سے جو تم کو ملے اس کو بھی کھلاؤ۔ (۵) ابو جعفر عمری سے روایت ہے کہ جب س[illegible] پیدا ہوئے تو ابو محمدؑ نے ابو عمرو کو بلا بھیجا۔ وہ آپؑ کی خدمت میں آیا تو آپؑ نے اس سے فرمایا: دس ہزار رطل روٹی اور دس ہزار رطل گوشت [illegible] یہ دو [illegible] بر ملوا ب کیلئے بنی ہاشم [illegible] یم ردو اور اتنے اتنے (عدد) بکروں سے عقیقہ کرو۔
(6) صدوق کہتے ہیں: ہم نے محمد بن علی بن ماجیلویہ نے حدیث بیان کی، وہ کہتا ہے کہ ہم سے محمد بن یحییٰ عطار نے حدیث بیان کی، وہ کہتا ہے کہ ہم سے حسن بن نیشا پوری نے حدیث بیان کی۔ وہ کہتا ہے کہ ہم سے حسن بن منذر نے حدیث بیان کی حمزہ بن ابو الفتح سے۔ وہ کہتا ہے کہ میرے پاس ایک روز ابو الفتح آیا اور مجھ سے کہا کہ بشارت ہو گذشتہ شب ابو محمدؑ کے گھر میں مولود پیدا ہوا آپؑ نے اس کے معاملے کو چھپانے کا حکم دیا ہے اور یہ بھی کہ اس مولود کی طرف سے تین سو بکرے عقیقہ کیے جائیں۔ میں نے پوچھا اس کا نام کیا ہے؟ اس جواب دیا کہ ان کا نام محمدؑ رکھا گیا ہے اور کنیت "جعفر" کے ساتھ ہے۔
(7) محمد بن ابراہیم کوفی سے روایت ہے کہ ابو محمدؑ نے میرے پاس کسی اور کیلئے ایک ذبح شدہ بکرا بھیجا اور کہا یہ میرے بیٹے محمدؑ کا عقیقہ ہے۔
(8) میرے طرف مس مدبن ابراہیم کوفی نے آنجنابؑ کے بیٹے کے عقیقہ کا ایک ذبح شدہ بکرا بھیجا۔ (9) آنجنابؑ نے قائمؑ کی ولادت کی خبر اپنی والدہ کو لکھ کر بھیجی۔
(10) محمد بن حسن بن اسحاق قمی سے روایت ہے کہ جب خلف صالحؑ پیدا ہوئے تو ہمارے مولا ابو محمد حسنؑ بن علیؑ کا خط میرے جد احمد بن اسحاق کے پاس آیا جس میں آپؑ نے اپنے ہاتھ سے تحریر فرمایا تھا (اور توقیعات اسی صورت میں وارد ہوتی تھیں) کہ مولود پیدا ہوا ہے۔ یہ بات تم تک محدود رہے اور باقی لوگوں سے پوشیدہ اور مخفی رہے۔ ہم اس کو صرف بہت قریب لوگوں پر ظاہر کرتے ہیں ان کی قربت کی وجہ سے اور موالی پر اس کی ولایت ومحبت کی وجہ سے۔ ہم نے تم کو خبر دینا پسند کیا تاکہ تم کو خدا مسرور اور خوش کرے جس طرح اس نے ہم کو مسرور کیا ہے۔ والسلام۔
(11) امام عسکری علیہ السلام کے خادم عقید سے روایت ہے کہ ولی اللہ حجتؑ بن حسنؑ کی ولادت ہوئی۔ (12) حسن بن حسین علوی سے روایت ہے کہ میں ابو محمدؑ کی بارگاہ میں (سُر من رائے میں) داخل ہوا تو میں نے ان کو ان کے فرزند قائمؑ کی ولادت کی تہنیت اور مبارکباد پیش کی۔ (13) حسین بن حسن علوی سے روایت ہے کہ میں سُر من رائے (سامرہ) میں ابو محمدؑ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے ان کو اپنے آقا صاحب الزمانؑ کی پیدائش کے سلسلے میں خوشی سے مبارکباد پیش کی۔

امام مہدی علیہ السلام کی وجہء غیبت

حقیقت یہ ہے کہ سارے آئمہ طاہرین علیہم السلام اپنے اپنے دور کی حکومتوں کے زیر عتاب رہے۔ کسی نے ان کو نظر بند رکھا، قید کیا بعض کو جلاوطن کیا اور چین سے نہیں بیٹھنے دیا کچھ دنوں کیلئے کمی آ جاتی۔ مگر اس صورت حال کے باوجود ذوات مقدسہ نے اپنا مشن جاری رکھا۔ ان کے مدارس قائم رہے، ان کے احسانات امت پر ظاہر ہوتے رہے۔ اپنے شیعوں سے ان کا تعلق قائم رہا۔ سارے عالم اسلام

Scanned with CamScanner

سے حصول علم کیلئے ان کے پاس لوگ جوق در جوق آتے رہے۔ اکثر معروف علماء اسلام ان ہی کے مدرسے سے نکلے ہوئے تھے ان کی روایات واحادیث تمام اطراف عالم میں پھیلیں۔ ان کی تعلیمات سے سینکڑوں کتابیں تیار ہوئیں۔ کسی بھی علم میں بحث وجستجو کی جائے تو اس کی نشرواشاعت اور اس کی تعلیم وتربیت میں ان کا منور ہاتھ ضرور نظر آئے گا۔ اکثر علوم جدیدہ بھی آئمہ اطہارؑ سے۔ لیے گئے ہیں جیسے کیمیا اور الجبرا وغیرہ ازیں وغیرہ۔ علاوہ ازیں علوم اسلامی کی بنا اور نشرواشاعت بھی الہی کے ہاتھوں ہوئی جیسے فقہ، حدیث اور تفسیر۔ آپ حضرات کی زندگیوں میں صرف درس و تدریس ہی نظر نہیں آتی۔ اس کے علاوہ ان کے دروازے ہر سائل اور محروم کے لیے کھلے رہتے تھے۔ لوگ جتنی امید لے کر آتے اس سے کہیں زیادہ عطا اور بخشش سے ان کو نوازا جاتا۔ ان حضراتؑ کی بخشش وعطا بادشاہوں کی عطا سے بڑھی ہوئی تھی۔ بعض اوقات تو وہ حضراتؑ تیس تیس ہزار دینار تک عطا کر دیا کرتے۔ بلکہ بعض اوقات ایک ایک لاکھ دینار۔ ان کی روشن سیرت کے اس پہلو کے ہزاروں گواہ اور شاہد (تاریخ کے اوراق میں) موجود ہیں۔ ان ذوات مقدسہ میں سے کسی کی رحلت ہوتی تو ان کا جانشین ان کی جگہ کو پُر کرتا اور ان کے فرائض کو بجالاتا، یہی ان سب کا طریقہ کار تھا۔ ملوکیت اور حکومت کا طریقہ کار ان پر ظلم وستم اور قید وبند کی صعوبتیں تھیں۔ چنانچہ امام حسن عسکریؑ کی بیماری (مرض الموت) کے دوران حکومت نے آپؑ کے فرزند کے بارے میں گہری تلاش اور جستجو میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔ جب کوئی سراغ نہ ملا تو آپؑ کی شہادت کے بعد آپ کی عورتوں اور کنیزوں کو اپنے قبضے میں کیے رکھا کہ کہیں ان میں سے بعض حاملہ نہ ہوں۔ چنانچہ امام حسن عسکریؑ کی بعض کنیزیں دو سال تک قید وبند میں رکھی گئیں۔ احمد بن عبداللہ بن یحییٰ بن خاقان کہتا ہے کہ جب امام حسن عسکریؑ علیل ہوئے تو خلفہ نے میرے باپ کو اس کی اطلاع کہ، ابن رضاؑ علیل ہو گئے ہیں۔ وہ فوراً خلیفہ کے محل میں گیا اور پھر مسلمانوں کے امیر کے پانچ خاص خادموں کے ساتھ واپس ہوا ان میں ایک خادم خاص نحریر بھی تھا۔ ان خادموں کو حکم دیا کہ۔ یہ سب حسنؑ بن علیؑ کے گھر میں ہی رہیں اور ان کی حالت معلوم کرتے رہیں۔ کچھ طبیبوں کے پاس آدمی بھیجے کہ وہ صبح وشام حسنؑ بن علیؑ کے یہاں جائیں اور ان کی دیکھ بھال کریں۔ دو دن کے بعد ایک شخص نے آکر خبر دی کہ آنجنابؑ کی نقاہت بہت بڑھ گئی ہے۔ وہ صبح سویرے سوار ہو کر ان کے پاس گیا اور طبیبوں کو ہمہ وقت ان کے پس رہنے کا حکم دیا۔ پھر اس نے قاضی القضاۃ کو بلایا اور حکم دیا کہ اصحاب میں سے جو دین، امانت اور پرہیزگاری میں اس کے نزدیک قابل وثوق ہو ان کو منتخب کرے۔ اس نے ان کو پیش کیا تو ان کو حسنؑ کے گھر بھیج کر دن رات وہاں رہنے کا حکم دیا۔ وہ وہیں رہے یہاں تک کہ آنجنابؑ کی وفات ہو گئی یہ ۲۶۰ھ کا واقعہ ہے جب کہ ماہ ربیع الاول کے کچھ دن گذر گئے تھے۔ یہ خبر شہر میں پہنچی تو سارا شہر ایک دم صدائے نالہ وفریاد بن گیا۔ ہر طرف ایک آواز بلند تھی کہ ابن رضاؑ فوت ہو گئے ابادشاہ نے بھی اس خبر کی تصدیق کیلئے اور ان کے حجروں اور کمروں کو دیکھنے بھالنے اور جو کچھ ان میں ہے اس کو سیل کرنے اپنے کچھ آدمیوں کو بھیجا۔ وہ اس کام سے فارغ ہو کر آپؑ کے فرزند کو تلاش کرتے رہے۔ اپنے ساتھ کچھ عورتیں (دایہ) لے آئے جو حمل کی پہچان رکھتی تھیں۔ وہ آپؑ کی کنیزوں کے پاس گئیں اور ان سے پوچھ گچھ کرتی رہیں۔ ان میں سے بعض نے کہا کہ یہاں ایک کنیز ہے جو حاملہ ہے۔ اس کنیز کے بارے میں حکم ہوا کہ اس کو ایک کمرے میں رکھا جائے۔ نحریر خادم اور اسکے ساتھیوں کو اس کا نگراں مقرر کیا گیا اس کنیز کے ساتھ کچھ عورتوں کو بھی رکھا گیا۔ اس کام سے فارغ ہو کر آپؑ کی تجہیز وتکفین شروع ہوئی۔ شہر کے بازار بند ہو گئے میر اباپ، بنی ہاشم کے لوگ، لشکر کے قائدین، دفتروں کے افسر اور عمائدین شہر سوار ہو کر آپؑ کے جنازے میں شرکت کیلئے آئے۔ سامرا اس دن قیامت کا منظر پیش کر رہا تھا۔ تجہیز وتکفین سے فارغ ہوئے تو بادشاہ نے ابوعیسیٰ بن متوکل کو بلایا اور نماز جنازہ پڑھنے کا حکم دیا۔ نماز کے لیے جنازہ رکھا گیا تو ابوعیسیٰ نے جنازے کے قریب جا کر آپ کے چہرے سے کپڑا ہٹایا اور آپؑ کے آخری دیدار کیلئے بنی ہاشم میں سے علویین اور عباسیوں، قائدین لشکر افسروں، قاضیوں، فقہا اور معدلوں (جن کی گواہی معتبر مانی جاتی ہے) کو بلایا۔ پھر کہا کہ یہ حسنؑ بن علیؑ بن محمدؑ بن رضاؑ ہیں جو اپنی (طبعی) موت اپنے بستر پر مرے ہیں۔ ان کے بستر مرگ پر مسلمانوں کے امیر کے خدام اور باوثوق افراد میں سے فلاں فلاں اور فلاں فلاں طبیب اور فلاں فلاں قاضی حاضر رہے ہیں۔ یہ کہہ کر آپ کے چہرے کو ڈھانپ دیا پھر نماز جنازہ پڑھائی اور آپ پر پانچ تکبیریں پڑھیں آپ کے جنازے کو آپؑ کے گھر کے وسط سے اٹھانے کا حکم دیا اور پھر اسی کمرے میں آپؑ کو دفن کیا جس میں آپؑ کے والد گرامی دفن تھے۔ اس مرحلے سے فراغت کے بعد بادشاہ اور اس کے حواریوں نے آپؑ کے فرزند کی تلاش مزید تیز کر دی۔ گھر گھر تلاشی لی گئی، حتیٰ کہ آپؑ کی میراث کی تقسیم کو بھی ملتوی کیا گیا۔ اس کنیز کی نگرانی اور سخت کر دی گئی جس پر گمان تھا کہ وہ حاملہ ہے۔ دو سال اس کی نگرانی کی گئی۔ جب ان کا شک دور ہوا تب آپؑ کی میراث آپؑ کی والدہ اور آپؑ کے بھائی جعفر میں تقسیم کر دی گئی۔ آپؑ کی والدہ نے آپؑ کی وصیت کا دعویٰ کیا جو قاضی کے پاس ثابت ہو گئی۔ بادشاہ اس دوران آپؑ کے فرزند کو مسلسل تلاش کرتا رہا۔ میراث تقسیم ہونے کے بعد جعفر میرے میرے باپ کے پاس آیا کہا کہ اگر تو مجھے میرے بھائی (حسنؑ بن علیؑ) جیسا مرتبہ دلوانے کا بندوبست کر دے تو میں تجھ کو ہر سال بیس ہزار دینار پہنچا دیا کروں گا۔ یہ سن کر میرے باپ نے اس کو جھڑک دیا اور اس کو بہت ملامت کی۔ اس نے کہا کہ اے احمق! بادشاہ اعزہ اللہ (خدا اس کی عزت کو بلند رکھے) تو ان لوگوں کیلئے جو خیال کرتے ہیں کہ تیرا باپ اور تیرا بھائی امامؑ تھے تلوار اور کوڑا تیار رکھتا ہے تا کہ وہ اس خیال سے باز آجائیں اور اس نظریے کو چھوڑ دیں۔ حالانکہ وہ اس میں کامیاب نہیں ہوا اور لوگوں کو آمادہ نہیں کر سکا کہ ان دونوں (حضرات) کو امامؑ ماننا چھوڑ دیں۔ بادشاہ نے بھرپور کوشش کر لی کہ تمہارے باپ اور بھائی کو اس مرتبے (امامت) سے محروم کر دے مگر اس سے یہ بھی نہ ہو سکا۔ غرض اگر تم شیعوں کی نگاہ میں اپنے باپ اور بھائی کی جگہ امام ہو تو اس کی کیا ضرورت کہ بادشاہ یا کوئی دوسرا شخص تم کو تمہارے بھائی (حسنؑ بن علیؑ) کے مرتبے پر متعین کرے۔ اور اگر شیعوں کی نگاہوں میں تمہاری یہ قدر ومنزلت تو پھر اس رتبے کو ہماری وجہ سے تم نہیں پا سکو گے۔ اس گفتگو کے بعد میرے باپ نے خادموں کو حکم دیا کہ اس شخص کو اب نہ آنے دیا جائے پھر آخر تک میرے باپ نے اس کو آنے کی اجازت نہ دی۔ ہم وہاں سے آئے جب بھی معاملہ ایسا ہی تھا اور بادشاہ حسنؑ بن علیؑ کے فرزند کی تلاش میں آج تک لگا ہوا ہے۔ جب حالت یہ ہو کہ حکومت وقت امام حسن عسکریؑ کے بچے کی تفتیش اور تلاش میں لگی ہو کہ وہ ملے تو اس کو قتل کر دیا جائے۔ حتیٰ یہ کہ شکم مادر میں ہونے والے بچے کی منتظر ہو کہ اس کو زندہ نہ رہنے دے تو یہ ممکن نہیں رہا تھا کہ امام مہدیؑ اپنے آپ کو ظاہر کریں اور دشمنی کی فضا میں اپنے آباء واجداد علیہم السلام کے مقام ومنزلت کو سنبھالیں۔

دیگر خدائی نمائندے جو غیبت پر مجبور ہوئے:

تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے۔ رسول اعظم ﷺ نے فرمایا ہے کہ یہ امت سرکشی اور حد سے تجاوز میں گذشتہ امتوں کی پیروی کرے گی۔ جیسے ایک جوتا اپنے جفت کے ساتھ اور تیر کا ایک پر دوسرے پر کے برابر ہوتا ہے۔ چنانچہ حضرت ادریسؑ، حضرت صالحؑ، حضرت ابراہیمؑ اور حضرت یوسفؑ غائب رہے اور فرعون نے حضرت موسیٰؑ کو بھاگنے پر مجبور کیا۔ **ففررت منکم لما خفتکم** (الشعراء۔۲۱) میں تم سے بھاگ کھڑا ہوا جب مجھے تم سے خوف محسوس ہوا۔ جب بنی اسرائیل نے ان کو قتل کرنا چاہا تو اللہ تعالے نے حضرت موسیٰؑ کو اٹھالیا: **بل رفعه الله اليه وكان الله عزيزا حكيما۔** بلکہ خدا نے ان کو اپنی طرف اٹھالیا۔ خدا غالب وحکمت والا ہے۔ رسول اللہ کو قریش نے شعب ابی طالب میں محصور رہنے پر مجبور کر دیا۔ جہاں آپ مسلمانوں سے تین سال تک محجوب اور مستور رہے۔ مسلمان ان واقعات کو مصلحت کے مطابق اور وقت کا تقاضہ سمجھتے ہیں اور اللہ تعالے کے ارادے کی اطاعت سمجھتے اور ان کو منشاء الہی قرار دیتے امام مہدیؑ کی غیبت بھی ان ہی حضراتؑ کی غیبت کی مثل ہے۔ آپؑ کے حالات بھی ان ہی حضراتؑ جیسے ہیں۔ فرعونیوں کا ان انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کو تلاش کرنا ویسا ہی تھا جیسا معتمد عباسی امام مہدی علیہ السلام کی تلاش میں رہا گھر دوں گھر تلاشی لی۔ عورتوں کو اس خیال سے قید وبند میں رکھا کہ شاید مہدیؑ ان میں سے کسی کے ہاں پیدا ہوں گے۔

امام غائب سے کیا فائدہ ہے:

اکثر اوقات بعض لوگ سوال کرتے ہیں کہ امام غائب کیا ہو سکتا ہے۔ دراصل نبوت کی طرح امامت بھی اللہ تعالے کی طرف سے اس کی مخلوق پر لطف اور احسان ہے جس کے ذریعے خداوند تعالے کی طرف سے ان کو ہدایت اور رشد کی طرف دعوت ہے اور اس ذریعے سے مخلوق پر اس کی حجت بھی قائم ہوتی ہے چنانچہ اللہ کیلئے ہے حجت بالغ یہ اللہ تعالے کی نسبت سے ہے۔ نبی اور امامؑ کی نسبت سے یہ ہے کہ وہ ادائے رسالت اور تعلیمات کے فروغ، دین نشرواشاعت، اعلاء کلمۃ اللہ کیلئے اور اس کی طرف دعوت دینے کیلئے لازماً قیام کریں۔ ان دونوں باتوں کے بعد لوگوں پر واجب ہے کہ ان کی بات کو سنیں اور اطاعت کریں اور ان کے ارشاد کا اتباع کریں۔ ان کی ہدایت کو قبول کریں، ان کی تعلیمات کو اپنائیں اور ان کے راستوں اور نظم ونسق پر اپنے عمل کو منطبق کریں۔ اگر لوگ نبیؑ یا امامؑ کو اس سے روک دیں کہ جو کچھ ان پر ادا کرنا واجب ہے اور ان کو غیبت (وغیرہ) پر مجبور کر دیں، تو گویا انہوں نے اس چیز کی مخالفت کی ہے جو ان پر واجب تھی اور جس کا ان کو حکم دیا گیا تھا اس بات کو چھوڑ دیا ہے۔ ایسی صورت میں نبی اور امامؑ کا کچھ نقصان نہیں ہے۔ **وما على الرسول الا البلاغ المبين**۔ رسولؐ پر ہے صرف واضح ابلاغ۔

جن لوگوں نے ان کو روک دیا ہے اور اس رسالت کے ادا کرنے میں حائل ہوئے ہیں ان ہی کو ملامت اور سرزنش ہو گی اور اس کی ذمہ داری ان ہی کے سر ہو گی۔ پھر بھی آپؑ کی غیبت امت کے مفاد اور بہتری کیلئے ہے۔ یہ دوسری بات ہے کہ مسلمانوں پر یہ رُخ واضح نہ ہو اور ان کی نگاہوں سے اوجھل ہو۔ ایسے بہت سے دینی امور ہیں جن کی غرض وغایت اور ان کے فوائد سے ہم بے خبر ہیں۔ بہر حال انسان بعض فوائد کی تہہ تک پہنچ سکتا ہے اور ان کی نشاندہی کر سکتا ہے۔ جابر بن عبداللہ انصاری نے رسول اکرمؐ سے سوال کیا کہ یا رسول اللہ کیا امام مہدیؑ کی غیبت میں شیعہ آپؑ سے فائدہ اٹھا سکیں گے۔ تو آپؐ نے فرمایا: ہاں اقسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے نبوت کے ساتھ مبعوث کیا ہے۔ وہ ان کے نور سے روشنی حاصل کریں گے۔ ان کی غیبت میں ان کی ولایت ومحبت سے نفع

Scanned with CamScanner

حاصل کریں گے جس طرح لوگ سورج سے (اس وقت بھی) نفع حاصل کرتے ہیں جب وہ بادل کے پیچھے ہو۔ اس ضمن میں کہا جا سکتا ہے کہ:

(1) انبیاء علیہم السلام کی امتوں کو ان کی غیبت سے جو فائدے حاصل ہوتے تھے، وہی فائدے آنجنابؑ کی غیبت سے مسلمانوں کو حاصل ہیں۔

(2) معتزلہ اور خوارج کے علاوہ تمام اہل قبلہ (مسلمانوں) کا حضرت خضر علیہ السلام کے وجود پر اور ان کی طول عمر پر، جس پر صدیاں اور زمانے گذر گئے، اعتقاد ہے حالانکہ ہم ان کی اس طول عمری کی غرض وغایت اور ان کے وجود مبارک کے فوائد سے واقف نہیں ہیں یہ تو یقینی بات ہے کہ خدائے حکیم جل شانہ نے ان کی اس طول عمر میں کوئی فائدہ اور ان کے وجود شریف میں ضرور کوئی منفعت رکھی ہوگی۔ چنانچہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ جس طرح خضر علیہ السلام کے وجود کے فائدے ہیں اسی طرح امام غائبؑ کے بھی فائدے ہیں۔ ہم دونوں کی طولعمری کے فوائد سے ناواقف ہونے کی وجہ سے ممکن ہے ان کے اس فائدے سے انکار کردیں مگر یہ کوئی دلیل نہیں ہوگی اس لیے کہ ہم بہت سی عبادات اور دوسرے امور کے فائدوں سے ناواقف ہیں۔ حج کے مراسم احرام، طواف، سعی، تقصیر، رمی جمار، فدیہ کا ذبح کرنا، سر منڈوانا یہ ساری باتیں ایسی ہیں جن کی غرض وغایت اور ان کے فوائد سے ہم واقف نہیں ہو سکے ہیں۔ (3) اس میں مسلمانوں کا امتحان اور مومنین کی آزمائش ہے۔ ملت اسلامی کا یہ امتحان اور آزمائش کوئی تعجب خیز نہیں، قرآن کریم میں اس کے بہت سے شواہد موجود ہیں اللہ تعالی سورہ عنکبوت میں فرماتا ہے: **الم احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا امنا وھم لا یفتنون ولقد فتنا اللذین من قبلھم فلیعلمن اللہ اللذین صدقوا ولیعلمن الکاذبین** ۔ آلم۔ کیا لوگوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ (صرف) اتنا کہہ دینے سے کہ ہم ایمان لائے وہ چھوڑ دیے جائیں گے اور ان کا امتحان نہیں لیا جائے گا۔ ہم نے تو ان لوگوں کا امتحان لیا جو ان سے پہلے گذر گئے۔ غرض خدا ان لوگوں کو جو سچے دل سے ایمان لائے ہیں یقیناً علیحدہ دیکھے گا اور جھوٹوں کو بھی (علیحدہ) ضرور دیکھے گا۔ اور خداوند عالم کا یہ قول: **ماکان اللہ لیذر المومنین علی ما انتم علیہ حتی یمیز الخبیث من الطیب** ۔ (اے منافقو) خدا ایسا نہیں ہے کہ برے بھلے کی تمیز کیئے بغیر جس پر تم ہو اسی حالت پر مومنین کو بھی چھوڑ دے۔ نبی اکرمؐ سے مروی ہے کہ امتحان اور آزمائش سے کوئی چارہ نہیں۔ امت اپنے نبی کے بعد اس میں مبتلا ہوتی ہے تاکہ سچے اور جھوٹے کا تعین ہو جائے۔ کیونکہ وحی منقطع ہو گئی ہے اور تلوار اور افتراق کلمہ قیامت کے دن تک باقی ہے۔ آنحضرتؐ نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا اے علیؑ عنقریب ان کی آزمائش ان کے مال کے ذریعے ہوگی۔ یہ اپنے ایمان لانے کی وجہ سے اللہ تعالے پر احسان جتلائیں گے اس کی رحمت کی تمنا کریں گے اور اس کی سطوت اور دبدبے سے مامون ہوں گے جھوٹے شبہات اور بھول ہوئی خواہشات کی وجہ سے اس کے حرام کو حلال سمجھیں گے۔ شراب کو نبیذ کہہ کر اور حرام کو ہدیہ کہہ کر اور سود کو تجارت کہہ کر حلال سمجھیں گے۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں ان کو کس درجے پر سمجھوں، مرتد ہونے کے درجے پر یا فتنہ کے درجے میں۔ آپؐ نے فرمایا فتنہ اور آزمائش کی منزل پر۔ امیر المومنینؑ نے فرمایا ہے کہ اللہ عزوجل قسم قسم کی جدوجہد کے ذریعے اپنے بندوں کو آزماتا اور امتحان لیتا ہے۔ ان کو کئی قسم کی ناپسندیدہ چیزوں میں مبتلا کرتا ہے تاکہ ان کے دلوں سے تکبر کو نکالے ان میں عاجزی اور انکساری پیدا ہو اور اس طرح اس کو اپنے فضل وکرم اور ان کی بخشش کا ذریعہ بنائے۔ جیسا کہ فرمایا: **الم احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا امنا و ھم لا یفتنون** آلم۔ کیا لوگوں نے یہ گمان کر رکھا ہے کہ یہ کہنے پر ان کو چھوڑ دیا جائے گا کہ ہم ایمان لے آئے اور ان کا امتحان نہیں لیا جائے گا۔ خداوند عالم نے مسلمانوں کا کبھی ہجرت کے ذریعے امتحان لیا، کبھی جنگوں اور جہاد کے ذریعے، کبھی فتح ونصرت دے کر اور کبھی شکست میں مبتلا کر کے۔ اگر اللہ تعالے چاہتا تو ساری جنگوں میں مسلمانوں کو فتح ونصرت سے ہمکنار کرتا مگر یہ سب ہی امتحان اور آزمائش کے ذرائع تھے۔ صدر اسلام کے بعد اللہ تعالے نے تابعین اور تبع تابعین کا امتحان اس طرح لیا کہ وہ ایسے زمانے میں زندگی گذاریں جب بلا جواز ان کے امامؑ مظلومیت میں گرفتار ہوں اور قید وبند، دربدری، جلاوطنی اور آخرکار شہادت کی منزلوں سے گذر رہے ہوں یہ ان کا کیسا امتحان تھا کہ موسی بن جعفر علیہم السلام کو تو قید وبند میں مبتلا دیکھیں اور ان لوگوں پر غور کریں اور خادم حکومت کر رہے ہوں۔ آج ہم کو خدائے عزوجل نے ہمارے امام علیہ السلام کی غیبت اور ہمارے رہبر وقائد کے عیاں نہ ہونے کے ذریعے آزمایا ہے اور امتحان لیا ہے تاکہ اس امتحان کے ذریعے یہ دونوں باتیں واضح ہو جائیں۔ مبداء (اور خدا) کے اعتقاد پر ہم قائم ہیں اور اسلام سے ہمارا تمسک ہے۔ زندگی کی بہت سی سختیاں، شدائد، مصائب اور تکالیف ہمارے نفوس کی تکمیل کا ذریعہ بنتی ہیں اور ہماری اچھی صفات ان سے صیقل اور اجاگر ہوتی ہیں۔ یہ مشکلیں اور تکلیفیں اس بات کا باعث بنتی ہیں کہ ہم اس دنیا سے اپنا رشتہ کم سے کم کر کے اللہ تعالے کی طرف اپنی توجہ کا رخ موڑ دیں۔

ہمارے امام علیہ السلام کی غیبت بھی ان ہی مصیبتوں میں سے ایک ہے جو ان سے زیادہ بڑی نہ ہو تو کم بھی نہیں۔ یہ اللہ تبارک وتعالے کی جانب توجہ کیلئے حق کی نصرت معاشرے کی اصلاح اور فرج میں تعجیل کی تمنا اور خدا کی طرف رخ موڑنے کیلئے ہے۔ اس امتحان میں کتنے ہی نفوس کی تکمیل، صفات کی درستگی اور طبائع کی اصلاح مضمر ہے۔

آپ کے ظہور کی علامات:

اس باب میں امام مہدی صلوات اللہ وسلامہ علیہ کے ظہور کی رسول اکرمؐ اور آئمہ علیہم السلام سے آئی ہوئی بعض علامات پیش کی جائیں گی۔ ان میں سے بعض حتمی ہیں جن کا واقع ہونا ضروری ہے جیسا کہ حضرت ابوعبداللہ صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ بنی عباس کا اختلاف حتمی اور یقینی ہے اور سفیانی کا خروج ماہ رجب میں یقینی ہے...... وغیرہ۔ بعض غیر یقینی ہیں۔ یعنی ممکن ہے کہ وہ محو ہو جائیں یا ظاہر ہو جائیں۔ **یمحوا اللہ مایشاء ویثبت وعندہ ام الکتاب** ۔ خدا جسے چاہتا ہے محو کرتا ہے جسے چاہتا ہے ثابت رکھتا ہے اور اصل کتاب اسی کے پاس ہے۔ بعض علامات آپ کے ظہور سے بہت پہلے کی ہیں مثلاً عام وضع اور کیفیت اور معاشرتی اور اجتماعی انحطاط اور اخلاقی زوال کی علامات جن کا احادیث میں ذکر ہے۔ اور اس باب میں پیش کی جائیں گی۔ بعض علامات آپ کے ظہور کے قریب کی ہیں مثلاً بیداء (بیابان) کا دھنس جانا، آسمانی ندا کا آنا اور نفس زکیہ کا قتل ہونا وغیرہ۔ اول ہم ان احادیث کا ذکر کریں گے جو رسول اعظمؐ سے آئی ہیں پھر آئمہ طاہرینؑ سے اور بعض صحابہ کبار اور تابعین سے جو ہم تک پہنچی ہیں۔

(1) آنحضرتؐ نے فرمایا کہ ہم میں سے اس امت کے مہدیؑ ہیں۔ جب دنیا میں فتنہ وفساد برپا ہوگا، فتنے ظاہر ہوں گے، راستے کٹ جائیں گے، بعض دوسروں پر غارتگری کریں گے۔ نہ بڑا چھوٹے پر رحم کرے گا اور نہ چھوٹا بڑے کی عزت وتوقیر کرے گا اس وقت اللہ تعالے ہمارے مہدیؑ کو جو حسینؑ کی صلب میں سے نویں ہیں۔ مبعوث کرے گا۔ وہ گمراہی کے قلعوں کو فتح کرے گا اور بند دلوں کو کھولے گا۔ وہ دین کے لیے آخری زمانے میں قیام کرے گا جس طرح میں نے پہلے زمانے میں قیام کیا ہے۔ وہ زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا جس طرح ظلم وجور سے بھری ہوگی۔

(2) آپؐ نے فرمایا: میرے بعد ایسے فتنے ہوں گے جن سے کوئی چھٹکارا نہیں ملے گا۔ ان میں بھاگ دوڑ اور جنگ وجدال ہوگا۔ ان کے بعد ان سے زیادہ شدید فتنے ہوں گے۔ جب ان میں کمی ہوگی تو وہ پھر بڑھنے لگیں گے۔ یہاں تک کہ عربوں کا کوئی گھر نہیں بچے گا جس میں وہ داخل نہ ہوں، اور نہ کوئی مسلمان ہوگا جس تک وہ نہ پہنچیں گے۔ یہاں تک کہ میری عترت میں سے ایک شخص خروج کرے گا۔

(3) آنحضرتؐ نے اپنی ایک طویل حدیث میں حضرت علیؑ سے فرمایا: پھر ایک ایسی ندا آئے گی جو دور سے اسی طرح انسان سنے گا جیسے وہ نزدیک کی آواز سنتا ہے۔ مومنین کیلئے رحمت ہوگی اور منافقین کیلئے عذاب۔ انہوں نے عرض کیا وہ ندا کیا ہوگی تو آپؐ نے فرمایا: تین آوازیں ماہ رجب میں آئیں گی۔ پہلی یہ ہوگی۔ **الا لعنۃ اللہ علی الظالمین** ۔ یاد رکھو کہ ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے۔ دوسری آواز ہوگی: **ازفت الا زفۃ** تیسری آواز ہوگی قریب ہونے والی قریب آ گئی ہے۔ **الا ان اللہ قد بعث فلان** ...... اس میں سورج کے قرن کے ساتھ ظاہر بدن کو دیکھیں گے۔ یاد رکھو کہ اللہ نے فلاں شخص کو جن کا نسب علیؑ تک پہنچے گا، مبعوث کیا ہے اس میں ظالموں کی ہلاکت ہوگی۔ اس وقت فرج وکشائش نصیب ہوگی۔ اس میں ان کے سینوں کو شفا ملے گی اور ان کے دلوں کا غیض وغضب ختم ہوگا۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے بعد کتنے امام ہوں گے۔ تو آپؐ نے فرمایا: حسینؑ کے بعد نو اور ان کا نواں قائمؑ ہے۔

(4) حدیث معراج میں آپؐ سے منقول ہے: میں اس کی (یعنی علیؑ) صلب سے گیارہ مہدیؑ نکالوں گا جو سب تیری ذریت میں سے ہوں گے، باکرہ بتولؑ سے۔ ان میں سے آخری فرد کے پیچھے عیسیٰ بن مریم نماز پڑھے گا، وہ زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا جس طرح وہ ظلم وجور سے بھری ہوگی۔ اس کے ذریعے میں ہلاکت سے نجات دوں گا گمراہی سے ہدایت دوں گا۔ اندھے کو درست کروں گا، مریض کو شفا دوں گا۔ میں نے عرض کیا اے میرے آقا یہ کب ہوگا؟ اللہ عزوجل نے وحی کی کہ اس وقت ہوگا جب علم اٹھ جائے گا اور جہالت کا دور دورہ ہوگا۔ قرآن پڑھنے والے تو بہت ہوں گے مگر عمل کم ہوگا۔ قتل زیادہ ہوں گے۔ ہدایت کرنے والے فقہا کی کمی ہوگی گمراہ کنندہ اور خیانت کرنے والے فقہا زیادہ ہوں گے۔ شعرا کی کثرت ہوگی۔ تیری امت قبروں کو مسجدیں بنا ڈالے گی۔ قرآن کو آراستہ کیا جائے گا مساجد کو سونے اور چاندی سے مزین کیا جائے گا۔ ظلم وجور اور فساد زیادہ ہوگا۔ فریب کا چلن ہوگا اور اسی کا حکم تیری امت کو دیا جائے گا اور نیکیوں سے روکا جائے گا۔ مرد صرف مردوں پر اور عورتیں صرف عورتوں پر اکتفا کریں گی۔ امرا اور حاکم کافر ہوں گے اور ان کے ساتھی اور عملہ فاجر۔ ان کے ساتھ دینے والے ظالم۔ ان کے مشیر فاسق۔ اس وقت تین جگہوں پر زمین اندر کو دھنس جائے گی۔ ایک مشرق میں، ایک مغرب میں اور ایک جزیرۃ العرب میں۔ تمہاری ذریت کے ایک فرد کے ہاتھوں بصرہ برباد ہوگا۔ اس کے ساتھ زنوج (یعنی جری لوگ) ہوں گے حسینؑ بن علیؑ کی اولاد میں سے ایک شخص خروج کرے گا۔ سجستان کی بلند جگہ سے دجال کا ظہور ہوگا اور سفیانی ظہور کرے گا۔ میں نے عرض کیا میرے معبود کون کون سے فتنے کھڑے ہوں گے۔ میری طرف وحی کی اور مجھے بنی امیہ اور میرے چچا کی اولاد کے فتنے کی خبر دی پھر جو کچھ بھی قیامت تک ہونے والا ہے اس کی خبر دی۔ جب میں زمین پر اترا تو میں نے اپنے چچازاد بھائی کو اس کی وصیت کی اور میں نے رسالت کو ادا کیا اور اس بات پر اللہ کی حمد ہے جیسا کہ انبیاءؑ نے اس کی حمد کی اور جس طرح مجھ سے پہلے شئے نے اس کی حمد کی اور ہر وہ شئے جس کا وہ قیامت تک خالق ہے۔

(5) امیر المومنینؑ نے فرمایا: قائمؑ کے سامنے سرخ موت ہے اور سفید موت ہے اور ٹڈی دل ہے سرخ رنگ کا جو خون کے رنگ کی طرح ہے سرخ موت تلوار ہے اور سفید موت طاعون اور وبا ہے۔

Scanned with CamScanner

(6) نزال بن سبرہ سے روایت ہے کہ حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے خطبہ دیا۔ خدا کی حمد وثنا کے بعد کہا کہ مجھ سے پوچھوا ے لوگو اس سے پیشتر کہ مجھے اپنے درمیان نہ پاؤ اور یہ تین مرتبہ دہرایا۔ صعصعہ بن صوحان کھڑا ہوا اور پوچھا کہ یا امیر المومنینؑ دجال کب خروج کرے گا۔ حضرت علیؑ نے فرمایا بیٹھ جا، خدا نے تیری بات سن لی ہے اور وہ تیرا مقصد جانتا ہے۔ خدا کی قسم جس سے دریافت کیا گیا وہ پوچھنے والے سے اس میں اعلم نہیں ہے مگر اس کی علامات اور نشانیاں ہیں جو ایک دوسری کے ساتھ جڑی ہوئی ہیں جس طرح ایک پاؤں کا جوتا دوسرے پاؤں کے برابر ہوتا ہے (اور پہچانا جاتا ہے) اگر تو چاہے تو میں ان کو بیان کروں۔ صعصعہ نے کہا ہاں! یا امیر المومنینؑ۔ آپ نے فرمایا یاد رکھو اس کی علامات یہ ہیں: جب لوگ نماز کو زندہ نہ رہنے دیں گے، امانت کو ضائع کریں گے، جھوٹ کو حلال سمجھیں گے۔ سود کھائیں گے، رشوت لیں گے، پختہ عمارتیں بنائیں گے، دین کو دنیا کے بدلے بیچیں گے۔ بیوقوفوں کو اپنا حاکم بنائیں گے۔ خون بہانا آسان سمجھیں گے۔ جب علم و بردباری کو کمزوری سمجھا جائے گا اور ظلم و ستم پر فخر کیا جائے گا حاکم فاجر اور بدکار ہوں گے۔ وزراء ظالم ہوں گے۔ عرفا خیانت کار ہوں گے اور قراء فاسق ہوں گے، جھوٹی شہادتیں دی جائیں گی، علی الاعلان فسق و فجور، بہتان گناہ اور سرکشی و طغیان ہوگا، قرآن آراستہ کیے جائیں گے اور سجائے جائیں گے۔ مساجد کو سونے چاندی اور نقش و نگار سے مزین کیا جائے گا اور ان کے اونچے اونچے مینار ہوں گے۔ بُرے لوگوں کی عزت ہوگی اور ان کو احترام کی نظر سے دیکھا جائے گا نماز کی صفوں میں لوگ تو بہت ہوں گے لیکن ان کی خواہشات الگ الگ اور مختلف ہوں گی۔ معاہدے توڑے جائیں گے جس کا وعدہ ہے وہ قریب ہوگی۔ دنیا کے لالچ میں عورتیں اپنے شوہروں کے ساتھ تجارت میں شریک ہوں گی۔ فاسقوں کی آواز تیز ہوگی اور وہ سنی جائے گی۔ قوم کا رہبر ہوگا جو اس قوم میں زیادہ پست اور ذلیل ہوگا بُرے وں سے ان کے شر کے خوف ڈر جائے گا۔ جھوٹے کی تصدیق ہوگی خیانت کار کو امین بنایا جائے گا۔ زیب و زینت اور گانے بجانے کے آلات خریدے جائیں گے۔ اس امت کے بعد کے لوگ پہلے لوگوں کو لعنت کریں گے۔ عورتیں گھوڑوں پر سوار ہوں گی عورت اور مرد ایک دوسرے کی مشابہت اختیار کر لیں گے۔ گواہ بنائے گئے بغیر گواہی دی جائے گی۔ گواہی بغیر حق کو پہچانے ہوئے دی جائے گی دین سیکھا جائے گا مگر دین کی خاطر نہیں۔ دنیا کے عمل کو آخرت پر ترجیح دی جائے گی۔ بھیڑ کی کھال بھیڑیے پہن لیں گے جب کہ ان کے دل مردار سے زیادہ متعفن ہو چکے ہوں گے اور صبر کرنا ایلوا پھل سے زیادہ تلخ ہوگا۔ اس وقت سے ڈرنا، ڈرنا اور جلدی کرنا جلدی۔ اس زمانے میں بہترین رہنے کی جگہ بیت المقدس ہوگی۔ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ ہر شخص تمنا کرے گا کہ کاش وہ وہاں کا رہنے والا ہوتا۔

(7) امیر المومنین علیہ السلام نے اپنی ایک طویل حدیث میں فرمایا: پھر تدبیریں ہوں گی۔ ایک دوسرے سے پشت پھیر لی جائے گی عرب اور عجم کے حاکموں کے درمیان اختلاف ہوگا۔ اور ان کا یہ اختلاف برقرار رہے گا۔ یہاں تک کہ معاملہ اور بادشاہی ابوسفیان کی اولاد میں سے ایک فرد کے قبضے میں چلی جائے گی آپؑ نے فرمایا پھر حاکموں کا حاکم، کافروں کا قاتل اور وہ شاہنشاہ جس کے آنے کی امید میں لوگ ہوں گے اور جس کی غیبت میں عقلیں حیران تھیں اے حسینؑ تمہاری اولاد میں سے نواں ہے۔ وہ دو رکنوں کے درمیان ظاہر ہوگا۔ اور ثقلین (جن وانس) پر غالب آئے گا وہ پست اور کمینہ لوگوں کو کرہ ارض پر نہیں رہنے دے گا۔ طوبیٰ اور خوشخبری ہے ان مومنین کیلئے جو ان کے زمانے کا ادراک کریں گے اور اس زمانے سے متعلق ہوں گے ان کے زمانے میں حاضر و شاہد ہوں گے اور اس کی قوموں سے ملاقات کریں گے۔

(8) امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: تین علامتوں سے فرج و کشائش کا انتظار کرو۔ انہوں نے عرض کیا وہ تین چیزیں کیا ہیں۔ آپؑ نے فرمایا: اہل شام کا آپس میں اختلاف۔ گھبرا دینے والی بات رمضان کے مہینے میں۔ آپؑ سے عرض کیا گیا یا رمضان میں گھبرا دینے والی چیز کیا ہے۔ آپؑ نے فرمایا: آسمان سے ایک ایسی منادی ہوگی جو سوئے ہوئے کو بیدار کر دے گی اور جو جاگتا ہوگا وہ پریشان ہو جائے گا۔ سب ہی انسان اس کو سنیں گے۔ دنیا کا کوئی شخص ایسا نہیں ہوگا جو یہ کہے کہ اس نے وہ نہیں سنا۔ (9) ابورومان نے حضرت علیؑ سے روایت کی ہے کہ جب منادی ندا کرے گا کہ حق آل محمدؑ میں ہے تو اس وقت مہدیؑ کا ذکر لوگوں کی زبان پر ہوگا۔ وہ کسی اور کا ذکر نہیں کریں گے۔ (10) امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: جب تمہارے حجاز میں آگ لگے اور تمہارے نجف میں پانی جاری ہو تو اس کے ظہور کی توقع رکھنا۔

(11) امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: یاد رکھو اس کے خروج کی دس علامات ہیں: کوفے کے گلی کوچوں میں جھنڈوں کا لہرانا۔ مسجدوں کا معطل ہو جانا۔ خراسان میں زمین کا دھنسنا۔ پتھروں کا گرنا و مدار ستارے کا ظاہر ہونا۔ ستاروں کا اقتران اور ملنا۔ ہرج و مرج قتل لوٹ مار اور غارتگری۔ ان علامات میں سے ایک دوسری تک عجیب و غریب واقعات ہیں۔ یہ علامات جب مکمل ہو جائیں گی تو ہمارا قائم قیام کرے گا۔

(12) امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: جب تم مشرق کی جانب آسمان سے بہت بڑی آگ کی علامات دیکھو جو کئی راتوں تک ظاہر ہو اسی کے ساتھ آل محمدؑ کی کشائش یا لوگوں کی کشائش و فرج ہے اور وہ مہدیؑ کا اقدام ہے۔

(13) امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: جب تم تین دن (یا سات دن) مشرق کی طرف سے آگ دیکھو تو فرج آل محمدؑ کی توقع رکھو انشاءاللہ پھر آنجنابؑ نے فرمایا منادی آسمان سے مہدیؑ کے نام کی ندا کرے گا جو مشرق و مغرب میں سنی جائے گی۔ جو سویا ہوا ہوگا وہ اٹھ بیٹھے گا۔ جو کھڑا ہوگا وہ بیٹھ جائے گا بیٹھا ہوا شخص گھبراہٹ سے اُٹھ کھڑا ہوگا۔ اس پر خدا کی رحمت ہو جو اس آواز کو سن کر لبیک کہے کیونکہ پہلی آواز جبرائیل روح الامین کی ہوگی۔

(14) حضرت علی بن حسین علیہم السلام نے فرمایا: جب تمہارے شہر نجف کو سیلاب اور بارش پر گردے اور حجاز میں آگ اور پتھر اور ڈھیلے ظاہر ہوں، تاتاری بغداد کے مالک ہو جائیں تو پھر قائمؑ منتظر کے ظہور کی توقع رکھو۔

(15) بشیر جذلم سے روایت ہے کہ میں نے حضرت علی بن حسین علیہم السلام سے عرض کیا کہ مجھ سے (امام) مہدیؑ کے خروج کے اوصاف اور اس کی علامات بیان فرمائیں۔ آپؑ نے فرمایا: آپؑ کے خروج سے پہلے الجزیرہ کے علاقے میں ایک شخص ہوگا جس کو عوف سلمی کہا جائے گا۔ اس کی پناہ گاہ تکریت ہوگی، اس کو دمشق کی مسجد میں قتل کیا جائے گا۔ سمرقند سے شعیب بن صالح کا خروج ہوگا۔ سفیانی ملعون وادی یابس سے خروج کرے گا جو عتبہ بن ابوسفیان کی اولاد سے ہوگا۔ جب سفیانی کا خروج ہوگا تو مہدیؑ اپنے آپؑ کو مخفی رکھیں گے اور اس کے بعد خروج کریں گے۔

(16) جابر سے روایت ہے کہ میں نے ابوجعفر علیہ السلام سے عرض کیا کہ یہ امر کب ہوگا۔ آپؑ نے فرمایا جابر اس وقت ہوگا جب حیرہ اور کوفہ کے درمیان لوگ کثرت سے قتل ہوں گے۔

(17) ابوجعفر علیہ السلام نے فرمایا: خراسان سے کوفے کی طرف سیاہ علم اور جھنڈے اتریں گے جب مہدیؑ کا ظہور ہوگا تو آپؑ کی طرف بیعت لینے کا پیغام بھیجا جائے گا۔

(18) جابر بن یزید جعفی سے روایت ہے کہ ابوجعفر محمد بن علی باقر علیہ السلام نے فرمایا: اے جابر اپنی جگہ جمے رہنا جب تک ان علامات کو نہ دیکھ لینا جن کا میں تم سے ذکر کر رہا ہوں۔ تو ان کا ادراک کرنا۔ پہلی علامت بنی عباس کا اختلاف ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ اس چیز کا ادراک کر سکو مگر اس کو میری طرف سے بیان کرنا۔ ایک منادی آسمان سے ندا کرے گا۔ دمشق کی جانب سے تم کو فتح کی آواز آئے گی۔ شام میں جابیہ نامی بستی (زمین میں) دھنس جائے گی۔ دمشق کی مسجد کی دائیں طرف کا ایک حصہ گر جائے گا۔ ترکوں میں سے ایک خارجی گروہ خروج کرے گا۔ اس کے پیچھے روم کی گڑبڑ ہوگی۔ عنقریب ترک بھائی آگے بڑھ کر جزیرہ میں اتر پڑیں گے۔ روم کے خارجی آگے بڑھ کر رملہ میں اتریں گے۔ اے جابر اس سال اوروں کی بہ نسبت مغرب کی طرف بہت زیادہ اختلاف ہوگا پہلا علاقہ جو برباد ہوگا وہ شام کا علاقہ ہے وہ تین پرچم پر اختلاف کریں گے۔ اصہب کا جھنڈا ابقع کا جھنڈا اور سفیانی کا جھنڈا۔ سفیانی کا ابقع سے ٹکراؤ ہوگا۔ دونوں میں جنگ ہوگی۔ جس کے نتیجے میں ابقع قتل ہوگا۔ پھر وہ اصہب کو قتل کرے گا۔ سفیانی پھر عراق کی طرف بڑھے گا۔ اس کا لشکر قرقیسیا سے گذرے گا تو وہاں جنگ ہوگی۔ جباروں میں سے ایک لاکھ افراد مارے جائیں گے۔ سفیانی ستر ہزار کا ایک لشکر کوفہ کی طرف بھیجے گا جو اہل کوفہ کو قتل کرے گا، ان کو سولی پر لٹکائیں گے اور قید کریں گے۔ اس دوران خراسان کی جانب سے جھنڈے بہت تیزی سے منزلوں کو طے کرتے ہوئے آگے بڑھیں گے۔ ان کے ساتھ قائمؑ کے اصحاب میں سے چند افراد ہوں گے۔ اہل کوفہ کے موالیوں میں سے ایک شخص کچھ کمزور ساتھیوں کے ساتھ خروج کرے گا۔ اس کو سفیانی کے لشکر کا سالار حیرہ اور کوفہ کے درمیان قتل کر دے گا۔ سفیانی کچھ لوگوں کو مدینہ کی طرف بھیجے گا۔ حضرت مہدیؑ وہاں سے مکہ کی طرف چلے جائیں گے جہاں آپ موسیٰ بن عمران کی سنت کے مطابق حالت خوف میں احتیاط کے ساتھ داخل ہوں گے۔ سفیانی کے لشکر کے سالار کو جب یہ خبر ملے گی کہ مہدیؑ مکہ کی طرف نکل گئے ہیں۔ تو وہ آپؑ کے پیچھے ایک لشکر بھیجے گا جو آپؑ کو نہیں پا سکے گا۔ جب سفیانی کے لشکر کا امیر بیداء (مکہ اور مدینہ کے درمیان میں ایک بیابان) میں اترے گا تو آسمان سے ایک منادی ندا کرے گا: اے بیداء اس قوم کو تباہ و برباد کر دے چنانچہ زمین ان کو نگل جائے گی۔ ان ساروں میں سے صرف تین آدمی بچ سکیں گے جن کے چہرے پیچھے کی طرف مڑے ہوئے ہوں گے۔ یہ تینوں قبیلہ کلب میں سے ہوں گے ان ہی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ **یا ایھا اللذین اوتو الکتاب امنو بمانزلنا مصدقالما معکم من قبل ان نطمس وجوھافترد ھا علی ادبرھا۔** اے وہ لوگو جن کو کتاب دی گئی ایمان لے آؤ اس پر جس کو ہم نے نازل کیا ہے یہ اس کی تصدیق کرتا ہے جو تمہارے پاس ہے اس سے پہلے کہ ہم چہروں کو بگاڑ دیں اور ان کو ان کی پشت کی طرف پھیر دیں۔ آپؑ نے فرمایا: قائمؑ اس دن مکہ میں بیت اللہ الحرام سے ٹیک لگائے ہوں گے۔ اس سے پناہ مانگتے ہوں گے۔ اور آپؑ ندا کریں گے۔ اے لوگو ہم اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرتے ہیں۔ لوگوں میں سے جو ہماری بات کو قبول کرے تو ہم تمہارے نبی محمدؐ کے اہل بیت ہیں اور باقی لوگوں سے زیادہ ہم اللہ اور محمدؐ کے حقدار اور اولیٰ ہیں۔ جو آدمؑ کے سلسلے میں ہم سے حجت کرے تو میں باقی لوگوں کی نسبت آدمؑ کا زیادہ حقدار اور اولیٰ ہوں۔ جو مجھ سے نوحؑ کے بارے میں حجت کرے تو میں نوحؑ کے ساتھ دوسروں کے مقابلے میں اولیت رکھتا ہوں۔ جو محمدؐ کے بارے میں مجھ سے حجت کرے تو میں محمدؐ کے ساتھ دوسروں کی نسبت اولیت رکھتا ہوں۔ باقی انبیاء کے بارے میں جو مجھ سے حجت کرے تو میں دوسرے لوگوں کی بہ نسبت انبیاء کے ساتھ اولیت رکھتا ہوں۔ کیا خداوند تعالیٰ اپنی محکم کتاب میں نہیں فرماتا: **ان اللہ صطفی آدم نو حاوآل ابراھیم وآل عمران علی العالمین ذریۃ بعضھامن بعض واللہ سمیع علیم۔** بے شک خدا نے آدمؑ اور آل ابراہیمؑ اور آل عمران کو عالمین میں چنا جو ایسی ذریت ہیں جن میں سے بعض دوسرے سے ہیں اور اللہ تعالیٰ سننے اور جاننے والا ہے۔ میں آدمؑ کا بقیہ اور نوحؑ کا ذخیرہ اور ابراہیم سے چنا ہوا اور محمدؐ سے منتخب شدہ ہوں صلی اللہ علیہم اجمعین۔ یاد رکھو جو شخص کتاب اللہ میں مجھ سے حجت کرے تو میں سب لوگوں سے کتاب اللہ کے ساتھ اولیت رکھتا ہوں۔ یاد رکھو کہ جو شخص مجھ سے رسول اللہ کی سنت میں حجت کرے تو میں سب لوگوں سے رسول اللہ کی سنت میں اولیت رکھتا ہوں۔ چنانچہ جو میری آج کی گفتگو سنے اس کو

Scanned with CamScanner

میں اللہ کی قسم دیتا ہوں، جو تم میں حاضر ہے وہ غائب تک پہنچائے۔ میں اللہ کے حق کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں، اس کے رسولؐ کے حق کا اور خود اپنے حق کا کہ میرا تم پر رسول اللہؐ کے زیادہ قریبی ہونے کا حق ہے کہ تم ضرور ہماری اعانت اور مدد کرو۔ جو ہم کو تلاش کرتے پھرتے ہیں ان سے ہماری حفاظت کرو کیونکہ ہم کو ڈرایا گیا ہے اور ہم پر ظلم کیا گیا ہے ہم کو ہمارے گھروں سے اور ہمارے بیٹوں سے دور دھکیلا گیا ہے اور ہم پر زیادتی کی گئی ہے۔ ہم کو ہمارے حق سے دور کیا گیا ہے اہل باطل نے ہم پر افترا باندھا۔ ہمارے معاملے میں اللہ سے ڈرو، اللہ سے ڈرو۔ ہمارا ساتھ نہ چھوڑو۔ ہماری نصرت کرو، خداوند تعالےٰ تمہاری نصرت کرے گا۔ آپؐ نے فرمایا: خداوند تعالیٰ ان کے تین سو تیرہ اصحاب کو جمع کرے گا۔ ان کو کسی پیشگی وعدے کے بغیر خریف کے بادلوں کے ٹکڑوں کی طرح یکجا کردے گا۔ اس بات پر اے جابر وہ آیت دلالت کرتی ہے جس کا خدا نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے: **اینما تکونو ایات بکم الله جمیعاان الله علی کل شیء قدیر** جہاں کہیں بھی تم ہوگے خدا تم سب کو لے آئے گا بے شک خدا ہر چیز پر قادر ہے۔ چنانچہ یہ رکن و مقام کے درمیان آپ کی بیعت کریں گے ان کے پاس رسول اللہؐ کی طرف سے عہد و میثاق ہوگا، جس سے بیٹے آباؤ اجداد کے وارث ہوتے ہیں اے جابر، قائم امام حسینؑ کی اولاد میں سے ایک شخص ہیں جن کے معاملے کی خدا ایک ہی رات میں اصلاح کردے گا۔ اور اس کو درست کردے گا۔ اے جابر یہ بات اگر لوگوں کی سمجھ میں نہ آئے تو ان کے رسول اللہؐ کی اولاد ہونے میں اور کیے بعد دیگرے آنے والے آئمہؑ کے وراث ہونے میں تو کوئی شبہ نہیں۔ اگر یہ بھی ان کیلئے مشکل ہے تو آسانی آواز تو ان کیلئے مشکل نہیں ہوگی اس وقت جب ان کے نام ان کے باپ کے نام اور ان کے دادا کے نام سے ندادی جائے گی۔

(19) محمد بن مسلم سے روایت ہے کہ میں نے ابو جعفر علیہ السلام کو یہ کہتے سنا کہ ہم میں سے جو قائمؑ ہوں گے ان کی نصرت رعب و دبدبے سے کی جائے گی۔ فتح و نصرت سے ان کی تائید کی جائے گی۔ ان کیلئے زمین سمٹ جائے گی (مسافتیں کم ہوجائیں گی) ان کیلئے سارے خزانے ظاہر ہوں گے۔ ان کی سلطنت مشرق و مغرب میں پھیلی ہوئی ہوگی۔ اللہ عزوجل ان کے ذریعے اپنے دین کو تمام ادیان پر غلبہ دے گا خواہ مشرکین اس کو ناپسند کریں۔ زمین میں کوئی غیر آباد جگہ ایسی نہ ہوگی جو آباد نہ ہوجائے۔ حضرت روح اللہ عیسیٰ بن مریمؑ نازل ہو کر ان کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ آپ کے قائم کب خروج کریں گے۔ آپ نے فرمایا: جب مرد عورتوں کے اور عورتیں مردوں کے مشابہ ہوجائیں گی۔ مرد مردوں پر اکتفا کریں گے اور عورتیں عورتوں پر اکتفا کریں گی۔ عورتیں (گھوڑوں کی) زینوں پر سواری کریں گی۔ جھوٹی گواہی قبول کی جائے گی اور عدل کی گواہیاں رد کردی جائیں گی لوگ خون بہانے کو اور زنا کے ارتکاب کو معمولی بات سمجھیں گے۔ سود کو حلال سمجھا جائے گا۔ برے لوگوں سے ان کی زبان کے خوف سے تقیہ کیا جائے گا۔ سفیانی کے شام سے خروج ہوگا اور یمانی کا یمن سے بیداء (کے بیابان) میں (سفیانی کا لشکر) دھنس جائے گا۔ اہل بیت محمدؐ سے ایک نوجوان رکن اور مقام کے درمیان قتل کیا جائے گا اس کا نام محمد بن حسن "نفس زکیہ" ہوگا۔ آسمان سے ایک پکار (اور ندا) آئے گی کہ حق اس میں اور اس کے شیعوں میں ہے اس وقت ہمارے قائمؑ کا خروج ہے۔ جب وہ خروج کریں گے تو کعبہ سے پیٹھ لگائے ہوں گے۔ ان کی طرف تین سو تیرہ افراد جمع ہوں گے۔ سب سے پہلے جو آپ نطق اور کلام کریں گے وہ آیت ہوگی: **بقیة الله خیرلکم ان کنتم مومنین** تمہارے لیے (بقیۃ اللہ) بہتر ہے اگر تم مومن ہو۔ پھر وہ کہیں گے میں اس کی زمین پر بقیۃ اللہ ہوں۔ اس کی حجت ہوں اور تم پر اس کا خلیفہ ہوں جو بھی آپ کو سلام کرے گا وہ کہے گا: **السلام علیک یا بقیة الله فی ارضه** جب آپ کے پاس دہائیوں کی تعداد (دس ہزار کا لشکر) جمع ہوجائے گا تو آپ خروج کریں گے چنانچہ زمین میں اللہ عزوجل کے علاوہ (بت وغیرہ میں سے) کوئی معبود باقی نہیں رہے گا مگر یہ کہ اس میں آگ لگ جائے گی اور وہ جل جائے گا یا ایک طویل غیبت کے بعد ہوگا۔ تاکہ خداوند عالم جان لے کہ غیب میں کون اس کی اطاعت کرتا ہے اور اس پر ایمان لاتا ہے۔

(20) حضرت ابو جعفرؑ نے فرمایا: قائمؑ کے قیام سے پہلے دو ایسی نشانیاں نمودار ہوں گی۔ جو حضرت آدمؑ کے زمین پر آنے سے لے کر اب تک ظاہر نہیں ہوئیں یعنی پندرہ ماہ رمضان کو سورج گرہن لگے گا اور رمضان کے آخر میں چاند گرہن ہوگا۔ ایک شخص نے کہا یا بن رسول اللہؐ مہینے کے آخر میں سورج گرہن ہوگا اور چاند گرہن پندرہ کو تو ابو جعفرؑ نے فرمایا کہ میں جانتا ہوں تو جو بات کہہ رہا ہے مگر یہ دو نشانیاں ہیں جو ہبوط آدمؑ سے لے کر ابھی تک نہیں ہوئیں۔ (21) ابو عبد اللہ صادق علیہ السلام نے فرمایا: قائمؑ (کے ظہور) سے پہلے کا سال بہت زیادہ بارشوں کا سال ہوگا۔ درختوں کے اوپر ہی کھجوریں خراب ہوجائیں گی اس میں شک نہ کرو۔ (22) ابو عبد اللہ صادق علیہ السلام نے فرمایا: بنی عباس میں اختلاف کا پڑنا حتمی اور یقینی ہے۔ ماہ رجب میں سفیانی کا خروج حتمی ہے نفس زکیہ کا قتل حتمی ہونا ہے۔ دن کے اول حصے میں آسمان سے ایک منادی ندا کرے گا جس کو ہر قوم اپنی زبان میں سنے گی کہ یاد رکھو کہ حق علیؑ اور ان کے شیعوں میں ہے۔ (23) ابو عبد اللہ صادق علیہ السلام نے فرمایا: قائمؑ کے قیام سے پہلے یمانی اور سفیانی ہوگا۔ آسمان سے منادی ندا کرے گا۔ بیداء میں دھنسنا ہوگا۔ اور نفس زکیہ قتل ہوگا۔ (24) ابو عبد اللہ صادق علیہ السلام نے فرمایا: قائمؑ کے قیام کرنے سے پہلے لوگوں پر شدید خوف، فتنہ اور فساد چھایا ہوگا۔ زلزلے اور مصیبت اور بلا میں لوگ گرفتار ہوں گے۔ اس سے پہلے طاعون اور وبائیں ہوں گی مغرب میں قاطع تلوار (جنگ و جدال) ہوگی۔ لوگوں میں شدید قسم کا اختلاف ہوگا جس کی وجہ سے دین میں تفرقہ پڑے گا اور لوگوں کی حالت میں تبدیلی اور تغیر ہوگا۔ لوگوں کی شدت و سختی، ان کی دیوانگی اور ایک دوسرے کے نگل جانے کو دیکھ کر صبح شام آپؑ کے قیام کی تمنا کی جائے گی۔ چنانچہ جب بھی آپؑ کا خروج ہو وہ اس وقت ہوگا جب لوگ فرج و کشائش سے مایوس اور نا امید ہوں گے۔ طوبیٰ اور خوشخبری ہے اس کیلئے جو آپؑ کا ادراک کرے گا اور آپ کے اعوان و انصار میں سے ہوگا۔ ہر قسم کی ہلاکت اور ویل ہے اس کیلئے جو آپ سے دور ہوگا اور آپؑ کا مخالف ہوگا۔ آپ کے امر خلافت کے خلاف ہوگا اور آپؑ کے اعداء اور دشمنوں میں سے ہوگا۔

(25) محمد بن مسلم سے روایت ہے کہ کسی شخص نے ابو عبد اللہؑ سے سوال کیا کہ آپ کے قائم کب ظہور کریں گے تو آپؑ نے فرمایا: جب گمراہی زیادہ ہوجائے گی اور ہدایت کم ہوگی۔ یہاں تک کہ آپؑ نے فرمایا: ماہ رمضان کی تیسویں رات کے نام کی منادی ہوگی۔ آپ عاشور کے دن قیام کریں گے۔ (26) ابو عبد اللہ صادقؑ نے فرمایا: قائمؑ کے قیام سے پہلے لوگوں کو گناہوں سے روکا جائے گا: اس آگ کے ذریعے جو آسمان میں ظاہر ہوگی۔ بغداد میں زمین کے دھنس جانے سے شہر بصرہ میں زمین کے دھنسنے سے، وہاں گھروں کے برباد ہونے اور ان گھروں میں رہنے والوں کے نابود ہونے سے، اہل عراق کو ایسے خوف کے لاحق ہونے سے جس سے ان کو قرار نہیں ہوگا۔ (27) ابو عبد اللہ علیہ السلام نے فرمایا: قائمؑ کے قیام اور نفس زکیہ کے قتل کے درمیان پندرہ راتوں سے زیادہ مدت نہیں ہوگی۔ (28) ابو عبد اللہ علیہ السلام نے فرمایا: تین افراد یعنی خراسانی اور سفیانی اور یمانی کے خروج ایک ہی سال، ایک ہی مہینے اور ایک ہی دن ہوگا۔ ان میں یمانی جھنڈے کے علاوہ کوئی زیادہ ہدایت کرنے والا جھنڈا نہیں ہوگا۔ جو حق کی طرف ہدایت کرے گا۔ (29) ابو الحسن رضا علیہ السلام سے کسی نے فرج اور کشائش کا وقت دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا: کیا اس کی تفصیل چاہتے ہو۔ یا مختصر بتاؤں۔ اس نے عرض کیا مختصراً فرمائیں۔ آپؑ نے فرمایا کہ جب قیس کے جھنڈے مصر میں اور کندہ کے جھنڈے خراسان میں لہرائیں گے۔ (30) امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: فرج و کشائش کی علامات میں سے ایک وہ حادثہ ہے جو حرمین کے درمیان رونما ہوگا۔ راوی نے عرض کی وہ حادثہ کیا ہوگا۔ آپؑ نے فرمایا: تعصب جو حرمین کے درمیان رونما ہوگا فلاں شخص فلاں کی اولاد میں سے پندرہ سرداروں کو قتل کرے گا۔ (31) محمد بن بشیر کہتا ہے کہ میں نے محمد بن حنفیہ سے کہا کہ یہ معاملہ طویل ہوگیا ہے آخر یہ کب تک ہوگا۔ محمد بن حنفیہ نے اپنے سر کو حرکت دی اور کہا کہ کب ہوگا؟ ابھی تک تو زمانے نے ستایا ہی نہیں کب ہوگا؟ ابھی تک تو بھائیوں نے ایک دوسرے پر زیادتی اور سختی نہیں کی۔ کب ہوگا۔ ابھی تک بادشاہ نے ظلم و ستم ہی نہیں کیا کب ہوگا؟ ابھی تک زندیق اور منکر خدا نے قزوین میں قیام ہی نہیں کیا جو اس کے پردوں کو پھاڑے گا اور اس سے نکلنے کو کفر قرار دے گا اور اس کی فصیل کو بدل دے گا۔ اس کی رونق اور حسن کو ختم کردے گا جو اس سے بھاگے گا اس کو پالے گا۔ جو اس سے جنگ کرے گا اس کو قتل کرے گا۔ جو اس سے الگ ہوگا وہ فقیر و محتاج ہوجائے گا۔ جو اس کی پیروی کرے وہ کافر ہوجائے گا۔ حتیٰ کہ دو رونے والے کھڑے ہوں گے۔ ایک اپنے دین پر رونے والا اور دوسرا اپنی دنیا پر رو رہا ہوگا۔

(32) ابوزین سے روایت ہے، عمار بن یاسر نے کہا کہ مہدیؑ کی علامات یہ ہیں: جب ترک تم پر تسلط جمالیں گے تمہارا وہ خلیفہ جو مال جمع کرے گا وہ مرجائے گا اور چھوٹا خلیفہ بن جائے گا۔ دو سال بعد اس کی بیعت توڑ دی جائے گی۔ دمشق کی مسجد کے مغربی حصے میں زمین دھنس جائے گی۔ شام میں تین افراد خروج کریں گے۔ اہل مغرب مصر کی طرف خروج کریں گے تو وہ سفیانی کی امارت اور حکومت ہوگی۔

(33) عبد اللہ بن عباس کہتے ہیں کہ مہدیؑ خروج نہیں کریں گے جب تک سورج کے ساتھ ایک آیت و نشانی طلوع نہ کرے۔ (34) عبد اللہ بن عمر نے کہا: بیداء میں لشکر کا زمین میں دھنس جانا مہدیؑ کے خروج کی علامت ہے۔ (35) سعید بن جبیر نے کہا: جس سال مہدیؑ قیام کریں گے اس میں چوبیس بارشیں ہوں گی۔ ان بارشیوں کا اثر اور برکت نظر آئے گی۔

(36) سعید بن میتب نے کہا: شام میں ایک فتنہ کھڑا ہوگا۔ جب وہ ایک طرف سے رکے گا تو دوسری طرف برپا ہوگا۔ وہ ختم نہیں ہوگا یہاں تک کہ آسمان سے ایک منادی ندا دے گا: بیشک تمہارا امیر فلاں ہے۔

(37) کعب الاحبار نے کہا: مہدیؑ کے خروج سے پہلے مشرق کی طرف سے ایک (دمدار) ستارہ طلوع کرے گا۔ اس کی دم سے روشنی نکلے گی۔

(38) شیخ مفید رحمۃ اللہ نے کہا: آثار میں مہدیؑ کے قیام کے زمانے کی علامات کا ذکر آیا ہے۔ کچھ ان واقعات کا تذکرہ ہے جو آپؑ کے قیام سے پہلے ہوں گے: سفیانی کا خروج، حسینی کا قتل، ملک میں بنی عباس کا اختلاف اور جھگڑا۔ پندرہ رمضان کو سورج گرہن اور آخر ماہ رمضان میں خلاف عادت، چاند گرہن۔ بیداء میں زمین کا دھنسنا۔ مشرق اور مغرب میں زمین کا دھنس جانا۔ زوال سے لے کر عصر کے وسط تک سورج کا رک جانا۔ مغرب سے اس کا طلوع کرنا۔ نفس زکیہ کا ستر صالح افراد کے ساتھ کوفہ کی پشت کی جانب قتل ہوجانا۔ رکن اور مقام کے درمیان ایک ہاشمی کا ذبح ہونا۔ مسجد کوفہ کی دیوار کا گرجانا۔ خراسان کی طرف سے سیاہ جھنڈوں کا آگے بڑھنا۔ یمانی کا خروج۔ مصر میں مغربی کا خروج کرنا اور اس کا شامات پر حاکم بن جانا۔ ترکوں کا الجزیرہ میں اترنا۔ روم کا رملہ میں اترنا۔ مشرق میں

Scanned with CamScanner

ایک ستارے کا طلوع ہونا جو چودھویں کے چاند کی طرح چمکے گا پھر وہ ٹیڑھا ہوگا اس طرح کہ قریب ہوگا کہ دونوں کنارے مل جائیں۔ آسمان میں ایک سرخی ظاہر ہوگی جو اس کے اطراف میں پھیل جائے گی۔ مشرق کے طول میں ایک آگ ظاہر ہوگی جو تین دن یا سات دن تک فضا میں رہے گی عرب بے لگام ہو کر شہروں پر قبضہ کرلیں گے اور عجم کے تسلط سے نکل جائیں گے۔ اہل مصر اپنے سربراہ کو قتل کردیں گے۔ شام تباہ ہو جائے گا۔ اس میں تین مختلف جھنڈے ہوں گے قیس اور عرب کے جھنڈے مصر کی طرف نکلیں گے۔ جھنڈے ہوں گے قیس اور عرب کے جھنڈے مصر کی طرف نکلیں گے۔ کندہ کے جھنڈے خراسان کی جانب اور مغرب کی طرف سے گھوڑے آئیں گے جو حیرہ کے سامنے باندھے جائیں گے۔ اس کی طرف مشرق سے سیاہ جھنڈے بڑھیں گے۔ فرات میں سیلاب آئے گا یہاں تک کوفہ کی گلیوں میں پانی داخل ہو جائے گا ساٹھ جھوٹے افراد خروج کریں گے۔ جو نبوت کا دعوی کریں گے۔ آل ابوطالب سے بارہ افراد اپنی امامت کی طرف دعوت دیں گے۔ بنی عباس کے شیعوں میں سے ایک عظیم القدر شخص کو جلولا اور خانقین کے درمیان جلا دیا جائے گا۔ کرخ کے قریب بغداد میں پل بنے گا۔ وہاں دن کے پہلے حصے میں سیاہ آندھی اور زلزلہ آئے گا۔ حتی کہ اس کا بڑا حصہ زمین میں دھنس جائے گا۔ یہ اہل عراق اور اہل بغداد کو اپنی لپیٹ میں لے لے گا۔ فوری موت واقع ہوگی اور مالوں جانوں اور پھلوں کا بڑا نقصان ہوگا۔ ٹڈی جل وقت، بے وقت حملے کرے گا۔ اس کے نتیجے میں زراعت اور غلوں کو بہت نقصان پہنچے گا۔ عجم میں دو صنفوں میں اختلاف ہوگا۔ آپس میں بہت خون بہے گا۔ غلام اپنے آقاؤں کی اطاعت چھوڑ دیں گے۔ اور ان کو قتل کریں گے۔ اہل بدعت میں سے ایک قوم مسخ ہوگی یہاں تک کہ بندر اور خنزیر بنا دیئے جائیں گے غلام اپنے آقاؤں کے شہروں پر قبضہ کرلیں گے۔ آسمان سے ایک ندا آئے گی جس کو ساری دنیا کے لوگ سنیں گے۔ ہر شخص اپنی اپنی زبان میں سنے گا۔ سورج میں ایک چہرہ اور سینہ لوگوں کے سامنے ظاہر ہوگا۔ مردے اپنی قبروں سے اٹھیں گے اور دنیا کی طرف پلٹیں گے۔ ایک دوسرے سے اپنا تعارف کرائیں گے۔ ایک دوسرے کی زیارت کریں گے۔ یہ سلسلہ چوبیس مسلسل بارشوں پر ختم ہوگا۔ ان بارشوں سے مردہ زمین دوبارہ زندگی پائے گی۔ اس کی برکتیں نظر آئیں گی۔ پھر حضرت مہدیؑ کے شیعوں سے جو حق کا اعتقاد رکھتے ہوں گے ہر قسم کی آفت اور مصیبت زائل ہو جائے گی۔ اس وقت ان کو مکہ میں آپؑ کے ظہور کا پتہ چل جائے گا۔ وہ آپؑ کی طرف آپؑ کی نصرت کیلئے متوجہ ہوں گے۔ جیسا کہ اس بارے میں روایات آئی ہیں۔ پھر شیخ مفید علیہ الرحمہ نے کہا: ان احادیث میں سے بعض حتمی ہیں اور بعض مشروط ہیں خدا بہتر جانتا ہے کہ ان میں کون سی کیا ہیں۔ ہم نے سب کا ذکر دیا ہے۔ جس طرح کہ احادیث اور روایات آئی ہیں اور آثار منقولہ کے اندر موجود ہیں۔ اللہ سے ہم اعانت چاہتے ہیں اور اسی سے توفیق کا سوال کرتے ہیں۔

آپؑ کی کچھ دعائیں: دعا آئمہ اہل بیت علیہم السلام کی خصوصیات میں سے ہے۔ آپؑ حضرات سے جتنی دعائیں اور اوراد منقول ہیں وہ کسی اور سے نہیں ملتے۔ استاد سید الاہل نے فرمایا ہے کہ کوئی شخص بھی اس صنعت ...... یعنی صنعت دعا پر اہل بیت سے زیادہ قدرت نہیں رکھتا۔ یہ دعائیں معرفت کے خزانے ہیں اور کمال اور علوم کے آداب اپنے اندر سموئے ہوئے ہیں۔ ہمارے لیے صحیفہ سجادیہ، ہی کافی ہے، یہ ایسے علوم و فنون پر حاوی ہے جن پر اس کے علاوہ کوئی کتاب حاوی نہیں۔ یہاں ہم بعض وہ دعائیں اور اذکار تحریر کر رہے ہیں۔ جو قائم آل بیتؑ سے منقول ہیں:

(1) آپؑ سے منقول دعائے حاجت۔ اللهم ان اطعتک فالمحمدة لک، وان عصیتک فالحجة لک منک الروح ومنک الفرج، سبحان من انعم وشکر، سبحان من قدر وغفر، اللهم ان کنت قد عصیتک فانی قد اطعتک فی احب الاشیاء وهو الایمان بک، لم اتخذلک ولدا، ولم ادع لک شریکا منا منک به علی لا منا منی به علیک وقد عصیتک یا الهی علی غیر وجه المکابرة، ولا الخروج عن عبودیتک، ولا الجحود لربوبیتک، ولکن اطعت هوای وازلنی الشیطان فلک الحجة علی والبیان فان تعذبنی فبذنوبی غیر ظالم وان تغفرلی وترحمنی فانک جواد کریم. یا کریم یا کریم (حتی ینقطع النفس) یا امنا من کل شی منک خائف حذرا اسئلک بامنک من کل شی وخوف کل شی منک ان تصلی علی محمد وال محمد وان تعطینی امانا لنفس واهلی وولدی وسائر ما انعمت به علی حتی لا اخاف احد ولا احذر من شی ابدا انک ابراهیم تمرود ویا کافی موسی فرعون اسئلک ان تصلی علی محمد وال محمد ان تکفینی شر فلان بن فلان (ثم یسجد و یسال حاجته)

ترجمہ: خدایا اگر میں تیری اطاعت کروں تو اس میں تو لائق تعریف ہے۔ اگر میں تیری نافرمانی کروں تو حجت اور دلیل تیرے ساتھ ہے۔ تیری ہی طرف سے راحت و آرام اور فرج و کشائش ہے منزہ ہے وہ جس نے انعام و احسان کیا اور قدر دانی کی۔ منزہ ہے وہ قادر ہونے کے باوجود بخش دیتا ہے۔ خدایا اگر میں نے تیری نافرمانی کی ہے تو میں نے تیری اطاعت محبوب ترین چیز میں کی ہے اور وہ ہے تجھ پر ایمان لانا۔ میں نے تیرے لیے کوئی بیٹا نہیں بنایا اور نہ ہی شریک بنا کر کسی کو پکارا یہ تیرا ہی مجھ پر احسان ہے نہ کہ میرا مجھ پر احسان ہے۔ میں نے جو تیری نافرمانی کی ہے تو اے میرے معبود تکبر کر کے اور بڑائی کے احساس کے تحت نہیں۔ نہ تیری عبودیت سے نکلتے ہوئے اور نہ تیری ربوبیت سے نکلتے ہوئے۔ بلکہ میں نے اپنی خواہش کی اطاعت کی ہے اور شیطان نے مجھے پھسلایا ہے۔ تیری طرف سے مجھ پر حجت قائم ہے اور واضح ہے۔ اگر تو مجھے عذاب کرے تو میرے گناہوں کی وجہ سے ہے اس پر تو ظالم نہیں ہوگا۔ اور اگر تو مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم کرے تو تو جواد و کریم ہے۔ اے کریم اے کریم! (یہاں تک کہ سانس رک جائے) اے وہ جو ہر چیز سے امن دینے والا ہے۔ جس سے ہر چیز ڈرتی ہے، میں تجھ سے سوال کرتا ہوں ہر چیز سے امن میں ہونے اور ہر چیز سے خوفزدہ ہونے سے جب کہ محمدؐ و آل محمدؐ پر درود بھیجتا ہوں۔ مجھے امان عطا فرما میرے نفس میں، میرے اہل و عیال و اولاد میں اور ان تمام چیزوں میں جن کا تو نے مجھ پر احسان کیا ہے۔ یہاں تک کہ میں کسی سے نہ ڈروں اور کبھی بھی کسی چیز سے بچاؤ کی تدبیر نہ کروں۔ بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے۔ ہمارے لیے اللہ کافی ہے اور بہترین وکیل ہے۔ اے وہ جس نے ابراہیمؑ کی نمرود سے کفایت کی۔ اے وہ جو موسیٰؑ کی کفایت فرعون سے کرنے والا ہے میں تجھ سے سوال کرتا ہوں جبکہ محمدؐ و آل محمدؐ پر درود و صلوات بھیجتا ہوں تو فلاں بن فلاں کے شر سے میری کفایت کر۔ (اس کے بعد سجدے میں جائے اور اپنی حاجت کا سوال کرے)

(2) آپؑ کی دعائے قنوت۔ اللهم صل علی محمد وال محمد واکرم اولیائک با نجاز وعدک وبلغهم دری ما یاملو نه من نصرک واکفف عنهم باس من نصب الخلاف علیک وتمرد بمنعک علی رکوب مخالفتک واستعان برفدک علی فل حدک وقصد لکیدک بایدک ووسعته حلما لتاخذه علی جهرة ولستا صله علی غرة فانک اللهم قلت وقولک الحق (حتی اذا اخذت الارض زخرفها وازینت) وقلت (فلما اسفونا انتقمنا منهم) وان الغایة عند نا قد تناهت، وانا لغضبک غاضبون، وعلی نصر الحق متغاضبون، والی ورود امرک مشتاقون، ولا نجاز وعدک مرتقبون، ولحلول وعیدک باعدائک متوقعون. اللهم فاذن بذلک وافتح طرقاته، جنوده، واعوانه، وبادر باسک القوم الظالمین، وابسط سیف نقمتک علی اعدائک المعاندین، وخذبالثار انک جواد مکسار۔

ترجمہ: خدایا رحمت نازل فرما محمدؐ و آل محمدؐ پر اور اپنے اولیاء کا اکرام و اعزاز فرما اپنا وعدہ پورا کر کے، تیری نصرت کی جو وہ امید رکھتے تھے اس سے تو ان کو اس چیز کے ادراک تک پہنچا۔ ان سے اس کی قوت و شدت کو روک دے، جو تیرے خلاف اٹھ کھڑا ہوا ہے۔ اور تیری محافظت کی بنا پر جس نے سرکشی کی ہے اور تیری مخالفت کا ارتکاب کیا ہے۔ جس نے تیری عطا و بخشش سے اعانت طلب کی ہے تیری دھار کو کند کرنے کیلئے۔ جس نے تیری ہی دی ہوئی طاقت سے تجھ کو فریب دینے کا قصد کیا ہے۔ تو نے اس کو وسعت دے رکھی ہے علم و بردباری کی وجہ سے کہ تو علی الاعلان اس کا مواخذہ کرے اور غفلت کی حالت میں اسے جڑ سے اکھاڑ پھینکے۔ بیشک اے میرے اللہ تو نے فرمایا ہے اور تیرا قول حق ہے: حتی اذا اخذت الارض زخرفها وازینت۔ یہاں تک کہ جب زمین نے اپنی فصل کو لے لیا اور ہر زینت سے مزین ہوگی۔ اور تو نے فرمایا: فلما اسفونا انتقمنا منهم۔ پس جب انہوں نے ہم کو غصہ دلایا تو ہم نے ان کو سزا دی۔ بے شک ہمارے نزدیک غایت و انتہا ختم ہوگئی ہے ہم غضب پر غضبناک ہوئے ہیں اور حق کی نصرت پر ایک دوسرے سے غضب کرنے ہیں تیرے دشمنوں پر تیری وعید کے اترنے کی توقع رکھتے ہیں۔ خدایا اس کا اذن فرما اس کے راستوں کو کھول دے، اس کے خروج کو آسان بنا دے اس کے راستوں کو ہموار بنا دے اس کے گھاٹوں کو جاری کر دے۔ اس کے لشکر اور اعوان کی تائید فرما۔ ظالم قوم پر اپنا عذاب جلد بھیج۔ اپنے دشمنوں پر اپنے انتقام کی تلوار آگے کر اور بدلہ لے۔ بے شک تو جواد، سخی اور کارساز ہے۔

(3) آپؑ کی ایک دعا: یا نور النور، یا مدبر الامور یا باعث من فی القبور. صل علی محمد وال محمد واجعل ولشیعتی من الضیق فرجا و من الهم مخرجا واوسع الا المنهج واطلق انا من عند ک ما یفرج وافعل بنا ما انت اهله یا کریم یا ارحم الراحمین۔

ترجمہ: اے نور و روشنی کو نور بخشنے والے اے امور کی تدبیر کرنے والے اور جو قبروں میں ہیں ان کو اٹھانے والے محمدؐ و آل محمدؐ پر اپنی رحمت نازل فرما اور مجھے اور میرے شیعوں کو تنگی اور ضیق سے فرج اور کشائش عطا فرما اور غم اور پریشانی سے نکلنے کی جگہ اور کشادہ کر دے۔ ہمارے لیے کشائش کے راستے کھول دے ہمارے ساتھ وہ سلوک کر جس کا تو اہل ہے اے کریم اے رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والے۔

(4) تنگی، شدت اور سختی سے نجات پانے کیلئے آپؑ کی ایک دعا: بسم الله الرحمن الرحیم. رب اسئلک مدد اروحانیا تقوی به قوای الکلیة و الجزئیة حتی اقهر بمبادی نفسی کل نفس قاهرة تنقبض لی اشارة قائقها انقباضا تسقط به قویها حتی لا یبقی فی الکون ذوروح الاونار قهری قد احرقت ظهوره یا شدید یا ذاالبطش الشدید یا قاهر یا قهار. اسئلک بما اودعته عزرائیل من اسمائک القهریة فانفعلت له النفوس بالقهر ان تودعنی هذا السر فی هذه الساعته حتی الین به کل صعب واذلل به کل منیع بقوتک باذالقوة المتین ۔ سحر کے وقت تین مرتبہ اور صبح و شام تین تین مرتبہ پڑھے۔ اگر معاملہ زیادہ شدت اختیار کر جائے تو اس دعا کے پڑھنے کے بعد

Scanned with CamScanner

تیس مرتبہ کہے: یا رحمن یا رحیم یا ارحم الراحمین اسلک الطف بما جرت به المقادیر۔

ترجمہ: بسم اللہ الرحمن الرحیم: خدایا میں تجھ سے روحانی مدد چاہتا ہوں جس سے میری کلی اور جزی قوتیں طاقت حاصل کریں یہاں تک کہ میں اپنے نفس کے مبادی سے ہر غالب پر غالب آ جاؤں تا کہ ان کے دقیق اور باریک اشارے ایرے لیے سکڑ (کرنا کارہ ہو) جائیں۔ ایسا سکڑ جائیں کہ ان کی قوتیں زائل ہو جائیں۔ حتی کہ عالم کون میں کوئی ذی روح باقی نہ رہے مگر یہ کہ تیرے غضب کی آگ اس کے ظہور کو جلا کر راکھ کر دے۔ اے شدید۔ اے صاحب قوت شدید اے قاہر وغالب اے قہار وغالب ترین ان قاہر اسماء جو تو نے عزرائیل کے سپرد کیے ہیں جس کے قہر وغلبہ سے نفوس اس سے اثر قبول کرتے ہیں کے واسطے سے میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ یہ راز اسی لمحے میرے سپرد کر دے تا کہ میں اس ہر سخت کو نرم کر لوں اے پختہ اور محکم قوت والے اس کے ہر قوی کو اپنی قوت سے۔ اے مہربان! اے رحم کرنے والے اے سب سے زیادہ رحیم! میں تجھ سے لطف کا سوال کرتا ہوں جس کے ساتھ تقدیریں جاری ہوئی ہیں۔

(5) آپ کی ایک دعا: بسم اللہ الرحمن الرحیم. یا مالک الرقاب ویاهازم الاحزاب یا مفتح الا بواب یا مسبب الاسباب سبب لنا سبا لا تستطیع له طلبا بحق لا اله الا محمد رسول الله صلوات الله علیه وعلی اله اجمعین۔

ترجمہ: بسم اللہ الرحمن الرحیم: اے گردنوں کے مالک، اے گروہوں کو شکست دینے والے اے دروازوں کو کھولنے والے، اے اسباب کو اسباب بنانے والے! ہمارے لیے کوئی ایسا سبب دے کہ جس کی تلاش کی ہم میں استطاعت نہیں۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلوٰت اللہ علیہ وعلی آلہ اجمعین کے صدقے میں۔

(6) آپ کی ایک دعا یہ دعا آپ نے ایک قیدی کو سکھائی تھی جس نے قید سے رہائی پائی۔ الهی عظم البلاء وبرح الخفاء وانکشف الغطاء وانقطع الرجاء وضاقت الارض ومنعت السماء وانت المستعان والیک المشتکی وعلیک المعول فی الشدة والرخاء اللهم صل علی وال محمد اولی الامر الذین فرضت علینا طاعتهم وعرفتا بذالک منزلتهم ففرج عنا بحقهم فرجا عاجلا قریبا کلمح البصر اوهو اقرب. یا محمد یاعلی یا علی یا محمد اکفیانی فانکما کافیان وانصرانی فانکما ناصران یا مولانا یا صاحب الزمان الغوث الغوث الغوث ادرکنی ادرکنی ادرکنی. الساعة الساعة الساعة. العجل العجل العجل یا ارحم الراحمین بحق محمد و اله اطاهرین۔

ترجمہ: اے میرے اللہ مصیبت عظیم ہو گئی ہے مخفی چیز کھل کر سامنے آ گئی ہے، پردہ ہٹ گیا ہے، امید ختم ہو گئی ہے، زمین تنگ ہو گئی ہے، آسمان نے اپنی مدد روک لی ہے۔ تو ہی ہے جس سے مدد مانگی جا سکتی ہے، تجھ سے شکایت کی جا سکتی ہے۔ شدت اور کشائش میں تجھ ہی پر اعتماد اور بھروسہ کیا جا سکتا ہے۔ خدایا محمدؐ وآل محمدؐ پر رحمت نازل فرما، وہ صاحبان امر جن کی اطاعت تو نے ہم پر فرض کی ہے۔ اسی سے ہم کو ان کی قدر ومنزلت پہچنوائی ہے۔ ان کے صدقے میں ہم کو جلد اور قریبی فرج وکشائش عطا فرما جو آنکھ جھپکنے سے بھی زیادہ قریب ہو۔ اے محمدؐ! اے علیؑ! اے علیؑ! اے محمدؐ! آپ دونوں میری کفایت کریں۔ آپ دونوں ہی میرے لیے کفایت کرنے والے ہیں۔ آپ دونوں میری مدد کریں۔ آپ دونوں ہی میرے ناصر ومددگار ہیں۔ اے میرے مولا اے صاحب الزمان مدد! مدد! بروقت میری خبر لیں بروقت مجھ تک پہنچیں بروقت میری مدد کریں۔ اسی لمحے! اسی لمحے! جلد، جلد، جلد، اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے، محمدؐ اور ان کی پاکیزہ آلؑ کے صدقے میں۔

(7) آپ کی ایک دعا: اللهم ارزقنا توفیق الطاعة وبعد المعصیة وصدق النیة وعرفان الحرمة واکرمنا بالهدی والا ستقامة وسد دالسنتا بالصواب والحکمة واملاقلو بنا بالعلم والمعرفة وطهربطونا من الحرام والشبهة واکفف اید عن الظلم والسرقة و اغضض ابصارنا عن الفجوروالخیانة واسد داسما عنا عن اللغو والغیبة وتفضل علی علما ئنا بالزهد والنصیحة وعلی المتعلمین بالجهد والرغبة وعلی المستمعین بالاتباع و الموعظة وعلی مرضی المسلمین بالشفاء والراحة علی موتا هم بالرافة والرحمة وعلی مشایخنا بالو قارو السکینة وعلی الشبابا با نابة والتوبة وعلی النساء با لحیاء والعفة وعلی الاغنیاء بالتواضع والسعة وعلی الفقراء بالصبرو القناعة وعلی الغزاة بالنصرو الغلبة وعلی الاسراء بالخلاص والراحة وعلی الا مراء بالعدل والشفقة وعلی الرعیة بالانصاف وحسن السیرة و بارک للحجاج والزوارفی الزادوالنفقة واقض ما اوجبت علیهم من الحج العمرة. بفضلک ورحمتک یا ارحم الراحمین۔

ترجمہ: خدایا اطاعت کی توفیق، معصیت سے دوری، سچی نیت اور جن حقوق اللہ کی رعایت لازم ہے ان کا عرفان عطا فرما۔ ہم کو ہدایت اور استقامت کرامت فرما۔ ہماری زبانوں کو صواب اور حکمت سے درست فرما۔ ہمارے دلوں کو علم ومعرفت سے بھر دے۔ ہمارے شکموں کو حرام اور شبہ (کی روزی) سے پاک رکھ۔ ہمارے ہاتھوں کو ظلم اور چوری سے روک دے۔ ہماری آنکھوں کو فجور اور خیانت سے بند رکھ۔ ہمارے کانوں کو لغو باتیں اور غیبت سننے سے محفوظ رکھ۔ ہمارے علماء پر زہد وتقوی اور خلوص ونصیحت کا، طالب علموں پر جد وجہد اور رغبت کا سننے والوں پر پیروی کرنے اور وعظ وپند حاصل کرنے کا بیمار مسلمانوں پر شفاء اور راحت کا، مسلمان مردوں پر شفقت ومہربانی ورحمت کا، ہمارے بوڑھوں پر سکینہ ووقار کا، ہمارے جوانوں پر توبہ اور انابت کا، ہماری عورتوں پر حیاء اور عفت کا، اغنیاء پر تواضع اور وسعت رزق کا فقراء پر صبر وقناعت کا، غازیوں پر نصرت اور غلبے کا، قیدیوں پر رہائی اور راحت وآرام کا حاکموں پر عدل وشفقت کا اور رعایا پر انصاف اور اچھی سیرت کا لطف وتفضل فرما۔ حجاج وزائرین کے زاد راہ اور نفقہ میں برکت عطا فرما۔ جو حج وعمرہ ان پر فرض کیا ہے اس کے پورا کرنے کی اپنے فضل ورحمت سے توفیق فرما! اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے۔

(8) آپ کی ایک دعا: اللهم بحق من ناجاک وبق من دعاک فی البرو البحر صل علی محمد واله. وتفضل علی فقراء المومنین والمومنات بالغنی والسعة وعلی مرضی المومنین والمومنات بالشفاء والصحة والراحة وعلی احیاء المومنین والمومنات باللطف والکرامة وعلی اموات المومنین والمومنات بالمغفرة والرحمة وعلی غرباء المومنین والمومنات بالردالی اوطانهم سالمین غانمین بحق محمد واله اجمعین۔

ترجمہ: خدایا اس کے حق کی قسم جس نے تجھ سے خشکی اور سمندر میں مناجات کی اور دعا کی محمدؐ وآل محمدؐ پر صلوات بھیج۔ فقراء مومنین ومومنات پر تونگری اور وسعت، مریض مومنین ومومنات پر شفاء صحت اور راحت، زندہ مومنین ومومنات پر لطف وکرامت، مردہ مومنین ومومنات پر مغفرت ورحمت، غرباء مومنین ومومنات پر ان کے وطنوں کو سلامتی اور غنیمت کے ساتھ لوٹنے کا تفضل ولطف وکرم فرما، محمدؐ وآل محمدؐ سب کے حق کے صدقے میں۔

(9) حاجت کے لیے آپ کی ایک دعا: بسم اللہ الرحمن الرحیم. انت الله الذی لا اله الاانت مبدیء الخلق ومعیدهم، وانت الله الذی لا اله انت مدبر الامور وباعث من فی القبور وانت الله الذی اذا دعیت به اجبت واذاسلت به اعطیت. واسلک بحق محمد واهل بیته وبحقهم الذی اوجبته علی نفسک ان تصلی علی محمد وال محمد وان تفضی لی حاجتی الساعة الساعة یا سیداه یامولاه یاغیاثاه. اسلک بکل اسم سمیت به نفسک اور استاثرت به فی علم الغیب عندک ان تصلی علی محمد وال محمد وان تعجل خلا صنا من هذه الشدة یا مقلب القلوب والابصار یا سمیع الدعاء انک علی کل شیء قدیر برحمتک یا ارحم الراحمین۔

ترجمہ: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ تو وہ معبود ہے جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں جو مخلوق کی ابتداء کرنے والا اور ان کو دوبارہ لانے والا ہے۔ تو وہ خدا ہے جس کے علاوہ کوئی اللہ نہیں۔ تو امور کی تدبیر کرنے والا جو قبروں میں ہیں انکو اٹھانے والا تو وہ اللہ ہے جس کے علاوہ کوئی خدا نہیں جو زمین اور اس پر رہنے والوں کا وارث ہے۔ میں تجھ سے تیرے اس نام کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں جس نام سے جب تجھ کو پکارا جاتا ہے تو تو جواب دیتا ہے اور جب اس نام سے تجھ سے سوال کیا جاتا ہے تو تو عطا کرتا ہے۔ میں تجھ کو محمدؐ اور ان کے اہل بیت کے حق کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں، ان کے اس حق کا جو تو نے خود اپنے اوپر واجب اور ضروری قرار دیا ہے، محمدؐ وآل محمدؐ پر درود ورحمت نازل فرما اور میری حاجت اسی لمحے، اسی لمحے پوری کر دے، اے میرے آقا ومولا اور میرے مددگار۔ میں تجھ سے ہر اس نام کے ذریعے سوال کرتا ہوں جس سے تو نے اپنے آپ کو موسوم کیا ہے اور جس کو علم غیب میں تو نے اپنے یہاں ترجیح دی ہے محمدؐ وآل محمدؐ پر صلوات بھیج اور ہمیں اس شدت وسختی سے چھٹکارا دینے میں جلدی فرما۔ اے دلوں اور نظروں کو پھیرنے والے اے دعا کو سننے والے، بے شک تو ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے اپنی رحمت کے ساتھ۔ اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے۔

آپ کی سلطنت و حکومت

بلاشبہ آپ کی حکومت ساری دنیا پر محیط ہو گی اور آپ کے عدل وانصاف سے پوری انسانیت مستفید ہو گی، ساری دنیا پر دین اسلام غلبہ ہو گا۔ یہ حدیث شریف متواتر ہے: یملا والارض قسطا وعدلا کما ملئت ظلما وجورا۔ آپ زمین کو عدل وانصاف سے اس طرح بھر دیں گے جس طرح وہ ظلم وجور سے بھری ہو گی۔ جس کتاب میں بھی امام مہدیؑ کا ذکر ہے اس میں یہ حدیث ضرور ہو گی۔ آئمہ اہل بیت علیہم السلام سے مروی ہے کہ آپ کی حکومت وسلطنت ساری دنیا پر ہو گی اور پوری دنیا میں آپ کا عدل وانصاف کارفرما ہو گا۔ جن آیات شریفہ میں دین اسلام کے باقی تمام ادیان پر غلبہ پانے کا ذکر ہے ان کی بعض تفاسیر میں آیا ہے کہ یہ بات امام مہدیؑ کے زمانے میں ہو گی۔ یہاں چند آیات کا ذکر کیا جاتا ہے: (1) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وله اسلم من فی السموات والارض طوعا وکرها۔ جو آسمانوں اور زمین میں ہیں وہ سب خوشی یا تنگی سے اس کے سامنے اپنی گردن جھکا دیں گے۔ ابو جعفر علیہ السلام سے ایک طویل حدیث میں روایت ہے کہ زمین کا کوئی گوشہ باقی نہیں رہے گا کہ جہاں لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ وان محمدا رسول اللہ کی شہادت کی ندا نہ ہو گی۔ اسی بات کی طرف خدا کے اس ارشاد میں اشارہ ہے کہ۔ وله اسلم من فی السموات

Scanned with CamScanner

والارض طوعا وكرها واليه يرجعون۔ اسی کے سامنے جو آسمانوں اور زمین میں ہیں سر تسلیم خوشی سے یا مجبوراً خم کردیں گے اور اسی کی طرف تم کو لوٹ جاؤ گے۔ رفاعہ بن موسیٰ سے روایت ہے کہ جعفر صادق علیہ السلام نے سورہ آل عمران میں خدا کے اس قول: وله اسلم من في السموات والارض طوعا وكرها۔ کے بارے میں فرمایا کہ جب قائم مہدیؑ قیام کریں گے تو زمین کا کوئی حصہ باقی نہیں رہے گا جہاں لا الہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ کی ندا نہ گونجے۔ آنجنابؑ ہی سے روایت ہے کہ کوئی اہل دین ایسا نہیں ہوگا جو دین اسلام کا اظہار نہ کرے اور ایمان کا اعتراف نہ کرے۔ کیا تم نے اللہ عزوجل کا یہ قول نہیں سنا کہ: وله اسلم من في السموات والارض طوعا وكرها واليه يرجعون۔

(2) اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے: هو الذي ارسل رسوله بالهدى ودين الحق ليظهره على الدين كله ولو كره المشركون۔ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ کوئی بستی ایسی باقی نہیں رہے گی جس میں لا الہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ کی شہادت اور گواہی کی پکار صبح و شام نہ ہو۔ مفضل نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے خداوند تعالےٰ کے اس قول کے بارے میں سوال کیا: وقاتلوهم حتى لا تكون فتنة ويكون الدين كله لله۔ ان سے اس وقت تک قتال اور جنگ کرو جب تک کہ فتنہ باقی نہ رہے اور سارے کا سارا دین اللہ کیلئے ہو جائے۔ آپؑ نے فرمایا خدا کی قسم اے مفضل ملل و اقوام اور مذاہب و ادیان کے درمیان اختلاف ختم ہو جائے گا۔ سارے کا سارا ایک ہی دین ہو جائے گا۔ جیسا کہ خدا جل ذکرہ فرماتا ہے۔ ان الدين عند الله الاسلام۔ بے شک اللہ کے نزدیک دین اسلام ہے۔ اور خداوند تعالےٰ فرماتا ہے: ومن يبتغ غير الاسلام دينا فلن يقبل منه وهو في الآخرة من الخاسرين۔ جو شخص اسلام کے علاوہ کوئی اور دین چاہے تو وہ اس ہرگز قبول نہیں ہوگا۔ وہ آخرت میں خسارا اور گھاٹا اٹھانے والوں میں ہوگا۔

(3) اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے: ولقد كتبنا في الزبور من بعد الذكر ان الارض لله يرثها عبادي الصالحون۔ ہم نے زبور میں ذکر (تورات) کے بعد لکھ دیا ہے کہ زمین کے وارث میرے صالح بندے ہوں گے۔ حضرت امام محمد باقرؑ اور امام صادقؑ سے مروی ہے کہ آپ دونوں نے فرمایا کہ اس سے مراد حضرت قائمؑ اور ان کے اصحاب ہیں۔

(4) اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے: الذين ان مكناهم في الارض اقاموا الصلاة واتوا الزكاة وامروا بالمعروف ونهوا عن المنكر ولله عاقبة۔ یہ لوگ ہیں کہ ہم ان کو زمین پر قابو دیدیں تو پابندی سے نماز ادا کریں گے اور زکوٰۃ دیں۔ اچھے کاموں کا حکم دیں گے اور بری باتوں سے روکیں گے۔ اور زکوۃ دیں گے۔ (یوں تو) سب کاموں کا انجام خدا ہی کے اختیار میں ہے۔ ابو جارود نے باقر علیہ السلام، سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا: یہ آیت حضرت مہدیؑ اور ان کے اصحاب کے بارے میں نازل ہوئی ہے جن کو خداوند عالم زمین کے مشرق و مغرب کا مالک بنائے گا اور ان کے ذریعے دین کو غلبہ دے گا یہاں تک کہ ظلم اور بدعتوں کا نام و نشان نظر نہیں آئے گا۔

(5) اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے: وعد الله الذين امنوا منكم وعملوا الصالحات ليستخلفنهم في الارض كما استخلف الذين من قبلهم وليمكنن لهم دينهم الذي ارتضى لهم وليبدلنهم من بعد خوفهم امنا يعبدونني ولا يشركون بي شيء ا۔ (اے ایمان والو) تم میں سے جن لوگوں نے ایمان قبول کیا اور اچھے اچھے کام کئے ان سے خدا نے وعدہ کیا ہے کہ وہ ان کو (ایک نہ ایک دن) روئے زمین پر (اپنا) نائب بنائے گا۔ جس طرح ان لوگوں کو نائب بنایا جو ان سے پہلے گزر چکے ہیں۔ جس دین کو خدا نے ان کیلئے پسند فرمایا ہے اس میں ضرور بالضرور ان کو پوری قدرت دے گا۔ ان کے خوفزدہ ہونے کے بعد (ان کے ہراس) امن سے ضرور بدل دے گا تاکہ وہ (اطمینان سے) میری ہی عبادت کریں اور کسی کو ہمارا شریک نہ بنائیں۔ ابو عبداللہ علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: (وہ) حضرت قائمؑ اور ان کے اصحاب ہیں۔

(6) اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے: ونريد ان نمن على الذين استضعفوا في الارض ونجعلهم ائمة الوارثين۔ ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ جو لوگ زمین میں کمزور کر دیئے گئے ہیں۔ ان پر احسان کریں اور ان ہی کو (لوگوں کا) پیشوا اور امام بنائیں اور ان ہی کو اس (سرزمین) کا وارث (و مالک) بنائیں۔ امیر المومنینؑ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: وہ آل محمدؑ ہیں خدا ان کے مہدیؑ کو ان کی جہد و مشقت کے بعد مبعوث کرے گا۔ ان کو عزت دے گا اور ان کے دشمن کو ذلیل و خوار کرے گا۔ اہل بیت علیہم السلا سے احادیث آئی ہیں کہ آپؑ کی حکومت آخری حکومت ہے آپؑ کا حکم سب لوگوں کے بعد اس لیے ہوگا کہ کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ اگر ہم کو سلطنت اور حکومت دی جاتی تو ہم ان ہی کی طرح حکم کرتے۔ ابو جعفر باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ ہماری حکومت آخری حکومت ہوگی۔ کوئی گھرانہ ایسا نہیں بچے گا جس کو ہم سے پہلے حکومت نہ مل جائے تاکہ جب ہماری سیرت دیکھیں تو یہ نہ کہیں کہ ہم مالک بنتے تو ہماری یہی سیرت ہوتی۔ اللہ عزوجل کا یہ ارشاد اسی طرف اشارہ کرتا ہے: والعاقبة للمتقين۔ اور انجام کار متقیوں کیلئے ہے۔ ابو عبداللہ صادق علیہ السلام نے فرمایا: یہ امر (امام مہدیؑ کا ظہور) نہیں ہوگا جب تک لوگوں کی کوئی صنف نہیں بچے گی کہ وہ لوگوں پر حکومت کر چکی تاکہ یہ نہ کہہ سکیں کہ اگر ہم والی امر ہوتے تو ہم بھی عدل و انصاف کرتے۔ اس کے بعد ہی قائم حق و عدل کے ساتھ قیام کریں گے۔ عمار بن یاسر نے کہا: تمہارے پیغمبرؐ کے اہل بیتؑ کی حکومت آخری زمانے میں ہوگی ...... پھر مہدیؑ خروج کریں گے۔ ان کا علم بردار شعیب بن صالح ہوگا۔ یہ احادیث ان زمانوں کی حکومتوں کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔ لوگوں میں سے جماعتیں ابھرتی ہیں اور اپنے ہاتھ میں حکمرانی لیتی ہیں۔ لوگ ان کے ظلم و جور سے تنگ آجاتے ہیں۔ اس کے بعد دوسری جماعت برسر اقتدار آجاتی ہے اسی طرح سلسلہ جاری رہتا ہے۔ انشاء اللہ اہل بیتؑ کی حکومت قریب آرہی ہے اللہ تعالےٰ ان کی فرج اور کشائش میں جلدی فرمائے گا۔

بارگاہ ولی عصر علیہ السلام

عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف

میں اس کے در پہ ہوں حاضر اسے سلام بھی ہے
جو جانشین نبیؐ ہے مرا امام بھی ہے

ہے اس کے علم کی زد میں کمال ارض و سما
اسی کا سجدہ نشیں سا کوئی غلام بھی ہے

وہی چلاتا ہے پانی بھرے ہوئے بادل
اسی کے ہاتھ میں بارش کا انتظام بھی ہے

اسی کے حکم سے کلیاں چٹک کے کہتی ہیں
سلام تجھ پہ کہ تو وقت کا امام بھی ہے

وہ آسماں کو سجاتا ہے چاند تاروں سے
اسی کے ہاتھ میں خورشید کی لگام بھی ہے

کبھی ہوائیں اٹھاتیں ہیں شوق سے اس کو
کبھی وہ پانی کی لہروں پہ خوش خرام بھی ہے

وہ اذن دے تو پھلوں میں مٹھاس آتی ہے
اسی کے ہاتھ میں کونین کا نظام بھی ہے

مقدر اس کے اشاروں پہ رقص کرتے ہیں
وہ اس لئے کہ وہی آخر امام بھی ہے

(مظفر نقوی)

کتابیات

البیان فی اخبار صاحب الزمان، ینابیع المودۃ، الغیبۃ للشیخ الطوسی، کفایۃ الاثر، صحیح البخاری، مسند ابی دائود، سنن المصطفیؐ لابن ماجۃ، منتخب الاثر، الشیعۃ والرجعۃ، کشف الغمۃ، غایۃ المرام، مقتل الحسین(ع) للخوارزمی، الفصول المھمۃ، مجمع الزوائد للھیثمی، الملاحم والفتن، المھدیؑ للصدر، دلایل الامامۃ، الغیبۃ للنعمانی

عریضہ بحضور امام زمانہؑ برائے حاجات

15 شعبان یا ہر ماہ نوچندی پیر۔ جمعرات علی الصبح آٹے کے پیڑے میں رکھ کر سمندر دریا، نہر یا پھر جھیل میں عریضہ مولاؑ کے حضور ڈالیں آپ کی حاجات بر آئینگی۔

(عریضہ زنجانی جنتری میں شامل ہے۔ مزید بھی خط لکھ کر مفت منگوا سکتے ہیں)

Scanned with CamScanner

چیف جسٹس سپریم کورٹ (ر) شیخ ریاض احمد نے دیگر مہمانوں کے ہمراہ چادر پوشی کی

عرس پیر شاہ زنجانیؒ کی 10 ویں روحانی محفل

میاں اخلاق احمد گڈو (مسلم لیگی رہنما) نے عرس کے موقع پر درگاہ پیر شاہ زنجانیؒ کی تزئین و آرائش میں عقیدتاً حصہ لیا

جشن عید میلاد النبی ﷺ کے زیر سایہ ہر سال کی طرح اس مرتبہ بھی **11,10** ربیع الاول **سلسلہ روحانیات حضرت سید میراں حسین شاہ زنجانیؒ پیر بھائی داتا گنج بخشؒ کے روحانی فرزند بانی ادارہ آئینہ قسمت منجم اعظم الحاج سید ناظر حسین شاہ زنجانیؒ کا دسواں سالانہ عرس** مبارک نہایت پروقار روحانی سعادت کے ساتھ منایا گیا۔ **10** ربیع الاول بروز جمعۃ المبارک **30** مارچ **2007** نماز فجر کے بعد درگاہ پیر شاہ زنجانیؒ (بھماں جھگیاں براستہ عامر روڈ شاد باغ ۔لاہور) کو غسل دیا گیا۔ طلوع آفتاب کے بعد سے نماز ظہر تک علاقہ گاؤں بھماں جھگیاں کے دینی مدرسہ کے طلبہ نے قرآن خوانی کا سلسلہ جاری رکھا۔ منازل شریعت، طریقت، معرفت الٰہی رکھنے والے بزرگان دین کے مزارات ہندو پاک میں ہر جگہ پھیلے ہوئے ہیں۔ اگرچہ یہ بزرگان ہر دور، ہر زمانہ میں تبلیغ دین کا فریضہ ہی انجام دیتے رہے اور ان کی ولایت کا فیض دُنیا کو منور کرتا رہا اور آج بھی کر رہا ہے۔ یہ امام عالی مقام سید الشہدا **امام حسینؑ** کی عظیم شہادت کا **معجزہ** ہے کہ **عرش معلیٰ** کا سلسلہ **کربلا معلیٰ** سے جا ملتا ہے۔ اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد، امام حسینؑ نے اپنے نانا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی سنت کو اس طرح اُجاگر کیا کہ دین الٰہی الگ اور حکومت الگ ہوگئی۔ کوئی فاجر حکمران آج بھی دین الٰہی، دین محمدیؐ میں تبدیلی و ترمیم کی جرأت نہ کر سکا اور نہ ہی کر سکے گا۔ امام حسینؑ نے کربلا میں جو سنت محمدیؐ اُجاگر کی تھی اس کی کرنیں آج بھی روز روشن کی طرح منور ہیں اور یہ سب بزرگان دین بھی حسینیؑ سلسلے کی کڑی ہیں۔ حدیث رسولؐ ہے کہ "**حسینؑ مجھ سے ہے اور میں حسینؑ سے ہوں**" حیات رسولؐ میں شائد یہ بات صحابہؓ کو سمجھ نہ آئی ہو مگر اب ہر اُمتی یہ جانتا ہے کہ قربانی حسینؑ شہادت حسینؑ سے ہی دین محمدیؐ اپنی اصل شکل میں آج بھی قائم ہے اور ہمیشہ قائم رہیگا۔ ہنود، یہود و نصاریٰ آج بھی اس دین کو مٹانے کیلئے کشمیر، فلسطین، بوسنیا، افغانستان، عراق میں مسلمانوں کا خون بہا رہا ہے اور اب ایران میں یہ ناپاک جسارت کرنے کے منصوبے بنا رہے ہیں۔ یہ بھی عالمی **صیہونی سازشیں** ہیں۔ آج وقت کی ضرورت ہے کہ دین کے حقیقی وارث بارہویں **امام حضرت امام مہدیؑ** کا جلد حکم الٰہی سے ظہور ہو اور باطل قوتیں نیست و نابود ہوں۔ ہمیں ظہور امامؑ کیلئے اپنی نمازوں کے بعد مسلسل دعائیں کرتے رہنا چاہیے۔ روحانی باتیں شروع ہو جائیں تو ان کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ بات ہو رہی تھی عرس شاہ زنجانیؒ کی اس مقدس روحانی محفل میں رسم چادر پوشی کیلئے جن مہمانانِ گرامی نے شرکت فرمائی ان میں چیف جسٹس (ر) سپریم کورٹ شیخ ریاض احمد، ڈائریکٹر جنرل مذہبی امور و اوقاف (پنجاب) طاہر رضا بخاری، رانا خالد محمود، شیخ فیاض حیدر، سید عابد حسن زیدی، چوہدری احسن خاں (ریٹائرڈ ڈی ایس پی)، عبدالشکور (ایس ایچ او شاد باغ) بمعہ اپنے ماتحت عملہ و رفقاء، ملک نسیم رضا (ڈپٹی ڈائریکٹر ایف آئی اے)، مخدوم سید جن پیر قادری (سجادہ نشین دربار میاں میرؒ۔ لاہور) بمعہ مریدین، معین الحق علوی، ٹی وی و فلم آرٹسٹ عاصم بخاری، علامہ مشتاق حسین جعفری بمعہ اپنے دوست احباب، سید اویس بخاری، سید ریاض علی شاہ، سیٹھ ندیم سعید، سیٹھ عامر سعید، سیٹھ جمشید احمد، سیٹھ نعیم احمد، سید اصغر علی شاہ بخاری، (سٹی ناظم گجرات) ابرار جوڑا بمعہ صاحبزادے و دوست احباب کے علاوہ سینکڑوں علاقہ ہذا کے عقیدت مندوں نے اس محفل میں شرکت کی۔ چادر پوشی کے بعد بوقت دعا مجھ غلام رسولؐ اور خاکسار کربلا کو نعت رسول مقبولؐ سے حاضرین کے دلوں کو مسرور کرنے کا شرف حاصل ہوا اور انبیاءؑ، اولیاء کرامؒ، صاحب مزار اور خصوصاً حاضرین کے گزشتگان کیلئے دعائیں کیں۔ بعد از ختم چادر پوشی مہمانوں کی تواضع لنگر سے کی گئی اور عام لنگر تقسیم کیا گیا اور نصف شب سے کچھ قبل تک محفل سماع سے حاضرین محظوظ ہوتے رہے۔ متولی درگاہ پیر سید الطاف حسین شاہ بخاری نے آئے ہوئے سبھی مہمانوں کی آمد کا شہزادہ سید انتظار حسین زنجانی کے ہمراہ شکریہ ادا کیا۔ **چشم نگاہ بیان: شہزادہ حافظ سید محسن علی شاہ زنجانی**

درگاہ پیر شاہ زنجانی بھماں جھگیاں براستہ عامر روڈ شاد باغ لاہور کا سالانہ عرس ہر سال **11,10** ربیع الاول کو منایا جاتا ہے عقیدت مند حضرات کو دعوت عام ہے۔ زائرین کی خدمت کیلئے درگاہ پیر شاہ زنجانی پر پیر الطاف شاہ بخاری مامور کیے گئے ہیں۔ موبائل: **0333-4211858**

Scanned with CamScanner

شجرہ خاندانِ زنجانیہ عالیہ درگاہ پیر شاہ زنجانی

داماد رسولؐ خدا شیر خدا مولائے کائنات پارہ نور اولیس نور ختم المرسلین باب مدینۃ العلم امام اول حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام

☆...... امام حضرت علی مرتضیٰ داماد رسول مصطفی ﷺ
☆...... سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام ابن
☆...... حضرت امام زین العابدین علیہ السلام ابن
☆...... حضرت امام باقر علیہ السلام ابن
☆...... حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ابن
☆...... حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام ابن
☆...... حضرت امام علی رضا علیہ السلام ابن
☆...... حضرت امام علی تقی علیہ السلام ابن
☆...... حضرت امام محمد نقی علیہ السلام ابن
☆...... سید موسیٰ المبرقع شاہ زنجانی ابن (آمد زنجان 225ھ)
☆...... سید احمد پاک کبیر شاہ زنجانی ابن
☆...... سید محمد الاعرج شاہ زنجانی ابن
☆...... سید شاہ احمد ثانی شاہ زنجانی ابن
☆...... سید موسیٰ اصغر شاہ زنجانی ابن
☆...... سید میر احمد ابو عبداللہ شاہ زنجانی ابن
☆...... سید محمد میر عالم نور شاہ زنجانی ابن
☆...... سید میر علی شاہ زنجانی ابن
☆...... سید میر جعفر نظام الملت زنجانی ابن
☆...... سید میر عالم ابی محمد شاہ زنجانی ابن
☆...... سید امیر علی شاہ زنجانی ابن
☆...... سید اخی ابو الفرح شاہ زنجانی ابن
☆...... سید ابو جعفر شاہ زنجانی ابن
☆...... سید علی شاہ جہانیاں زنجانی ابن
☆...... سید میراں حسین شاہ زنجانی ابن (مدفون لاہور)
☆...... سید میر حسن شاہ زنجانی ابن
☆...... سید میر علی شاہ زنجانی ابن

☆...... سید اسمٰعیل شاہ زنجانی ابن
☆...... سید میر احمد شاہ زنجانی ابن
☆...... سید شاہ ابی زید زنجانی ابن
☆...... سید جلال الدین شاہ زنجانی ابن
☆...... سید کمال الدین شاہ زنجانی ابن
☆...... سید بابو شاہ زنجانی ابن
☆...... سید سلیمان شاہ زنجانی ابن
☆...... سید اسمٰعیل شاہ زنجانی ابن
☆...... سید عبدالوہاب شاہ زنجانی ابن
☆...... سید پیر علی شاہ زنجانی ابن
☆...... سید شاہ محمد زنجانی ابن
☆...... سید معظم شاہ زنجانی ابن
☆...... سید شاہ محمد زنجانی ابن
☆...... سید غلام علی شاہ زنجانی ابن
☆...... سید مراد شاہ لقب باقر شاہ زنجانی ابن
☆...... سید غلام نبی شاہ زنجانی ابن
☆...... سید شاکر علی شاہ زنجانی ابن
☆...... سید محمد شاہ زنجانی ابن
☆...... سید سکندر شاہ زنجانی ابن
☆...... سید بابا جیون شاہ زنجانی ابن
☆...... الحاج سید ناظر حسین شاہ زنجانی ابن
☆...... شہزادہ سید انتظار حسین شاہ زنجانی ابن
☆...... شہزادہ سید مصور علی زنجانی
☆...... شہزادہ سید محمد علی زنجانی
☆...... شہزادہ حافظ سید محسن علی زنجانی

جانشین خاندان زنجانیہ عالیہ

شہزادگانِ زنجانی کا 49ویں پشت سے شجرہ جا ملتا ہے۔

سنت بیعت رسولؐ و بیعت علیؑ

پر عمل کرنیوالے عقیدت مندوں کیلئے اطلاع

0300-4303429

شہزادہ حافظ سید محسن علی شاہ زنجانی نے اپنے جدِ امجد کی سنت کا سلسلہ تازہ کیا ہے۔ بدست اولادِ علیؑ رشد و ہدایت کے خواہاں بہن بھائی بیعت میں آ کر اپنی دُنیا و آخرت سنوار سکتے ہیں۔ اوقات ملاقات صرف بروز جمعہ صبح 10 بجے تا 12 بجے دن

کاشانہ زنجانی D-125 حضرت میراں حسین زنجانی روڈ نزد مین مارکیٹ گلبرگ II لاہور

حمد باری تعالیٰ

نذرانہ عقیدت: مرزا شمس الحسن شمس

سزا دینے والا، جزا دینے والا
وہ سارے دُکھوں کی دوا دینے والا

کوئی صدقِ دِل سے معافی تو مانگے
وہ بخشش کا دریا بہا دینے والا

نہیں اُس کا ثانی زمانے میں کوئی
وہ یکتا ہے، سب کو جلا دینے والا

یہ ساری کرامات ہیں بس اُس کی
جو پل بھر میں دُنیا بنا دینے والا

اُسی کے ہے قبضے میں ساری خدائی
خدائی کے جوہر دکھا دینے والا

یہ چاند اور سورج، ستارے اُسی کے
وہی تو ہے سب کو ضیاء دینے والا

جو فرعون کرتے خدائی کے دعوے
وہ ایسوں کی ہستی مٹا دینے والا

نعت رسولِ مقبولؐ

سبھی ہیں متفق ایمان والے
محمد مصطفیٰؐ ہیں شان والے
انہیں پر منکشف ہے رازِ ہستی
وہی ہیں جان اور پہچان والے
انہیں پر ختم ہیں لطف و عنایت
وہی کرتے ہیں کام احسان والے
ذرا عرشِ بریں کی سیر کرنے
بُلا مہمان کو مہمان والے
بہت کفار نے روکے تھے رستے
مگر بڑھتے رہے ایمان والے
نہیں آسان شمعِ حق بجھانا
نہ ماریں پھونک بے ایمان والے
جاں اپنی شمس! راہِ حق پہ دینا
لُٹاتے ہیں فقط جاں، جان والے

نذرانہ عقیدت: مرزا شمس الحسن شمس

منقبت جنابِ امیرؑ

خورشیدِ حقیقت رُخِ زیبائے علیؑ ہے
معراجِ امامت قدِ بالائے علیؑ ہے
ہے نام رقم عرش پہ ہمنام خدا کا
کیا مرتبہ ہے زوجِ بتولؑ عذرا کا
کہتے ہیں جسے عرش وہ ہے منزلِ حیدرؑ
خلوت گہِ خلاق جہاں ہے دلِ حیدرؑ
ہر حال میں ہے قدرتِ حق شاملِ حیدرؑ
ہے نورِ خدا روشنی محفلِ حیدرؑ
وہ حجتِ خالق ہے چراغِ رہِ دیں ہے
پروانہ اسی شمع کا جبریلؑ امیں ہے
وہ گل ہے کہ جس سے چمنِ دیں کو ہو رونق
معنی کلامِ حق اُسی سے ہیں محقق
شمشیر سے اس کی جگرِ کفر ہوا شق
ہے بعد محمدؐ کے علیؑ ہادی برحق
اللہ رے شرف ختم ہے یہ رتبہ علیؑ پر
کعبے میں دھرا اس نے قدم دوشِ نبیؐ پر

ہدیہ عقیدت: میر ببر علی انیس

امام مہدی علیہ السلام

انتخاب تحریر: شہزادہ سید محمد علی زنجانی

پیغمبر اسلامؐ کے آخری وارث اور سلسلہ امامت کے بارہویں تاجدار حضرت امام زمانہؑ کی ولادت باسعادت ماہ شعبان **255**ھ کی پندرہویں تاریخ صبح جمعہ کی مسعود ترین ساعت کو ہوئی۔ والدِ ماجد حضرت امام حسن عسکریؑ تھے جن کی عمر مبارک آپ کی ولادت کے وقت تقریباً **23** سال تھی اور والدہ گرامی نرجس خاتون تھیں جنہیں ملیکہ بھی کہا جاتا ہے۔ جناب حکیمہ بنت امام تقیؑ بیان فرماتی ہیں کہ ایک دن امام حسن عسکریؑ نے فرمایا کہ آج شب کو آپ میرے یہاں قیام کریں گی کہ پروردگار عالم مجھے ایک فرزند عطا کرنے والا ہے۔ بی بی فرماتی ہے کہ میں نے عرض کی کہ نرجس خاتون کے یہاں تو حمل کی کوئی علامت نہیں ہے۔ امامؑ نے فرمایا کہ پروردگار اپنی حجت کو اسی طرح دُنیا میں بھیجتا ہے۔ جناب مادر موسیٰ علیہ السلام کے یہاں بھی آثار حمل نہیں تھے بالآخر جناب موسیٰ علیہ السلام دُنیا میں آ گئے اور فرعون کو خبر بھی نہ ہو سکی۔ چنانچہ حضرت حکیمہ خاتون نے امامؑ کے ہاں قیام کیا اور رات بھر حالات کی نگرانی کرتی رہیں یہاں تک کہ نماز شب سے بھی فارغ ہو گئیں اور آثار حمل نمودار نہیں ہوئے۔ تھوڑی دیر کے بعد دیکھا کہ جناب نرجس نے خواب سے بیدار ہو کر وضو کیا اور نماز شب ادا کی اور اس کے بعد دردزہ کا احساس کیا۔ بی بی حکیمہ فرماتی ہیں کہ میں نے دعائیں پڑھنا شروع کیں حضرت امام حسن عسکریؑ نے فرمایا کہ سورۃ انا انزلنا پڑھئے میں نے سورہ قدر کی تلاوت شروع کی اور یہ محسوس کیا کہ شکم مادر میں بچہ بھی میرے ساتھ تلاوت کر رہا ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد میں نے محسوس کیا کہ میرے اور نرجس کے درمیان ایک پردہ حائل ہو گیا ہے اور میں پریشان ہو گئی۔ امام عسکریؑ نے آواز دی کہ آپ بالکل پریشان نہ ہوں۔ اب جو پردہ اٹھا تو میں نے دیکھا کہ ایک چاند سا بچہ رُو بقبلہ سجدہ ریز ہے اور پھر آسمان کی طرف اشارہ کر کے کلمہ شہادت زبان پر جاری کر رہا ہے یہاں تک کہ تمام آئمہ طاہرینؑ کی امامت کی شہادت دینے کے بعد یہ فقرات زبان پر جاری کئے۔ خدایا! میرے وعدہ کو پورا فرما میرے امر کی تکمیل فرما میرے انتظام کو ثابت فرما اور زمین کو میرے ذریعہ عدل و انصاف سے معمور کر دے۔ آپ کا اسم گرامی محمدؐ اور کنیت ابوالقاسم ہے اور یہ آپ کے امتیازات میں سے ہے کہ رسول اکرمؐ نے آپ کو اپنے نام اور کنیت دونوں کا وارث قرار دیا ہے ورنہ دونوں کا اجتماع عام طور سے ممنوع ہے جس طرح کہ اکثر علماء نے دور غیبت کبریٰ میں آپکے اس نام گرامی محمدؐ کے ساتھ یاد کرنے کی سخت ممانعت کی ہے۔ آپ کے معروف القاب و خطابات مندرجہ ذیل ہیں جن کے ذریعہ یاد کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔ ہماری دعا ہے کہ "اے رب کریم! ہمیں اپنے ولی، اپنے بقیہ، اپنی آخری حجت حضرت امام مہدیؑ کی نورانی آمد کی خبر سے حقیقی خوشیاں نصیب فرما۔" (آمین یارب العالمین)

بقیۃ اللہ۔ حجت۔ خلف صالح ۔ شرید ۔ قائم۔ مہدی۔ منتظر۔ غائب

آج سوچنا یہ ہے کہ آپ نے امام زمانہ کا ساتھ دیا ہے ادشمنوں والا؟ منافقین والا؟ یا مخلص دوستوں والا؟ اگر یہ رویہ مخلص دوست جیسا ہے تو کیا میں نے اپنے امام زمانہؑ کی نصرت کی ہے؟ کیا میں نے اپنے امام زمانہؑ کی آج تک خبر گیری کی ہے؟ وہ کس حال میں ہیں؟ ان کے شب و روز کیسے گزر رہے ہیں؟ آج تک کچھ معلوم کیا ہے؟ کیا میں نے اپنی زندگی میں اپنے امام زمانہؑ کی ایک بار بھی زیارت کی ہے؟ کیا میں نے اپنی زندگی میں اپنے امام زمانہؑ کے لئے بھی کوئی کام کیا ہے؟ کیا عزاداری سے میرے اندر کوئی جذبہ نصرت پیدا ہوا ہے؟ کیا میں نے کربلا کے مظلومین کے بارے میں کبھی کچھ سوچا ہے؟ کیا میں نے صدیوں پر محیط اس غیبت کے اختتام اور خوشیوں کے اعلان کے لئے کچھ کیا ہے؟

کیا واقعی میرا رویہ ایک مخلص دوست جیسا ہے؟ جناب موسیٰ علیہ السلام ہدایت کے لئے آئے لیکن بنی اسرائیل نے ساتھ نہ دیا تو اللہ تعالیٰ نے جناب موسیٰ علیہ السلام کو غائب کر دیا۔ ایک عالم کی ہدایت پر جب بنی اسرائیل نے صحرا میں جا کر بچوں کو ماؤں سے اور جانوروں کو ان کے بچوں سے جدا کر کے بھوکے پیاس رہنے کی قسم کھا کر گریہ وزاری کے ساتھ دعا کی اور اپنے ہادی دوراں سے وفاداری کا عہد کیا تو **170** سال کی غیبت کو ختم کر دیا گیا اور خالق کی طرف سے ندا آئی کہ واپس اپنے شہر چلے جاؤ۔ جناب موسیٰ شہر میں تشریف لا چکے ہیں۔ یہ واقعہ آخر قرآن کریم میں کیوں لکھا گیا ہے؟ کیا یہ ہمارے لئے مشعل راہ نہیں؟ کیا آج ہم اپنے ہادی دوراں امام زمانہؑ کی خاطر ایسا کچھ نہیں کر سکتے جس سے ان کی غیبت ختم ہو سکے۔ اس صدائے نصرت کو غنیمت جانئے۔ آیئے آج وقت ہے، نصرت امام زمانہؑ کی تیار کشتی پر سوار ہو جایئے۔ شاید پھر وقت نہ ملے۔ دعائے ظہور امامؑ زمانہ میں ہاتھ بلند کر کے اپنا نام ناصرین کی لسٹ میں شامل کروا لیجئے۔ اپنے امام زمانہؑ کو اپنی وفاداری کا ثبوت دیجئے اور گریہ وزاری سے اپنے شہنشاہ زمانہؑ کی خدمت میں عرض کریں کہ ہماری جان، اولاد، مال، عزت و ناموس غرضیکہ ہر چیز آپ کی نعلین پاک پر قربان ہونے کے لئے تیار ہیں۔ اب مزید انتظار مشکل ہے۔ کرم فرمائیں۔ اب تو ہماری ترستی آنکھوں کو اپنی خوشیاں دکھائیں۔ صدیوں کی اس غیبت کا خاتمہ کریں۔ مظلوم ماؤں کی فریاد بن کر آئیں اور آکر اپنے کُل گھر کو خوشیوں سے مسرور کر دیں۔ (مدینہ والوں کی اجڑی حویلی (جناب سیدہؑ کا گھرانہ) جلد آباد ہو۔

(انوار رحمت ٹرسٹ، عارف والا)

محمد علی نیوز ایجنٹ۔ لودھراں ☆ انعام نیوز ایجنسی لورالائی ☆ محمد بشیر نیز ایجنٹ۔ فتح پور

Scanned with CamScanner

بیاد: حضرت میراں حسین شاہ زنجانیؒ پیر بھائی حضرت داتا گنج بخشؒ

بانی ادارہ: منجم اعظم الحاج سید ناظر حسین شاہ زنجانی قدس سرۃ العزیز

ماہنامہ آئینہ قسمت **2007**

زنجانی جنتری

جلد نمبر 59 جنوری 2007 شمارہ نمبر 10

زنجانی جنتری کا پی رائٹ ایکٹ حکومت پاکستان کے تحت رجسٹرڈ ہے کوئی پریس یا ناشر اس کا جعلی ایڈیشن نکالے گا تو خلاف ورزی پر قانونی کاروائی ہوگی

چیف ایڈیٹر: شہزادہ سید انتظار حسین قیصر شاہ زنجانی

مینجنگ ایڈیٹر: سیدہ ایس زنجانی

سب ایڈیٹرز:
شہزادہ سید مصور علی شاہ زنجانی
ڈاکٹر اعجاز حسین بٹ

مجلس مشاورت:
مخدوم سید افضال حسین شاہ زنجانی
مخدوم سید چمن پیر قادری
افتخار احمد (جیو)
چودھری واجد علی خان
ڈاکٹر اجمل نیازی
وسیم جعفری
پروفیسر توفیق بٹ
علامہ صمصام الدین

جانشین خاندان زنجانیہ عالیہ:
شہزادہ سید مصور علی شاہ زنجانی
شہزادہ سید محمد علی شاہ زنجانی
شہزادہ حافظ سید محسن علی شاہ زنجانی

مشیر قانونی:
طالب علی غضنفر ایڈووکیٹ
محمد عامر چوہان ایڈووکیٹ

فوٹو گرافر: محمد سلیم نقشبندی

کمپوزنگ: اصغر علی بھٹہ، سرفراز ظہیر سیفی

معاونین: منظور علی، عبدالحمید

فہرست مضامین

مضمون	صفحہ
سوانح عمری بی بی پاکدامنؒ	8
عملی سال	11
اہرام کے روحانی کرشمات	14
ایران ایٹمی دھماکہ کب کریگا؟	21
نوروز عالم افروز 2007ء	22
امریکہ کا مستقبل	26
9 ایٹمی ممالک	28
کیلنڈر کی کہانی	30
جفری پیشگوئیاں	32
سچی پیشگوئیاں	34
عالمی سیاسی حالات	36
جنتری 2007ء	47
آپ کے گھر میں خوشیاں کیسے؟	60
تسخیر ہمزاد نورانی	71
دربار مصطفائی کا روحانی فیض	72
علم حروف کا تصرف	76
طلسمات بیضہ	83
کلر تھراپی اور علاج	86
علم نجوم اور حصول انعامات	96
زحل مشتری اثرات 2007ء	112
پرائز بانڈ کے لکی نمبرز	115
یکسالہ زائچہ (برج حمل تا حوت)	121
رجال الغیب	157
اہم نظرات 2007ء	160
تقویم سیارگان 2007ء	173
تسویۃ البیوت	180
اہم شہروں کی جدول	183
طالع وقت معلوم کرنا	184
شرف وہبوط اوج وحضیض	185
داخلہ سیارگان 2007ء	186
رجعت واستقامت	187
بارہ بروج کے ابجد قمری	188

قیمت فی شمارہ 150 روپے (لائف ممبر شپ 7000 روپے) سالانہ چندہ 400 روپے

بیرون ممالک

لائف ممبر شپ 505 ڈالر

مڈل ایسٹ، انڈیا، کویت، سری لنکا 2000 روپے

یورپ، فار ایسٹ 3000 روپے امریکہ کینیڈا آسٹریلیا 4000 روپے سالانہ چندہ

فون نمبرز (لاہور) 5872277-5752277-(042) فیکس 042-5755253 (کراچی) 2217544-(021) 2620880-(021)

موبائل نمبر (لاہور) 0300-9456949 (کراچی) 0300-2110467

سید انتظار حسین شاہ زنجانی ایڈیٹر/ پبلشرز نے حیدری پریس ریلوے روڈ لاہور سے چھپوا کر کاشانہ زنجانی D-125 گلبرگ II لاہور سے شائع کیا

بنت علیؑ

حضرت بیبیاں پاک دامنؑ

تحقیقات چشتی کی روایت: تحقیقات چشتی کے مصنف مولوی نور احمد چشتی تھے جن کا انتقال ۱۲۸۴ھ میں ہوا۔ ان کی یہ تصنیف ان کی وفات کے ۲ سال بعد ۱۲۸۶ھ میں طبع ہوئی۔

چھ بیبیاں' ایک حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہ کی صاحبزادی' ہمشیرہ جناب حضرت عباس رضی اللہ عنہ' موسوم بہ اسم رقیہ المشہور بی بی حاج اور پانچ صاحبزادیاں حضرت مسلم بن عقیلؓ برادر حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام کی ہیں جن کے نام یہ ہیں۔ حضرت بی بی تاج۔ حضرت بی بی حور۔ حضرت بی بی نور۔ حضرت بی بی گوہر۔ حضرت بی بی شہباز۔ حضرت مسلمؓ۔ حضرت بی بی رقیہ المشہور بی بی حاج صاحبہ منکوحہ جناب مسلمؓ تھیں۔ کہتے ہیں کہ جب شاہ کربلا حضرت امام حسینؓ حسب الطلب کوفیاں' مدینہ منورہ سے کوفہ روانہ ہوئے تو یہ بیبیاں بھی ہمرکاب تھیں۔ **نہم محرم الحرام کو حضرت امام حسین نے حسب ایمائے باطنی جناب مرتضویؓ ان چھ بیبیوں کو ارشاد فرمایا کہ تم یہاں سے چلی جاؤ** انہوں نے عرض کی کہ یا اخی ہم آپؓ کو ایسے حال پُر احتلال میں چھوڑ کر کہاں جائیں۔ اگر ایسا کریں تو بروزِ قیامت جناب بی بی فاطمہؓ کو کیا منہ دکھلائیں گی۔ آپؓ نے فرمایا کہ اے نورِ چشماں میں مجبور ہوں حکم مرتضویؓ ایسا ہی ہے۔ مراقبہ کر کے دیکھ لو۔ ناچار بیبیوں نے عرض کی کہ اچھا ہم تابع ہیں جہاں حکم ہو چلی جائیں۔ آپؓ نے فرمایا کہ تم کو ہند جانے کا ارشاد ہوتا ہے۔ پھر انہوں نے عرض کی کہ ہمارے دونوں فرزند آپؓ کے پاس رہیں تاکہ آپؓ کے قدموں پر شہادت پائیں۔ آخر بعد ردّ و کد حضرت نے قبول فرمایا اور بیبیاں وہاں سے روانہ ہند ہوئیں۔ دوسرے روز واقعہ ہائلہ جانگداز از جناب سید مظلوم کی شہادت کا سنا تو بہت گھبرائیں مگر **تعمیل حکم کے خیال سے چلی آئیں حتیٰ کہ لاہور آپہنچیں۔** راوی کہتا ہے کہ جب یہ بی بی صاحبان تشریف لائیں تھیں تو اس وقت سات سو چار آدمی ولی اللہ حافظ قرآن بزرگ اُن کے ہمراہ تھے۔ (لاہور میں جہاں آج کل بی بی پاک دامنؓ کا روضہ ہے) یہاں بمقام خانقاہ اس وقت ایک ٹیلہ تھا اس پر آ ٹھہریں۔ اُس زمانہ میں اس مقام کے گرد و نواح میں کوئی کشتی یعنی راجوں کی بستی تھی۔ جب یہ بیبیاں یہاں پہنچیں تو بمجرد قدوم میمنت لزوم حضرات اہل بیت رسولؐ ان راجوں کے آتش کدے سرد ہو گئے اور بتوں خانوں میں خلل پڑ گیا' اُنہوں نے جوتشیوں سے اس تہلکہ کا باعث پوچھا' سب نے سوچ بچار کے بعد کہا کہ یہاں کوئی عربی اولادِ رسولؐ اللہ سے آئے ہیں یہ اُنکی برکت کا اثر ہے۔

یہاں اس بات کا اعتراف ہوا ہے کہ حضرات پاک داماناں یہاں تشریف لائیں تو آپ کا یہ معمول تھا کہ آپ پردہ میں بیٹھ کر تدریس فرمایا کرتی تھیں اور جناب بی بی رقیہ المشہور بی بی حاج کا یہ ملکہ تھا کہ وہ ملکہ دو جہاں ہر قسم کا علم رکھتی تھیں۔ کوئی ایسا علم نہ تھا جس کو آپ پڑھا نہ سکتی ہوں اسی باعث ہزارہا حافظ و ولی اُن کے شاگرد ہوئے (تحقیقاتِ چشتی) انہوں نے (یعنی راجوں نے) بعد دریافت حال اُن کی طلب کے واسطے ملازم بھیجے تاکہ اُن کو بلا لائیں۔ اس امر سے یہ بیبیاں حیران ہوئیں کہ یا الٰہی ہم ستم رسیدہ ہیں اول جدائی برادران اور واقعہ کربلا ہوا اور پھر ملک بیگانہ حتیٰ کہ کوئی ہماری بولی بھی نہیں سمجھتا۔ اسلئے آپ اُن کے پاس تشریف نہ لے گئیں۔ جب یہ خبر راجوں کو پہنچی کہ وہ تشریف نہیں لائیں تو اُن کے سردار نے ولی عہد کو بھیجا اور کہا کہ یا تو اُن کو اپنے ہمراہ لانا یا اپنی قلمرو سے نکال آنا۔ اس راجہ کا نام برماتری اور بعضوں کے نزدیک مہابرن اور اس کے بیٹے کا نام بکرما سہائے تھا۔ جب وہ کنور حضرت کے پاس آیا اور راجہ کا حکم سنایا تو آپ نے پہلے بمنت و سماجت فرمایا کہ بابا ہم غریب ہیں مسافر ستم رسیدہ اور بے خانماں ظلم کشیدہ ہیں اور از حد بیکس ہیں برائے خدا ہم کو تکلیف نہ دو۔ اگر تم ہمارے یہاں رہنے سے ناراض ہو تو ہم چلی جاتی ہیں اور ماسوائے اس کے ہمارے مذہب میں ستر داری کا حکم بتاکید اکید جاری ہے اس واسطے ہم راجہ صاحب کی طرف نہیں جا سکتیں اُس نے کہا میں مجبور ہوں اور راجہ صاحب کی طرف سے آپ کو لے جانے پر مامور ہوں۔ آخر بی بی صاحبہ نے راجہ کے لڑکے کو اپنے پاس طلب کیا اور ایک نظر توجہ سے اس کی طرف دیکھا۔ دیکھتے ہی وہ بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑا جب ہوش میں آیا تو رویا اور حضرت کے قدم مبارک پر گر کر تعلیم و تلقین دین اسلام کی درخواست کی اور صدق دل سے مسلمان ہوا جب یہ خبر راجہ کو پہنچی تو وہ نہایت متردّد ہوا۔ تمام ہندوؤں نے بلوا کر کے شور مچا دیا۔ اس سے بی بی صاحبان بہت خائف ہوئیں اور جناب الٰہی میں عرض کی کہ یا اللہ ابھی خوف حادثہ کربلا ہمارے دلوں سے نہیں گیا کہ یہ دوسرا حادثہ عظیم

☆ گوندل بک ڈپو۔ مین بازار علی پور چٹھہ ☆ مون بک ڈپو۔ نزد جامع مسجد اکبری۔ علی پور چٹھہ ☆ بھائی بھائی بک ڈپو۔ علی پور چٹھہ

Scanned with CamScanner

بر پا ہوا ہے ہم چاہتی ہیں کہ ہم پس پردہ ہو جائیں ۔ یا الٰہی زمین کو حکم دے کہ ہم کو امان دے اُن کی یہ دعا قبول ہوئی اور اسی وقت زمین میں شگاف ہو گیا اور تمام بیبیاں اس میں سما گئیں ۔ پوشیدہ ہونے سے پہلے بہت سے اشخاص' ہمراہیوں کو آپ نے رخصت عنایت کی اور فرمایا کہ اپنے اپنے وطن کو چلے جاؤ چنانچہ وہ بہ اتباع حکم چلے گئے اور صرف چار حافظ' جن کے نام یہ ہیں ابوالفتح' ابوالفضل' ابوالمکارم اور عبداللہ حضرات کی خدمت میں باقی رہے ۔ اُن کی قبریں اُسی احاطہ میں موجود ہیں اور وہ بھی آپکے ساتھ ہی زمین میں سما گئے جب اس کنور نے اُن کی یہ کرامت دیکھی تو صدق دل سے فقیر ہو گیا اور یہاں مجاور ہو بیٹھا ۔ اُس وقت حضرات بیبیوں کے دوپٹوں کے پلے برادے زمین میں نظر آتے تھے اُسی نے انہی نشانوں پر قبور بنائیں ۔ چند روز وہ پلے نظر آتے رہے پھر وہ پلو بھی ناپید ہو گئے' جب کفار نے یہ کرامت دیکھی تو دم بخود ہو گئے اور کئی ایک ایمان لے آئے ۔ مشہور ہے کہ جب وہ کنور مسلمان ہو گیا تو بی بی صاحبان نے اُس کا نام عبداللہ رکھا اور بعد میں وہ عبداللہ باباخاکی کے نام سے مشہور ہو گیا (باباخاکی کا مقبرہ خانقاہ کی ڈیوڑھی کے اندر ہے یہ شخص سب سے پہلے مسلمان ہوا اور اپنے باپ راجہ کی جگہ چھوڑ کر' تادم حیات جاروب کشی میں حاضر رہا اور 101ھ میں فوت ہوا) اور بعض کہتے ہیں کہ اس کا نام محمد جمال رکھا گیا تھا ۔ الغرض اس کی اولاد (اب تک مراد ہے زمانہ تحریر تحقیقات چشتی) مجاور خانقاہ عالی جاہ ہے اور راجپوت کہلاتی ہے اور وہ راجہ اپنے فرزند سے بہ سبب مسلمان ہونے کے محبت نہ کرتا تھا مگر بلحاظ آتش فرزندی اُس کو کچھ زمین دیدی ۔ چند عرصہ کے بعد ہندو بلیہم جاٹ لوگ اس طرف آئے اُن میں سے یک شخص مسمی بالو نام کی دختر لولی تھی وہ محمد جمال کا خواہشمند ہوا کہ اس سے شادی کرے اس نے انکار کیا جب تمام بلیہم نے اصرار کیا تو اس نے کہا کہ میں اپنی سرکار میں عرض کرلوں اگر حکم ہو گیا تو قبول کر لونگا ۔ یہ کہہ کر مزار گوہر بار پر حاضر ہوا اور عرض کی' وہاں سے الہام ہوا کہ بے شک نکاح کرلو چنانچہ محمد جمال نے اس دختر بے جمال سے نکاح کرلیا اور اسکو حضرات کے مزار پر لے آیا اور عرض کی کہ یا حضرات اب یہ کنیز آپکی ہوگئی ہے اگر اسکے ہاتھوں پاؤں اچھے ہو جائیں تو از دل و جان خدمت میں مصروف ہو ۔ اسی وقت' اُس کے دست و پا اچھے ہو گئے اور اس کا حسن ایسا چمکا کہ غیرت دہ ماہ چہار دہم ہوگئی یعنی چودھویں رات کے چاند سے زیادہ حسن اُس میں پیدا ہو گیا ۔

حضرت بیبیاں کے پردہ پوش ہونے کے چار سو سال بعد تک راجہ سہائے ہنود مالک الملک رہے اور ان ایام میں ان راجوں کا دارالحکومت شہر منوہر پور علاقہ دہلی تھا اس کے بعد سلطان محمود غزنوی نے یہاں آکر حضرات کا ذکر سنا اور ارادت قلبی سے چار دیواری پختہ اور خانقاہ میں چند دالان تعمیر کرائے ۔ بعد ازاں بعہد اکبر بادشاہ یہاں بہت عمارات تیار ہوئیں اور قبرستان بھی مقرر ہوا ۔ اس طرح قبرستان میں بی بی حلیمہ المشہور بی بی تنوری کی قبر بھی ہے ۔ یہ بی بی حضرت مسعود قریشی کی صاحبزادی ہے جو حضرت اسماعیلؑ ذبیح اللہ کی اولاد میں سے ہیں یہ بی بی ولی کاملہ تھیں اور حضرت موصوفہ بی بی صاحباں کی روٹیاں پکایا کرتی تھیں اور حضرت بیبیاں کے پار کاب یہاں آئی تھیں ۔ اُن کی وفات 61ھ میں ہوئی ۔ اب تک تمام نان پز (تنور پر روٹیاں پکانے والے) ان بی بی صاحبہ کو اپنی پیشوا اور پیر سمجھتے ہیں ۔ زبانی' مجاوران معلوم ہوا کہ بی بی تنوری صاحبہ کے خاوند کا نام ساندل ولی تھا ۔

استخارہ باب العلمؑ (شیر خدا): یہ استخارہ امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالبؑ سے منسوب ہے ۔ اسے مولانا حقی نازلیؒ نے بحر المعارف اور شیخ محمد غوث گوالیاریؒ نے سراج السالکین اور شیخ احمد دیربی شافعیؒ کی المجربات سے نقل کیا ہے ۔ طریقہ یہ ہے کہ رات کو سونے سے پہلے 6 رکعت ایک سلام کے ساتھ نفل بہ نیت نماز استخارہ پڑھیں ۔ پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ (الحمد شریف) ایک بار کے بعد سورۃ الشمس سات بار' دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ ایک بار کے بعد سورۃ واللیل سات بار' تیسری رکعت میں سورۃ فاتحہ ایک بار کے بعد سورۃ والضحیٰ سات بار' چوتھی رکعت میں سورۃ فاتحہ ایک بار کے بعد سورۃ الم نشرح سات بار' پانچویں رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ والتین سات بار اور چھٹی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ القدر سات بار پڑھیں ۔ سلام پھیر کر جب نماز سے فارغ ہوں تو اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کریں اور رسول پاکؐ پر درود بھیجیں ۔ پھر ایک بار یہ دعا پڑھیں ۔

اَللّٰھُمَّ رَبَّ مُحَمَّدٍ وَ رَبَّ اِبْرَاھِیْمَ وَ رَبَّ مُوْسٰی وَ رَبَّ اِسْحٰقَ وَ رَبَّ یَعْقُوْبَ وَ رَبَّ جِبْرَائِیْلَ وَ رَبَّ مِیْکَائِیْلَ وَ اِسْرَافِیْلَ وَ عِزْرَائِیْلَ وَ مُنْزِلَ التَّوْرَاۃِ وَالْاِنْجِیْلِ وَالزَّبُوْرِ وَالْقُرْاٰنِ الْعَظِیْمِ اَرِنِیْ فِیْ مَنَامِیَ اللَّیْلَۃَ مَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِہٖ مِنِّیْ ٥

فوائد و ہدایات: اول تو پہلی رات خواب میں جواب مل جائے گا ورنہ دوسری رات استخارہ کریں ۔ عام طور پر تیسری رات پتہ چل جاتا ہے ۔ زیادہ سے زیادہ سات روز تک استخارہ کریں ۔ شیخ گوالیاری نے جواہر خمسہ میں مزید یہ ہدایات دی ہیں کہ استخارہ کسی علیحدہ مقام پر کیا جائے جہاں آمد و رفت عام نہ ہو ۔ دعا پڑھنے کے بعد کسی سے بات چیت نہ کی جائے ۔ بہتر یہ ہے کہ بدھ کے روز نفلی روزہ رکھیں اور جمعرات سے عمل استخارہ کریں ۔ نوچندی جمعرات زیادہ موزوں ہے ورنہ کسی بھی جمعرات کو کر سکتے ہیں ۔

Scanned with CamScanner

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

کلمہ طیبہ معجزہ نما حروف صوامت کی قوت آپ کیلئے

حروف صوامت کی باطنی قوت کی جدول

م-د 4	ل 3	ک-ر 2	ا 1	ه 0
ط-ص 9	ح 8	ع 7	و-س 6	ه 5

انہی حروف (ا ح د ر س ص ط ع ک ل م و ه) سے حصول معجزہ نمائی کی قوت کے حصول کا ایک مجرب ترین عمل **خاندان زنجانیہ عالیہ** کا پیش خدمت ہے جو ایک سینہ کا راز ہی رہا مگر روحانی سال نے سینہ سمندر سے گوہر **لولو مرجان** کی طرح اسے نکال باہر کیا۔ اب آپ یقیناً حروف ابجد کی قوت و طاقت کو بخوبی سمجھ گئے ہونگے۔ عترت و عصمت کے مالک خود اللہ نے اپنے اور اپنے محبوب محمدؐ کے لئے نہ صرف بلکہ اپنے کلمہ طیبہ میں بھی ان کی جلوہ نمائی فرمائی ہے۔ حروف صومات سے تسخیر کی قوت کے حصول کیلئے یہ جدول ملاحظہ کریں۔

کسی بھی شخص کے نام کے ابجد قمری کا مفرد ایک (1) تا نو (9) ہی بنتا ہے۔ مثلاً ایک شخص کا نام محمد علی (م ح م د ع ل ی) (40+8+40+4+70+30+10=202) اور پھر اس 2+0+2 مفرد نمبر 4 بنا۔ جدول میں دیکھا 4 کے مقابل 9 آپ کا باطنی نمبر نکلا تو اس سے متعلقہ "ط" اور "ص" حروف صوامت نکلے۔ اب اگر محمد علی صاحب ایک انگوٹھی کا چھلہ بنوا کر اس پر حروف صوامت کا حرف ط یا پھر ص لکھوا کر پہن لیں یا پھر اپنی گھڑی کے نیچے ان میں کوئی ایک لفظ لکھ کر اوپر ٹرانسپیرنٹ ٹیپ لگا کر وہ گھڑی استعمال کریں تو انہیں محسوس ہونے لگے گا کہ کوئی روحانی قوت ان کے ساتھ ہے۔ اس کے سبب بگڑے کام سنورنے لگیں، دباؤ، ڈپریشن، پریشانی، سستی، کاہلی غرض سب غم اس چھلہ یا گھڑی پر لکھے حروف صوامت کے باطنی حرف کو پہنتے ہی بتدریج دور ہونے لگیں گے۔ طالب علم اگر پہنیں تو ذہانت میں اضافہ ہوگا روزگار، رزق روزی کے متلاشی ہیں تو روزگار کھلے گا۔ شراکتی، ازدواجی روحانی خوشیاں ملیں آپ محسوس کریں گے کہ ہر وقت کوئی (موت کے علاوہ) آپ کی نگہبانی کر رہا ہے۔ بدقسمتی، خوش بختی میں بدل جائیگی۔ سب رنج و غم دور ہونے لگیں گے۔ غرض کوئی پریشانی پریشانی نہ رہے گی۔ اگر کسی کے نام کا مفرد نمبر 9 نکلے تو جدول میں 9 کے مقابل 4 کے حروف م-د ہی باطنی حروف ہونگے۔ یہ حروف صوامت **جسم** کیلئے **روح** اور **روح** کیلئے **جسم** کا درجہ رکھتے ہیں یہ عمل روحانی سال کا آپ کیلئے ایک بہترین تحفہ ہے۔

حروف ابجد قمری

ا 1	ب 2	ج 3	د 4	ه 5	و 6	ز 7
ح 8	ط 9	ی 10	ک 20	ل 30	م 40	ن 50
س 60	ع 70	ف 80	ص 90	ق 100	ر 200	ش 300
ت 400	ث 500	خ 600	ذ 700	ض 800	ظ 900	غ 1000

ہدایت عمل (1) حروف صوامت کی قوت کے حصول کیلئے اپنا باطنی حرف تلاش کر کے شرف قمر میں کریں پورے سال کا چارٹ صفحہ نمبر 185 درج ہے۔

(2) رجال الغیب کا خیال رکھ کر چھلا بنوائیں یا اپنی گھڑی کے پیچھے لکھیں۔ قمری تواریخ رجال الغیب کا چارٹ صفحہ نمبر 157 پر ملاحظہ کریں۔

(3) تاثیر بڑھانے کیلئے کلمہ طیبہ سات مرتبہ دائیں کندھے، سات مرتبہ بائیں کندھے پر روزانہ پڑھ کر اپنے اوپر خود دم کرنا بھی معمول بنالیں۔

جو بہن بھائی یہ چھلا یا عمل خود تیار نہ کر سکیں وہ شعبہ روحانیات شہزادہ حافظ سید محسن علی زنجانی سے رجوع کریں
کاشانہ زنجانی D-125 حضرت میراں حسین روڈ۔ نزد مین مارکیٹ گلبرگ II لاہور فون 0300-4303429
زر چھلہ 500 روپے

Scanned with CamScanner

اولیاء اللہ سید ابوالفضل ختلیؒ کے دو ہونہار روحانی شاگرد جنہوں نے ظلمت کدہ ہندوستان (لاہور) میں شمع اسلام روشن کی

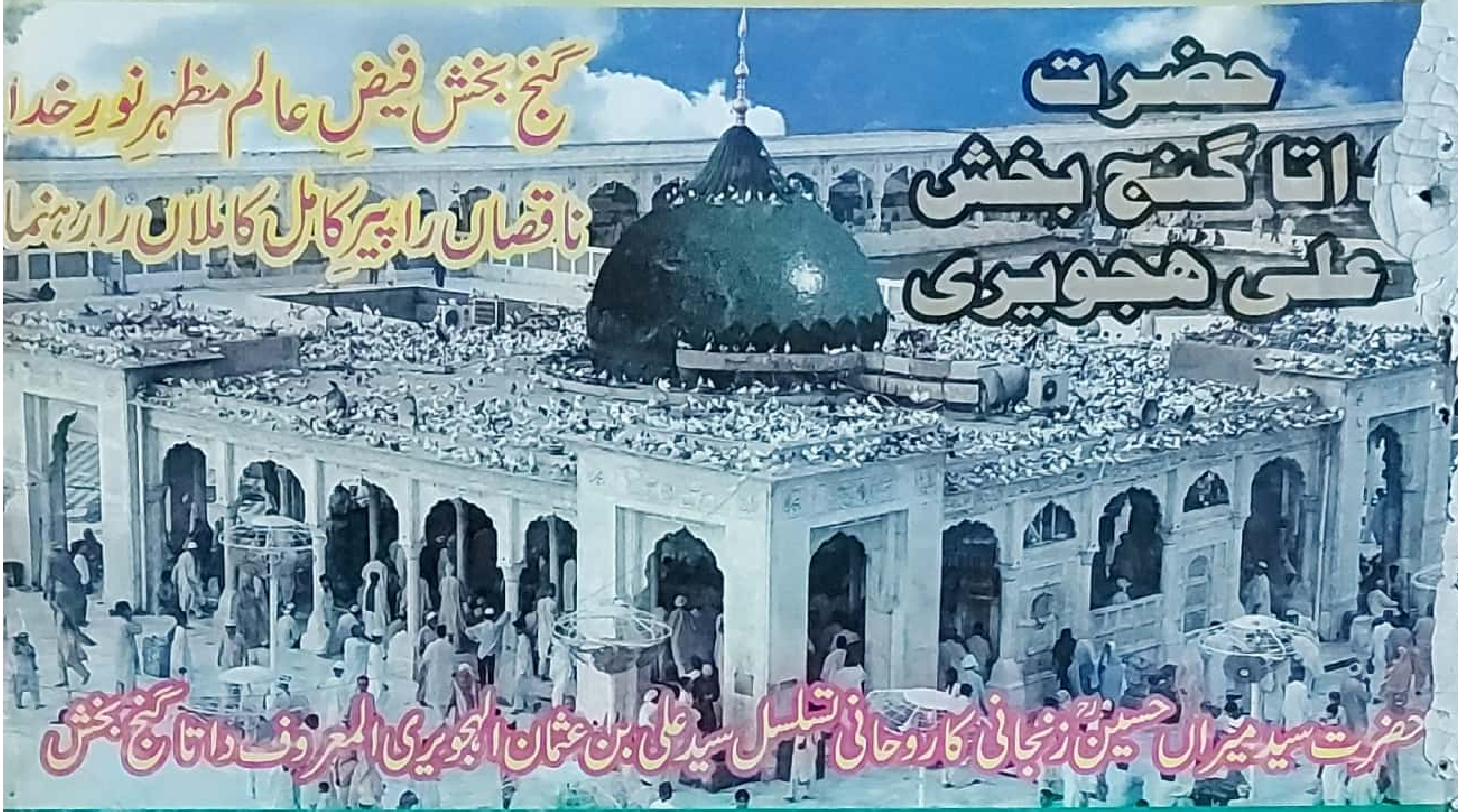

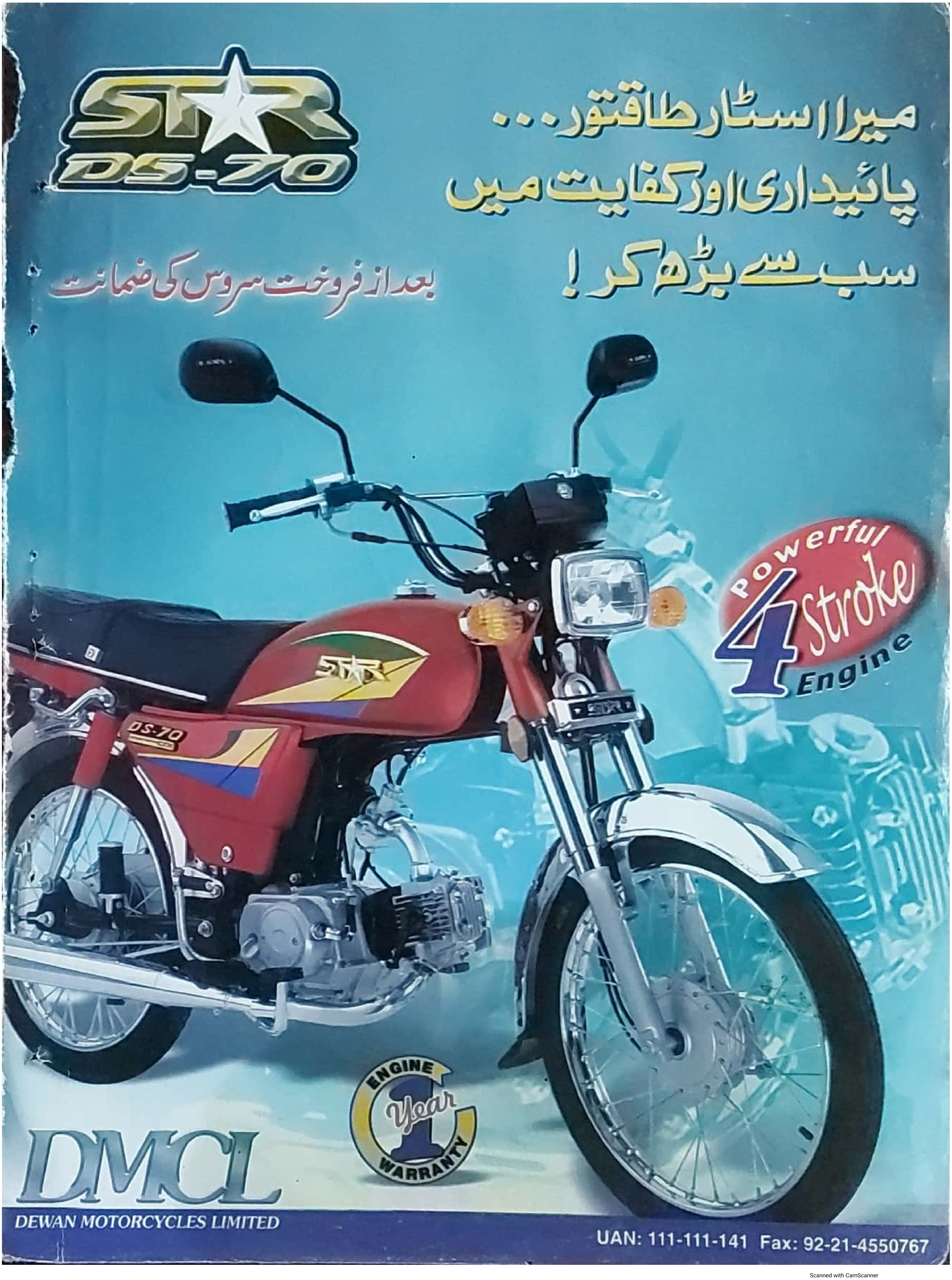

Scanned with CamScanner

عروس البلاد لاہور اب داتا کی نگری کے نام سے پہچانا جاتا ہے

حضرت سید میراں حسین زنجانیؒ کا روحانی تسلسل حضرت داتا گنج بخش علی ہجویریؒ

زندگی بھر مجھے اپنے مرشد کی ایک ہی حکم عدولی کا افسوس رہیگا کہ لاہور میں میرے پیر بھائی سید میراں حسین زنجانی قیام فرما ہیں مجھے کسی اور جانب شمع اسلام روشن کرنے کی ہدایت فرمائیں (داتا گنج بخشؒ)

کل انبیاء وآئمہ معصومینؑ کی آمد عرب ممالک' بیت المقدس اور مکہ ومدینہ کے ارد گرد پھیلے شہروں وممالک میں ہوئی۔ اہل ہندوستان کو مشرف بہ اسلام کرنے کا سہرا اولیاء اللہؒ صوفیاء کرام کی بابرکات ذات وصفات ہیں۔ بتصدیق خاندانِ زنجانیہ عالیہ کے بانی اور برصغیر پاک وہند کے اولین بزرگ سید میراں حسین زنجانی ہیں جو اپنے برادران سید یعقوب حسین زنجانی اور سید موسیٰ حسین زنجانی کے ہمراہ **343ھ** ہندوستان (لاہور) میں تشریف لائے انکے شمع اسلام روشن کرنیکے **41** سال بعد حضرت داتا گنج بخش علی ہجویریؒ اپنے مرشد ابو الفضل ختلیؒ کے حکم سے لاہور تشریف لائے تب یہاں ایک بھی مسلمان نہ تھا **3½** سال کی کاوش کے بعد حضرت میراں حسین زنجانی کے ہاتھ سے شفا پا کر کوڑھ کے مریض راجپوت گھرانے کا ایک شخص مسلمان ہوا۔ قبل ازیں سانحہ کربلا کے بعد دختران شیر خداؑ بی بی سیدہ رقیہ المعروف بی بی پاکدامن (محمد نگر۔لاہور) کی لاہور آمد کا ذکر تحقیقات چشتیہ نامی کتاب میں ملتا ہے۔ ان کی ہجرت تحفظ ناموس رسالتؐ وامامتؑ ہوئی' اُن کا مزار اقدس مرجع خلائق ہے۔ دُنیا بھر اور خصوصاً پاکستان بھر سے زائرین کی بڑی تعداد صبح وشام یہاں آتی اور مرادیں پاتی ہے۔

گزشتہ سال زنجانی جنتری **2005** میں سوانح عمری حضرت سید میراں حسینؒ زنجانی کی اشاعت کے بعد میرے اندر قلبی اطمینان کی لہر دوڑی کہ امسال **2006ء** میں حضرت داتا گنج بخشؒ کی سوانح عمری تفصیلاً قارئین زنجانی جنتری کو ہدیہ کر دیں۔ میری گزارش شہزادہ سید انتظار حسین شاہ زنجانی صاحب نے کمال شفقت سے قبول فرما کر شہزادہ حافظ سید محسن علی زنجانی کو اس کی تحقیق پر مامور کر دیا۔ یہ ہر دو بزرگ اولیاء اللہ ہی ایسے ہیں ان کی آمد سے ہی کفرستان ہندوستان میں اسلام کی شمع روشن ہوئی فرق اتنا تھا کہ میراں حسینؒ زنجانی کی آمد پر ایک بھی مسلمان نہ تھا اور داتا گنج بخش کی آمد پر **41** سالہ تبلیغ اسلام کی روشنی میں ہزاروں گھرانے مسلمان ہو چکے تھے۔ مرشد کامل ابو الفضلؒ کی روحانی نگاہ دیکھ رہی تھی کہ میراں حسینؒ زنجانی کے بعد لاہور میں روحانی خلا نہ آنے پائے اور علی ہجویریؒ اس شمع اسلام کو روشن رکھیں جس کی ابتداء ہندوستان میں حضرت سید میراں حسینؒ زنجانی کر چکے تھے۔ سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ کا جب سفر مقدس حج وعمرہ' زیارات مقدسہ آئمہ معصومینؑ کی حاضری سے واپسی کا سفر (اجمیر شریف) ہندوستان کی طرف ہوا تو حضرت خواجہ غریب نوازؒ نے ہر دو بزرگان حضرت سید میراں حسینؒ زنجانی اور حضرت داتا گنج بخش علی ہجویریؒ کی تربت گاہ کے قریب الگ الگ چلہ کشی فرمائی۔ آج بھی ان درگاہوں پر حاضری دینے والے زائرین کیلئے خواجہ غریب نواز کی (چلہ گاہ) زیارت مرجع خلائق ہے۔ حضرت خواجہ غریب نوازؒ جو عشق الٰہی' عشق مصطفیٰؐ اور عشق آئمہ معصومینؑ سے سرمست تھے۔ ان کی صدا بہار رباعی اہل اسلام اور ہر مسلمان کے ایمان کی تازگی کا باعث بنتی ہے۔

شاہ است حسینؑ بادشاہ است حسینؑ
دین است حسینؑ دین پناہ است حسینؑ
سر داد نہ داد در دست یزید
حق کہ بنا لا الہ است حسینؑ

ہم ناقص العلم اولیاء اللہ کے مقامات اور اُنکے روحانی درجات تک تو کبھی نہیں پہنچ سکتے مگر اُن کے ارشادات اور انکے کلام سے ہم عشق مصطفیٰؐ مقام ولایت کی آشنائی ضرور پا سکتے ہیں۔ کیا سادگی سے حضرت خواجہ غریب نوازؒ نے حسینؑ کا اللہ پہ احسان بیان کر دیا کہ اگر آج مسلمان اللہ کو اللہ مانتے اور حسینؑ کو حسینؑ مانتے ہیں تو یہ حسینؑ کی عظیم قربانی کا نتیجہ ہے۔ اللہ کسی کا احسان نہیں رکھتا۔ سید الشہداء امام عالی مقام حسینؑ ابن علیؑ کا احسان اللہ نے یوں فوراً اُتار دیا اور اُتار رہا ہے کہ اپنے رہنے کے مقام عرش **معلٰی** کا بدل پوری دُنیا میں صرف کربلا **معلٰی** کو قرار دیا۔ یزیدیت دن بدن مٹ رہی ہے اور حسینیت کو دن بدن فروغ ہو رہا ہے۔ یہ حدیث رسولؐ سب کو یاد ہو گی حسین منی و انا من الحسین (حسینؑ مجھ سے ہے اور میں حسینؑ سے ہوں)۔ حضورؐ کی بصیرت افروز نگاہیں دیکھ رہی تھیں کہ ایک وقت آئیگا کہ اللہ کے دین کو ختم کرنیکی سازش کی جائیگی اور میرا نواسہ حسینؑ اپنی اور اپنے جاں نثاروں کی جان کی قربانی دیکر اللہ کے دین کو سرفراز کریگا۔ **اللہ اکبر' اللہ اکبر' اللہ اکبر** سلطان الہند حضرت خواجہ غریب نواز معین الدین چشتیؒ کا اُن اولیاء اللہ کے مزارات پر چلہ کش ہونا اس بات کی بین دلیل ہے کہ حضرت میراں حسینؒ زنجانی اور حضرت داتا گنج بخش علی ہجویریؒ کس پائے کے بزرگ ہیں۔ عزت مآب شہزادہ سید انتظار حسین زنجانی کے جدِ امجد ہیں اور مجھے فخر ہے کہ میرا خاندان' خاندانِ زنجانیہ عالیہ دربار شریف پسیانوالہ ضلع شیخوپورہ کا سات پشتوں سے مرید چلا آ رہا ہے۔

چوھدری واجد علی خان (سابق ایم پی اے) جنڈیالہ کلساں (نارنگ منڈی) کالا خطائی روڈ ضلع شیخوپورہ
Phone: Res: 04949-415005 Mob:0300-4259249

Scanned with CamScanner

منبع روحانیات حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی خدمت میں

سلام عقیدت

یہ طے شدہ روحانی حقیقت ہے کہ تمام روحانی سلسلے چشتیہ قادریہ سہروردیہ نقشبندیہ غوثیہ عظیمیہ اویسیہ خواجگان غرض جتنے بھی روحانی سلاسل ہیں وہ مولائے کائنات امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام پر ختم ہوتے ہیں یا یوں کہہ لیں کہ اِن تمام سلاسل کے ابتداء کی کرنیں مولائے کائناتؑ سے پھوٹتی ہیں۔ وہ سلسلہ روحانیات سے خارج ہے جس پر مہر ولایت علیؑ نہ ہو۔ ہر زمانہ کے اولیاء عظائم صوفیاء وشعراء اکرام نے آپ کو سلام عقیدت پیش کیا ہے' چند مشہور نام یہ ہیں: فرزدق' امام شافعیؒ' حکیم ابوالقاسم فردوسی' حکیم ابی سینا' خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ' حضرت لال شہباز قلندرؒ مرزا اسد اللہ خاں غالب' میر انیس' حسرت موہانی' علامہ اقبالؒ' ابوالاثر حفیظ جالندھری' جوش ملیح آبادی۔ قلندر لال شہباز سیہون شریف فرماتے ہیں:

حیدری ام قلندرم مستم بندہ مرتضٰی علی ہستم
پیشوائے تمام رندانم کہ سگے کوئے شیر یز دانم

ترجمہ: میں علیؑ والا ہوں' قلندر ہوں میں مست ہوں میں علیؑ کا غلام ہوں۔ تمام روحانی سلسلوں کا امام ہوں مگر شیر خدا کی گلی کا کتا ہوں۔

سلام اس پر جو باب اللہ ہے۔
سلام اُس پر جو ید اللہ ہے۔
سلام اُس پر جو سیف اللہ ہے۔
سلام اُس پر جو صفوۃ اللہ ہے۔
سلام اس پر جو ولی اللہ ہے۔
سلام اُس پر جو حجۃ اللہ ہے۔
سلام اُس پر جو عبداللہ ہے۔
سلام اُس پر جو اعلم باللہ ہے۔
سلام اُس پر جو فانی باللہ ہے۔
سلام اُس پر جو احب خلق الی اللہ ہے۔
سلام اُس پر جو خدا کا عاشق ہے۔
سلام اُس پر جو محبوب خدا ہے۔
سلام اُس پر جو خدا کی آواز ہے۔
سلام اُس پر جو اسد اللہ ہے۔
سلام اُس پر جو نورِ خدا ہے۔
سلام اُس پر جو نور رسولؐ اللہ ہے۔
سلام اُس پر جو نفس رسولؐ اللہ ہے۔
سلام اُس پر جو برادرِ رسولؐ ہے۔

سلام اُس پر جو نظیر رسولؐ ہے۔
سلام اُس پر جو خونِ رسولؐ ہے۔
سلام اُس پر جو عین محمدؐ وروحی فداہ ہے۔
سلام اُس پر جو روحِ محمدؐ وروحی فداہ ہے۔
سلام اُس پر جو سرِ محمدؐ وروحی فداہ ہے۔
سلام اُس پر جو محبوبِ محمدؐ وخدا ہے۔
سلام اُس پر جو عاشق پیغمبر خدا ہے۔
سلام اُس پر جو فخر ملائکہ ہے۔
سلام اُس پر جو فخر انبیاء ہے۔
سلام اُس پر جو مایہ نازِ حق سبحانہٗ ہے۔
سلام اُس پر جو امام البرأت ہے۔
سلام اُس پر جو امام الاولیاء ہے۔
سلام اُس پر جو سابق السابقین ہے۔
سلام اُس پر جو قاضی امت ہے۔
سلام اُس پر جو ساقی کوثر ہے۔
سلام اُس پر جو باب مدینۃ العلم ہے۔
سلام اُس پر جو اعلم الناس ہے۔
سلام اُس پر جو مدینہ علوم النبوۃ ہے۔

سلام اُس پر جو باب الدین ہے۔
سلام اُس پر جو باب الفقہ ہے۔
سلام اُس پر جو باب الحکمت ہے۔
سلام اُس پر جو سپاہِ غازی ہے۔
سلام اُس پر جو ثانی قرآن ہے۔
سلام اُس پر جو سہیم قرآن ہے۔
سلام اُس پر جو عالم سنت ہے۔
سلام اُس پر جو اسبق الاوّلون ہے۔
سلام اُس پر جو ہادی ومہدی ہے۔
سلام اُس پر جو خزانہ علوم پیغمبرؐ ہے۔
سلام اُس پر جو بمنزلہ پدرِ امت ہے۔
سلام اُس پر جو قل ھو اللہ منزلت ہے۔
سلام اُس پر جو کعبہ امت ہے۔
سلام اُس پر جو نبی کے پاس ایلیا ہے۔
سلام اُس پر جو ثانی اہل عب ہے۔
سلام اُس پر جو آیہ ثانی مباہلہ ہے۔
سلام اُس پر جو ثانی آیہ تطہیر ہے۔
سلام اُس پر جو مولودِ کعبہ ہے۔

یا محمد انی خلقتک و علی بنفخ نورس نوری ترجمہ: اے میرے حبیب میں نے اپنے خالص نور سے تجھے اور علیؑ کو بنایا۔ (فرمان خدا)

Scanned with CamScanner

تحقیق و ترتیب: شہزادہ حافظ سید محسن علی زنجانی

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویریؒ

حضرت داتا گنج بخش کا تعارف: حضرت داتا گنج بخشؒ کا اصل نام علی بن عثمان بن علی ہے۔ کشف المحجوب میں آپ نے اپنا نام ابوالحسن علی بن عثمان بن علی الجلابی الہجویری الغزنوی تحریر فرمایا ہے۔ گویا کہ آپ کا نام علی، کنیت ابوالحسن، لقب گنج بخش، والد گرامی کا نام عثمان، سکونت غزنی شہر محلہ ہجویر و جلاب ہے۔

شجرہ نسب: آپ کا سلسلہ نسب نو واسطوں سے سیدنا حضرت علیؓ ابن ابی طالب سے جاملتا ہے۔ حضرت علی ہجویری بن عثمان بن سید علی بن حضرت عبدالرحمٰن بن حضرت سید عبداللہ شجاع بن ابوالحسن علی بن حسین، اصغر بن سید زید بن حضرت امام حسنؑ بن حضرت علیؓ ابن ابی طالب بن عبدالمطلب قریشی وہاشمی

حضرت زیدؒ بن حضرت امام حسن جن کا اوپر ذکر کیا گیا ہے معرکہ کرب وبلا میں اپنے چچا حضرت امام حسینؑ کے ساتھ گئے تھے، لیکن میدان جنگ سے صحیح و سلامت اپنے بھائی حسن مثنیٰ کی طرح سے واپس آئے تھے۔ سیدنا حضرت امام حسن علیہ السلام کے کل آٹھ بیٹے تھے:

(۱) حسن مثنیٰ (۲) زید (۳) عمر (۴) قاسم (۵) ابوبکر (۶) عبدالرحمٰن (۷) طلحہ (۸) عبیداللہ

اس طرح آپ کا شجرہ دس واسطوں سے حضرت محمد ﷺ تک پہنچتا ہے۔

ولادت با سعادت: حضرت داتا گنج بخشؒ کی تاریخ ولادت میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ بعض بزرگوں کی روایت کے مطابق آپ 400ھ میں سلطان محمود غزنوی کے عہد حکومت میں پیدا ہوئے۔ تاہم بعض تذکرہ نگاروں اور محققین کی آراء میں آپ کی ولادت ماہ ربیع الاول 373ھ میں ہوئی۔ حافظ عبداللہ فاروق ''شیخ علی ہجویری جو داتا گنج بخش کے نام سے زیادہ مشہور ہیں وہ 1009ء کے قریب پیدا ہوئے۔ تاہم ایک بات طے ہے کہ حضرت داتا گنج بخش سلطان محمود غزنوی کے عہد حکومت میں ان کے دارالسلطنت غزنی میں پیدا ہوئے۔ اصل وطن غزنی ہونے کے باوجود آپ بالعموم ہجویری اور جلابی کے نام سے مشہور ہیں۔ غزنی شہر کے محلے جلاب اور ہجویر میں رہنے کی نسبت سے آپ جلابی اور ہجویری کہلائے۔ غزنی شہر کے ان دو محلوں جلاب اور ہجویر کے بارے میں تذکرہ نویسوں نے خیال ظاہر کیا ہے کہ آپ کے آباؤ اجداد پہلے جلاب میں رہتے تھے وہاں سے محلہ ہجویر میں چلے آئے اور آخر وقت تک یہیں قیام پذیر رہے۔ ایک اور خیال یہ بھی ہے کہ ہجویر آپ کا ننھیال تھا اور محلہ جلاب ددھیال، جس کی وجہ سے آپ ہجویری اور جلابی کے نام سے معروف ہوئے۔ حضرت داتا گنج بخشؒ ''کشف الاسرار'' میں اپنے وطن کے بارے میں لکھتے ہیں۔ ''میں نے اپنے والد سے سنا ہے کہ میری پیدائش کا مقام ہجویر ہے، خدا تعالیٰ اسے آفتوں، حادثوں اور ظالم بادشاہوں سے بچائے رکھے۔''

خاندان: آپ کا خاندان غزنی کے ممتاز اور عالم وفاضل گھرانوں میں شمار کیا جاتا تھا۔ آپ کے نانا غزنی کی سرکردہ شخصیات میں شمار کئے جاتے تھے اور مالی اعتبار سے یہ ایک مضبوط اور مستحکم خاندان تصور کیا جاتا تھا۔ پورا خاندان روحانیت اور متصوفانہ عقائد کی بناء پر علم وعمل کا گہوارہ تھا۔ آپ کے ماموں اپنے زہد وتقویٰ کی بناء پر ''تاج الاولیاء'' کے لقب سے معروف تھے۔ شرافت اور صداقت میں ان کا کوئی ثانی نہ تھا۔ خاندان سادات سے تعلق ہونے کی وجہ سے بھی لوگ ہمیشہ انہیں احترام کی نگاہ سے دیکھتے اور معزز تصور کئے جاتے تھے۔

والد گرامی: آپ کے والد گرامی کا نام حضرت سید عثمان بن علیؒ ہے۔ آپ حسنی سادات سے تھے۔ حضرت سید عثمان بن علیؒ چوتھی صدی ہجری کے آخر میں عباسی حکمران بہاء الدولہ کے دور میں جو کہ بدامنی، افراتفری اور مفلوک الحالی کا دور تھا۔ لوگ حکومت کے رویہ سے تنگ آکر نقل مکانی پر مجبور تھے، ہر وقت جان خطرے میں رہتی تھی۔ ان حالات میں سادات کا یہ خاندان امن وآشتی کی تلاش میں اپنے وطن سے نکلا اور غزنی میں آباد ہو گیا۔ ابتداء میں آپ کو کافی مالی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ آپ نووارد تھے جوانی کا عالم تھا۔ بہرحال سید عثمان بن علی نے اپنی مشکلات پر جلد ہی قابو پالیا اور اپنی خداداد صلاحیتوں کی بناء پر محلہ جلاب میں آباد ہو گئے۔ آپ چونکہ ایک عالم دین تھے اس لئے اپنے فارغ اوقات میں دینی اور علمی خدمات میں مصروف رہتے۔ آپ نے تمام عمر رزق حلال کمایا اور اپنے اہل وعیال کی کفالت کی۔ آپ بڑے عابد اور زاہد تھے۔ شریعت اور طریقت کے مسائل سے پوری طرح آگاہ تھے اور اس کے پابند بھی۔ عقیدہ توحید پر سختی سے کاربند تھے اور فقہ حنفیہ کے پیروکار تھے۔ آپ کے والد اپنے عقیدے اور عمل میں کتاب وسنت کی پابندی ملحوظ خاطر رکھتے، صبر و رضا، توکل وقناعت، درویشی وفقر آپ کی طبیعت کا جزو تھی۔ عبادت الٰہی اور ذکر الٰہی میں اپنا وقت گزارتے تھے۔ دنیاوی معاملات میں بھی آپ اخلاق کی بلندی پر فائز تھے۔ ہر ایک سے محبت اور خلوص سے پیش آتے غریبوں محتاجوں، مسکینوں، ضرورت مندوں کی بلاتخصیص مدد فرماتے اور ان کی دل جوئی کرتے۔ قرآن پاک کی تلاوت ان کا روزانہ کا معمول تھا، کم گو تھے، آپ میں وہ تمام خوبیاں اور کمالات موجود تھے جو ایک متقی، پرہیزگار، زاہد اور عابد شخص کی شخصیت کا لازمہ ہوتی ہیں۔ آپ کا وصال غزنی میں ہوا اور یہیں پر آپ مدفون ہوئے۔

آپ کی والدہ ماجدہ ایک نیک سیرت اور پاک باز خاتون تھیں۔ آپ حسینی سادات سے تھیں۔ ان کی شادی سید عثمان بن علی سے ہوئی اور حضرت داتا گنج بخشؒ آپ کی اکلوتی اولاد تھے۔ آپ بہت شفیق تھیں۔ شرافت اور دین داری کی وجہ سے پورے خاندان میں نہایت عزت اور احترام کی نگاہ سے دیکھی جاتی تھیں۔

لوگوں سے بہت محبت اور ہمدردی کا سلوک روا رکھتیں' بہت مہمان نواز اور سلیقہ شعار خاتون تھیں۔ پردے کی پابند اور شوہر کی اطاعت اپنا فرض اولین سمجھتی تھیں۔ آپ کا وصال غزنی میں ہوا اور آپ کو آپ کے بھائی تاج الاولیاء کے مزار کے قریب دفن کیا گیا۔

حلیہ مبارک: صاحبزادہ ابوالعاصم محمد سلیم حماد سجادہ نشین درگاہ حضرت داتا گنج بخشؒ اپنی تصنیف ''تذکرہ سرتاج اولیاء حضرت داتا گنج بخشؒ'' صفحہ نمبر 45 میں جو کہ انہیں ان کے بزرگوں کی زبانی معلوم ہوا لکھتے ہیں کہ'' آپ کا قد درمیانہ' جسم سڈول اور گھٹا ہوا تھا' جسم کی ہڈیاں مضبوط اور بڑی تھیں۔ فراخ سینہ اور ہاتھ پاؤں مناسب تھے۔ چہرہ زیادہ گول تھا نہ لمبا' سرخ وسفید چمکدار رنگت' کشادہ جبیں اور بال سیاہ گھنے تھے۔ بڑی اور غلافی آنکھوں پر خمدار گھنی آبرو تھیں۔ ستواں ناک درمیانے ہونٹ اور رخسار بھرے ہوئے تھے۔ چوڑے اور مضبوط شانوں پر اٹھتی ہوئی گردن تھی۔ ریش مبارک گھنی تھی آپ بڑے جاذب نظر اور پرکشش تھے۔'' لباس کے بارے میں آپ کی کتاب ''کشف المحجوب'' (طبع تہران) صفحہ نمبر 58 سے معلوم ہوتا ہے جس میں آپ خود فرماتے ہیں۔ ''ایک طبقہ ایسا بھی ہے جس نے لباس کے بارے میں تکلف نہیں کیا اگر رب تعالیٰ نے انہیں گدڑی دی زیب تن کر لی' اگر قبا دی تو پہن لی اور اگر برہنہ رکھا تو برہنگی میں بھی صبر وشکر کیا میں نے مسلک اعتدال کو اختیار کر رکھا ہے اور لباس کے سلسلہ میں مجھے یہی طریقہ پسند ہے۔'' گویا کہ آپ لباس کے معاملے میں کسی قسم کا تکلف نہیں برتتے تھے۔ جو ملتا تھا صبر وشکر کے ساتھ اس کو زیب تن کر لیتے۔ لباس دکھاوے اور نمود ونمائش کے لئے نہیں صرف تن ڈھانپنے کیلئے استعمال کرتے تھے۔

تعلیم و تربیت: اولاد کی تربیت میں اولین ہاتھ والدین کا ہوتا ہے۔ آپ کے والدین چونکہ خود دین دار اور علوم ظاہری وباطنی سے مالا مال تھے اس لئے انہیں خواہش تھی کہ ان کا بیٹا بھی بڑا ہو کر عالم وفاضل بنے۔ حضرت علی ہجویریؒ نے جس ماحول میں آنکھ کھولی وہ ایک خالص علمی اور دینی ماحول تھا۔ غزنی شہر میں دنیائے اسلام کے معروف وممتاز علماء وفضلاء قیام پذیر تھے۔ غزنی ان دنوں علم وادب کا گہوارہ تھا شہر میں کئی مدرسے تھے جن میں تعلیم وتربیت کا بہترین انتظام تھا۔ یہی وجہ تھی کہ دور دراز سے طالب علم حصول علم کے لئے غزنی آتے' اس وقت مساجد میں دینی مدرسے بھی موجود تھے۔ جو تشنگان علم کی پیاس بجھاتے اور انہیں قرآن وحدیث کی تعلیم سے سیراب کرتے۔ مختصر یہ کہ غزنی کا ماحول خالص علمی تھا اور یہاں ہر طرح کی تعلیمی سہولتیں ایک طالب علم کو میسر تھیں۔ آپ نے قرآن مجید کی تعلیم اپنے والد یا کسی اُستاد سے چار سال کی عمر میں حاصل کرنی شروع کی۔ فطری طور پر خدا نے انہیں بہت اچھا حافظہ دیا تھا۔ آپ بہت ذہین تھے' چنانچہ تھوڑے ہی دنوں میں آپ نے قرآن پاک پڑھ لیا۔

حصول علم شریعت: قرآن مجید کی ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد حضرت علی ہجویریؒ نے غزنی کے مختلف مدارس سے اس دور کے مروجہ علوم یعنی عربی اور فارسی کی تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد علم فقہ' علم حدیث وتفسیر' علم منطق اور فلسفہ پر عبور حاصل کیا۔ اس طرح میں آپ کو علم شریعت میں پوری طرح مہارت حاصل ہو گئی۔ اس کے بعد مختلف شہروں میں علم ظاہری وباطنی کی سعی کی۔

سلسلہ بیعت اور مرشد طریقت: بیعت عربی زبان کا لفظ ہے اور بارع سے لکلا ہے اس کے معنی دونوں ہاتھوں کے درمیان فاصلہ کے ہیں۔ ابن خلدون کا کہنا ہے کہ جب مسلمان اپنی پسند اور مرضی سے کسی کے ہاتھ میں ہاتھ دیتے ہیں تا کہ عہد کی پختگی ظاہر ہو تو چونکہ فعل بائع اور مشتری کے مشابہ ہے اس لئے اسے ''بیعت'' کہا جاتا ہے۔ حضرت علی ہجویری داتا گنج بخشؒ کا تعلق سلسلہ جنیدیہ سے ہے۔ حضرت جنید بغدادی کی طرف منسوب ہے۔ مسلک جنیدیہ تمام مسالک میں معروف ہے۔ اس لئے بہت سے صوفیاء روحانیت میں اس سلسلہ طریقت سے مستفید ہوئے ہیں۔ حضرت علی ہجویری جب ظاہری اور باطنی علم مکمل کر چکے تو ان کے دل میں تزکیہ نفس کے لئے راہ طریقت پر گامزن ہونے کا شوق پیدا ہوا۔ آپ کے زمانہ میں ابوالفضل محمد بن حسن ختلی رحمۃ اللہ علیہ کو شیخ کامل اور ولایت کا بلند درجہ حاصل تھا۔ علوم ظاہری اور باطنی میں ان کا کوئی ہم پلہ نہیں تھا وہ یگانہ روزگار تھے اور سلسلہ جنیدیہ کے شیوخ میں سے انہیں ولی کامل کا درجہ حاصل تھا۔ اپنے ہم عصر بزرگوں میں انہیں بلند مقام حاصل تھا۔ حضرت داتا گنج بخشؒ جس زمانے میں سیر وسیاحت میں مشغول تھے تو ایک دفعہ سفر شام میں جب وہ ملک شام پہنچے تو وہاں آپ کی ملاقات حضرت ابوالفضل محمد بن حسن ختلی سے ہوئی۔ آپ ان کی عالمانہ اور عارفانہ گفتگو سے اتنے متاثر ہوئے کہ ان کے دست مبارک پر بیعت ہو گئے۔ دوسری طرف حضرت ابوالفضل محمد بن حسن ختلی نے بھی آپ کی پیشانی پر ولایت کا نور نظر باطن سے دیکھ لیا۔ اس طرح آپ راہ سلوک کی طلب میں سلسلہ جنیدیہ سے منسلک ہو گئے۔ روحانی فیوض اور برکات آپ نے اپنے مرشد سے حاصل کئے اور اپنی کتاب کشف المحجوب میں مختلف مقامات پر اس کا اظہار کیا ہے۔ فرماتے ہیں'' مبتدی کے لئے مناسب یہی ہے کہ سماع کے پاس نہ پھٹکے بلکہ الگ رہے۔ یہ راستہ بہت کٹھن اور محال ہے۔ اس میں خرابی کا اندیشہ ہے۔ گوشہ گیری اختیار کرے' محبت مرشد خدا سے طلب کرے اور اس کے سامنے مجنوں کی طرح رہے اور ایک جگہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں اپنے مرشد کے ہمراہ آذربائیجان کے علاقے سے گزر رہا تھا میں نے دیکھا کہ دو تین گدڑی پوش ایک گندم کے کھلیان پر اپنے خرقے کے دامن پھیلائے کھڑے ہیں تا کہ کاشت کار اس میں گندم ڈال دے مرشد کی نگاہ ان پر پڑی تو پکار اٹھے یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی خریدی تو ان کا سودا کچھ نفع نہ لایا اور وہ سودے کی راہ جانتے ہی نہ تھے۔ میں نے کہا حضور یہ لوگ کیوں اس مصیبت میں گرفتار ہوئے اور مخلوق کے لئے باعث ذلت بنے؟ آپ نے فرمایا ان کے پیروں کو مرید بڑھانے کا حرص ہے اور انہیں متاع دُنیا جمع کرنے کی لالچ اور حرص کوئی بھی ہو دوسری حرص سے بہتر نہیں اور بے حقیقت دعویٰ پروری نہیں تو پھر اور کیا ہے؟

مرشد کی کرامات: آپ اپنی تصنیف ''کشف المحجوب'' میں رقم طراز ہیں'' کہ ایک مرتبہ میں آپ کو وضو کرا رہا تھا میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ جب تمام امور تقدیر اور قسمت سے وابستہ ہوتے ہیں تو پھر آزاد لوگوں کو پیروں اور فقیروں کا غلام کس لئے بنایا ہوا ہے۔ کیا کرامات کی اُمید پر' میں ابھی یہ سوچ ہی رہا تھا کچھ کہنے نہیں پایا تھا کہ مرشد نے اپنے کشف سے جان لیا' فرمانے لگے بیٹا جو بات تیرے دل میں پیدا ہوئی ہے مجھے معلوم ہو گئی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کسی کو تاج وتخت دینا چاہتا ہے تو اس کو توبہ کی توفیق عطا فرما دیتا ہے اور وہ ایک مہربان دوست کی خدمت کرنے لگتا ہے۔ اسی خدمت کے نتیجے میں اس کی کرامت کا اظہار ہوتا ہے۔ حضرت علی ہجویریؒ

کہا ابوبکرؓ نے میں نے حضور ﷺ کو فرماتے سنا: کوئی ایک بھی فرد ہرگز گزر نہ سکے گا جب تک ان کو حیدر کرار علیؓ پروانہ ولایت لکھ کر نہ دیں گے (فرمان ابوبکر صدیقؓ)

Scanned with CamScanner

ایک اور جگہ فرماتے ہیں'' کہ ایک دفعہ میں اپنے پیرومرشد کے ساتھ بیت الجن سے دمشق کا سفر کر رہا تھا' راستے میں بارش ہوگئی' جس کی وجہ سے بے انتہا کیچڑ ہوگیا ہم بہت مشکل سے چل رہے تھے کہ اچانک میری نظر مرشد پر پڑی تو کیا دیکھتا ہوں کہ ان کا لباس بھی خشک ہے اور پاؤں پر بھی کہیں کیچڑ کا نشان نہیں۔ مجھے بڑی حیرت ہوئی دریافت کیا تو فرمایا ہاں جب سے میں نے اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے ہر قسم کے وہم اور شبہ کو دور کر دیا ہے اور دل کو حرص و لالچ کی دیوانگی سے محفوظ کر لیا ہے' تب سے اللہ تعالیٰ نے میرے پاؤں کو کیچڑ سے محفوظ کر رکھا ہے۔ حضرت علی ہجویریؒ فرماتے ہیں کہ جب میرے پیرومرشد ابوالفضل ختلی کی وفات ہوئی' ان کا سر مبارک میری گود میں تھا اور میں سخت مضطرب اور پریشان تھا آپ نے میری حالت کو دیکھا تو فرمایا کہ میں تمہیں عقیدے کا ایک مسئلہ بتاتا ہوں اگر تم اس کو سمجھ گئے اور اس پر عمل کیا تو ہر قسم کے دکھ اور رنج اور تکلیف سے بچ جاؤ گے۔ آپ نے فرمایا یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ کے ہر کام میں حکمت اور مصلحت پوشیدہ ہوتی ہے۔ وہ حالات کو ان کے نیک و بد کا لحاظ کر کے پیدا کرتا ہے' اس لئے اے بیٹا اس کے کسی فعل پر انگشت نمائی نہ کر اور نہ ہی دل میں اس پر معترض ہو۔ اس کے بعد آپ خاموش ہوگئے اور اپنی جان جانِ آفرین کے سپرد کر دی' آپ کا وصال وادی بیت الجن میں ہوا اور وہیں آپ کو سپردِ خاک کیا گیا۔

سیر و سیاحت : سیر و سیاحت بزرگانِ دین اور اولیاء اللہ کی زندگی کا جزو لاینفک ہے۔ ان بزرگان سلف کی سیر و سیاحت کا مطلب دنیاوی سوداگری یا حصول رزق نہیں تھا وہ تو تلاش حق کے جویا تھے انہوں نے اس کی تلاش میں دور دراز کے سفر اختیار کیے۔ قدم قدم پر رحمت الٰہی کی جلوہ سامانیوں کا نظارہ کیا۔ کئی مقامات ایسے مشاہدے میں آئے جن کو دیکھ کر عبرت حاصل ہوئی۔ اس سفر میں بہت سے ایسے بزرگان سلف سے بھی ملاقات ہوئی' جن سے علم کی معرفت و سلوک کی بہت سی راہیں روشن ہوگئیں۔ حضرت علی ہجویریؒ کے زمانے میں سفری سہولیات اگرچہ نہ ہونے کے برابر تھیں' اس کے باوجود آپ نے اپنے پیرومرشد کے ہمراہ اور اکیلے بھی بہت سے ممالک کی سیاحت کی۔ ان شہروں میں خراسان' نیشاپور' سمرقند' آذربائیجان' طوس' سرخس' بسطام' نسامرو' ماوراالنہر' فرغانہ' آستان' خوزستان' طبرستان' بخارا' اہواز' کرمان' فارس' دمشق' جبل لکام' بغداد' وادی بیت الجن' بصرہ' کوفہ' ترکستان' مینہ' رملا' شمالی ہند' دوران سفر ان علاقوں میں آپ کی بہت سے علماء' مشائخ' فضلاء اور اولیاء اللہ سے ملاقاتیں ہوئیں اور آپ نے اُن سے کسب فیض کیا۔

رختِ سفر : حضرت داتا گنج بخشؒ کے نزدیک مسافر کے پاس سامان اتنا ہونا چاہیے جو اس کی ضرورتوں کو پورا کرے مثلاً مصلیٰ' عصا' لوٹا' خرقہ' جوتا یا چپل وغیرہ تاکہ خرقہ اس کے جسم کو ڈھانپنے کے کام آئے' مصلیٰ نماز کے لئے' عصا خطرناک چیزوں کو اپنے سے دور ہٹانے کیلئے' لوٹے سے وضو اور پاکیزگی حاصل کرے' کسی کے ساتھ زیادتی نہ کرے اور راہ کی تمام مشکلات اللہ کے لئے برداشت کرے اور صبر و ضبط کا مظاہرہ کرے۔

حضرت داتا گنج بخش کی لاہور میں تشریف آوری حضرت داتا گنج بخش سلوک کی منازل' شریعت' طریقت' معرفت الٰہی میں کامل ہو چکے تو آپ کے پیرومرشد کو معلوم ہوگیا کہ وہ وقت آ گیا ہے کہ ان کے فیض و برکت کی روشنی عوام تک بھی پہنچے اور وہ ان سے فیض یاب ہوں اور تبلیغ دین کا فریضہ انجام دیں تاکہ ان کی ولایت کا فیض دُنیا کو منور کرتا رہے اور تبلیغ دین میں جمود نہ آنے پائے۔ چنانچہ جب آپ بھی حصول معرفت میں عرفان کی بلندیوں تک پہنچ گئے **تو آپ کے مرشد نے بھی آپ کو حکم دیا کہ تم لاہور جاؤ اور وہاں اپنے علم و فضل سے توحید کی شمع روشن کرو اور مخلوق خدا کو رشد و ہدایت کے راستے پر گامزن کرو۔ جب آپ کو اپنے مرشد ابو الفضل ختلی کا یہ حکم ملا تو آپ نے انکساری سے اپنے مرشد کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور وہاں تو ہمارے پیر بھائی اور آپ کے مرید کامل یعنی حضرت میراں حسین شاہ زنجانی پہلے سے موجود ہیں۔ ان کی موجودگی میں میری وہاں کیا ضرورت ہے اور میرے جانے سے لوگوں کو کیا فائدہ ہوگا۔ اسکے جواب میں آپکے مرشد نے فرمایا اے علی! تمہارے لئے بہتر یہی ہے کہ تم تبلیغ دین کا فریضہ انجام دینے کیلئے لاہور چلے جاؤ''** آپ کو بحث سے کیا مطلب بلاچون و چرا چلے جاؤ۔ مرشد کا یہ حکم سنتے ہی آپ حضرت علی ہجویری اپنے وطن غزنی گئے اور لاہور جانے کے لئے تیاری شروع کر دی۔ غزنی سے لاہور تک کا سفر بہت دشوار گزار تھا۔ اس زمانے میں جب سفر کی کوئی سہولت نہیں تھی۔ غزنی سے لاہور تک کے سفر میں شمالی سرحدی علاقہ آتا ہے۔ آپ بغیر کسی ساز و سامان کے پاپیادہ اپنے دو رفیقوں کے ہمراہ عازم سفر ہوئے۔ اس ملک کی طرف جہاں کی معاشرت' تہذیب' زبان سے ناواقف تھے۔ آب و ہوا میں بھی نمایاں اختلاف تھا۔ راستے سے بھی شناسائی نہیں رکھتے تھے۔ لیکن اپنے مقصد کو پیش نظر رکھتے ہوئے آپ شیخ احمد حماد سرخسی اور شیخ ابوسعید ہجویری کے ہمراہ اس اجنبی ملک کی طرف روانہ ہوئے۔ راستہ دشوار گزار پہاڑیوں پر مشتمل تھا۔ یہ تینوں برگزیدہ بندے انتہائی مشقت اٹھاتے ہوئے' پہاڑی راستے کو عبور کرتے پشاور پہنچے اور پھر پنجاب کے دریاؤں کو عبور کرتے ہوئے لاہور پہنچے۔ مختلف روایات اور کتابوں کے حوالے سے آپ کی لاہور آمد کا سن 431ھ بمطابق 1039ء درج ہے۔ حضرت داتا گنج بخش کی لاہور آمد کے سلسلے میں مختلف مورخین کی مختلف آراء ہیں' خواجہ حسن سنجری اپنی کتاب ''الفواد الفواد'' میں لکھتے ہیں کہ ''اس بارے میں مشہور قدیم روایت حضرت نظام الدین اولیاء سے منقول ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضرت داتا گنج بخش اور شیخ حسین زنجانی لاہوری دونوں پیر بھائی ہیں۔ شیخ حسین زنجانی پہلے لاہور میں مقیم تھے۔ ایک دن حضرت داتا گنج بخش کے مرشد نے آپ کو حکم دیا کہ لاہور جاؤ۔ چنانچہ حضرت داتا گنج بخش لاہور روانہ ہوگئے۔ جس دن لاہور پہنچے' رات ہوگئی تھی۔ قلعہ کے دروازے بند ہوگئے تھے' لہٰذا باہر رات گزاری صبح اٹھے تو دیکھا کہ لوگ ایک جنازہ اٹھائے قلعہ سے باہر آ رہے ہیں۔ دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ یہ جنازہ شیخ حسین زنجانی کا ہے۔ آپ کو اس وقت اپنے مرشد کے حکم کی حکمت سمجھ میں آئی۔'' یہ روایت ''ثمرات القدس'' میں بھی ہے۔

لاہور کے سیاسی اور مذہبی حالات حضرت علی ہجویریؒ جب لاہور تشریف لائے تو آبادی بہت کم تھی اونچی اونچی اور فلک بوس عمارتیں نہیں تھیں

بلکہ سیدھے سادھے گھر تھے اور جہاں سے آپ تشریف لائے تھے وہاں کے ماحول سے ایک بالکل مختلف معاشرت سیاسی حالت اور مذہبی حالت سے آپ کو سامنا کرنا پڑا آپ کی تشریف آوری کے وقت لاہور کا نام ''لیاہور'' ''لوہور'' تھا۔ زمانہ قدیم سے پنجاب کی سرزمین حملہ آوروں کا نشانہ بنتی رہی اس زمانے میں لاہور کو سرزمین پنجاب کی ریاست کہا جاتا تھا۔ اس لئے یہ شہر کئی بار برباد اور آباد ہوتا رہا۔

مجلسی حالت :حضرت داتا گنج بخشؒ کی آمد کے وقت لاہور میں راجپوت اور آرائیں قوموں کی اکثریت تھی۔ ایک خدا کو ماننے والا کوئی نہیں تھا۔ یہ سب لوگ بت پرست تھے' ذات کی تفریق کی وجہ سے قومیں ایک دوسرے کی دشمن تھیں۔ ہر قوم کے لوگ اپنی ذات کے مطابق پیشہ اختیار کرنے پر مجبور تھے۔ غریبوں کے لئے تعظیم کے دروازے بند تھے۔ وہ چاہتے ہوئے بھی اسے حاصل نہیں کر سکتے تھے' ان کے علاوہ برہمن سپاہی اور راجپوت سپاہی بھی یہاں آباد تھے۔

مذہبی حالت :آپ کی آمد سے پہلے لاہور میں ہندو دھرم اپنے عروج پر تھا۔ البیرونی لکھتا ہے کہ ان کے نکاحوں میں بھی بے حیائی اور بے شرمی کے تعلقات موجود ہیں۔ مذہب کے نام پر ہر قسم کی بے حیائی روا تھی۔ شہر میں ہندوؤں کے مندر تھے ان مندروں میں پجاری رنگ رلیاں مناتے۔ لوگوں کی اخلاقی حالت نہایت خراب تھی۔ شراب' زنا' جوا اور دوسری برائیاں عام تھیں۔ عورتوں میں ستی کی رسم عام تھی۔ آداب الحرمین میں لکھا ہے کہ راجہ بزت نے اپنے زمانے میں سورج دیوتا کا مندر (راوی) بنوایا تھا یہ بڑا مشہور اور قابل دید مندر تھا اور اس مندر میں سورج کی عبادت کی جاتی تھی۔

تبلیغ دین :حضرت علی ہجویریؒ کی لاہور آمد سے پہلے ہی اگرچہ اسلام کی روشنی پھیلنا شروع ہوگئی تھی۔ آپ کے آنے سے پہلے جو بزرگ یہاں تبلیغ اسلام کا فریضہ انجام دے رہے تھے ان کی کاوشوں سے بہت سے لوگ حلقہ بگوش اسلام ہوگئے تھے۔ مگر ہندو پروھتوں کی اجارہ داری کی وجہ سے تبلیغ دین میں رکاوٹیں تھیں اور لاہور کی فضا مسلمانوں کے حق میں بڑی ناسازگار تھی۔ ان ناگفتہ بہ حالات میں حضرت علی ہجویریؒ کا لاہور تشریف لانا اور تبلیغ دین کا فریضہ انجام دینا جہاد بالسیف سے بڑا کارنامہ ہے۔ حضرت علی ہجویریؒ کا لاہور میں آنے کا مقصد لوگوں کو دین حق کی دعوت دینا تھا اور اسی مقصد کے لئے آپ اپنے وطن غزنی کو چھوڑ کر یہاں آئے تھے۔ آپؒ نے تبلیغ کا آغاز فرمایا آپ کے پاس جو آتا اسے اللہ پر ایمان لانے کی ترغیب دیتے۔ اسے دین اسلام کے عقائد سے آگاہ کرتے اور اس کیلئے بارگاہ خداوندی میں دعا فرماتے کہ خدا اُن کو اسلام قبول کرنے کی سعادت عطا فرمائے۔ لوگ آپ کے پاس آتے اللہ کے اس ولی کی دعائیں ساتھ لے جاتے۔ آپ کے پاس آنے والے لوگوں کو آپ کی روحانیت کے باعث دینی اور دنیاوی فیض حاصل ہوتا' آپ کی دعاؤں کی برکت سے کئی مریضوں کو شفا نصیب ہوئی' لوگوں کی تنگ دستی' عزت و خوشحالی میں بدل گئی۔ سب سے پہلے جو غیر مسلم آپ کے ہاتھوں مشرف بہ اسلام ہوا وہ کوئی عام اور معمولی غیر مسلم نہیں تھا' بلکہ ایک ایسا ہندو راجپوت تھا جو لاہور کی غیر مسلم ریاست کا ایک اہم سیاسی اور کلیدی عہدے دار تھا' جب لاہور یعنی پنجاب کی ریاستوں کا غزنی سے الحاق ہوا تو کچھ عرصہ بعد جب شہزادہ مجدد پنجاب کا حاکم بنا تو رائے راجو کو نائب حاکم پنجاب بنایا گیا تھا۔ کچھ عرصہ وہ اس اہم عہدہ پر فائز رہا آخر راج پاٹ گھر بار چھوڑ کر جوگ اختیار کرلیا اور جب استدراج کے مقام پر پہنچا تو رائے راجو جوگی کہلایا۔ لاہور اور اس کے گردونواح میں اس کا بڑا چرچا تھا اور لوگ اس کو بہت نذر نیاز دیتے تھے۔ جب حضرت علی ہجویریؒ لاہور پہنچے تو اس کی شہرت اور نذر نیاز میں کمی واقع ہوگئی' جس پر وہ حضرت کے سامنے آ کھڑا ہوا اور آپ سے مقابلہ کی ٹھان لی۔ آپ نے بہت پیار ومحبت سے سمجھایا کہ میں کوئی شعبدہ گر نہیں ہوں کہ تمہیں کوئی کمال دکھاؤں میں تو اللہ کا ایک عاجز بندہ ہوں اگر تم میں کوئی خوبی ہے' کوئی شعبدہ ہے تو دکھاؤ۔ اس پر جوگی رائے راجو ہوا میں اُڑنے لگا' حضرت داتا گنج بخشؒ نے مسکراتے ہوئے اپنی پاپوش مبارک ہوا میں پھینک دی جو جوگی کے سر پر کفش کاری کرتے ہوئے اسے زمین پر لے آئی۔ اس کرامت سے متاثر ہوکر جوگی آپ کے قدموں میں گر گیا اور دائرہ اسلام میں داخل ہوگیا' آپ نے اسے اپنی بیعت میں لے لیا۔ آپ کی نظر عنایت سے اس کی ظاہری اور باطنی حالت بدل گئی اور آپ نے اس جوگی رائے راجو کو اسلامی نام عبداللہ اور لقب شیخ ہندی عطا فرمایا۔

مفتی غلام سرور لاہوری نے حدیقۃ الاولیاء میں آپ کی تبلیغ کے بارے میں لکھا ہے کہ حضرت سید علی ہجویری نے لاہور میں آ کر ہنگامہ فضیلت و مشیخت گرم کیا۔ دن کو طالب علموں کو تدریس اور رات کو طالبان حق کو تلقین ہوتی' ہزاروں جاہل ان کے ذریعے سے عالم' ہزاروں کافر مسلمان' ہزاروں گمراہ راست رو' ہزاروں دیوانے صاحب عقل و ہوش' ہزاروں ناقص کامل اور ہزاروں فاسق نیکوکار بن گئے۔ تمام زمانے نے ان کی غلامی کو اپنا فخر تصور کیا۔ اس وقت لاہور مرجع علماء وفضلاء تھا۔ دور دراز سے لوگ آپ کی خدمت میں آ کر فیض یاب ہوتے۔ جسٹس امیر علی رقمطراز ہیں کہ جب حضرت داتا گنج بخشؒ کے ہاتھوں غیر مسلم حلقہ بگوش اسلام ہونے لگے تو ہندو اس وقت کے راجہ جے سنگھ کے پاس گئے اور شکایت کی کہ سید علی ہجویری ایک زبردست سیاسی شخصیت بنتے جارہے ہیں۔ آپ اس کی طرف توجہ دیں' چنانچہ راجہ جے سنگھ نے سلطان مسعود غزنوی سے اُس کا ذکر کیا تو اس نے یہ بات سن کر ٹال دی اور کہا کہ آپ ایک برگزیدہ ہستی ہیں' اس کی طرف سے کسی کو کوئی تکلیف نہیں پہنچ سکتی' اس کے کچھ عرصہ بعد مسلمانوں نے بھاٹی دروازے کو ہجویری دروازہ کہنا شروع کر دیا' بھٹی راجپوتوں نے اس کا برا منایا اور انہوں نے بھاٹی دروازے کا نام جے سنگھ دروازہ رکھ دیا۔ جب حضرت سید علی ہجویریؒ کو اس کی اطلاع ملی تو انہوں نے دونوں قوموں کے عمائدین کو بلایا اور کہا کہ نام بدلنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ جب تک کہ دلوں میں انقلاب نہ آئے' پھر کہا کہ آپ لوگ جو بھی نام رکھیں گے ہمیں منظور ہوگا۔ اگر بھاٹی دروازہ ہی نام رہے تو کیا ہے۔ راجہ جے سنگھ آپ کے فیصلے اور اخلاق سے بہت متاثر ہوا اور اسلام قبول کرلیا اور عرض کی کہ اس کا نام ہجویری دروازہ رکھنے کی اجازت فرمائی جائے۔ مگر آپ نے فرمایا کہ ہجویری کی نسبت بھٹی قوم کا حق اس دروازے پر زیادہ ہے۔ جو یہاں صدیوں سے آباد ہیں' جسٹس امیر علی نے مزید لکھا ہے کہ اس واقعہ کے تقریباً ایک ماہ کے اندر ساری بھٹی قوم حلقہ بگوش اسلام ہوگئی۔

حضرت علی ہجویریؒ کی سوانح عمری میں لکھا ہے کہ آپ کے قدم سے اہل پنجاب اور اہل لاہور کو بالخصوص بہت سے روحانی فیوض نصیب ہوئے اور ہزاروں کی تعداد میں لوگ آپ کے اخلاق حسنہ اور کلام پر تاثیر کی وجہ سے دائرہ اسلام میں داخل ہوگئے۔ آپ کی زندگی اور آپ کے پر تاثیر کلام نے وہ کام کیا جو تیز و تفنگ' تیغ و تیر

Scanned with CamScanner

سے ممکن نہ تھا۔ لوگ جوق در جوق حلقہ بگوش اسلام ہونے لگے اور اس مظہر نور خدا عارفوں کے پیر اور کاملوں کے راہنما کی توجہ سے تاریکی سے نور اور جہالت سے علم کی روشنی اور کفر سے اسلام کی لازوال نعمتوں سے مستفید ہوئے۔ اس خطے کی خوش نصیبی تھی کہ آپ جیسے بزرگ کامل کی رہنمائی انہیں حاصل ہوئی۔ آپ کی زندگی میں ہی نہ صرف لوگ آپ سے فیض اٹھاتے رہے' بلکہ آپ کی رحلت کے بعد بھی آپکے مزار مبارک پر ولی' قطب' ابدال اور قلندر حاضر ہو کر اپنی روحانی منازل طے کرتے رہے۔

آپ اپنی کتاب کشف المحجوب میں اپنے زمانے کے حالات کے بارے میں تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ''خداوند بزرگ و برتر نے ہمیں اس زمانے میں پیدا کیا ہے جب لوگوں نے حرص و ہوس اور لالچ کا نام شریعت' تکبر اور جاہ و ریاست کی طلب کا نام عزت' اور علم ریائے خلق (دنیا سے دھوکا کرنے) کا نام خوف الٰہی' دل میں کینہ چھپائے رکھنے کا نام حلم' تحمل' لڑائی جھگڑے کا نام بحث و مباحثہ' طبیعت کے ہذیان کا نام معرفت' نفسانی خواہشوں اور دل کی باتوں کا نام محبت' خدا کے راستے سے بھٹکنے اور بے دین ہونے کا نام فقر' اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان نہ رکھنے کا نام فنافی اللہ اور ترک شریعت کا نام ''طریقت'' رکھ لیا ہے۔

مسجد کی تعمیر: حضرت علی ہجویریؒ جب لاہور میں مستقل قیام پذیر ہو گئے تو انہوں نے سب سے پہلے جس چیز کی ضرورت محسوس کی وہ مسجد تھی۔ کیوں کہ مسجد ہی تبلیغ دین کے لئے بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔ آپ نے اپنے قیام کے تھوڑے عرصے بعد ہی جس جگہ آپ رہتے تھے اس کے قریب ہی اپنے دست مبارک سے مسجد کا سنگ بنیاد رکھا۔ آپ نے اس مسجد کی تعمیر کے لئے کہیں سے روپیہ اکٹھا نہیں کیا سارا پیسہ خود خرچ کیا اور ایک مزدور کی حیثیت سے اس مسجد کی تعمیر میں آپ نے حصہ لیا۔ مسجد ایک بڑے کمرے پر مشتمل تھی اور اس پر لکڑی کی چھت ڈالی گئی۔ شہر لاہور میں یہ پہلی مسجد تھی' جس کی بنیاد حضرت علی ہجویریؒ نے ڈالی۔ اس مسجد کی تعمیر سے یہ بات ثابت ہوئی کہ یہ مسجد برصغیر پاک و ہند کی پہلی وسیع مسجد تھی اور غالباً یہی وجہ ہے کہ اولیائے مشائخ نے اپنے تذکروں میں اس مسجد کو کعبہ پنجاب و ہند کے نام سے یاد کیا ہے۔ دارالشکوہ کی کتاب سفینۃ الاولیاء کے مطابق 431ھ میں اس مسجد کی تعمیر ہوئی اور صدیوں تک یہ مسجد قائم رہی۔ عالمگیر کے زمانے میں جب دریائے راوی میں زبردست سیلاب آیا تو شہر میں نشیبی علاقہ کی دیگر عمارتوں کے ساتھ اس مسجد کو بھی بہت نقصان ہوا۔ بعدازاں چوہدری غلام رسول نے مسجد قدیم کی جائے محراب کو سنگ مرمر کی ایک سل سے قائم رکھتے ہوئے ازسرنو مسجد کی تعمیر کرائی۔

درس کا قیام: گزشتہ زمانے میں کوئی مسجد بھی ایسی نہیں بنائی جاتی تھی جہاں درس و تدریس کا کام نہ کیا جاتا ہو۔ مسجد کو بطور درسگاہ کے بھی استعمال کیا جاتا تھا جو مسجد آپ نے نماز کے لئے تعمیر کی تھی اس مسجد میں آپ نے درس و تدریس اور تبلیغ اسلام کا سلسلہ بھی شروع کیا۔ فارغ اوقات میں آپ اس مسجد میں بچوں کو قرآن کی تعلیم دیتے اور اسلام کی بنیادی تعلیمات سے لوگوں کو آگاہ کرتے۔ آپ نے اپنے درس سے بہت سے لوگوں کو دین اسلام کی روشنی بہم پہنچائی۔ اس مسجد کے ساتھ آپ نے ایک حجرہ بھی تعمیر کرایا جس میں کہ آپ آرام فرماتے تھے۔ ''کشف الاسرار'' میں آپ کہتے ہیں کہ ''جب میں ہندوستان پہنچا اور لاہور کو جنت نظیر پایا تو یہیں بیٹھ گئے اور لڑکوں کو پڑھانا شروع کیا۔ لیکن جب مجھے معلوم ہوا کہ اس طرح سے حکومت کی بو دماغ میں پیدا ہو رہی ہے تو میں نے لوگوں کو درس دینا چھوڑ دیا اور پھر اس کا نام نہ لیا۔ معلمی چھوڑنے کے بارے میں ایک روایت یہ بھی بیان کی جاتی ہے جو کتابوں کے حوالے سے نہیں بلکہ سینہ بہ سینہ چلتی ہوئی لوگوں کے حوالے سے پہنچی ہے کہ ''دو طالب علم تھے آپ نے خفا ہو کر ان کی طرف غصے اور جلال سے دیکھا وہ وہیں ختم ہو گئے' اس واقعہ کے بعد آپ نے درس کا سلسلہ ختم کر دیا۔''

لقب گنج بخش: حضرت داتا گنج بخشؒ کے مرتبے ان کی جلالت اور شان کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ جب حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ نے آپ کے مزار پر چلہ کشی کی اور ہندوستان روانگی کے لئے آپ سے اجازت طلب کی تو آپ حضرت کی پائنتی کی طرف کھڑے تھے۔ آپ کی زبان مبارک پر یہ شعر آ گیا۔

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا　　ناقصاں را پیر کامل' کاملاں را رہنما

اسی وقت سے آپ گنج بخشؒ کے لقب سے مشہور ہو گئے' گنج بخش کے معنی ہیں ''خزانے بخشنے والا'' لیکن تذکرہ نویسوں نے اس بات سے اختلاف کیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ گنج بخش کا لفظ بطور لقب ہے۔ حضرت معین الدین چشتی کے آپ کے مزار پر آنے سے پہلے ہی شہرت پا چکا تھا۔ ان کی رائے میں یہ شعر کسی معمولی اور غیر معروف شاعر کا ہے۔ ایک گروہ اس بات پر بھی اختلاف کرتا ہے کہ خزانے بخشنے والا صرف اللہ کی صفت ہے' اس کے بندے کی نہیں' اس طرح دیگر صفات جو اس شعر میں بیان کی گئی ہیں ان صفات کا خدا کی ذات کے علاوہ کسی اور سے منسوب کرنا شرک ہے۔ حضرت علی ہجویریؒ اپنی کتاب ''کشف الاسرار'' میں اپنے آپ سے مخاطب ہو کر کہتے ہیں ''اے علی! تجھے خلقت گنج بخش کہتی ہے اور (عجب لطف ہے کہ) تو ایک دانہ بھی اپنے پاس نہیں رکھتا اس بات کا کہ (مخلوق تجھے گنج بخش کہتی ہے) کبھی خیال تک بھی نہ لا ورنہ محض دعوے اور غرور ہو گا گنج بخش یعنی خزانے بخشنے پر قادر تو صرف اسی کی ایک ذات ہے جو بے چوں و بے چگون اور بے شک و شبہ مالک الملک ہے۔ اس کے ساتھ شرک نہ کر بیٹھنا ورنہ زندگی تباہ ہو جائے گی۔ بے شک وہی اکیلا خدا ہے' جس کا کوئی شریک نہیں۔''

معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی فیض رسانی سے متاثر ہو کر لوگوں نے جو آپ کے گرویدہ ہو گئے تھے۔ آپ کو ''گنج بخش'' کہنا شروع کر دیا۔ کیوں کہ جو انہوں نے مانگا جو چاہا سو پایا اور حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ نے وفور محبت اور جذبات کے عالم میں یہ شعر پڑھا اور مشہور ہو گیا۔ گنج بخش کا لقب آپ کو زیبا ہے کیوں کہ آپ نے پوری زندگی علم و عرفان کا جو خزانہ لوگوں میں تقسیم کیا ہے وہ ناقابل بیان ہے اور آپ کی طبیعت میں سخاوت اور فیاضی کا جذبہ غیر معمولی تھا۔

حضرت کے روحانی مدارج: کشف المحجوب سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے دو مرتبہ حضرت محمد ﷺ کی زیارت فرمائی۔ لکھتے ہیں کہ ''میں علی بن عثمان جلابی ہوں۔ حضرت رسول اکرم ﷺ کو خواب میں دیکھا تو عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ مجھے کچھ نصیحت فرمائیے۔ ارشاد فرمایا کہ اپنے حواس خمسہ کو قید میں رکھنا ہی مکمل ترین مجاہدہ ہے۔ اس لئے کہ تمام علوم کا حصول انہی پانچوں دروازوں سے ہوتا ہے۔ یعنی دیکھنا' سننا' چکھنا' سونگھنا اور چھونا وہ پانچ حواس ہیں جو علم اور عقل کے قافلہ کے سالار ہیں۔ ایک اور خواب کا ذکر کیا جس سے حضرت امام ابو حنیفہؒ کے بلند مقام کا اظہار ہوتا ہے۔ آپ نے اپنا خواب بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ میں ایک دفعہ ملک شام میں مؤذن

رسول حضرت بلالؓ کے مزار پر سو رہا تھا۔ خواب میں دیکھا کہ میں مکہ معظمہ میں ہوں اور حضرت محمد ﷺ ایک بزرگ کو بچوں کی طرح شفقت سے اپنی بغل میں لئے باب بنی شیبہ سے اندر تشریف لا رہے ہیں۔ میں دوڑا اور حضرت محمد ﷺ کے ہاتھ پاؤں چومے۔ حیران تھا کہ یہ بزرگ کون ہیں اور یہ کیا صورت ہے۔ آپ نور باطن سے میرے دل کی کیفیت کو جان گئے اور فرمایا تیرا امام ہے' اور تیرے ہی علاقے کا رہنے والا ہے' مجھے اپنے علاقے کے اعزاز پر بڑی خوشی ہوئی۔ آپ کے اس خواب سے حضرت امام اعظم یعنی ابوحنیفہؒ کی شان ظاہر ہوتی ہے۔

کرامات: معجزے اور کرامت میں بڑا فرق ہے' معجزہ وہ ہوتا ہے جو ظاہر کیا جاسکتا ہے او یہ نبیوں کی صفت ہے۔ کرامت وہ ہے کہ اسے جہاں تک ہوسکے ظاہر نہ کیا جائے۔ اور یہ ولیوں کی صفت ہے۔ حضرت داتا گنج بخشؒ اثبات کرامت کے بیان میں فرماتے ہیں کہ ولی سے ہر کرامت کا ظہور جائز ہے' کیوں کہ وہ اس کی سچائی کی علامت ہے اور ولی کی کرامت نبی کی نبوت کا ثبوت ہے اور مومن کے لئے بھی ولی کی کرامت نبی کی روایت اور سچائی پر زیادہ اعتماد پیدا کرتی ہے' لیکن شرط یہ ہے کہ کرامت کا ظہور تکلف اور رعونت سے نہ ہو۔ والیت اور کرامت خدا تعالیٰ کی بخشی ہوئی عنایت ہے' نہ تو اسے محنت سے حاصل کیا جاسکتا ہے اور نہ چلہ کشی سے۔

محراب سے کعبہ نظر آنے کا واقعہ: اللہ کے ولی جہاں بھی قیام پذیر ہوئے انہوں نے وہاں سب سے پہلے مسجد تعمیر کی۔ کیوں کہ اسلامی معاشرت میں مسجد کی حیثیت بنیادی ہے۔ اس لئے حضرت علی ہجویریؒ جب لاہور آ گئے اور ان کے قیام کو کچھ عرصہ گزر گیا تو انہوں نے سوچا کہ یہاں مسجد بنائی جائے تا کہ لوگ اسلام قبول کریں۔ انہیں اسلام کی بنیادی عبادت کے طریقے سکھائے جائیں اور نماز کی تربیت کی جائے۔ جس کے لئے مسجد کی تعمیر بہت ضروری تھی۔ چنانچہ آپ نے اس ضرورت کے تحت اپنے عقیدت مندوں میں مسجد بنانے کی خواہش کا اظہار کیا۔ چند ساتھیوں نے تعاون کا اظہار کیا۔ چنانچہ ایک روز مسجد کی تعمیر کے لئے تعمیراتی سامان اکٹھا کر کے مسجد کی بنیاد رکھ دی۔ آہستہ آہستہ مسجد کی تعمیر شروع ہوئی۔ کچھ دنوں کے بعد مسجد مکمل ہوگئی۔ ادھر اُدھر کے لوگوں نے دیکھا کہ مسجد تو بن گئی ہے' لیکن اس کے محراب کا رخ کعبۃ اللہ کی سمت بالکل سیدھا نہیں ہے' بلکہ کچھ جنوب کی طرف جھکاؤ ہے۔ اس زمانے میں قطب نما تو نہیں تھے۔ جس سے سیدھی اور صحیح سمت کا اندازہ لگایا جا سکتا۔ اس لئے کچھ لوگوں نے کہا کہ حضرت علی ہجویریؒ کی مسجد کا محراب قبلہ رخ نہیں تھوڑا سا ٹیڑھا ہے۔ آپ نے لوگوں کا یہ اعتراض سن لیا اور جب مسجد مکمل ہوگئی تو آپ نے لوگوں کو مدعو کیا کہ آؤ آج سب مل کر اس مسجد میں نماز ادا کریں۔ نماز کا وقت ہوا' اذان ہوئی اور اس کے بعد جماعت کھڑی ہوگئی۔ آپ نے خود امامت فرمائی' جب لوگ نماز سے فارغ ہوگئے تو آپ نے لوگوں کو مخاطب ہو کر فرمایا کہ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ یہ مسجد قبلہ رخ نہیں۔ آؤ دیکھیں کہ قبلہ کس طرف ہے' لوگوں نے نظر اٹھا کر دیکھا تو مسجد سے کعبۃ اللہ نظر آنے لگا۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے مسجد سے لے کر کعبۃ اللہ تک تمام حجابات اٹھا لئے تھے۔ سب لوگ اس بات پر حیرت زدہ ہوئے کہ یہ اللہ کا کتنا عظیم اور باکمال ولی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے اعتراض کو خود اس سے کس طرح دور کر دیا۔ اعتراض کرنے والے بہت شرمندہ ہوئے' آپ سے معذرت کی آپ نے فرمایا اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اس کرامت کا ذکر سفینۃ الاولیاء میں بھی ہے اور یہ کرامت اس دور میں بہت مشہور ہوئی۔

ہندوؤں کا مسلمان ہونا: حضرت سید علی ہجویریؒ ایک مرتبہ شہر کے اس طرف گئے جہاں راستے میں ہندوؤں کے مندر تھے۔ یہ علاقہ آج کل رنگ محل کے قریب پانی والا تالاب کے نام سے معروف ہے۔ اس زمانے میں یہاں راوی مندر تھا جہاں ہندو بتوں کی پوجا میں مصروف رہتے تھے۔ آپ نے مندر کے قریب جا کر دیکھا کہ ایک ہندو ایک بت کے سامنے کھڑا ہے اور اس کے ہاتھ میں گندم کے آٹے کی روٹی سے بنی ہوئی چوری ہے۔ آپ اندر داخل ہوگئے اور بت کو مخاطب کر کے کہا اللہ کے حکم سے چوری کھاؤ' تو وہ بت چوری کھانے لگا کچھ اور ہندو بھی وہاں موجود تھے اور ان کا پجاری بھی تھا۔ اسے دل میں افسوس ہوا کہ ہم سے ایسے واقعات نہیں ہوتے اسے اپنی توہین محسوس ہوئی اور اس نے چوری والے ہندو سے کہا کہ تمہارے اس طرح کرنے سے دیوتا تم سے ناراض ہوگئے ہیں لہٰذا آج سے ہمارا تمہارا ناطہ ختم ہو گیا' وہ پروہت ہندو سے ناراض ہوگیا۔ کچھ روز کے بعد وہ چوری والا ہندو حضرت داتا گنج بخشؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ حضرت لوگ اس روز کے واقعہ سے انکار کر رہے ہیں۔ کوئی میری بات کو سچ نہیں مانتا۔ آپ نے فرمایا اپنے رشتے داروں اور عزیزوں کو اکٹھا کر کے لاؤ اور اللہ کی طاقت دیکھو۔ سب لوگ جمع ہوگئے آپ نے پھر بت کو حکم دیا کہ چوری کھاؤ تو وہ چوری کھانے لگا۔ ہندو لوگ یہ واقعہ دیکھ کر حیرت زدہ رہ گئے۔ آپ نے فرمایا اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ تم ان بے جان بتوں کی پرستش سے باز آ جاؤ' توبہ کرو اور اللہ کے دین کی طرف آؤ۔ آپ کی اس کرامت سے بے شمار ہندو مسلمان ہوگئے۔ یہ واقعہ پہلے لوگوں میں سینہ بہ سینہ چلا آ رہا تھا' لیکن اب مختلف تذکروں میں بھی اس کا ذکر ملتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

دودھ میں برکت: روایت ہے کہ ایک روز سید علی ہجویریؒ اپنی قیام گاہ پر تشریف فرما تھے اور یاد الٰہی میں مصروف تھے کہ ایک بوڑھی عورت کا گزر ادھر سے ہوا۔ جس کے سر پر دودھ سے بھرا ہوا مٹکا تھا۔ آپ نے اس عورت سے کہا کہ تم اس دودھ کی قیمت لے کر دودھ دے دو۔ اس عورت نے جواب دیا کہ یہ دودھ آپ کو نہیں دے سکتی' کیوں کہ یہ دودھ رائے راجو کو دیتی ہوں اگر نہ دیں تو اس کے اثر سے بھینسوں کے تھنوں سے دودھ کی جگہ خون نکلنے لگتا ہے۔ آپ نے عورت کی یہ بات سن کر کہا کہ اگر تم یہ دودھ ہمیں دے جاؤ' تو اللہ کی رحمت اور فضل سے تو تمہاری بھینس پہلے سے بھی زیادہ دودھ دے گی اور تم ہر قسم کی آفت سے بھی محفوظ رہو گی۔ آپ کی یہ باتیں سن کر وہ عورت رضامند ہوگئی' چنانچہ اس نے دودھ آپ کو دے دیا اور واپس لوٹ گئی شام کو جب اس نے اپنے جانوروں کو دوہا تو انہوں نے روز کی نسبت زیادہ دودھ دیا یہاں تک کہ اس کے گھر کے سب برتن بھر گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دودھ میں برکت ڈال دی۔ یہ خبر جلد ہی لاہور کے قرب و جوار میں پھیل گئی' کہ لاہور کے باہر اللہ کا ایک فقیر ہے اس کو دودھ دیں تو دودھ اللہ کی برکت سے بڑھ جاتا ہے۔ چنانچہ دودھ میں برکت کی خاطر لوگ آپ کے پاس دودھ لانے لگے' آپ اپنی ضرورت کا دودھ لے کر باقی دودھ لوگوں میں تقسیم کر دیتے اور جب یہ لوگ گھروں میں اپنے جانوروں کا دودھ دوہتے تو وہ دودھ پہلے سے زیادہ ہوتا۔ آپ کی اس کرامت کو دیکھ کر لوگوں نے رائے راجو کو دودھ دینا بند کر دیا اور اس کے خلاف ہوگئے۔ رائے راجو کو جب اصل حقیقت کا علم ہوا کہ اب اس فقیر کی دعا سے اس کا جادو اب بھینسوں کے تھنوں پر نہیں چلتا

Scanned with CamScanner

تو اس نے سوچا کہ کیوں نہ اس جادو کو تیز کر کے فقیر کو یہاں سے بھگا دیا جائے۔ جس کے پاس لوگ دودھ کا تحفہ لے کر جاتے ہیں، مگر وہ نہیں جانتا تھا کہ اللہ کے فقیروں کے ساتھ خدا کی مدد شامل حال رہتی ہے۔ چنانچہ انتقامی جذبے کے تحت وہ آپ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ آپ نے ہمارا دودھ تو بند کرا دیا اب ہمارے ساتھ مقابلہ کرو اور پھر وہی واقعہ جس کا ذکر پہلے کیا جا چکا ہے کہ رائے راجو نے زبان میں کچھ پڑھا اور ہوا میں اڑنے لگا اور خدا کے فضل سے آپ کی جوتیاں ہوا میں بلند ہو کر اس کے سر پر پڑنے لگیں تو وہ زمین پر اتر آیا۔ آخر وہ حضرت کے قدموں میں گر گیا اور مسلمان ہو گیا۔ اسکے پاس سفلی علم تھا جس کی بناء پر اس نے لوگوں کو اپنا گرویدہ بنا لیا تھا۔ مگر اس کا سارا علم اللہ کے ایک ولی کامل کے سامنے ہیچ ہو گیا اور وہ بے بس ہو گیا لیکن یہی بے بسی اس کا مقدر جگا گئی اور وہ سلوک کی منازل پر گامزن ہو گیا اور شیخ ہندی بن گیا۔

دین اسلام کی سربلندی کا واقعہ: حضرت داتا گنج بخشؒ نے جب لاہور میں دین اسلام کی تبلیغ کا فریضہ انجام دینا شروع کیا تو اس وقت ہندو مذہب عروج پر تھا۔ وہ بت پرستی کرتے اور کلمہ حق سننے کے لئے تیار نہیں تھے، مگر آپ کیوں کہ شمع واحدانیت کو روشن کرنے کا فریضہ انجام دینے کے لئے یہاں آئے تھے، چنانچہ غیر مسلموں میں جہاں بھی آپ کو موقعہ ملتا دعوت حق دیتے، انہیں توحید و رسالت کا درس سناتے اور ان کے صاحب ایمان ہونے کی دعا فرماتے۔ آہستہ آہستہ لوگ دعوت حق کی طرف مائل ہونے لگے اور اسلام قبول کرنے لگے۔ لوگوں کی تعداد میں اضافہ ہونے لگا اور قرب و جوار میں اس بات کا چرچا ہو گیا، لاہور میں اللہ کا ایک ولی اسلام کی تبلیغ کرتا ہے یہ کرامت ''مقامات اولیاء'' کتاب میں درج ہے۔ آپ کی سرگرمیوں کی اطلاع لاہور کے حاکم کو بھی ہو گئی، جب اسے اس بات کا علم ہوا کہ لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہونے لگے ہیں تو وہ سخت طیش میں آ گیا۔ فوری طور پر سپاہیوں کو بلا کر حکم دیا کہ فوراً ہی اس فقیر کے تبلیغی سلسلے کو ختم کرو، اور اسے شہر سے باہر نکال دو۔ رات ہوئی تو سپاہیوں کا ایک دستہ حضرت کی قیام گاہ پر آ گیا۔ آتے ہی انہوں نے صورت حال کا جائزہ لیا۔ دیکھا کہ ایک درویش جھونپڑی میں یاد الٰہی میں مصروف ہے انہوں نے کہا کہ ہمیں لاہور کے حاکم نے بھیجا ہے کہ آپ کو یہاں سے نکال دیا جائے کیوں کہ آپ کی تبلیغ سے ہندو مذہب کو بہت نقصان ہو رہا ہے ہم برداشت نہیں کر سکتے کہ ہمارا مذہب ختم ہو جائے آپ نے فرمایا کہ میں تو اللہ کی واحدانیت اور اس کی توحید کا پیغام لوگوں تک پہنچاتا ہوں تاکہ ان کی عاقبت سنور جائے انہوں نے کہا ہم نہیں جانتے کہ آپ کا مقصد کیا ہے ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ آپ یہاں سے چلے جائیں۔ آپ نے کہا میں یہاں خدا کے حکم سے آیا ہوں اور اب میرے ساتھ جو کچھ بھی ہو اللہ میرا مددگار رہے گا۔ حاکم کے سپاہی تشدد پر اتر آئے اور انہوں نے آپ کی جھونپڑی کو آگ لگانے کی کوشش کی مگر اسے آگ نہ لگی آخر سوچنے لگے کہ یقیناً یہ کوئی خدا کا فقیر ہے ہم اس سے زیادتی کر کے خدا کو ناراض کیوں کریں واپس لوٹ گئے اور حاکم کو تمام واقعہ سنایا اس نے تمام بات سن کر سپاہیوں کو ڈانٹا اور کہا کہ تمہیں فقیر کو ہر صورت شہر سے نکال دینا چاہیے تھا۔ خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ اسی روز حاکم کے محل میں آگ لگ گئی اور آگ بے قابو ہو گئی اور بجھنے میں نہیں آ رہی تھی اس کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ کل رات اس نے فقیر کی جھونپڑی کو آگ لگوانا چاہی تھی اسی کی سزا کے طور پر شاید میرا محل جلا ہے اس خوف سے اس کا دل بیدار ہو گیا وہ خود آپ کی قیام گاہ پر آیا اور معافی مانگی آپ نے اسے معاف فرما دیا جونہی آپ نے اسے معاف کیا محل کی لگی آگ خود بخود ختم ہو گئی آخر وہ آپکی روحانی طاقت سے متاثر ہوا اور اسلام قبول کر لیا۔

طاعون کی بیماری سے شفا یابی: روایت ہے کہ سنہ 1918ء میں جب لاہور میں طاعون کی وبا پھیلی تو ہزاروں انسان اس بیماری سے لقمہ اجل بن گئے لاہور کے ایک امیر آدمی رائے بہادر رام سرن داس کے تینوں بیٹے بھی اس بیماری کا شکار ہو گئے رائے بہادر کو بہت پریشانی ہوئی اس نے کرنل بھولا ناتھ، کرنل امیر چند اور کرنل سدر لینڈ (یہ مہاراجہ رنجیت سنگھ کی پوتی بمبا سنگھ کے شوہر اور کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج کے پرنسپل تھے) جیسے مشہور اور قابل ڈاکٹروں سے علاج کرایا مگر کوئی افاقہ نہیں ہوا بہت سے لوگ ان کی عیادت کے لئے ان کے گھر لال کوٹھی جاتے اور خدا سے ان کی صحت یابی کی دعا کرتے رائے بہادر خود اس واقعہ کو اس طرح سناتے ہیں کہ ''ایک شب میں اور تمام اہل خانہ سوئے ہوئے تھے کہ کپکپاہٹ سی محسوس ہوئی اور میری نیند کھل گئی کیا دیکھتا ہوں کہ ایک سفید ریش بزرگ براق لباس پہنے ایک ہاتھ میں عصا اور دوسرے میں تسبیح لئے میرے فرزند گوپال داس کی چارپائی کے پاس کھڑے کچھ پڑھ رہے ہیں اس اجنبی کو دیکھ کر میں پریشان ہو گیا اور پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ مگر انہوں نے کچھ جواب نہ دیا اور برابر پڑھتے رہے پھر وہ بزرگ میرے دوسرے فرزند روپ رام کی چارپائی کے پاس گئے اور وہاں بھی دعا مانگی اور پھر تیسرے بیٹے کی چارپائی کے قریب جا کر بھی دعا کی اس کے بعد وہ بزرگ مجھ سے فرمانے لگے میں تمہارا ہمسایہ گنج بخش ہوں مجھ سے تمہاری پریشانی اور بے کلی دیکھی نہ گئی اس لئے میں دعا کے لئے فوراً آ گیا ہوں اب گھبرانے کی ضرورت نہیں خداوند کریم ان کو شفا عطا کر دے گا۔''

اس واقعہ کے بعد جب بیماروں کو مکمل صحت یابی اور شفا ہو گئی تو رائے بہادر نے حضرت داتا صاحب کے سجادہ نشین غلام حیدر، میاں علم دین، میاں غلام محمد کے پاس حاضر ہو کر تمام واقعہ سنایا اور کہا کہ میں حضرت کی خدمت میں نذرانہ پیش کرنا چاہتا ہوں اس کی کیا صورت ہو سکتی ہے انہوں نے جواب دیا کہ ہر سال آپ کے عرس پر تو انتظام ہوتا ہی ہے اس لئے ایسا کام کیجئے جو مستقل فیض کی صورت ہو اس پر رائے بہادر نے دربار میں بجلی کا مکمل انتظام اپنے خرچ پر کروایا اور سارا کام ایک ماہ کے اندر مکمل کروایا اور جب سارا کام مکمل ہو گیا تو خود دربار جا کر نذر پیش کی اور بجلی کی روشنی کا افتتاح کیا۔

اخلاق و عادات: حضرت داتا گنج بخشؒ اخلاق حمیدہ کا اعلیٰ نمونہ تھے، آپ کی زندگی آنحضرتؐ کے اسوۂ حسنہ پر عمل پیرا ہونے کا مکمل نمونہ تھی۔ آپ نے ہر حال میں آنحضرتؐ کی ہی اتباع میں زندگی گزاری اور آپ کی شخصیت میں وہ تمام اوصاف اور خوبیاں موجود تھیں جو ایک باعمل صوفی، باشرع، متقی اور پرہیزگار انسان میں ہونی چاہئیں۔ یہ آپ کے اخلاق حسنہ کا نتیجہ تھا کہ لوگ جوق در جوق حلقہ اسلام میں داخل ہونے لگے۔

انداز تکلم: آپ کی گفتگو کی نرمی اور حلاوت کا اندازہ اس حکایت سے جو آپ نے کشف المحجوب میں فرمائی ہے لگایا جا سکتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ مجھے ماوراء النہر کے ایک ملامتی سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ صحبت میں کشادگی اور بسط کی کیفیت پیدا ہوئی تو میں نے اسے کہا بھائی ان بے ہودہ افعال سے آخر تمہارا مقصد کیا ہے۔ اس نے کہا مخلوق کو اپنے سے دور رکھنا میں نے کہا مخلوق بے شمار ہے، اور تمہاری عمر اور زبان محدود تو مخلوق سے اپنا دامن نہیں چھڑا سکے گا۔ لہٰذا بہتر یہی ہے کہ خود اسے چھوڑ دے

Scanned with CamScanner

تا کہ اس تکلف سے بچ جائے۔ آپ ہر کسی سے اچھی بات کہتے۔ آپ کے سمجھانے کا انداز بہت دلنشین اور ہمدردانہ ہوتا یہ آپ کی شیریں بیانی ہی تھی کہ جو بھی آپ کے نزدیک آتا' آپ کی باتوں سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہتا۔ یہ آپ کی خوش کلامی کا نتیجہ تھا کہ آپ کے لاہور کے 34 سالہ قیام کے دوران ہندو مسلمان ہوتے رہے اور آپ کے درس کو لوگ بہت شوق سے سنتے۔

عفو و درگزر بھی حضرت داتا گنج بخشؒ کی شخصیت کا ایک پہلو تھا۔ وہ لوگ جو راہ حق اختیار کرتے ہیں بہت سے لوگ ان کی جان کے دشمن بن جاتے ہیں۔ حضرت داتا گنج بخشؒ نے بھی جب تبلیغ کا سلسلہ شروع کیا تو لوگوں کی مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ مگر آپ نے ہمیشہ درگزر سے کام لیا' جس کی وجہ سے دشمن بھی آپ کے دوست اور گرویدہ بن گئے۔

خودداری : آپ کی طبیعت کا نمایاں جوہر خودداری کا وصف ہے۔ آپ اپنے ذاتی معاملات میں عزت نفس اور خودداری کے قائل تھے۔ خودداری کا جذبہ اطاعت الٰہی سے پیدا ہوتا ہے۔ آپ بھی اللہ کے خاص اور برگزیدہ بندوں میں شمار ہوتے ہیں۔ اس لئے اللہ نے آپ کی طبیعت میں خودداری کا وصف بھر دیا تھا۔ خوددار انسان کبھی کسی کے سامنے دست سوال دراز نہیں کرتا۔ کسی سے کچھ نہیں مانگتا۔ اپنی ضروریات خود پوری کرتا ہے۔ اس لئے آپ نے بھی کبھی کسی کے آگے ہاتھ نہیں پھیلایا' خدا تعالیٰ نے اپنی رحمتوں اور عنایتوں سے ان کی ضروریات خود پوری فرمائیں۔

ایثار و قربانی : حضرت داتا گنج بخشؒ نے ''کشف الاسرار'' میں فرمایا ہے کہ ''اے غافل! دیکھ یہ میں اور خودی چھوڑ دے مرد راہ بن اور دوسرے کا حق نہ مار۔ دولت دُنیا کو عذاب سمجھ اور اسے غریبوں میں لٹا دے اگر نہ لٹایا تو یہ دُنیا قبر میں کیڑے بن کر تجھے کھائے گی اور لٹا دیا تو تیری دوست بن جائے گی' تیرے ہاتھ پاؤں تیرے دشمن ہیں' جب تو مر جائے گا تو تیرے پاؤں' آنکھیں' ہاتھ' گواہی دیں گے کہ بری جگہ گئے تھے' بری نگاہ ڈالی تھی' دوسرے کی چیز اٹھائی تھی' پس کسی کی چیز کی خواہش نہ کر' گناہوں پر دن رات توبہ کر' اُستاد کے حق کا خیال رکھ' مخلوق خدا پر رحم کر' لقمہ حرام مت کھا' بے عزتی کی جگہ قدم نہ رکھ اور عزت کرنے والے کے پاس بیٹھ۔''

ایثار کے بارے میں آپ نے اپنے خیالات کا اظہار کشف المحجوب میں بھی کیا ہے۔ آپ کوئی ایسی بات نہیں کرتے تھے جس پر خود عمل نہ کرتے ہوں۔ آپ ایثار کے پابند تھے' ابتدائی عمر میں ہی آپ نے اپنے نفس کو آرام اور راحت اور آسائش سے ہٹا کر علم کے حصول کے لئے لگا دیا پھر اس کے بعد' جنگلوں' صحراؤں' بیابانوں اور مختلف ممالک میں تحصیل علم اور بزرگان دین کی زیارت کے لئے گھومتے رہے اور لوگوں کو فیض پہنچاتے رہے' شادی دونوں مرتبہ والدین کے اصرار پر ہوئی' اس کے بعد پھر نہیں کی' کیوں کہ یہ بات آپ کے مشن کو پایہ تکمیل تک پہنچانے میں رکاوٹ بن سکتی تھی۔

سخاوت و فیاضی : آپ دریا دل تھے' گنج بخش تھے' جو ہوتا خدا کے راستے میں خرچ کر دیتے' اس کے بندوں کو دے دیتے' اپنے پاس کچھ بھی نہ رکھتے۔ کسی کو دینے سے بھی تامل نہیں کیا۔ ان کا نظریہ تھا کہ مال ملنے پر اپنی ضرورت کے مطابق ضرورت پوری کر دو اور باقی کو لوگوں میں تقسیم کر دو۔ پ نے لوگوں کو بے حساب دیا' لیکن کبھی اشارتاً بھی اس احسان کو جتلایا نہیں اور نہ ہی اس احسان کے بدلے میں کوئی خدمت لینے کی کوشش کی۔ ایک وقت ایسا بھی آیا کہ آپ سخاوت میں بے اعتدال ہو گئے اور پھر ایک بزرگ کی نصیحت کے بعد آپ نے اعتدال اور توازن کی راہ اختیار کی۔

خوراک : کھائے پیئے بغیر جان کا جسم کے ساتھ ناطہ برقرار رکھنا ممکن نہیں' صوفیاء اور اولیاء اللہ لذت کام و دہن کے لئے نہیں بلکہ زندگی برقرار رکھنے کے لئے بہت کم کھاتے ہیں اور جو مل جائے اسی پر قناعت کرتے ہیں۔ حضرت علی ہجویریؒ بھی جو ان کو میسر ہوتا اللہ کی طرف سے تناول فرماتے۔ خوراک میں بھی لباس کی طرح تکلف نہیں تھا۔ آپ کا ارشاد ہے کہ ''مرید کے لئے بسیار خوری سب سے زیادہ نقصان دہ ہے۔'' اس لئے آپ نے زندگی بھر کبھی پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا۔ آپ کھانا کھاتے وقت آنحضرت ﷺ کی سنت کی پیروی کرتے آپ نے کشف المحجوب میں فرمایا ہے کہ کھانا اپنے دائیں ہاتھ سے کھاؤ' نظر اپنے لقمہ پر رکھو' کھانے کے دوران مکمل پیاس کے بغیر پانی نہ پیو صرف اتنا اگر پیو کہ جگر تر ہو جائے' لقمہ بڑا نہ لو' خوب چبا کر کھاؤ' جلدی نہ کرو کہ اس سے بدہضمی ہے اور سنت کے بھی خلاف ہے' کھانے سے فارغ ہو تو اللہ کا شکر کرو اور ہاتھ دھو لو۔ آخری عمر میں قیام لاہور کے دوران جب آپ کی قیام گاہ پر لوگوں کا آنا بکثرت ہو گیا تو لنگر کا اہتمام کیا جانے لگا ہر ایک کے لئے کھانا ایک جیسا ہوتا' جو پکتا آپ بھی اس میں سے تناول فرما لیتے جو آ گیا اسی پر قناعت کر لی۔ خوراک میں دودھ' سبزیاں' دالیں' چاول' گندم' گوشت اور دیگر اشیاء قابل ذکر ہیں۔

راہ راست کی تلقین : حضرت سید علی ہجویریؒ لوگوں کو سیدھے راستے پر چلنے کی تلقین فرماتے تھے اور اس سلسلے میں انہوں نے اپنی کتاب کشف الاسرار میں فرمایا ہے۔ اے دوست! میں اور تو پردیسی ہیں۔ دعا کر کہ خدا ہم پر کرم کرے اور اپنی یاد کا ذوق عطا کرے۔ میں بے چارہ یہاں آشکارا آوارہ ہوں اور ہر دم محبوب کا نام لیتا ہوں۔ تعریف اس بے نیاز خدا کی جس نے ہمیں عناصر اربعہ سے بنایا اور نعت پیغمبر کی کہ ہم حضور ﷺ کے امتی ہیں۔ فقیر بادشاہوں اور حاکموں کی دوستی اور ہم نشینی کو سانپ اور اژدھا کی دوستی جانے فقیر کو بادشاہ کا قرب حاصل ہوتا ہے تو اس کا توشہ برباد ہو جاتا ہے ایک اور جگہ فرماتے ہیں کہ اگر تو ہفتہ بزاری بھی ہو جائے تو کیا ہے آخر ایک مشت خاک ہے اور خاک ہی ہونا ہے ایک قطرہ ہے پھر اتنا غرور کس لئے بالآخر دنیا سے تجھے جو کچھ ملتا ہے وہ چار گز کفن ہے اور خدا جانے وہ بھی ملے یا نہ ملے۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ دس چیزیں دس چیزوں کو کھا جاتی ہیں۔ توبہ گناہ کو' چغلی عمل کو' جھوٹ رزق کو' صدقہ بلا کو' غم عمر کو' غصہ عقل کو' تکبر علم کو' نیکی بدی کو' پشیمانی سخاوت کو' ظلم عدل کو' یہ باتیں دوستوں کو بتاتا ہوں تا کہ عمل کریں اور میرے حق میں دعائے خیر کریں۔ مجھے یاد رکھیں خدا کو پہچانیں اور غیر پر نگاہ نہ کریں۔ لازم ہے کہ تو خواہشات نفس کی طرف میل نہ رکھے لوگوں سے ملنا جلنا ترک کرے۔ تنہائی اختیار کرے اور جو نذرانہ ملے درویشوں میں تقسیم کر دے اور اپنے پاس کچھ نہ رکھے خدا کے سوا کسی سے لو نہ لگائے کبھی قبر پر گزر ہو تو پڑھ کر اسے بخشے تا کہ وہ بھی تیرے حق میں دعا کرے اگر کھجور کی گٹھلی بھی کسی کی تیرے ذمے ہے تو اسے ادا کر دے اپنے پاس کچھ نہ رکھ' شرک نہ کر' جب تک جان میں جان ہے اسے وحدہٗ لاشریک خیال کر۔

Scanned with CamScanner

مزار اقدس پر اولیائے عظام اور بادشاہوں کی حاضری اللہ کے خاص بندے جہاں آسودہ خاک ہوتے ہیں وہاں سے کروڑوں اور اربوں کی تعداد میں مخلوق اس چشمہ رحمت سے اپنی روحانی پیاس بجھاتی ہے۔ خدا کی رحمت کا نزول اور فیض کا دریا دن رات وہاں رواں رہتا ہے اور یہاں عوام بھی آتے ہیں' خواص بھی' غریب بھی امیر بھی محتاج بھی بادشاہ بھی اور فقیر بھی۔ جو سکون قلب کی دولت سے فیض یاب ہوتے ہیں۔ ان کے علاوہ وہ لوگ بھی فقر و تصوف کی دولت سے مالا مال ہوتے ہیں جو اللہ کے ولیوں کے مزاروں پر بیٹھ کر چلہ کشی کرتے ہیں' بے شمار ایسے ولی جن کا تعلق دہلی' پنجاب' آگرہ اور راجپوتانہ کے علاقوں سے تھا۔ آپ کے مزار اقدس پر چلہ کشی کی اور روحانی فیض حاصل کیا اور اسلام کو پھیلایا جن اکابرین نے آپ کے مزار مقدس پر حاضری دے کر فیض و برکت حاصل کی ان کے نام یہ ہیں۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ۔ حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ۔ حضرت شیخ بہلول دریائی قادریؒ۔ حضرت مادھو لال حسینؒ۔ حضرت شیخ حسن علائی سہروردی حسو تیلیؒ۔ حضرت شیخ مجدد الف ثانی۔ حضرت شاہ عنایت قادری اس کے علاوہ جن بادشاہوں کو آپ کے مزار اقدس پر حاضر ہونے کا شرف حاصل ہوا ان میں شہزادہ دارالشکوہ' ظہیر الدولہ' ابراہیم غزنوی' سلطان الدولہ بن ارسلان شاہ غزنوی' سلطان معز الدولہ غزنوی بن بہرام شاہ' سلطان خسرو شاہ غزنوی' سلطان خسرو ملک' سلطان محمود غوری' سلطان قطب الدین ایبک' سلطان شمس الدین التمش' سلطان غیاث الدین بلبن' شہنشاہ جلال دین اکبر' نور الدین جہانگیر' شہاب الدین' شاہ جہاں' اورنگ زیب عالمگیر' نواب عبدالصمد خان' دلیر جنگ' عز الدولہ خان بہادر' نواب زکریا خان' نواب یحییٰ خان' نواب معین الملک اور بھی بہت سی نامور شخصیات کو دربار پر حاضری کا شرف حاصل ہے۔

حکایات حضرت داتا گنج بخشؒ: وہ لوگ جو خدا تعالیٰ اور حق کے راستے کے لئے اپنی جانیں وقف کر دیتے ہیں عام لوگوں کی نسبت خدا تعالیٰ کی طرف سے آزمائش سے گزرتے ہوئے زیادہ دکھ' پریشانیوں اور مصائب کا شکار ہوتے ہیں اور انہی دکھوں اور پریشانیوں سے وہ زندگی کے تجربات حاصل کرتے ہیں۔ ایسے تجربات جن کی عام آدمی تک رسائی نہیں ہوتی اور معرفت کے اس درجے تک جا پہنچتے ہیں' جہاں رشد و ہدایت کے چراغ روشن ہوتے ہیں اور ان کے قلب و نظر میں نور الٰہی کی شمع روشن ہو جاتی ہے اور وہ لوگوں کے لئے رہبر کامل کا درجہ اختیار کر لیتے ہیں۔ حضرت داتا گنج بخشؒ کا شمار بھی انہی ولیوں اور صوفیوں میں ہوتا ہے' جنہیں درجہ ولایت تفویض کیا گیا' ایسے بزرگوں کے واقعات اور حکایات بڑے ایمان افروز ہوتے ہیں' جن کو پڑھنے سے انسان کو درس عبرت بھی حاصل ہوتا ہے اور دل میں حق کی لگن اور تڑپ بھی پیدا ہوتی ہے۔ قلب و نظر کی اصلاح کے لئے ان حکایات کا مطالعہ ہمارے لئے باعث تسکین اور باعث نجات ہے' حضرت علی ہجویریؒ نے مختلف واقعات کے بارے میں اور مختلف بزرگان دین کے بارے میں جن خیالات کا اظہار اپنی کتاب کشف المحجوب میں کیا ہے' ان میں سے چند ایک حکایات کو بیان کیا جاتا ہے تاکہ انسان اپنے ظاہر و باطن کی اصلاح کی طرف توجہ دے سکے اور ہماری روح تلاش حق کے لئے بیدار ہو جائے۔ آمین

حضرت امام حسنؓ کی بردباری اور تحمل حضرت داتا گنج بخش نے اپنی کتاب کشف المحجوب میں حضرت امام حسن علیہ السلام نواسہ رسول ﷺ کی بردباری اور علم کے بارے میں فرمایا ہے کہ ایک دفعہ ایسا ہوا کہ ایک اعرابی حضرت امام حسن علیہ السلام کے مکان پر کوفے میں آیا' اس وقت حضرت امام حسنؓ اپنے گھر کے دروازے کے باہر تشریف فرما تھے۔ اس اعرابی نے آتے ہی آپ کو اور آپ کے والدین کو گالیاں دینا شروع کر دیں۔ آپ اُٹھے اور اس سے فرمانے لگے کہ اے اعرابی! اگر تم بھوکے ہو تو تمہارے لئے کھانا منگوایا جائے' اگر پیاسے ہو تو پانی پلایا جائے' تم بتاؤ آخر تمہاری پریشانی اور تکلیف کا باعث کیا ہے۔ وہ کہنے لگا تم ایسے تمہارے والدین ایسے ویسے (فضول بکواس کرنے لگا) حضرت امام حسنؓ نے غلام کو حکم دیا کہ اندر سے دینار کی تھیلی لاؤ اور جب تھیلی لائی گئی تو آپ نے اسے اعرابی کے سپرد کرتے ہوئے فرمایا مجھے معاف کرنا اس وقت میرے گھر میں اس کے سوا اور کچھ موجود نہیں ہے اگر ہوتا تو تم سے بچا کر نہ رکھتا' یہ سن کر وہ اعرابی پکار اٹھا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ رسول اللہ ﷺ کے فرزند ہیں' میں آپ کے حوصلے اور علم کے امتحان کی خاطر یہاں آیا تھا اور یہ صفت محققین مشائخ کی ہے' کیوں کہ ان کے نزدیک تعریف و تنقیص برابر ہوتی ہے اور بدکلامی کا ان پر اثر نہیں ہوتا۔

حضرت امام حسینؓ کی دریا دلی حضرت داتا گنج بخشؒ نے یہ حکایت بیان کی ہے کہ ایک دن ایک شخص آپ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ کے صاحبزادے میں ایک درویش اور صاحب اولاد شخص ہوں۔ آج رات مجھے کچھ کھانے کو دیجئے' حضرت امام حسینؓ نے اس سے فرمایا کہ بیٹھ جاؤ' ہمارا روزینہ ابھی راستے میں ہے' آ جائے گا۔ ابھی اس بات کو زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ لوگ امیر معاویہ کی طرف سے آپ کے پاس پانچ تھیلیاں لے کر آئے' تھیلی میں ہزار دینار تھے' لوگوں نے عرض کی اور بتایا کہ امیر معاویہ آپ سے معذرت چاہتے ہیں کہ یہ تھوڑی سی رقم خرچ کیجئے پھر اس کے بعد اس سے بہتر امداد کی جائے گی۔ حضرت امام حسینؓ نے اس درویش کی طرف اشارہ کیا اور وہ پانچ تھیلیاں اسے عنایت فرما دیں اور اس سے معذرت کی کہ تھوڑی دیر ہو گئی اور یہ بے قدر سا عطیہ ہے جو تجھے ملا اگر مجھے معلوم ہوتا کہ یہ رقم اتنی تھوڑی ہے تو تمہیں انتظار کے لئے نہ کہتا' ہمیں معذور سمجھنا کہ ہم اہل ولا ہیں ہم دُنیا کی تمام راحتوں اور نعمتوں سے دستبردار ہو چکے ہیں اور اپنی خواہشات کو کم کر کے دوسروں کی خواہشات کے لئے زندہ ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کا مرتبہ: حضرت داتا گنج بخشؒ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ مشائخ آپ کو اہل مشاہدہ کا سردار سمجھتے ہیں' یہی وجہ ہے کہ آپ سے روایات اور حکایات بہت تھوڑی تعداد میں مروی ہیں۔ اسی طرح حضرت عمرؓ کو دین کے بارے میں شدت اور معاملات میں سختی کی وجہ سے مجاہدہ میں اول خیال کرتے ہیں۔ صحیح احادیث میں آیا ہے اور اہل علم کے ہاں یہ واقعہ مشہور ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ رات کے وقت نماز پڑھتے تو قرآن مجید کی آیات آہستہ آہستہ پڑھتے' آنحضور ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے پوچھا کہ تم آہستہ تلاوت کیوں کرتے ہو' انہوں نے کہا کہ اس وجہ سے کہ میں جانتا ہوں کہ جسے میں پکار رہا ہوں وہ دور نہیں اور اس کے سامنے آہستہ یا بلند پڑھنا برابر ہے' یہی بات آپ نے حضرت عمرؓ سے دریافت فرمائی' کیوں کہ حضرت عمرؓ نماز میں رات کو آیات بلند آواز

Scanned with CamScanner

سے پڑھتے تھے۔ انہوں نے جواب دیا "میں سونے والوں کو جگاتا ہوں اور شیطان کو بھگاتا ہوں۔" یہ مجاہدے کی بات ہے جب کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کا اشارہ مشاہدے کی طرف تھا اور مجاہدے کا مقام مشاہدے کے سامنے وہی ہے جو قطرے کا سمندر کے سامنے ہے' اس لئے آنحضورﷺ نے فرمایا اے عمرؓ تو ابوبکرؓ کی نیکیوں میں سے ایک نیکی کے حصے میں ہو۔ جو شخص یعنی حضرت عمر فاروقؓ اسلام کیلئے باعث عزت ہے' اگر وہ حضرت ابوبکرؓ کی نیکیوں میں سے صرف ایک نیکی کے برابر ہے تو باقی دُنیا کس شمار میں ہے۔

حضرت علیؓ کا ایثار: کشف المحجوب میں حضرت داتا گنج بخشؒ نے حضرت علیؓ کے بارے میں فرمایا ہے کہ ہجرت کی رات جب آنحضرتﷺ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ہمراہ غار ثور میں مکہ سے باہر تشریف لے گئے اور حضرت علیؓ آپکے بستر پر محو خواب ہو گئے اور اسی روز کفار نے آپﷺ کو قتل کرنے کا پکا ارادہ کیا ہوا تھا۔ تو خدا تعالیٰ نے حضرت جبرائیل و میکائیل سے کہا کہ میں نے تم دونوں کے درمیان برادری قائم کر دی ہے اور ایک کی زندگی دوسرے سے دراز تر کر دی اب تم دونوں میں سے کون ہے جو اپنے بھائی کی خاطر ایثار کرے اور اپنی جان اور زندگی اسے دے دے اور خود مرنا قبول کرلے۔ دونوں نے اپنی لئے زندگی کو اختیار کیا اور دوسرے کی خاطر مرنا کسی نے قبول نہ کیا تب ان دونوں میں سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ذرا علیؓ کا شرف ملاحظہ فرماؤ اور دیکھو کہ تم پر انہیں کیسی فضیلت حاصل ہے کہ عین اسی طرح ان کے اور رسول اللہﷺ کے درمیان رشتہ برادری میں نے قائم کیا لیکن دیکھ لو انہوں نے اپنے قتل اور موت کو اختیار کیا اور اپنے رسول اللہﷺ کی جگہ سو گئے' جان پیغمبر پر قربان کر دی اور اپنی زندگی کو ہلاکت میں ڈال کر ان پر قربان کر دیا۔ پس اب جاؤ اور زمین پر جا کر انہیں دشمنوں سے پناہ میں رکھو' تب جبرائیل و میکائیل آئے ایک ان کے سرہانے اور دوسرا پاؤں کی طرف بیٹھ گیا اس وقت جبرائیل علیہ السلام نے کہا اے ابن ابی طالب! خوش ہو جایئے آپ جیسا خوش بخت کون ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کو تمام فرشتوں سے بڑھ کر آپ پر فخر ہے' جس کا ترجمہ ہے "اور لوگوں میں سے وہ بھی ہے جو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کیلئے اپنے نفس کو بیچ دیتا ہے اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر بہت مہربان ہے۔"

حضرت امام زین العابدینؒ کی سخاوت: حضرت داتا گنج بخشؒ نے کشف المحجوب میں ایک مقام پر حضرت امام زین العابدینؒ کے بارے میں ایک حکایت یوں بیان کی ہے کہ ہشام بن عبدالملک بن مروان ایک سال حج کو آیا خانہ کعبہ کا طواف کر رہا تھا کہ جب حجر اسود کو بوسہ دینے کا ارادہ کیا تو لوگوں کے ہجوم کی وجہ سے اسے راستہ نہ ملا وہ منبر پر چڑھ گیا اور خطبہ پڑھنے لگا۔ اسی وقت حضرت امام زین العابدینؒ تشریف لائے' چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح چمکتا ہوا اور لباس خوشبو سے معطر انہوں نے طواف کیا جب حجر اسود کے پاس آئے تو لوگ احتراماً ایک طرف ہو گئے اور آپ نے سنگ اسود کو بوسہ دیا' ہشام بن عبدالملک سے کسی نے کہا کہ آپ بادشاہ ہیں' لیکن حجر اسود تک آپ نہیں پہنچ پائے۔ وہ جو' اب آیا تو سب ایک طرف ہٹ گئے اور حجر اسود اس کے لئے خالی کر دیا۔ ہشام نے کہا کہ میں اس کو نہیں جانتا' ہشام کا کہنے کا مطلب یہ تھا کہ لوگ حضرت زین العابدین کو پہچان کر اور ان کی طرف داری کر کے ان کو امیر نہ بنا لیں۔ اس وقت اپنے وقت کا مشہور شاعر فرزدق موجود تھا اس نے کہا میں جانتا ہوں لوگوں نے کہا تو بیان کرو وہ کون ہے' اس کے چہرے سے کیا رعب ٹپک رہا ہے' فرزدق نے کہا میں اس کا نسب' و راس کی صفات بیان کرتا ہوں۔ یہ کہہ کر فرزدق نے ایک قصیدے کے کچھ اشعار پڑھے جس میں خاندان نبوت کی تعریف کی گئی تھی۔ ہشام یہ اشعار سن کر غصے میں آگیا اور اس نے فرزدق کو مدینہ اور مکہ کے درمیان عسفان کے مقام پر قید کر دیا جب حضرت زین العابدینؒ کو یہ خبر ملی تو انہوں نے بارہ ہزار درہم فرزدق کو بھجوائے اور کہلا بھیجا کہ ہم مجبور ہیں' اس سے زیادہ ہمارے پاس نہیں' فرزدق نے وہ روپیہ یہ کہہ کر واپس کر دیا کہ اے فرزند پیغمبرؐ! میں تمام عمر مال و زر کے لئے بادشاہوں اور امیروں کے قصائد لکھتا رہا ہوں' اور ان کی تعریف میں جھوٹ بولتا رہا ہوں' یہ اشعار میں نے اہل بیت کی تعریف میں کفارے کے طور پر کہے ہیں' جب یہ پیغام حضرت زین العابدینؒ کو ملا تو انہوں نے رقم واپس بھجوا دی اور فرمایا "اے فرزدق اگر تمہیں واقعی ہمارے ساتھ عقیدت ہے' تو یہ خیال کرو کہ ہم جو کچھ دے چکے ہیں اسے واپس نہ لیں گے۔ ہم اس کی ملکیت سے دستبردار ہو چکے ہیں۔"

حضرت داتا گنج بخشؒ کا وصال: ہر ذی روح کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے' کسی کو بھی اس سے مفر نہیں' وہ نیک لوگ ہوں خواہ ان کا دامن گناہوں سے آلودہ ہو' وہ پیغمبر ہوں یا اولیاء ہر انسان کو اس دار فانی سے کوچ کرنا ہے' چنانچہ وہ دن بھی آگیا جب اس پیر طریقت کو زندگی کے حقیقی سفر پر روانہ ہونا پڑا' کسی بھی کتاب سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ آپ حضرت داتا گنج بخشؒ کتنے دن بیمار ہوئے اور کس مہینے کی کس تاریخ کو آپؒ نے رحلت فرمائی' لیکن آپ کا عرس چونکہ ہر سال صفر کی انیس تاریخ کو ہوتا ہے اس لئے قیاس کیا جاتا ہے کہ آپ کا وصال اسی مہینے ہوا ہوگا' پیدائش کی طرح آپ کے سال وفات میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے۔ بہت سے محققین اور تذکرہ نگاروں نے آپ کا سال وفات بمطابق 1078ء سے اتفاق کیا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ آپ کی اپنی تالیف کشف المحجوب سے نہ تو آپ کی تاریخ ولادت اور نہ ہی آپ کے ہم عصر مصنفین کی کتابوں سے آپ کی تاریخ وفات کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے' مختلف شہادتوں کے پیش نظر کہا جا سکتا ہے کہ آپ کی تاریخ وفات 481ھ سے 500ھ کے درمیان ہے۔ سال وصال اور ولادت میں اختلاف کے باوجود یہ بات یقین کے ساتھ کہی جا سکتی ہے کہ حضرت داتا گنج بخشؒ کا دور پانچویں صدی ہجری پر محیط ہے۔

مزار مبارک: حضرت داتا گنج بخشؒ نے اپنی زندگی کے 34 سال لاہور شہر میں گزارے اور اسی شہر میں ہی چند روز کی علالت کے بعد اس جہان فانی کو خیر باد کہا اور اپنے حجرے میں ہی جہاں ان کا قیام تھا انتقال فرمایا اور آپ کے خلیفہ حضرت شیخ ہندیؒ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور آپ کو اسی مقام پر جہاں آپ نے وفات پائی تھی دفن کر دیا گیا۔ جہاں آج بھی آپ کا مزار مرجع خلائق ہے اور آسمان ان کی لحد پر شبنم افشانی کرتا ہے۔

کتابیات: اس تحقیقی مضمون کی تیاری کیلئے مندرجہ ذیل تاریخی کتب سے استفادہ کیا گیا۔

(۱) کشف المحجوب (۲) قلمی بیاض زنجانی (۳) آفتاب زنجانی (۴) خزینۃ الاصفیاء (۵) خزینۃ اولیاء (۶) تحقیقات چشتیہ (۷) تاریخ لاہور (۸) داتا گنج بخش
(۹) سیرت گنج بخش (۱۰) بزم صوفیہ (۱۱) پیر کامل (۱۲) داتا گنج بخش اور اُن کا عہد (۱۳) صاحب وقت (۱۴) مدینۃ الاولیاء (۱۵) مقام فقر حضرت داتا گنج بخش

Scanned with CamScanner